تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

م - ی

مؤلف
مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی
دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

بیت العمار کراچی

تجارت

کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

حروف تہجی کی ترتیب کے مطابق

مؤلف

مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

دار الافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۶

تجارت
کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

مؤلف: مفتی محمد انعام الحق صاحب قاسمی

طبع اول: ۱۴۴۱ھ - ۲۰۲۰ء

ای میل: baitulammar2004@gmail.com
qaasmiesencyclopedia2004@gmail.com

ملنے کے پتے

ملک بھر کے مشہور کتب
خانوں میں دستیاب ہے

ناشر
بیت العمار کراچی
نورانی مسجد گل پلازہ، مارسٹن روڈ کراچی۔ ۷۴۴۰۰
0333-3136872, 0302-2205466
0333-3845224

فہرست

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان
۶۴	❁ مالک کی اجازت کے بغیر چیز بیچ دینا......
۶۵	❁ مالک کی اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی......
۶۵	❁ مالک کی اجازت کے بغیر دلال کا قیمت کم کرنا......
۶۵	❁ مالک کے پاس قبضہ خالی کرانے کی طاقت نہیں......
۶۵	❁ مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا......
۶۵	❁ مال کی پاکی......
۶۶	❁ مال کی تعریف......
۶۶	❁ مال کی ضرورت آخری زمانہ میں......
۶۷	❁ مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے......
۶۷	❁ مال کی فراوانی کا انجام......
۶۸	❁ مال کی قیمت بڑھ جائے......
۶۸	❁ مال کی قیمت کم ہوجائے تو قیمت کم کرنا......
۶۸	❁ مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے......
۷۰	❁ مال کی محبت سے آخرت خراب ہوجاتی ہے......
۷۱	❁ مال کے پیچھے پڑنے کا انجام......
۷۲	❁ مال گناہ میں خرچ کرنا مال کی بربادی ہے......
۷۲	❁ مال متقوم......
۷۲	❁ مال متقوم نہیں......

صفحہ نمبر	عنوان
٧٣	مال مسروقہ کی خرید وفروخت کا حکم ....
٧٤	مال ملک میں موجود نہ ہو ....
٧٤	مال منگوایا ابھی تک قبضہ میں نہیں آیا ....
٧٥	مال موجود نہ ہونے کی صورت میں بیع کرنا ....
٧٦	مال واپس کرنا بچا ہوا ....
٧٦	مانع حمل ادویات ....
٧٨	مانع شرعی ....
٧٨	مانع طبعی ....
٧٩	ماں اپنی زمین فروخت کر سکتی ہے ....
٧٩	ماہانہ رسالوں کی بیع ....
٨٠	ماہانہ سامان لیکر آخر میں رقم ادا کرنا ....
٨٠	مبہم ومجہول ....
٨٠	مبیع ....
٨٠	مبیع ایک مشتری کو دکھا کر دوسرے کو فروخت کرنا ....
٨٢	مبیع بائع کی ملکیت ہو ....
٨٢	مبیع بیع کے وقت موجود ہو ....
٨٢	مبیع پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو ....
٨٣	مبیع پر قبضہ ....

صفحہ نمبر	عنوان
۸۳	مبیع پر قبضہ کر لینا قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے..................
۸۳	مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا..................
۸۴	مبیع پہلے ادا کرے یا قیمت..................
۸۴	مبیع چھ ماہ بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا..................
۸۵	مبیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا..................
۸۶	مبیع روکنا..................
۸۶	مبیع روکنے کا حق..................
۸۷	مبیع قیمتی چیز ہو..................
۸۷	مبیع کا ضمان میں آنا..................
۸۸	مبیع کا علم ہونا..................
۸۹	مبیع کا وزن ظرف کے ساتھ کرنا..................
۸۹	مبیع کو ادھار دینے کی شرط..................
۹۱	مبیع کو دوبارہ بائع پر فروخت کرنے کی شرط لگانا..................
۹۱	مبیع کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنا..................
۹۲	مبیع کی تعیین ضروری ہے..................
۹۳	مبیع (Sold Goods) کی شرائط..................
۹۴	مبیع کی قیمت بڑھ جانے پر بیع فسخ کرنے کا حکم..................
۹۴	مبیع کے اوصاف میں کمی ہو..................

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان
۱۲۹	مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا
۱۳۰	مذاہب باطلہ کے مراکز کی تعمیر کے لئے سامان فروخت کرنا
۱۳۰	مذہب غیر پر فتویٰ دینا
۱۳۰	مرابحہ
۱۳۳	مرابحہ مؤجلہ
۱۳۵	مرابحہ مؤجلہ بینک کا
۱۳۸	مرابحہ میں آمدورفت کے خرچہ کا حکم
۱۳۸	مرابحہ میں اضافی اخراجات ملانے کا حکم
۱۳۸	مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو
۱۳۹	مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا
۱۳۹	مرابحہ میں دھوکہ سے لی گئی زائد رقم کا حکم
۱۴۰	مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے
۱۴۰	مرابحہ میں فیصد کے حساب سے منافع طے کرنا
۱۴۱	مرابحہ میں گز اور میٹر کے تعین کی ضرورت ہے
۱۴۱	مرابحہ میں منافع کی مقدار
۱۴۲	مراتب تاجر
۱۴۲	مرا ہوا جانور
۱۴۲	مرتد کے ساتھ تجارت

صفحہ نمبر	عنوان
۱۴۳	مردار
۱۴۴	مردار جانور کا اون
۱۴۴	مردار جانور کا چمڑا
۱۴۴	مردار جانور کے بال
۱۴۴	مردار جانور کی کھال رنگنے کے بعد فروخت کرنا
۱۴۵	مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا
۱۴۵	مردار ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑی میں بھرنا
۱۴۶	مردہ جانور کی خرید وفروخت
۱۴۷	مردہ حیوان کی خرید وفروخت
۱۴۸	مردہ مچھلی
۱۴۸	مرض الموت میں کم قیمت پر بیع کی
۱۴۹	مرغوب صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا
۱۴۹	مرغی کا انڈا
۱۴۹	مرغی کا انڈا بطخ کے انڈے کے عوض فروخت کرنا
۱۴۹	مرغی مرگئی
۱۵۰	مرغیوں کو وزن کر کے فروخت کرنا
۱۵۰	مرغیوں کی خوراک کی تیاری کے لئے خون اور مردار کی خرید وفروخت
۱۵۱	مرغیوں کی بیٹ

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان
۲۰۴	مصنوعات کی پیکنگ
۲۰۴	مصنوعات کی تیاری میں ان باتوں کا خیال رکھیں
۲۰۴	مصنوعات کے بارے میں مسلمان فکر کریں
۲۰۴	مصنوعات کے ڈبے میں نقدی رکھنا
۲۰۵	مصنوعات کے فائدے سے متعلق کوئی عیب چھپانا
۲۰۶	مصنوع چیز میں درکار خام مال کی فراہمی
۲۰۶	مصنوع کا ضمان قبضے کے بعد
۲۰۶	مصنوع کو قبول کرنا
۲۰۷	مصنوع کی بیع قبضہ میں لینے سے پہلے
۲۰۸	مصنوع کی تیاری مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو
۲۰۸	مصنوعی ریشم
۲۱۰	مصنوعی ریشم کی خرید وفروخت کرنا
۲۱۰	مصنوعی زعفران
۲۱۰	مصنوعی قلت پیدا کرنا
۲۱۱	مضارب پر نقصان کی شرط عائد کی گئی
۲۱۲	مضاربت پر نقصان کے تاوان کا حکم
۲۱۳	مضاربت اور شرکت موجودہ زمانے میں
۲۱۳	مضاربت بینک کی

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر
ملازم کی تنخواہ کا حکم مضاربت میں	۲۷۹
ملازم کی ذمہ داری	۲۷۹
ملازم کے حقوق	۲۸۰
ملازم کے لئے جماعت چھوڑنا جائز نہیں	۲۸۱
ملازم میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑ دے	۲۸۴
ملازم نے چوری چھپے سامان زیادہ دے دیا	۲۸۵
ملازم نے زیادہ قیمت میں بیچ دی	۲۸۵
ملازمین جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں	۲۸۵
ملامسہ	۲۸۵
ملاوٹ	۲۸۶
ملاوٹ کا نتیجہ	۲۸۶
ملاوٹ کرنے والے کو چیز فروخت کرنا	۲۸۶
ملاوٹ کے وصول	۲۸۷
ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی	۲۸۸
ملاوٹ معمولی ہے	۲۸۹
ملاوٹ نہ کرنے والے سے بائیکاٹ کرنا	۲۸۹
ملبوسات کفار	۲۹۱
ملٹی لیول مارکیٹنگ	۲۹۱

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان
۴۲۶	وصف کے مقابلے میں قیمت نہیں ہوتی........................
۴۲۷	وصیت بھلائی کی........................
۴۲۷	وضعیہ........................
۴۲۷	وعدۂ بیع........................
۴۲۸	وعدۂ بیع اور بیع........................
۴۲۹	وعدۂ بیع کرتے وقت وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا........................
۴۲۹	وعدۂ بیع کی خلاف ورزی کی صورت میں........................
۴۳۰	وعدۂ بیع کی مثال........................
۴۳۰	وعدۂ بیع کے بعد خریداری میں نقصان سمجھتا ہے........................
۴۳۰	وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم........................
۴۳۱	وعدۂ بیع مجبوری کی وجہ سے پورا نہیں کر سکا........................
۴۳۲	وعدہ بیع میں بدنیتی........................
۴۳۲	وعدہ کی شرعی حیثیت........................
۴۳۵	وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا........................
۴۳۶	وقت پر حوالہ کرنا........................
۴۳۶	وقت مجہول ہو........................
۴۳۶	وقت معین پر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا........................
۴۳۶	وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط........................

عنوان	صفحہ نمبر

صفحہ نمبر	عنوان

صفحہ نمبر	عنوان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماپ تول کی مزدوری

ماپ تول کی ذمہ داری بیچنے والے پر ہے خریدار پر نہیں، اس لئے ماپ تول کی مزدوری خریدار پر ڈالنا جائز نہیں ہے۔ (١)

مادی وجود نہیں ہے

جن چیزوں کا اپنا کوئی مادی وجود نہیں ہے، ان کو اصطلاح میں ''حقوق مجردہ'' کہتے ہیں، الگ طور پر ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (٢)

مارک اپ

بینک وغیرہ کی جانب سے قرضہ لینے پر نفع کی جو شرط طے کی جاتی ہے، اس کو ''مارک اپ (Mark up)'' کہتے ہیں۔

---

(١) عن عثمان رضي الله عنه ان النبي صلي الله عليه وسلم قال له: إذا بعت فكل وإذا ابتعت فاكتل.
(صحيح بخاري: (١/٢٨٥) كتاب البيوع، باب الكيل علي البائع والمعطي، ط: قديمي)۔
مسند أحمد بن حنبل: (١/٦٢) رقم الحديث: ؛؛؛؛، مسند الخلفاء الراشدين، مسند عثمان بن عفان رضي الله عنه، ط: موسسة قرطبة.
قوله: باب الكيل على البائع والمعطي) أي مؤنة الكيل علي المعطي بائعاً كان أو موفي دين أو غير ذلك، ويلتحق بالكيل في ذلك الوزن فيما يوزن من السلع وهو قول فقهاء الأمصار. (فتح الباري: (٤/٣٤٤) كتاب البيوع، باب الكيل علي البائع والمعطي، ط: دار المعرفة)
(٢) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة (الدر مع الرد: (٤/٥١٨) كتاب البيوع: مطلب: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد)
شرح المجلة للاتاسي: (٢/١١٩) تحت المادة: ٢١٦، البيوع، الباب الثاني، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه ومالا يجوز، ط، رشيديه)
شرح المجلة لرستم باز: (١/٨٥) المادة: ٢١٦، ايضاً، ط: فاروقيه كوئته)

اور قرض دینے یا لینے پر "مارک اپ" مقرر کرنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

مارکہ

مصنوعات کی پہچان کے لیے مخصوص نشان اور مارکہ بنانا جائز ہے، بلکہ بعض دفعہ ضروری ہوتا ہے، مثلاً:

❶ مارکہ یا مخصوص نشان خریدار کو مصنوعات پہچاننے میں مدد کرتا ہے۔

❷ خریدار کو یہ اعتماد ہوتا ہے کہ اس مارکہ یا مخصوص نشان والی چیز معیاری ہوتی ہے۔

❸ اور اس کے ذریعہ لوگوں کو دھوکہ سے بھی بچایا جاسکتا ہے۔

مارکیٹ آرڈر (Market Order)

شیئرز میں "مارکیٹ آرڈر" سے مراد ایسا آرڈر ہے جس میں دلال سے یہ کہہ دیا گیا ہو کہ مارکیٹ میں جو بھی ریٹ ہو اس پر فلاں کمپنی کے شیئرز خرید لیے جائیں۔

مارکیٹ ریٹ خراب کرنا

ہر آدمی اپنی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کرسکتا ہے، شریعت نے اس پر کوئی پابندی نہیں لگائی۔ (۲)

---

(۱) "کل قرض جر منعة فهو ربا" (فيض القدير للمناوی: (۹/۴۴۸۷) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز رياض)

الدر مع الرد: (۵/۱۶۶) كتاب البيوع، فصل: في القرض، ط: سعيد)

الاشباه والنظائر: (۲۵۷) الفن الثاني: ط: قديمي)

(۲) وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الاثمان وتقديرها. (بحوث في قضايا فقهيه معاصره: (۱/۸) احكام البيع بالتقسيط، زيادة الثمن من أجل التأجيل، ط: دار العلوم كراچي)=

لیکن جس طرح بہت زیادہ منافع لینا منع ہے اسی طرح نامناسب حد تک قیمتیں کم کر کے مارکیٹ کا توازن خراب کرنے کی بھی اجازت نہیں ہے چنانچہ امام مالک رحمہ اللہ نے اپنی شہرہ آفاق کتاب ''موطا'' میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ واقعہ نقل کیا ہے:

ان عمر بن الخطاب مر بحاطب بن ابي بلتعة وهو يبيع زبيباً له بالسوق فقال له عمر بن الخطاب إما ان تزيد في السعر وإما أن ترفع من سوقنا.[1]

ترجمہ: عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ، حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ کے پاس سے گزرے اور وہ بازار میں اپنا کشمش بیچ رہے تھے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا یا تو قیمت میں اضافہ کرو، یا ہمارے بازار سے اٹھ جاؤ۔

مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت میں سامان بیچنا اصل میں مارکیٹ میں اجارہ داری قائم کرنا اور دوسرے تاجروں کا راستہ روکنا ہے، اس سے خاص طور پر چھوٹے تاجروں کا بہت زیادہ نقصان ہوتا ہے، اور ان کا کاروبار بیٹھ جاتا ہے اس لئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت حاطب بن ابی بلتعہ کو انتہائی کم نرخ پر کشمش

= لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۳۸۷/۲) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

(۱) (موطا: (ص: ۵۹۱) كتاب البيوع، باب الحكرة والتربص، ط: قديمي)

عن سعيد ابن المسيب قال: مر عمر بن الخطاب رضي الله عنه علي حاطب بن أبي بلتعة وهو يبيع زبيباً له بالسوق، فقال عمر رضي الله عنه: "إما أن تزيد في السعر وإما أن ترفع من سوقنا فهذا مختصر، وتمامه فيما روي الشافعي عن الدراوردي عن داود بن صالح التمار، عن القاسم بن محمد عن عمر رضي الله عنه مر بحاطب بسوق المصلي، وبين يديه غرارتان فيهما زبيب، فسأله عن سعرهما، فسعر له مدين لكل درهم، فقال له عمر رضي الله عنه: قد حدثت بعير مقبلة من الطائف تحمل زبيباً، وهم يعتبرون بسعرك فإما أن ترفع في السعر وإما أن تدخل زبيبك البيت فتبيعه كيف شئت، فلما رجع عمر حاسب نفسه، ثم أتي حاطباً في داره فقال له: إن الذي قلت ليس بعزمة مني ولا قضاء، إنما هو شي أردت به الخير لأهل البلد فحيث شئت فبع، وكيف شئت فبع. (السنن الكبري للبيهقي: (۲۹/۶) كتاب البيوع، باب التسعير، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

بیچنے سے منع فرمادیا۔

سنن بیہقی میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے رجوع کرنے کی ایک روایت ہے لیکن وہ روایت صحیح سند سے ثابت نہیں کیونکہ اس میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے حضرت قاسم بن محمد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے، اور ان کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں۔ (١)

مارکیٹنگ (تسویق)

☆ اسلام کی رو سے مارکیٹنگ کا مطلب یہ ہے کہ مال فروخت کرنے والا ایک مسلمان تاجر شریعت کی پابندی کرتے ہوئے خریداروں کی ضرورت اور پسند کو دیکھتے ہوئے، مطلوبہ چیزوں کو بہتر انداز سے مہیا کر کے صارف اور خریداروں کی خدمت انجام دیتا ہے، پس اس کی مناسب قیمت مقرر کر کے اعلان، تشہیر اور عام تعلقات کے ذریعہ صارف اور خریداروں کو متوجہ کرتا ہے، اور ان کی ضرورت کی چیزوں کو ان تک پہنچاتا ہے، اور ان تمام کاموں میں مخلوق کی خدمت کا جذبہ اس کے پیش نظر رہتا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ: ایسے بازاروں، منڈیوں اور خریداروں کا انتخاب کرنا جن کے ساتھ مال فروخت کرنے والا تاجر لین دین اور کاروبار کرنا چاہتا ہے۔

☆ صارفین اور خریداروں کی ضرورتوں کو عمدہ اور احسن طریقہ سے پورا کرنے کے لیے مناسب مصنوعات، اور ان کا مناسب ڈیزائن، شکل وصورت اور صفات وخصوصیات کو متعین کرنا تاکہ مال فروخت کرنے والا تاجر ان کی راحت رسانی کا ذریعہ بن سکے، اور فروخت کرنے والے تاجر کی اشیاء اور مصنوعات ان میں مقبول ہو سکیں۔

---

(١) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ١، علی الصفحۃ السابقۃ۔

☆ خریداروں کی خدمت کے جذبے سے چیزوں کی قیمت مناسب مقرر کرنا۔

☆ خریداروں کو اشیاء پہنچانے کا ایسا انتظام کرنا کہ انہیں مطلوبہ اشیاء سہولت کے ساتھ دستیاب ہوں۔ (۱)

مارکیٹنگ صرف ایک کے پاس ہو

اگر کوئی سامان اور اس کی مارکیٹنگ صرف ایک شخص کے پاس ہو تو پھر اس کے لئے عام مارکیٹ سے زائد نفع لینا درست نہیں کیونکہ اس صورت میں مارکیٹ سے زیادہ نفع لینا لوگوں کی مجبوری سے فائدہ اٹھانے کے مترادف ہوگا کہ جب بھی کسی شخص کو اس چیز کی حاجت ہوگی تو وہ اسی سے خریدنے پر مجبور ہوگا خواہ اس کی قیمت کتنی زیادہ ہی کیوں نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) وعن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لايظلمه ولايسلمه، ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته... الحديث۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول، ط: قديمي)

(ومن كان في حاجة أخيه) أي ساعياً في قضائها۔ (كان الله في حاجته)... وقد ورد في رواية مسلم عن أبي هريرة رضي الله عنه ولفظه: "والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه" وفيه تنبيه نبيه على فضيلة عون الأخ على أموره، وإشارة إلى أن المكافأة عليها بجنسها من العناية الالهية سواء كان بقلبه أو بدنه أو بهما لدفع المضار أو جذب المنافع إذ الكل عون۔ (مرقاة المفاتيح: (۹/ ۱۶۹) ايضاً ط: رشيديه جديد)

(۲) وقال في الدر المختار: "وفي النتف بيع المضطر وشراؤه فاسد" وقال الشامي: هو أن يضطر الرجل إلى طعام وشراب أو غيرها ولا يبيعه البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في الشراء منه... قال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة أن لايباع على هذا الوجه، وأن لايفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلى الميسرة، حتى يكون له في ذلك بلاغ اهـ. (إعلاء السنن: (۱۴/ ۲۱۳) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن)

بذل المجهود: (۱۵/ ۳۹) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب بيع المضطر وشراؤه فاسد، ط: سعيد.

مارکیٹنگ کے ذریعہ دوسروں کی حق تلفی کرنا

اسلام نے جس طرح تاجروں کو خریداروں کے لیے سامان مہیا کر کے ان کی خدمت کرنے کی تعلیم دی ہے، ایسے ہی تاجروں کو آپس میں ایک دوسرے کیساتھ تعاون، رواداری اور اچھا معاملہ کر کے تعاون اور مدد کرنے کی تعلیم دی، ایک دوسرے کو نیچا دکھانا، ایک دوسرے کو کاٹنا اور مقابلہ کرنا، دوسروں کا سامان بکنے میں رکاوٹ ڈال کر ان کو نقصان پہنچانا، مقابلے میں آکر قیمتیں گرا کر نقصان پہنچانے کی کوشش کرنا، دوسروں کے خریداروں کو چھیننا وغیرہ ان سب کاموں سے منع کیا ہے۔ (۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے مسلمان امن میں رہیں، اور مہاجر وہ ہے جو اللہ کی منع کی گئی باتوں سے رک جائے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ "اور مومن وہ ہے جس سے لوگوں کے اموال اور ان کی جانیں امن میں ہوں۔ (۲)

---

(۱) عن عمرو بن یحی المازنی عن أبیه أن رسول اللہ ﷺ قال: لاضد ولا ضرار۔ (مؤطا الإمام مالک رحمہ اللہ: (ص: ۶۴۳) کتاب الأقضیة، القضاء فی المرفق، ط: قدیمی)

قوله: لاضرر ولا ضرار أی لایضر الرجل أخاه ابتداء ولا جزاء، فینقصه من حقه... وقیل الضرر ماتضربه صاحبک وتنتفع به أنت والضرار أن تضره من غیر أن تنتفع۔ (کشف المغطا عن وجه المؤطا: (ص: ۶۴۳) ایضاً، ط: قدیمی)

(۲) عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، والمهاجر من هجر ما نهی اللہ عنه... (مشکاة المصابیح: (۱۲) کتاب الإیمان: الفصل الأول، ط: قدیمی)

عن أبی هریرة رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، والمؤمن من أمنه الناس علی دمائهم وأموالهم۔ رواه الترمذی والنسائی، (مشکوة المصابیح: (۱۵) کتاب الإیمان: الفصل الثانی، ط: قدیمی) =

مارکیٹنگ میں اسراف سے بچیں

''اسراف سے بچیں مارکیٹنگ میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۰/۱)

مارکیٹنگ میں حرام چیزوں سے بچنا

''اشتہارات میں حرام چیزوں سے بچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۶/۱)

مال ایک نمبر کا چاہیے

''ایک نمبر کا مال چاہیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۷/۱)

مال بدل کر آئے

''بدل کر آئے ہوئے سامان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۹/۲)

مال بری چیز نہیں ہے

اگر مال کو ناجائز طریقہ سے حاصل کیا جائے یا گناہ اور نافرمانی کے کام میں لگایا جائے یا مال ہی کو مقصود بنالیا جائے، اور اللہ اور بندوں کے حقوق کا خیال نہ رکھا جائے تو مال بری چیز ہے، اور اگر اس کو جائز طریقہ سے حاصل کیا جائے، اور نیک کاموں میں لگایا جائے اور اللہ اور بندوں کے حقوق کا خیال رکھا جائے تو مال اچھی چیز ہے، اور اس کی ضرورت بھی ہے۔

= صحیح البخاری: (۹/۱) رقم الحدیث: ۱۰، کتاب الإیمان، باب: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، ط: الطاف اینڈ سنز)

صحیح المسلم: (۴۸/۱) کتاب الإیمان: باب بیان تفاضل الإسلام، ط: قدیمی)

سنن الترمذی: (۹۰/۲) أبواب الإیمان، باب ماجاء المسلم من سلم المسلمون من لسانه ویده، ط: قدیمی)

سنن النسائی: (۲۶۶/۲) کتاب الإیمان وشرائعه، صفة المؤمن، وصفة المسلم، ط: قدیمی)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عمرو! نیک آدمی کے لئے حلال مال اچھا ہے۔[1]

ایک اور حدیث میں ہے کہ متقی آدمی کے لئے غنا اور مالداری میں کوئی حرج نہیں ہے۔[2]

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کوفرماتے ہوئے سنا کہ لوگوں پر ضرور ایسا زمانہ آئے گا جس میں درہم اور دینار (پیسے) کے علاوہ کچھ بھی لوگوں کو نفع نہیں دے گا۔[3]

مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا

''خریدا ہوا مال پہنچنے سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) یاعمرو نِعِمَّا بالمال الصالح للرجل الصالح. (المستدرك للحاكم (۲/۳) اول كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الإمارة والقضاء باب رزق الولاة، الفصل الثاني، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۲۹/۲۹۹) رقم الحديث: ۱۷۷۶۳، مسند الشاميين، حديث عمرو بن العاص، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) لابأس بالغني لمن اتقي. (مستدرك الحاكم: (۲/۳) اول كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

مشكاة المصابيح: (ص: ۴۵۱) كتاب الرقاق، باب استحباب المال والعمر للطاعة، الفصل الثالث، ط: قديمي.

مسند احمد: (۳۸/۲۲۹) رقم الحديث: ۲۳۱۵۸، تتمه مسند الأنصار، أحاديث رجال من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم، ط: مؤسسة الرسالة.

(۳) عن مقدام بن معديكرب ... سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول ليأتين على الناس زمان لا ينفع فيه الا الدينار والدرهم. (مشكاة المصابيح: (۲۴۳/۱) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثالث، ط: قديمي)

مسند أحمد: (۲۸/۴۳۳) رقم الحديث: ۱۷۲۰۱، مسند الشاميين، حديث المقدام بن معدي كرب.

مجمع الزوائد: (۴/۶۵) رقم الحديث: ۶۲۴۳، كتاب البيوع، باب فيما يتخذ من الدواب، ط: مكتبة القدس.

مال پہنچنے سے پہلے اس کو فروخت کرنا

(۵۵) بعض تاجر مال باہر سے منگواتے ہیں، اور مال پہنچنے سے پہلے ہی اس کو منافع پر فروخت کر دیتے ہیں، تو یہ خرید وفروخت جائز نہیں ہے، اور منافع بھی حلال نہیں ہے، البتہ بیع صحیح ہونے کی دو صورتیں ہیں، ان میں سے کسی ایک صورت کو اختیار کریں، اس کے بعد پھر مال منافع کے ساتھ فروخت کریں تو بیع بھی جائز ہوگی اور نفع بھی حلال ہوگا، اور وہ دو صورتیں یہ ہیں:

① جہاں مال خریدا ہے وہاں کسی کو یا مال بردار کمپنی کو مال پر قبضہ کرنے کے لیے وکیل بنا دیں، اس کے قبضہ کے بعد خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا۔

② مال پہنچنے سے قبل سودا نہ کریں، بلکہ سودا کرنے کا وعدہ کریں، مال پہنچنے کے بعد قبضہ کر کے وعدہ کے مطابق سودا کریں۔

اس صورت میں وعدہ کے بعد سودا ہونے سے پہلے پہلے اگر دونوں فریقوں میں سے کوئی ایک فریق سودا کرنے سے انکار کر دے گا تو وعدہ خلافی کا گناہ ہوگا، جو کبیرہ گناہ ہے، اور نفاق کی علامت ہے، لیکن سودا کرنے پر اسے مجبور نہیں کیا جا سکے گا۔

واضح رہے کہ اگر مال پہنچانے کا کرایہ خریدار ادا کرتا ہے، تو اس کی اجازت سے بائع (سیلر) کا کسی بھی مال بردار کمپنی کی تحویل میں مال دے دینا خریدار کا قبضہ شمار ہوگا۔[1]

---

(۱) لایصح اتفاقاً... بیع منقول قبل قبضه ولو من بائعه... (الدر مع الرد: (۵/۱۴۷) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف فی المبیع والثمن قبل القبض، ط: سعید)

الهندیة: (۳/۱۳) کتاب البیوع، الباب الأول، الفصل الثانی: فی معرفة المبیع والثمن والتصرف فیهما قبل القبض، ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (۶/۱۱۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع، ط: سعید)=

مال تلف کرنے پر اکراہ کرنا

(۵٦) اگر کسی مسلمان کو دوسرے مسلمان کا مال تلف کرنے پر مجبور کیا جائے، نہ کرنے کی صورت میں قتل وغیرہ کی دھمکی دی جائے تو اس صورت میں مال تلف کر کے اپنی جان بچالے، بعد میں "مکرِہ" یعنی مجبور کرنے والے کے ذمہ ضمان لازم

= إذا قال المشتری للبائع ابعث إلی ابنی، واستاجر البائع رجلا یحمله إلی ابنه فهذا لیس بقبض، والاجر علی البائع الا ان یقول استاجر علیَ من یحمله فقبض الاجیر یکون قبض المشتری ان صدقه انه استاجره، دفع إلیه وان انکر استیجاره و دفع إلیه، فالقول قوله، کذا فی التاتار خانیة۔ (الهندیة: (۳/ ۱۹) کتاب البیوع، الباب الرابع: فی حبس المبیع بالثمن وقبضه... الفصل الثانی: فی تسلیم المبیع، ط: رشیدیه)

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۱/ ۲۴۹) تحت المادة: ۲٦۲، البیوع، الباب الخامس، الفصل الأول: فی بیان حقیقة التسلیم والتسلم وکیفیتهما، ط: دار عالم الکتب/مکتبه سلطانیه کوئٹه)

شرح المجله رستم باز: (۱/ ۱۰۹، ۱۱۰) أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه)

أن البیع انما ینعقد بصیغة تدل علی إنشاء العقد فی الحال، ولذلک لاینعقد البیع بصیغة تتمحض للاستقبال، مثل قولنا "سوف أبیعک کذا" أو "سوف أشتری منک کذا" وإنما تنبئ هذه الصیغة عن الوعد بإنجاز البیع فی المستقبل، ولیس بیعاً، فمن وعد آخر بإنشاء بیع فی المستقبل: هل یجب علیه الوفاء بهذا الوعد؟... المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء، أن الوفاء بالوعد مستحب مندوب، وهو من مکارم الأخلاق، ولکنه لیس بواجب دیانة ولا قضاء، والواعد إذا ترک الوفاء فقد فاته الفضل وارتکب المکروه کراهة تنزیهیة شدیدة ولکنه لا یأثم... وکذلک یوجد عند الحنفیة نصوص تدل علی لزوم الوعد، وکون الوفاء به واجباً علی الواعد، فقال الإمام أبوبکر الجصاص ﷫ فی تفسیر قوله تعالی: "یا أیها الذین آمنوا لم تقولون ما لا تفعلون۔" (الصف: ۲) یحتج به فی أن کل من ألزم نفسه عبادة أو قربة وأوجب علی نفسه عقداً، لزمه الوفاء به، إذ ترک الوفاء به یوجب أن یکون قائلا ما لا یفعل، وقد ذم الله فاعل ذلک، وهذا فیما لم یکن معصیة، فأما المعصیة، فإن ایجابها فی القول لا یلزمه الوفاء بها، وقال النبی ﷺ: لا نذر فی معصیة وکفارته کفارة یمین، وإنما یلزم ذاک فیما عقده علی نفسه مما یتقرب به إلی الله عز وجل، ومثل النذور، وفی حقوق الآدمیین، العقود التی یتعاقدونها وظاهر ما تحته خط من هذه العبارة یدل علی أن الوعود یجب ایفاءها إذا کانت متعلقة بالعقود التی یتعاقد بها الناس۔ (فقه البیوع: ۱/ ۷۷، ۷۸، ۸۲) المبحث الأول: فی حقیقة البیع وطرق انعقاده، الباب الثانی: فی أحکام الإیجاب والقبول، ۳۲: حکم الوعد أو المواعدة فی البیع، ط: معارف القرآن)

مال حرام تبادلہ میں حاصل ہوا

''حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۳/۳)

مال حرام سے خریدی ہوئی چیز

☆ اگر کوئی چیز بعینہ حرام رقم سے خریدی ہے تو بعینہ اس کو صدقہ کرنا بہتر ہے، یا پھر اس کی موجودہ مالیت کے بقدر صدقہ کردے، ورنہ جتنی رقم سے چیز خریدی گئی تھی اتنی رقم صدقہ کردے۔[۲]

☆ اور اگر حرام مال کو حلال مال سے مخلوط کر کے کوئی چیز خریدی گئی ہے تو اس چیز کا صدقہ کرنا ضروری نہیں بلکہ رقم صدقہ کردینا کافی ہے۔[۳]

---

(۱) وان اکرہ علی اتلاف مال مسلم باحدھما (ای القتل او قطع عضو منہ (رخص) الإتلاف (لہ) ای للمکرہ... والضمان علی المکرہ (بالکسر)۔ (ملتقی الأبحر مع مجمع الأنھر: (۴/ ۴۴) کتاب الإکراہ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

(ورخص لہ إتلاف مال مسلم) أو ذمی، اختیار (بقتل أو قطع)... (وضمن رب المال المکرہ) بالکسر لأن المکرہ بالفتح کالآلۃ۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۱۳۵) کتاب الإکراہ، ط: سعید۔)

البحر الرائق (۸/ ۷۳) کتاب الإکراہ، ط: سعید)

(۲) (قولہ: اکتسب حراما) توضیح المسئلۃ ما فی التاتارخانیۃ حیث قال: رجل اکتسب مالاً من حرام ثم اشتری فھذا علی خمسۃ أوجہ، إما ان دفع تلک الدراھم إلی البائع أولاً، ثم اشتری منہ بھا او اشتری قبل الدفع بھا ودفعھا، أو اشتریٰ قبل الدفع بھا ودفع غیرھا او اشتریٰ مطلقًا، ودفع تلک الدراھم او اشتریٰ بدراھم آخر ودفع تلک الدراھم... قال الکرخی: فی الوجہ الأوّل والثانی لایطیب، وفی الثلاث الأخیرۃ یطیب، وقال أبوبکر: لایطیب فی الکل، لکن الفتویٰ الآن علی قول الکرخی دفعا للحرج عن الناس۔ (شامی: (۵/ ۲۳۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب إذا اکتسب حراماً ثم اشتریٰ فھو علی خمسۃ أوجہ، ط: سعید)

الھدایۃ: (۳/ ۳۷۵، ۳۷۶) کتاب الغصب، ط: رحمانیہ)

مزید ''مال حرام سے کمایا ہوا نفع'' عنوان کے تحت تخریج بھی دیکھیں۔

(۳) بان المراد لیس ھو نفس الحرام؛ لأنہ ملکہ بالخلط، وانما الحرام التصرف فیہ قبل أداء بدلہ... =

مال حرام سے کمایا ہوا نفع

☆حرام مال سے کمائے ہوئے نفع کو صدقہ کرنا واجب ہے۔

☆اگر مال حرام یا اس سے کمائے ہوئے نفع کو صدقہ کرنے سے پہلے اس سے کوئی چیز خرید لی تو اس کی دو صورتیں ہیں:

❶ اگر مال حرام کی طرف اشارہ کر کے کوئی چیز خرید لی، اور وہ مالِ حرام جس کی طرف اشارہ کیا تھا قیمت میں ادا کر دیا، تو اس کی آمدنی ناجائز ہے، اور صدقہ کرنا واجب ہے۔

❷ اور اگر حرم مال کی طرف اشارہ کئے بغیر اس مال سے کچھ خریدا، یا حرام مال کی طرف اشارہ کیا، لیکن حلال مال ادا کیا تو اس صورت میں امام ابوالحسن کرخی رحمہ اللہ کے نزدیک کمایا ہوا نفع حلال ہوگا، صرف اصل مال جو حرام ہے اس کو صدقہ کرنا واجب ہوگا، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں کہ حرام مال کو کمائی اور منافع کا ذریعہ بنالے، ایسا کرنا بالکل جائز نہیں، ہاں اگر غلطی سے ہوگیا تو اس کی گنجائش ہے جو امام

=نعم لایباح الانتفاع بہ قبل أداء البدل فی الصحیح من المذھب۔ (شامی: (۲/۲۹۲) کتاب الزکاۃ، باب زکاۃ الغنم، قبیل: مطلب: استحلال المعصیۃ القطعیۃ کفر، ط: سعید)

الطحطاوی علی الدر المختار: (۴/۱۹۳) کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ط: رشیدیہ)

والسبیل فی المعاصی ردھا وذلک ھھنا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ۔۔۔ (الھندیۃ: (۵/۳۴۹) کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر: فی الکسب، ط: رشدیہ)

والحاصل انہ ان علم ارباب الأموال وجب ردہ علیھم والا فإن علم عین الحرام لایحل لہ، ویتصدق بہ بنیۃ صاحبہ ... ومفادہ، الحرمۃ وإن لم یعلم أربابہ وینبغی تقییدہ بما إذا کان عین الحرام لیوافق ماقلناہ إذ لو اختلط بحیث لایتمیز یملکہ ملکا خبیثا لکن لایحل لہ التصرف فیہ مالم یود بدلہ۔۔۔ (شامی: (۵/۹۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: فی من ورث مالا حراماً، ط: سعید)

ویردونھا علی أربابھا ان عرفوھا والا تصدقوا بھا لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد علی صاحبہ۔ (شامی: (۶/۳۸۵) کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید)

کرخی نے ذکر کیا۔[1]

مال حرام سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ

''حرام مال سے نجات حاصل کرنے کا طریقہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مال حرام عوض میں آئے

''حرام مال تبادلہ میں حاصل ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۳/۳)

مال حرام کا انجام

حضرت حسن رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

---

(۱) اکتسب حراماً واشترى به، أو بالدراهم المغصوبة شيئاً، قال الكرخي رحمه الله: ان نقد قبل البيع تصدق بالربح والالا۔ وفي رد المحتار: (قوله: اكتسب حراما الخ) توضيح المسئلة ما في التاتارخانية حيث قال: رجل اكتسب مالاً من حرام ثم اشترى فهذا على خمسة أوجه، إما ان دفع تلك الدراهم إلى البائع أولاً، ثم اشترى منه بها او اشترى قبل الدفع بها و دفعها، أو اشترى قبل الدفع بها و دفع غيرها او اشترى مطلقًا، و دفع تلك الدراهم او اشترى بدراهم آخر و دفع تلك الدراهم ... قال الكرخي: في الوجه الأول والثاني لا يطيب، وفي الثلاث الأخيرة يطيب، وقال أبو بكر: لا يطيب في الكل، لكن الفتوى الآن على قول الكرخي دفعا للحرج عن الناس۔

وفي الولوالجية: وقال بعضهم: لا يطيب في الوجوه كلها وهو المختار ولكن الفتوى اليوم على قول الكرخي، دفعا للحرج لكثرة الحرام۔ (الدر مع الرد: (۲۳۵/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب إذا اكتسب حراما ثم اشترى فهو على خمسة أوجه، ط: سعيد)

(لو تصرف في المغصوب والوديعة) بان باعه (وربح) فيه (إذا كان) ذلك (متعينا بالاشارة أو بالشراء بدراهم الوديعة أو الغصب ونقدها) يعني يتصدق بربح حصل فيهما إذا كانا مما يتعين بالاشارة وإن كانا مما لا يتعين فعلى أربعة أوجه: فإن أشار إليه ونقدها فكذلك يتصدق (وإن أشار إليها ونقد غيرها أو) أشار (إلى غيرها) ونقدها (أو اطلق) ولم يشر (ونقدها لا) يتصدق في الصور الثلاث عند الكرخي رحمه الله، قيل: (وبه يفتى)۔ (الدر مع الرد: (۱۸۹/۶) كتاب الغصب، ط: سعيد)

والمختار أنه لا يحل مطلقًا كذا في الملتقى، ولو بعد الضمان هو الصحيح، كما في فتاوى نوازل واختار بعضهم الفتوى على قول الكرخي رحمه الله في زماننا لكثرة الحرام، وهذا كله على قولهما وعند أبي يوسف رحمه الله لا يتصدق بشيئ منه، كما لو اختلف الجنس ذكره الزيلعي۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۱۰۵/۴) كتاب الغصب، ط: رشيديه۔

جو شخص حرام مال حاصل کرتا ہے اگر پاس رکھا تو برکت نہیں ہوگی، خرچ کرے گا تو اللہ پاک قبول نہیں فرمائیں گے، اگر چھوڑ کر مر گیا تو جہنم اس کا انجام ہوگا۔(۱)

مال حرام کو حلال کرنے کا حیلہ

بعض لوگ حرام رقم کو حلال کرنے کے لیے اس طرح حیلہ کرتے ہیں کہ کسی غیر مسلم سے قرض لے کر سامان وغیرہ خرید لیتے ہیں، اور حرام رقم سے قرض ادا کرتے ہیں، اس قسم کا حیلہ جائز نہیں ہے، اور اس حیلے سے حرام رقم حلال نہیں ہوتی، صرف اتنا ہوتا ہے کہ قرض سے جو سامان خریدے گا وہ حلال ہوگا،(۲) لیکن حرام رقم ملکیت میں لانے، اور حرام رقم سے قرض ادا کرنے کا گناہ ہوگا، اور حیلہ کرنے اور نہ کرنے کا

---

(۱) عن الحسن، قال: قال رسول الله صلي الله عليه وسلم: أيما عبد أمسك مالاً حراماً إن أمسكه لم يبارك له فيه، وإن أنفقه لم يقبله الله عز وجل منه، فإن مات وهو عنده كان زاده إلي جهنم. (إصلاح المال لابن أبي الدنيا: (ص:١٤٣) رقم الحديث:١٠، باب أخذ المال، ط: دار الوفاء.)

(۲) وفي شرح حيل الخصاف لشمس الأئمة رحمه الله تعالىٰ ان الشيخ أبا القاسم الحكيم كان يأخذ جائزة السلطان، وكان يستقرض لجميع حوائجه، وما يأخذ من الجائزة يقضي بها ديونه، والحيلة في هذه المسائل ان يشترى نسيئة ثم ينقد ثمنه من اىّ مال شاء، وقال أبو يوسف رحمه الله: سألت أبا حنيفة عن الحيلة في مثل هذا، قال: فأجابني بما ذكرنا۔ (الهندية: (٣٤٢/٥) كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه)

وجاز أخذ دين على كافر من ثمن خمر لصحة بيعه بخلاف دين على المسلم لبطلانه الا اذا وكل ذميا ببيعه۔ (الدر مع الرد: (٣٨٥/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔

وفي شرح حيل الخصاف لشمس الأئمة رحمه الله تعالىٰ ان الشيخ أبا القاسم الحكيم كان ممن يأخذ جائزة السلطان، وكان يستقرض لجميع حوائجه، وما يأخذ من الجائزة كان يقضي به دينه، فالحيلة في مثل هذه المسائل ان يشترى شيئا ثم ينقد ثمنه من اىّ مال أحب، قال أبو يوسف رحمه الله: سألت أبا حنيفة عن الحيلة في مثل هذا، قال: فأجابني بما ذكرنا۔ (خلاصة الفتاوى: (٣٤٩/٣) كتاب الكراهية، الفصل الرابع في المال من الاهداء والميراث وغير ذلك، ط: رشيديه)

أن كل حيلة يحتال بها الرجل لإبطال حق الغير أو لادخال شبهة فيه أو لتمويه باطل فهي مكروهة وكل حيلة يحتال بها الرجل ليتخلص بها عن حرام أو ليتوصل بها إلى حلال فهي حسنة۔ (الهندية: (٣٩٠/٦) كتاب الحيل، الفصل الأول في بيان جواز الحيل وعدم جوازها، ط: رشيديه)

نتیجہ برابر ہے۔ (١)

مالدار بننے کا راز

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دو صحابہ کرام رضی اللہ عنہما بہت بڑے مالدار تھے۔ ① حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ ② حضرت عبدالرحمن بن عوف۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ تو خاندانی طور پر مالدار تھے، ان کے والد عفان مکہ مکرمہ میں بہت بڑے تاجر تھے مگر حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ خاندانی طور پر مالدار نہیں تھے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی تعلیمات کے مطابق تجارت کر کے بڑی دولت کمائی۔

امام غزالی رحمہ اللہ نے اپنی معروف و مشہور کتاب ''احیاء العلوم'' میں نقل کیا ہے کہ کسی نے حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مالدار بننے کا سبب پوچھا تو

---

(١) ... انه لايربو لحم نبت من سحت الا كانت النار أولى به ۔ (سنن الترمذي: (٢٤٩/١) أبواب مايتعلق بالصلوة، باب ماذكر في فضل الصلاة، ط: رحمانية) و: (١٣٢/١) ط: قديمي)

... يا كعب بن عجرة انه لايدخل الجنة لحم نبت من سحت ۔ (صحيح ابن حبان: (٩/٥) رقم الحديث: ١٧٢٣، كتاب الصلاة، باب فضل الصلوات الخمس، ذكر البيان بان الصلاة قربان للعبيد يتقربون بها إلى بارئهم جل وعلا، ط: موسسة الرسالة)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: من اشترى ثوبا بعشرة دراهم وفيه درهم حرام، لم يقبل الله تعالى له صلوة مادام عليه، قال: ثم أدخل اصبعيه في أذنيه ثم قال: صمتا إن لم يكن النبي ﷺ سمعته يقوله۔ (مسند احمد بن حنبل: (٢١٨/٥، ٢١٩) رقم الحديث: ٥٧٣٢، مسند عبدالله بن عمر رضي الله عنه، ط: دار الحديث القاهرة)

عن أبي هريرة رضي الله عنه ... ثم ذكر الرجل يطيل السفر اشعث اغبر يمد يديه إلى السماء، يا رب يا رب! ومطعمه حرام، ومشربه حرام، وملبسه حرام، وغذي بالحرام فأنى يستجاب لذلك ۔ (الصحيح للإمام مسلم: (٣٢٦/١) كتاب الزكاة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف قبيل، باب الحث على الصدقة ولو بشق تمرة، ، ط: مكتبة الحسن وقديمي۔

عن عبدالله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال عن رسول الله ﷺ ... ولا يكسب عبد مالا من حرام فينفق منه فيبارك له فيه ولا يتصدق به فيقبل منه ولا يترك خلف ظهره الا كان زاده إلى النار۔ (مسند أحمد: (٥٣٩/٣) رقم الحديث: ٣٦٧٢، مسند عبدالله ابن مسعود رضي الله عنه، ط: دار الحديث القاهرة)

انہوں نے فرمایا اس کے تین اسباب ہیں۔

① میں نے کبھی بھی (تھوڑے) نفع کو رد نہیں کیا یعنی تھوڑے نفع پر بھی مال بیچ دیا۔

② جب بھی مجھے جانور فروخت کرنے کی پیش کش کی گئی میں نے فروخت کر دیا اس کی فروختگی کو مؤخر نہیں کیا۔

③ میں نے ادھار مال نہیں بیچا۔

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے ایک بار ایک ہزار اونٹ فروخت کئے اور نفع صرف اتنا کمایا کہ ہر اونٹ کی رسی بچ گئی، پھر رسی کو ایک درہم میں فروخت کر کے کل ایک ہزار درہم کا نفع کمایا۔ (۱)

مالدار کے لیے بیع سلم کرنا

عقد سلم کے جواز کی بنیادی وجہ غرباء اور فقراء کی ضرورت ہے، ان کے پاس کام کرنے کے لئے پیسے نہیں ہوتے، لیکن ضرورت کی موجودگی ایک خفیہ معاملہ ہے، جس پر ہر کسی کو اطلاع ہونا ضروری نہیں ہے، اس لئے شرائط کے ساتھ بیع سلم کرنا غرباء اور امراء دونوں کے لئے جائز ہے، جیسا کہ سفر کی حالت میں مشقت اور تکلیف سے قطع نظر کر کے محض سفر کو مشقت کا قائم مقام قرار دیا ہے، اسی طرح سلم کرنے والا امیر ہو یا غریب اگر شرائط کے مطابق ہے تو جائز ہے، ورنہ نہیں۔ (۲)

---

(۱) قيل لعبد الرحمن بن عوف رضي الله عنه ما سبب يسارك؟ قال: ثلاث ما رددت ربحا قط، ولا طلب مني حيوان فأخرت بيعه ولا بعت بنسية. ويقال إنه باع ألف ناقة فما ربح إلا عقلها باع كل عقال بدرهم فربح فيها ألفاً وربح من نفقته عليها ليومه ألفاً. (إحياء علوم الدين: (۲/۸۰) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الرابع في الإحسان في المعاملة، ط: دار المعرفة)

(۲) ولما كان جوازه للحاجة وهي باطنة أنيط بامر ظاهر كما هو المستمر في قواعد الشرع كالسفر للمشقة ونحوه، وهو ذكر الاجل، فلم يلتفت بعد ذلك إلى كون المبيع معدوما عند المسلم إليه حقيقة أو موجودا قادرا هو عليه۔ (فتح القدير: (۷/۸۳)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه۔=

مالداری کا سبب

''مالدار بننے کا راز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۱/۶)

مال راستہ میں ضائع ہو گیا

''بائع کی طرف سے بھیجا ہوا مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۰/۲)

مال غیر متقوم

اگر مال ایسی چیز ہے کہ شریعت میں اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے تو وہ ''مال غیر متقوم'' ہے، مثلاً شراب مال غیر متقوم ہے، کیونکہ بعض آسمانی دین والے اہل کتاب اس کو مال سمجھتے ہیں، لیکن چونکہ شریعت اسلامیہ میں اس سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے، اس لئے وہ ''مال غیر متقوم'' ہے۔ (۱)

مال فروخت کرنے کے بعد ریٹ بڑھ گیا

اگر مال فروخت کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کو قبضہ دینے سے پہلے

= قلنا شرعيته لدفع حاجة المفاليس، والافلاس امر باطن لايمكن الوقوف على حقيقته، والشرع بنى هذه الرخصة على الحاجة... والبيع بالخسران دليل الحاجة، ونظيره إقامة السفر مقام المشقة إقامة النكاح مقام الماء في النسب۔ (الكفاية في ذيل فتح القدير: (۲۲/۷)، كتاب البيوع، باب السلم، تحت وقوله: (لو كان قادرا على التسليم لم يوجد المرخص)، ط: رشيديه۔

العناية على هامش فتح القدير: (۸۳،۸۴/۷)، كتاب البيوع، باب السلم، ط: رشيديه۔

(۱) المال المتقوم يستعمل في معنين الأول بمعنى ما يباح الانتفاع به، والثاني: بمعنى المال المحرز فالسمك في البحر غير متقوم وإذا اصطيد صار متقوماً بالإحراز... فيعرف بانه المال المحرز الذي يمكن ادخاره مع إباحة الانتفاع به شرعاً، فما يباح بلا تمول لا يكون مالا كحبة حنطة، وما يتمول بلا إباحة انتفاع لا يكون متقوماً كالخمر، وإذا عدم الأمران لم يثبت واحد منهما كالدم۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۱۸،۱۷/۲)، المادة: ۱۲۷، الكتاب الأول: البيوع، المقدمة، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۵۸/۱)، المادة: ۱۲۷، ايضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

البحر الرائق: (۲۵۷،۲۵۶/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

ریٹ بڑھ گیا تو بائع (سیلر) کے لئے بڑھے ہوئے ریٹ کے مطابق پیسہ لینا جائز نہیں ہوگا، بلکہ جس قیمت پر سودا ہوا تھا اس قیمت کے مطابق رقم لینی ہوگی، اس سے زائد رقم کا مطالبہ جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر مشتری اپنی خوشی سے بڑھا کر دے تو یہ جائز ہوگا۔[1]

مال فقیر

''بھیک کے مال'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۶/۲)

مال کافروں سے خریدنا

''کافروں سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۵)

مالک بلاشرط مضارب کے ساتھ کام کرسکتا ہے

''مضاربت میں مالک بلاشرط عمل کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۰/۶)

مالک کا ملازم بن کر مضاربت میں کام کرنا

''مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالک کی اجازت کے بغیر چیز بیچ دینا

''بیع فضولی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۵/۲)

---

(۱) (قوله: وحكمه ثبوت الملك) أي في البدلين لكل منهما في بدل، وهذا حكمه الأصلي، والتابع وجوب تسليم المبيع والثمن... (الدر مع الرد: (۵۰۶/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

للمشتري أن يزيد في الثمن بعد العقد... (شرح المجلة لرستم باز: (۱۰۶/۱)، الكتاب الأول: البيوع، الباب الرابع: في بيان المسائل المتعلقة في الثمن والمثمن بعد العقد، الفصل الثاني: في بيان التزييد والتنزيل في الثمن والمبيع بعد العقد، ط: فاروقيه كوئته۔

البحر الرائق: (۲۶۱/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

فتح القدير: (۲۳۸/۶، ۲۳۹)، كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

مالک کی اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی

''اجازت کے بغیر چیز فروخت کردی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۴/۱)

مالک کی اجازت کے بغیر دلال کا قیمت کم کرنا

''دلال کا قیمت کم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۵/۳)

مالک کے پاس قبضہ خالی کرانے کی طاقت نہیں

''قبضہ ہوگیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۹/۵)

مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

''مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۲)

مال کی پاکی

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جوشخص بھی حلال مال کما کر اپنے آپ کو کھلائے یا پہنائے، اور اپنے علاوہ اللہ کی مخلوق کی خدمت کرے، یہی اس کی اور اس کے مال کی پاکی ہے۔ [1]

---

(۱) وعن ابي سعيد الخدري رضي الله عنه عن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: ايما رجل اكتسب مالا من حلال فاطعم نفسه، او كساها، فمن دونه من خلق الله كان له به زكاة. رواه ابن حبان (الترغيب والترهيب: (۲/٤٤١) كتاب البيوع، الترغيب في طلب الحلال والأكل منه والترهيب من اكتساب الحرام. الخ، ط: دار الكتب العلمية)

صحيح ابن حبان: (۲/٤٨) رقم الحديث: ٤٢٣٦، كتاب الرضاع، باب النفقة، ط: مؤسسة الرسالة.

شعب الايمان: (۲/٨٦) الثالث عشر من شعب الايمان: وهو باب التوكل بالله عزوجل والتسليم لأمره تعالي في كل شئ، ط: دار الكتب العلميه.

مال کی تعریف

مال اس چیز کو کہتے ہیں جس کی طرف طبیعت کا میلان ہوتا ہو، اور ضرورت کے وقت کے لئے اس کی ذخیرہ اندوزی کی جا سکے، کبھی تو کوئی چیز تمام ادیان کے انسانوں کے نزدیک مال ہوتی ہے، مثلاً گندم، چاول اور بکری وغیرہ، اور کبھی صرف بعض لوگوں کے نزدیک مال ہوتی ہے، مثلاً شراب اور سور۔ (١)

مال کی ضرورت آخری زمانہ میں

آخری زمانہ میں بیت المال کا نظام باقی نہیں رہے گا، اور لوگوں میں ایک دوسرے کی اعانت اور نصرت کا اور کام آنے کا جذبہ ختم ہو جائے گا، ہر شخص اپنی عیش وعشرت اور آرام وراحت کی فکر میں رہے گا، لہٰذا دینی ضرورت میں اس کا کوئی خیال نہیں کرے گا، ایسی حالت میں اگر مال نہیں ہوگا تو اپنی دین اور دنیا کو درست رکھنا مشکل ہوگا اس لئے دینداروں کو بھی تجارت میں حصہ لینا چاہئے تا کہ دنیا داروں کے محتاج نہ رہیں۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا آخری زمانہ میں لوگوں کے لئے دراہم ودنانیر (روپیہ پیسہ) ضروری ہوگا تا کہ وہ اس کے ذریعہ اپنی دنیا اور دین کو درست رکھ سکیں۔ (٢)

---

(١) المال مايميل إليه الطبع ويمكن إدخاره لوقت الحاجة، والمالية إنما تثبت بتمول الناس كافة أو بتقوم البعض، والتقوم يثبت بها وبإباحة الإنتفاع له شرعاً... ومايكون مالاً بين الناس ولا يكون مباح الانتفاع لايكون متقوماً، كالخمر۔ (البحر الرائق: (٢٥٦/٥، ٢٥٧)، كتاب البيع، ط: سعيد۔
شامی: (٥٠١/٤)، كتاب البيوع، مطلب في تعريف المال والملك والمتقوم، ط: سعيد۔
شرح المجلة للاتاسي: (١٧/٢)، المادة: ١٢٦، البيوع، المقدمة، ط: رشيديه۔
المعجم الأوسط للطبراني: (٣٢٥/٣)، رقم الحديث: ٣٢٩٥، من اسمه بكر، ط: دار الحرمين۔
(٢) عن حبيب بن عبيد قال: رأيت المقدام بن معدي كرب في السوق وجارية له تبيع لبناً، وهو جالس =

مال کی ضرورت دین بچانے کے لئے

آخری زمانہ میں دین بچانے کے لئے مال کی ضرورت ہوگی۔

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے ہوئے سنا کہ آخری زمانے میں لوگوں کو درہموں اور دیناروں کی زیادہ ضرورت ہوگی تاکہ آدمی ان سے اپنا دین باقی رکھ سکے اور اپنی دنیاوی ضرورت پوری کر سکے۔ (١)

مال کی فراوانی کا انجام

ضمرہ ابن حبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کا مال زیادہ ہوگا اس کے افکار زیادہ ہوں گے، اور جس کی فکر زیادہ ہوگی اس کا دل ادھر ادھر بھٹکتا رہے گا، ایسے شخص کی اللہ کو کوئی پرواہ نہیں کہ کدھر جائے گا اور

=يقبض الدراهم، فقيل له في ذلك، فقال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: "إذا كان في آخر الزمان لا بد للناس فيها من الداهم والدنانير يقيم الرجل بها دينه ودنياه." (مجمع الزوائد: (٦٥/٤) رقم الحديث: ٦٢٢٥، كتاب البيوع، باب إتخاذ المال، ط: مكتبة القدس)

المعجم الكبير للطبراني: (٢٧٩/٢٠) رقم الحديث: ٦٦٠، حرف الميم، المقدام بن معدى كرب، ط: مكتبة ابن تيمية۔

كنز العمال: (٢٣٨/٣) رقم الحديث: ٦٣٣٣، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعديد الأخلاق المحمودة على ترتيب الحروف المعجمة، ط: مؤسسة الرسالة۔

(١) عن المقدام بن معديكرب رضي الله عنه سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: إذا كان في آخر الزمان لا بدّ للناس فيها من الدراهم والدنانير يقيم الرجل بها دينه ودنياه. (مجمع الزوائد: (٦٥/٤) رقم الحديث: ٦٢٢٥، كتاب البيوع، باب إتخاذ المال، ط: مكتبة القدس.

المعجم الكبير للطبراني: (٢٧٩/٢٠) رقم الحديث: ٦٦٠، حرف الميم، المقدام بن معدي كرب، ط: مكتبة ابن تيمية.

كنز العمال: (٢٣٨/٣) رقم الحديث: ٦٣٣٣، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثاني: في تعديد الأخلاق المحمودة على ترتيب الحروف المعجمة، ط: مؤسسة الرسالة.

جس شخص نے ایک فکر (آخرت) اختیار کرلی، اللہ تعالیٰ اس کے لئے دنیا کی فکروں میں کافی ہوگا۔ [1]

مال کی قیمت بڑھ جائے

اگر کسی تاجر نے مال خریدلیا، پھر اس کی قیمت بڑھ گئی تو اسے بازار میں موجود بڑھی ہوئی قیمت پر مال بیچنا جائز ہے، اگرچہ موجودہ مارکیٹ قیمت سابقہ قیمت فروخت سے بہت زیادہ بڑھ چکی ہو، اگر گاہک اس صورت میں قیمت خرید پوچھ لے تو اسے بتانا ضروری نہیں ہے، صرف اتنا کہہ دینا کافی ہے کہ بازار میں اس کی موجودہ قیمت یہی ہے۔ [2]

مال کی قیمت کم ہوجائے تو قیمت کم کرنا

''قیمت کم ہوجائے تو قیمت کم کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۶/۵)

مال کی محبت تباہی اور ہلاکت ہے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر امت کے لئے کوئی نہ کوئی چیز آزمائش اور

---

(۱) (حاکم: ۳۲۹، ابن ماجہ)

(۲) من اشتري شيئاً وأغلي في ثمنه، فباعه مرابحة علي ذلك جاز. (الفتاوي الهنديه: (۳/۱۶۱) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضعية، ط: رشيديه)

فالبيع ماشرع إلا لطلب الربح والفضل الذي يقابله العوض حلال. (المبسوط للسرخسي: (۱۱/۱۱۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة)

لأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الجوهرة النيرة: (۲/۳۸۷) كتاب الحظر والإباحة، ط: حقانيه)

وللبائع أن يبيع بضاعته بما شاء من ثمن... وللتجار ملاحظة مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها، فربما تختلف أثمان البضاعة الواحدة باختلاف الأحوال، ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن أخري في حالة أخرى (بحوث في قضايا فقهيه معاصرة: (۱/۸، ۹) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچي.

فتنہ کی سبب بنی ہے، میری امت کا فتنہ اور آزمائش کی چیز مال ہے۔ (۱)

یعنی دوسری امتیں مختلف فتنوں میں تباہ ہوئیں، ہلاک ہوئیں، میری امت کی ہلاکت وتباہی مال کے فتنے کی وجہ سے ہوگی، یہ لوگ مال سے محبت کریں گے، اس کی طمع اور حرص کریں گے، جس کے نتیجے میں عبادات واخلاق کو بالائے طاق رکھ دیں گے مال کمانے کے پیچھے حلال وحرام، جائز وناجائز کی پرواہ بھی نہیں کریں گے۔

غرض دنیا کی محبت اور دنیا کی حرص یہ ہے کہ آدمی کو یہ فکر دامن گیر ہو کہ جس طرح بھی ہو دنیا کا ساز وسامان، مال ودولت جمع ہو جائے، ظاہر ہے جب کسی چیز کی محبت اور فکر پیدا ہو جاتی ہے تو اس کو حاصل کرنے کے واسطے ہر جائز وناجائز طریقے استعمال کئے جاتے ہیں، لہٰذا جس کو مال ودولت کی محبت اور فکر پیدا ہو جائے، تو وہ ظلم سے، غصب سے، رشوت سے، دھوکہ سے، خیانت سے، سود اور قمار وجوے سے ہر طرح سے کوشش کرے گا کہ محبوب چیز کو حاصل کرلے، آج کل بازاروں، دکانوں میں دفتروں میں یہی ہو رہا ہے، جہاں جائیں رشوت، چوری، ظلم، خیانت، دھوکہ وغیرہ کا بازار گرم ہے، یہی وجہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال کی محبت اور حرص ہر گناہ کی جڑ اور بنیاد ہے اس سے بچو۔ (۲)

---

(۱) عن کعب بن عیاض قال: سمعت النبی صلی اللہ علیہ وسلم: أن لکل أمة فتنة و فتنة أمتی المال۔ (جامع الترمذی: (۵۹/۲)، أبواب الزھد، باب ماجاء ان فتنة ھذہ الأمة المال، ط: قدیمی۔

مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۴۴۲)، کتاب الرقاق، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

(۲) (حب الدنیا رأس کل خطیئة) بشاھد التجربة والمشاھدة، فإن حبھا یدعو إلی کل خطیئة ظاھرة وباطنة، سیما خطیئة یتوقف تحصیلھا علیھا، فیسکر عاشقھا حبھا عن علمه بتلک الخطیئة وقبحھا وعن کراھتھا واجتنابھا، وحبھا یوقع فی الشبھات ثم فی المکروہ ثم فی المحرم وطالما أوقع فی الکفر۔ (فیض القدیر للمناوی: (۳۶۸/۳) رقم الحدیث: ۳۶۶۲، حرف الحاء، ط: دار المعرفة۔بیروت۔

احیاء علوم الدین للغزالی: (۲۰۲/۳) کتاب ذم الدنیاء، ط: دار المعرفة۔بیروت۔

کنز العمال: (۱۹۲/۳)، رقم الحدیث: ۶۱۱۴، الکتاب الثالث: فی الأخلاق، الباب الأول، الفصل الثانی: فی تعدید الأخلاق المحمودة... ط: مؤسسة الرسالة۔

مال کی محبت سے آخرت خراب ہوجاتی ہے

(۷۰) جو شخص دنیا سے محبت کرتا ہے یعنی دنیا کے عیش و آرام، مال و متاع، ساز و سامان سے دل لگاتا ہے، اس میں جان و مال و وقت لگاتا ہے تو اس کی آخرت خراب ہوتی ہے، اس کی آخرت کو نقصان پہنچتا ہے، اس کے برعکس جو دنیا سے محبت نہیں کرتا بلکہ آخرت سے اور آخرت والے کاموں سے محبت کرتا ہے اور اس میں جان و مال لگاتا ہے تو اس کی آخرت ٹھیک رہتی ہے، لیکن دنیا کو نقصان پہنچتا ہے، اس وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کہ تم آخرت کے اعمال کو اختیار کرو جو باقی رہتے ہیں اور کام آنے والے ہیں، دنیا اور دنیا کے مال و متاع، عیش و آرام جو ختم ہوجانے والی چیزیں ہیں ان سے محبت نہ کرو ان میں زیادہ محنت نہ کرو، کیونکہ جب آدمی ان کی محبت میں پڑتا ہے تو ان کی محنت پر لگ جاتا ہے اور اللہ و رسول کو بھول جاتا ہے، دین وایمان چھوڑ دیتا ہے، جو کہ تباہی اور ہلاکت کے سبب کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دنیا کے مال و متاع سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو خراب کیا اور نقصان پہنچایا، اور جس نے آخرت اور آخرت کے کاموں سے محبت کی تو اس نے اپنی دنیا کو نقصان پہنچایا، لہٰذا تم ترجیح دو جو باقی رہنے والا ہے اس کو اس پر جو فنا ہونے والا ہے۔[1]

---

(۱) عن أبی موسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أحب دنیاہ أضر بآخرتہ، ومن أحب آخرتہ أضر بدنیاہ، فآثروا ما یبقی علی ما یفنی، رواہ احمد۔ مشکوٰۃ المصابیح: (ص: ۴۴۱) کتاب الرقاق، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

مسند أحمد: (۴/ ۴۱۲)، رقم الحدیث: ۱۹۷۱۲، حدیث ابی موسی الاشعری رضی اللہ عنہ، ط: مؤسسہ قرطبۃ۔

السنن الکبری للبیہقی مع الجوہر النقی: (۳/ ۳۷۰)، کتاب الجنائز، باب ما ینبغی لکل مسلم أن یستعملہ من قصر الأمل والإستعداد للموت فإن الأمر قریب، ط: دائرۃ المعارف ہند۔

مال کے پیچھے پڑنے کا انجام

جس شخص پر دنیا ہر وقت سوار رہتی ہے، ہر وقت اسی فکر میں رہتا ہے کہ کتنا مال فروخت ہوا اور کتنا نفع ہوا، بس اسی سوچ بچار میں لگا رہتا ہے، حلال وحرام کی پرواہ نہیں ہوتی، نماز روزہ کی فکر نہیں ہوتی، جائز وناجائز کا خیال نہیں ہوتا، ایسے شخص کی اللہ کے نزدیک کوئی عزت نہیں ہوتی، اللہ تعالیٰ اس سے بے نیازی اور قناعت کو کھینچ کر فقر اور فکر کو اس کے سامنے رکھ دیتے ہیں، مال اور جائیداد کی فراوانی کے باوجود تنگی اور کمی محسوس کرتا ہے، اور مال سے اسے خاطر خواہ فائدہ حاصل نہیں ہوتا، اور دوسروں کو بھی اس کے مال سے فائدہ نہیں ہوتا، اور اللہ کے دین کی اشاعت میں اس کا مال صرف نہیں ہوتا کیونکہ وہ مالدار ہونے کے باوجود اپنے آپ کو حد درجہ غریب اور محتاج سمجھتا ہے، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایسا آدمی مال وجائیداد کے ایک بھاری بوجھ کا حساب لے کر قیامت کے دن اللہ کے دربار میں حاضر ہوتا ہے اس لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے مال سے پناہ مانگی ہے جو جان کے لئے وبال بنے گا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد خفیف میں ہمیں خطبہ دیا، اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء بیان کی جس کے وہ لائق ہے، پھر فرمایا، جس کی ساری فکر دنیا سے وابستہ ہو (یعنی ہر وقت دنیا اور مال کی فکر میں مشغول رہتا ہو) اللہ تعالیٰ اس کے ذہن کو منتشر کر دے گا (یعنی سکون وطمانیت سے محروم کرے گا اور وہ شخص ڈیپریشن اور ٹینشن کا شکار ہوگا) اور اللہ تعالیٰ اس کی دونوں آنکھوں کے سامنے فقر لکھ دے گا (یعنی ہمیشہ مال کے باوجود تنگی ہی محسوس کرے گا) اور دنیا تو اتنی ہی ملے گی جتنی لکھی ہوگی۔ (١)

---

(١) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: خطبنا رسول الله صلي الله عليه وسلم في مسجد الخيف فحمد الله وذكره بما هو أهله، ثم قال: "من كانت الدنيا همه فرق الله شمله، وجعل فقره بين عينيه ولم يؤته من الدنيا=

مال گناہ میں خرچ کرنا مال کی بربادی ہے

''گناہ میں مال خرچ کرنا مال کی بربادی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مالِ متقوم

☆ مال متقوم وہ مال ہے جس کی عرف یا شریعت میں کوئی قیمت ہو۔ (۱)

☆ مال اگر ایسی چیز ہے کہ شریعت میں اس سے نفع اٹھانا جائز ہے تو وہ مال متقوم ہے۔ (۲)

مالِ متقوم نہیں

''مال متقوم'' یعنی قیمت والا مال ہو، جو بھی چیز شریعت اور عرف کے اعتبار سے مال نہیں ہے بلکہ بے قیمت چیز ہے، جیسے نجس، بے کار اور بے فائدہ چیزیں، انسان یا جانور کا بہتا ہوا خون، مردار، مردار کی کھال دباغت (TANNING) سے پہلے، خنزیر، شراب، انسانی اعضاء، انسانی دودھ مال متقوم نہیں ہیں، ان چیزوں کی خرید و فروخت حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (۳)

=إلا ما كتب له. (الترغيب والترهيب: (۴۳۹/۲) كتاب البيوع، الترغيب في الاقتصاد في طلب الرزق والإجمال فيه وما جاء في ذم الحرص وحب المال، ط: دار الكتب العلمية)

المعجم الكبير للطبراني: (۲۶۶/۱۱)، رقم الحديث: ۱۱۶۹۰، باب العين، ط: مكتبه ابن تيمية.

مجمع الزوائد: (۲۴۸/۱۰) رقم الحديث: ۱۷۸۱۷، كتاب الزهد، باب فيمن كانت نيته وهمه الدنيا والآخرة، ط: مكتبة القدس.

(۱، ۲، ۳) والشرط الثاني لجواز البيع: أن يكون المبيع متقوماً، وهو شرط لانعقاد البيع، فما ليس متقوماً بحكم العرف أو بحكم الشرع لا ينعقد بيعه، أما ما هو غير متقوم في العرف، فكل ما لا ينتفع به... فكل ما لا يباح الانتفاع به ليس متقوماً شرعاً ولا يجوز بيعه... فلا يجوز بيع الخمر، لأنه وإن كان مالاً فإنه مال غير متقوم شرعاً،... وكذلك الخنزير لا يجوز بيعه لكونه ليس بمال متقوم شرعاً... وكذلك الميتة ليست بمال متقوم شرعاً فلا يجوز بيعها، ولا بيع أي جزء تحله الحياة منها فلا يجوز بيع جلدها قبل الدبغ... قد اتفق الفقهاء على نجاسة الدم وعدم جواز بيعه... وإن أجزاء الآدمي ليست مالاً عند الحنفية، لكون الآدمي مكرماً فلا يصح بيعها لما فيه من الابتذال،... ولذلك قال الفقهاء الحنفية: =

مال مسروقہ کی خرید وفروخت کا حکم

(۷۳) جان بوجھ کر چوری کا مال خریدنا جائز نہیں ہے، اگر کسی نے کوئی مال خریدا، سودا کر لینے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ مال چوری کا ہے، تو خریدار پر ضروری ہے کہ مال اصل مالک کو واپس کر دے، اور خریدار بائع سے اپنی رقم واپس لے لے۔

اور جس چیز کے بارے میں قرائن سے غالب گمان ہو کہ یہ چوری کی ہے، تو اس کو نہ خریدے اور اگر غلط فہمی سے خرید لی گئی اور بعد میں حقیقت واضح ہو گئی، تو وہ چیز اس کے اصل مالک کو واپس کر دے، اور مشتری (خریدار) بائع (بیچنے والا) سے اپنی رقم واپس لے لے۔[1]

مزید "چوری کا مال" عنوان کے تحت دیکھیں۔

=لایجوز بیع لبن امرأة فی قدح... (فقه البیوع: (۲۸۹/۱، ۲۹۰، ۲۹۱، ۳۰۰، ۳۰۲، ۳۰۸، ۳۱۴) المبحث الثالث: فی أحکام المبیع والثمن... الشرط الثانی: کون المبیع متقوماً، ط: معارف القرآن۔

وأما شرائط المعقود علیه ان یکون موجوداً مالاً متقوماً... ولم ینعقد بیع مالیس بمال متقوم کبیع الحر والمدبر المطلق... والمیتة والدم... وجلد المیتة قبل الدبغ وجلد الخنزیر مطلقاً وعظمه وشعره وعصبه علی الصحیح کشعر الآدمی وعظمه... ولم ینعقد بیع الخمر والخنزیر فی حق المسلم... ولم ینعقد بیع النحل ودود القز إلا تبعاً ولا بیع العذرة الخالصة... ولبن المرأة... (البحر الرائق: (۲۵۹/۵)، کتاب البیع، ط: سعید۔

شامی: (۵۰۵/۴)، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

المال المتقوم یستعمل فی معنیین الأول بمعنی ما یباح الانتفاع به، والثانی: بمعنی المال المحرز فالسمک فی البحر غیر متقوم وإذا اصطید صار متقوماً بالإحراز... فیعرف بأنه المال المحرز الذی یمکن ادخاره مع إباحة الانتفاع به شرعاً، فما یباح بلا تمول لا یکون مالاً کحبة حنطة، وما یتمول بلا إباحة انتفاع لا یکون متقوماً کالخمر، وإذا عدم الأمران لم یثبت واحد منهما کالدم۔ (شرح المجلة للأتاسی: (۱۷/۲، ۱۸)، المادة: ۱۲۷، الکتاب الأول: البیوع، المقدمة، ط: رشیدیه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۵۸/۱)، المادة: ۱۲۷، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔

البحر الرائق: (۲۵۶/۵، ۲۵۷)، کتاب البیع، ط: سعید۔

(۱) ولو باع السارق المسروق من انسان أو ملکه منه بوجه من الوجوه، فإن کان قائماً فلصاحبه أن یأخذه، لأنه عین ملکه، وللمأخوذ منه أن یرجع علی السارق بالثمن الذی دفعه... (بدائع الصنائع: =

مال ملک میں موجود نہ ہو

"ملک میں موجود نہ ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۵/۶)

مال منگوایا ابھی تک قبضہ میں نہیں آیا

بعض لوگ بیرون ملک سے مال منگواتے ہیں مثلاً گندم منگوالی، چاول منگوالیے، چائے منگوالی، یا دوسری چیزیں، ابھی تک یہ چیزیں پاکستان میں پہنچی نہیں ہوتی، بعض دفعہ باہر ملک کے بیوپاری مال کو جہازوں میں چڑھا دیتے ہیں، بعض دفعہ مال ابھی جہازوں میں چڑھایا بھی نہیں ہوتا، صرف خرید و فروخت کے کاغذات پاکستانی تاجروں کو بھیج دیتے ہیں، اب پاکستانی تاجر خریداری کی رسید اور قیمت کی بنیاد پر منافع لگا کر وہی مال جو اب تک بیرون ملک میں ہے، ان کے قبضہ میں نہیں آیا ہے، دوسرے اور تیسرے شخص کو فروخت کر دیتے ہیں، اس طرح سلسلہ بسلسلہ کئی افراد تک ان کاغذات اور رسیدوں کی خرید و فروخت ہو جاتی ہے، جبکہ ابھی تک مال آیا نہیں ہوتا، اس طرح خرید و فروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے۔ کیونکہ زائد قیمت اور منافع پر فروخت کرنے میں سود لینا ہوتا ہے اور کم قیمت پر دینے میں سود دینا ہوتا ہے، اس واسطے کہ اس خریدار نے بیرون ملک سے جب مال خریدا تو قیمت خرید مثلاً ہزار روپے فی بوری ادا کیے ہیں، اب اگر اس کو بارہ سو روپے پر فروخت کرتا ہے، مال تو موجود نہیں ہے، صرف ہزار روپے ادا کرنے کی رسید ہے، تو ہزار کی رسید کو گویا بارہ سو روپے پر فروخت کر رہا ہے، اس لئے یہ معاملہ سودی اور ناجائز ہوا، اور اگر کم

= (۸۵/۷) كتاب الحدود، فصل وأما حكم السرقة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۶۸/۶) كتاب البيوع، باب خيار العيب۔ ط: سعيد۔

لو ظهر غير حلال أي مسروقا أو مغصوبا يرجع عليه المشتري۔ (شامی: (۴۲/۵) كتاب البيوع۔ باب خيار العيب، مطلب باعه على أنه كوم تراب أو حراق على الزناد أو حاضر حلال، ط: سعيد۔

بنت پر فروخت کیا ہے تو بھی جائز نہیں ہے، کیونکہ ہزار روپے کی رسید سو روپے پر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، البتہ جتنے روپے کی رسید ہے اتنے روپے پر دوسرے یا نمبرے پر حوالہ کرنا جائز ہے۔[1]

مزید ''قبضہ سے پہلے مال فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۵)

مال موجود نہ ہونے کی صورت میں بیع کرنا

اگر بائع (سیلر) یا ایکسپورٹر کے پاس مال نہیں ہے، بلکہ یا تو تیار کرنا ہے، یا تیار کرانا ہے یا خریدنا ہے، تو اس صورت میں امپورٹر یا خریدار کے ساتھ حقیقی بیع کرنا جائز نہیں ہے، البتہ ایسے وقت میں ''ایگریمنٹ ٹو سیل'' (وعدۂ بیع) کرنا چاہیے، اور اگر خریدار کے ذہن میں یہ ہو کہ وہ کنفرم معاملہ کر رہا ہے تو اس کا مطلب یہ ہونا چاہیے کہ خریدار، ایکسپورٹر کی طرف سے ''بیع کا وعدہ'' کنفرم کر رہا ہے بیع کا نہیں، ورنہ جائز نہیں ہوگا، پھر جس وقت ایکسپورٹر امپورٹر کو مال روانہ کرے گا اس وقت حقیقی بیع

---

(۱) لا یجوز بیع المنقول قبل القبض لما روینا ولقوله علیه السلام :إذا ابتعت طعاماًفلا تبعه حتی تستوفیه۔ (تبیین الحقائق: (۳۳۷/۴)، کتاب البیوع، فصل :صح بیع العقار قبل قبضه، ط: دار الکتب العلمیة/اشرفیه کوئٹه۔

شرح المجلة لرستم باز : (۱۰۳/۱)، المادة : ۲۵۳، البیوع، الباب الرابع، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه۔

البحر الرائق: (۱۱۶/۶)، کتاب البیع باب المرابحة والتولیة، ط: سعید

تکملة فتح الملهم : (۳۵۰/۱)، کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، تحت رقم الحدیث: ۳۷۲۰، ط: دار العلوم کراچی۔

اعلاء السنن : (۲۳۶/۱۴)، کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المشتری قبل القبض، ط: إدارة القرآن۔

وهی شرعاً (نقل الدین من ذمة المحیل إلی ذمة المحتال علیه)... (شرط لصحتها رضا الکل بلا خوف إلا فی الأول)... (وتصح فی الدین) المعلوم (الدر مع الرد (۳۴۰/۵، ۳۴۱، ۳۴۲)، کتاب الحوالة، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۴۳/۶، ۲۴۷)، کتاب الحوالة، ط: سعید۔

ہو جائے گی۔ (۱)

(۷۶) مال واپس کرنا بچا ہوا

''بچا ہوا مال واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۹۷)

مانع حمل ادویات

ڈاکٹروں کے تجربات سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ موجودہ دور میں بازاروں میں جتنی بھی مانع حمل اشیاء اور ادویات دستیاب ہیں، وہ سب نقصاندہ ہیں، بعض ادویات ایسی ہیں جن سے سینے اور رحم میں کینسر ہو جاتا ہے، اور بعض ادویات ایسی ہیں جن کے استعمال سے عورت کا جسم بہت بھاری ہو جاتا ہے۔

اگرچہ جوانی کے ایام میں یہ چیزیں نقصان دہ نظر نہیں آتیں لیکن ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ یہ چیزیں ایک نہ ایک دن بلکہ چالیس سال کے بعد نقصان دہ بن جاتی

---

(۱) وأما شرائط المعقود عليه فان يكون موجوداً... فلم ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم...
(البحر الرائق: (۲۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: سعيد۔

والشرط الثالث لصحة البيع في غير السلم والإستصناع: أن يكون المبيع موجوداً وهذا شرط لانعقاد البيع فلا ينعقد بيع المعدوم ۔والأصل في ذلك أن رسول الله ﷺ نهى عن بيع حبل الحبلة وهو بيع نتاج النتاج، وكذلك لا يجوز ما كان على خطر العدم... ومن أسلم في شئي فلا يجوز له أن يبيعه قبل أن يتسلمه من المسلم إليه، وكذلك من استصنع من آخر شيئا فلا يجوز له أن يبيعه قبل أن يقبضه من الصانع، لأنه إما معدوم وإما غير مملوك للبائع... ولا يجوز بيع المعدوم ولا بيع مالا يملكه الإنسان۔
(فقه البيوع: (۱/ ۳۲۶، ۳۳۳)، المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن وما يشترط فيهما لجواز البيع، الباب الأول، الشرط الثالث، ط: معارف القرآن۔

شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

أن البيع إنما ينعقد بصيغة تدل على إنشاء العقد في الحال، ولذلك لا ينعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال، مثل قولنا "سوف أبيعك كذا" أو "سوف اشترى منك كذا" وإنما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بانجاز البيع في المستقبل وليس بيعاً۔ (فقه البيوع: (۱/ ۷۷) المبحث الأول: في حقيقة البيع وطرق انعقاده، حكم الوعد أو المواعيد في البيع، ط: معارف القرآن كراچی۔

ہیں، پھر اس کا نقصان ظاہر ہوتا ہے اس لئے ایسی ادویات کی خرید وفروخت سے بچنا چاہئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا ضرر ولا ضرار۔ (۱)

ترجمہ: کسی کو نقصان نہ پہنچاؤ اور نہ نقصان اٹھاؤ۔

اولاد اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے اس پر جتنا بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے لہذا حمل ٹھہر جائے تو اس کو ضائع نہیں کرنا چاہئے، تاہم اگر وقفہ دینے کی شدید ضرورت ہے تو اس کا ایک طریقہ یہ ہے کہ عزل کرلے، بخاری شریف کی روایت میں ہے صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے ہیں:

کنا نعزل والقرآن ینزل۔ (۲)

ترجمہ: ہم عزل کرتے تھے اور اس وقت قرآن مجید نازل ہوتا تھا۔

عزل سے مراد یہ ہے کہ ہمبستری کے وقت شرم گاہ سے باہر انزال کرے۔

دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مہینے کو چار ہفتوں میں تقسیم کرلے ایک ہفتہ حیض کے ایام کا اور تین ہفتے پاکی والے، حیض کے دوران مباشرت کرنا حرام ہے باقی رہ گئے تین ہفتے، اب مباشرت صرف ایام حیض کے بعد والے ہفتے اور ایام حیض سے پہلے والے ہفتے میں کرے، درمیان والے تیسرے ہفتے میں مباشرت نہ کرے تو اس سے بھی عام طور پر وقفہ ہوجاتا ہے، حمل نہیں ٹھہرتا ہے، یا عورت اگر دن رات میں کم ازکم ۲۴ دفعہ بچے کو دودھ پلائے تو اس دوران مباشرت سے حمل نہیں ٹھہرتا۔

---

(۱) مالك عن عمرو بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطا الامام مالك: (ص: ٦٤٣) كتاب الأقضية، القضاء في المرفق، ط: قديمي)

السنن الكبرى للبيهقي: (٦/٦٧) كتاب إحياء الموات، باب من قضى بين الناس بما فيه صلاحهم، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

كنز العمال: (٤/٥٩) رقم الحديث: ٩٤٩٨، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الثاني في البيع، الفصل الثاني، الفرع الثالث: في الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) الصحيح للبخاري: (٢/٧٨٤) رقم الحديث: ٥٢٠٨، كتاب النكاح، باب العزل، ط: قديمي.

مانع شرعی

خریدار مبیع کے عیب پر آگاہ ہونے کے بعد اس میں زیادتی کر دے مثلاً سفید کپڑا خریدنے کے بعد معلوم ہوا کہ اس میں عیب ہے، اور اس نے کپڑا بائع کو واپس نہیں کیا بلکہ اس نے کپڑے کو رنگ کر دیا، یا اس سے قمیص یا کرتا بنالیا تو اب اسے واپس کرنا ممکن نہیں ہے اس کو مانع شرعی کہتے ہیں۔ [1]

مانع طبعی

مثلاً عیب دار مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کے پاس آسمانی آفت یا مشتری کے استعمال سے ہلاک ہوگیا تو واپس کرنا ممکن نہیں رہا اس لئے بیع لازم ہوجائے گی، البتہ عیب کی وجہ سے جو ثمن میں کمی آئی ہے خریدار اس بارے میں بائع سے مطالبہ کرسکے گا۔ [2]

---

(۱) وماما يمنع الرد دون أن يكون البائع ملتزماً بالضمان من أول الأمر فهو ما يأتي... ٢. المانع الشرعي: وهو أن يحدث في المبيع قبل القبض زيادة متصلة غير متولدة من الأصل كصبغ الثوب والبناء على الأرض، أو يحدث بعد القبض زيادة متصلة غير متولدة أو زيادة منفصلة متولدة كالولد والثمرة. (الفقه الإسلامي وادلته: (٥/٣٥٦٩) القسم الثالث. العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الخامس: الخيارات، خيار العيب، المطلب الخامس، ط: رشيديه)

فلو قطعه المشتري وخاطه أو صبغه... ثم اطلع على عيب رجع بنقصانه؛ لامتناع الرد بسبب الزيادة لحق الشرع لحصول الربا. قوله: ثم اطلع على عيب)... قال ح: وهو يفيد أن الزيادة لو كانت بعد الإطلاع على العيب لا يرجع بالنقصان ووجهه ظاهر. (الدر المختار مع الرد: (٥/٣٠) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب: في أنواع زيادة المبيع، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (٣/٥٢) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار المعرفة.

(٢) المانع الطبيعي: وهو هلاك المبيع بآفة سماوية أو بفعل المبيع أو باستعمال المشتري كأكل الطعام، فيمتنع الرد في هذه الحالات لهلاك المبيع، ويثبت للمشتري حق الرجوع على البائع بنقصان العيب. (الفقه الإسلامي وادلته: (٥/٣٥٦٩) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الخامس الخيارات، خيار العيب، المطلب الخامس، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (٥/٢٨٣) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد. =

ماں اپنی زمین فروخت کرسکتی ہے

ماں اپنی زمین فروخت کرسکتی ہے، خواہ اس پر بیٹے راضی ہوں یا نہ ہوں، کیونکہ وہ مالک ہے، اور مالک کو اپنی ملکیت کی چیزوں میں ہر قسم کے جائز تصرف کرنے کا حق ہوتا ہے۔ [۱]

ماہانہ رسالوں کی بیع

موجودہ زمانے میں رسائل، ماہنامے، اخبار اور جرائد کی خرید وفروخت کا ایک دستور یہ بھی ہے کہ خریدار سال کے شروع میں پیشگی قیمت کی رقم ادا کردیتا ہے، اور سال بھر تک رسالے، پرچے، روزنامے، ہفت وار اور ماہوار وغیرہ تیار کراکے مالک کی جانب سے خریدار کے پاس روانہ کئے جاتے ہیں، یہ معاملہ درست ہے اگرچہ بظاہر یہ بیع معدوم (غیر موجود چیز کی خرید وفروخت) ہے۔

معاملہ درست ہونے کی صورت یہ ہے کہ مجموعۂ قیمت کو سال بھر کے پرچوں پر تقسیم کرکے ہر ہر پرچہ کی وصول یابی کے وقت اس کی بیع کو درست کہا جائے گا، گویا یہ ایک بیع نہیں بلکہ متعدد بیوع ہیں، ہر ہر پرچہ، اخبار، رسائل اور ماہنامے وغیرہ کی بیع اس وقت ہوتی ہے جب وہ خریدار کے پاس پہنچ جاتا ہے، اور اس وقت وہ موجود ہے معدوم نہیں ہے۔ [۲]

= شرح المجلة لرستم باز: (١/١٥٤) شرح المادة: ٣٤٩، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه.

(۱)؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟

(۲) تخریج "احتجار" عنوان کے تحت دیکھیں۔

ماہانہ سامان لیکر آخر میں رقم ادا کرنا

’’استجرار‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۱)

مبہم ومجہول

اگر چیز مبہم ومجہول ہو تو بیع فاسد ہوجائے گی۔[۱]

مبیع

’’مبیع‘‘ جو چیز بیچی گئی، فروخت کی گئی (Sold Goods)۔[۲]

مبیع ایک مشتری کو دکھا کر دوسرے کو فروخت کرنا

ایک جیسی چیزوں میں سے ایک چیز مشتری (خریدار) کو دکھا کر فروخت کی، اور مشتری نے قیمت ادا نہیں کی اس لئے بائع نے وہ چیز دوسرے آدمی کو فروخت کردی، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر مشتری نے یہ کہا تھا کہ مجھے یہی متعین چیز پسند ہے، دوسری چیز نہیں لوں گا تو پھر بائع وہ چیز کسی دوسرے آدمی کو فروخت نہیں کرسکتا، مگر مشتری کے آنے سے مایوس ہوجانے کی صورت میں یک طرفہ عقد بیع کو فسخ کرلے اور اس کے بعد وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کرکے قیمت وصول کرلے۔

اور اگر بائع (سیلر) نے وہ چیز مشتری (خریدار) کو صرف نمونہ کے طور پر

---

(۱) والشرط السادس المتعلق بالمبيع أن يكون متعيناً معلوماً، وهذا شرط لصحة البيع لا لانعقاده، فيفسد بيع المجهول جهالة مفضية إلى المنازعة... (فقه البيوع (۱/ ۳۶۹) المبحث الثالث: في أحكام المبيع والثمن... الشرط السادس: أن يكون المبيع معلوماً، ط: مكتبة معارف القرآن۔

البحر الرائق: (۶/ ۷۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۴/ ۵۲۹) كتاب البيوع، ب: سعيد)

(۲) المبيع: ما بياع، وهو العين التي تتعين في البيع، وهو المقصود۔ (المجموعة للقواعد الفقهية (ص ۲۷۲، التعريفات الفقهية، الميم ط: مكتبة البشرى)

دکھائی تھی، اصل مبیع (بیچی گئی چیز) کو نہیں دکھایا تھا تو یہ بیع نہیں بیع کا وعدہ ہے، اور بیع کا وعدہ کرنے سے بیع منعقد نہیں ہوتی، اور اگر عقد بھی کر لیا تھا تو جب مشتری آجائے تو اس کو اس جیسی دوسری چیز دے دے، اگر مشتری کو پسند ہے تو لے لے، اور اگر پسند نہیں ہے تو نہ لے۔

واضح رہے کہ نمونہ کے طور پر جو چیز دکھائی جاتی ہے اس کی بیع نہیں ہوتی۔ مثلاً کسی دکاندار نے خریدار کو ایک فریزر فروخت کیا اور نمونے کے طور پر ایک فریزر دکھایا، تو نمونے کے طور پر دکھائے گئے فریزر میں بیع نہیں ہوگی، اس لئے نمونے کے طور پر دکھائے گئے فریزر کو کسی اور کسٹمر کو فروخت کرنا جائز ہوگا، اور خریدار کو اس جیسا فریزر دینا کافی ہوگا، اور اگر کسی فریزر کو متعین کر کے فروخت کیا تو وہ خاص ہو جائے گا اور وہ فریزر کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر مشتری نہ آئے اور آنے کی امید ختم ہو جائے تو یکطرفہ عقد فسخ کر کے بیچنے والے کے لئے وہ چیز کسی اور کو فروخت کر کے قیمت وصول کرنے کا حق ہوگا۔[1]

---

(۱) قال: ومن اشترى عبدا فغاب، والعبد في يد البائع، وأقام البائع البينة أنه باعه إياه، فإن كانت غيبته معروفة لم يبع في دين البائع؛ لأنه يمكن إيصال البائع إلى حقه بدون البيع، وفيه إبطال حق المشتري، وإن لم يدر أين هو، بيع العبد وأوفي الثمن؛ لأن ملك المشتري ظهر بإقراره، فيظهر على الوجه الذي أقربه مشغولاً بحقه، وإذا تعذر استيفائه من المشتري يبيع القاضي فيه كالراهن إذا مات والمشتري إذا مات مفلسا والمبيع لم يقبض۔ (الهداية: (۱۰۴/۳) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رشيديه)

فتح القدير (۱۲۰/۷) كتاب البيوع، مسائل منثورة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۱۷۴/۶، ۱۷۵) كتاب البيع، باب المتفرقات، ط: سعيد)

من اشترى شيئا لم يره فله الخيار إذا رآه، إن شاء أخذه بجميع ثمنه، وإن شاء رده، سواء رآه على الصفة التي وصفت له أو على خلافها، كذا في فتح القدير وهو خيار يثبت حكما لا بالشرط كذا في الجوهرة النيرة۔ (الهندية: (۵۷/۳، ۵۸) كتاب البيوع، الباب السابع: في خيار الرؤية، الفصل الأول: في كيفية ثبوت الخيار وأحكامه، ط: رشيديه)

البحر الرائق (۲۶/۶) كتاب البيع، باب خيار الرؤية، ط: سعيد)

فتح القدير: (۳۰۹/۶) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رشيديه)

مبیع بائع کی ملکیت ہو

فروخت کی جانے والی چیز بیع کے وقت بائع (بیچنے والے) کی ملکیت ہو، لہٰذا جو چیز فروخت کرنے والے کی ملکیت میں نہیں اسے بیچنا جائز نہیں، اگر اس چیز کی ملکیت حاصل کرنے سے پہلے اسے بیچتا ہے تو بیع باطل ہوگی۔

مثلاً زید عمرو کو ایک کار بیچتا ہے جو اس وقت بکر کی ملکیت میں ہے، لیکن اسے امید ہے کہ وہ کار بکر سے خرید لے گا، اور بعد میں عمرو کے حوالے کر دے گا تو یہ بیع باطل ہے، اس لئے کہ کار بیع کرتے وقت زید کی ملکیت میں نہیں تھی۔ [۱]

مبیع بیع کے وقت موجود ہو

بیچی جانے والی چیز (مبیع) کا بیع کے وقت موجود ہونا ضروری ہے، لہٰذا جو چیز ابھی تک وجود میں نہیں آئی اسے بیچنا جائز نہیں ہے، اگر غیر موجود چیز کی بیع کی گئی اگرچہ باہمی رضامندی سے ہی ہو، یہ بیع شرعاً باطل ہوگی۔

مثلاً زید اپنی گائے کا بچہ جو کہ ابھی تک پیدا نہیں ہوا ہے، عمرو کو بیچتا ہے، تو یہ بیع باطل ہے۔ [۲]

مبیع پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو

"بیچی جانے والی چیز پر خریدار کا قبضہ کرایا جانا یقینی ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱، ۲) وأما شرائط المعقود علیه فان یکون موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه وإن یکون ملک البائع فیما یبیعه لنفسه... ولم ینعقد بیع الملاقیح والمضامین وعسب الفحل... وخرج بقولنا: وأن یکون ملکاً للبائع، مالیس کذلک فلم ینعقد بیع مالیس بمملوک له وإن ملکه بعده... (البحر الرائق: (۲۵۹/۵، ۲۶۰) کتاب البیع، ط: سعید)

شامی (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

شرح المجلة لخالد الاتاسی: (۸۷/۲) البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول، فی حق شروط المبیع وأوصافه، ط: رشیدیه۔

مبیع پر قبضہ

مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ کرنے کے بعد مشتری (خریدار) کے ضمان میں داخل ہونے کی وجہ سے مشتری ذمہ دار ہوگا، اور قبضہ سے پہلے بائع ذمہ دار ہوگا، اور قبضہ کی حقیقت عرف پر مبنی ہے، نیز اشیاء کے اعتبار سے بھی فرق ہوگا۔[1]

مبیع پر قبضہ کر لینا قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے

''قسط لیٹ ہونے کی وجہ سے مبیع واپس لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا

عقد بیع کے وقت مبیع کو خریدنے پر رغبت دلانے کے لئے جن اوصاف اور معیار کو بیان کرتے ہیں مبیع میں ان اوصاف اور معیار کا موجود ہونا ضروری ہے، ورنہ مشتری کو کل قیمت پر لینے یا بیع فسخ کر کے نہ لینے کا اختیار ہوگا۔

مثلاً ایک شخص نے دوسرے آدمی کو کوئی چیز اس شرط پر فروخت کی کہ یہ فلاں کمپنی کی مصنوعات میں سے ہے، عمدہ اور اعلیٰ معیار کی حامل ہے، لیکن خریدنے کے

---

(١) المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشتري يكون من مال البائع ولاشئ على المشتري... إذاهلك المبيع بعدالقبض هلك من مال المشتري ولا شئ على البائع۔ (شرح المجلة للاتاسي (٢/ ٢٢٣، ٢٢٥) المادة: ٢٩٣، ٢٩٣، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس: في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: رشيديه)

القبض ليس بشرط في البيع إلا أن العقد متى تم كان على المشتري أن يسلم الثمن أولاً ثم يسلم البائع المبيع... إلاأن لزوم الضمان للمشتري يتوقف على القبض... تختلف كيفية التسليم باختلاف المبيع (درالحكام شرح مجلة الأحكام: (١/ ٢٤٩، ٢٥٢) المادة: ٢٦٥، ٢٦٢، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول، ط: دار عالم الكتب رياض، مكتبة سلطانية)

شرح المجلة لرستم باز: (١/ ١٠٩، ١١٠) المادة: ٢٦٥، ٢٦٢، البيوع، الباب الخامس، الفصل الاول: في بيان حقيقة التسليم و كيفيتهما، و: (١/ ١٢٠، ١٢١) المادة: ٢٩٣، ٢٩٣، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

بعد معلوم ہوا کہ وہ چیز عمدگی اور پائیداری میں اس معیار کی نہیں ہے جس معیار کا بائع نے عقد بیع کے وقت بتایا تھا تو ایسی صورت میں مشتری (خریدار) کو کل قیمت پر لینے یا واپس کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

مبیع پہلے ادا کرے یا قیمت

''قیمت پہلے ادا کرے یا چیز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۳/۵)

مبیع چھ ماہ بعد حوالہ کرنے کی شرط پر بیع کرنا

بعض لوگ دکان وغیرہ چلتے ہوئے کاروبار اور ساز وسامان کے ساتھ اس طرح خرید وفروخت کرتے ہیں کہ اس کی قیمت طے ہوجاتی ہے، مگر فروخت کرنے والا کہتا ہے کہ قیمت تو آج وصول کریں گے لیکن دکان کو ساز وسامان کے ساتھ چھ ماہ بعد حوالہ کریں گے اتنے عرصے تک دکان میں موجود مالک یہی کاروبار کرتا رہے گا، تو اس طرح بیع (خرید وفروخت) کرنا بیع فاسد ہے، شرعاً جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں ایسی شرط لگائی گئی ہے، جو بیع کے تقاضے کے منافی ہے، اور اس میں ایک فریق

---

(۱) وإن اشترى ثوبا على انه عشرة أذرع بعشرة، أو أرضا على أنها مائة ذراع بمائة فوجدها أقل، فالمشتري بالخيار إن شاء أخذها بجملة الثمن، وإن شاء ترك وإن وجدها أكثر من الذراع الذي سماه فهو للمشتري ولا خيار للبائع وإن نقص فقد فات الوصف المرغوب فيختل رضاه فيخير ولا يحط شيئ من الثمن كذا في الكافي۔ (الهندية: (۱۲۴/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الثامن في جهالة المبيع أو الثمن، ط: رشيديه)

☜ اشترى من آخر فرسا، ذكر البائع أنها من نسل خيل فلان لفرس مشهورة بالجودة، ثم تبين كذبه هل له الرد أم لا؟ فأجاب: إذا اشتراها بناء على ما وصف له بثمن لو لم يصفها بهذه الصفة لا تشترى بذلك الثمن والتفاوت بين الثمنين فاحش، وهي لا تساوي ما اشتراها به له الرد إذا تبين بخلاف ذلك۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۲۷۳/۱) كتاب البيوع، باب الخيارات) ط: رشيديه)

☜ شرح المجلة للأتاسي: (۲۵۳/۲) المادة: ۳۰۱، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الثاني في بيان خيار الوصف، ط: رشيديه)

یعنی بائع (بیچنے والے) کو نفع بھی ہے، اس لئے بیع کی یہ صورت جائز نہیں ہے۔

ہاں اگر فروخت کرنے والے کو رقم کی فوری ضرورت ہے، اور خریدنے والا اسے رقم دینے پر راضی ہے، تو خریدار مالک کو فی الحال قرضۂ حسنہ کے طور پر مطلوبہ رقم دے دے، جس سے مالک اپنی ضروریات فوری طور پر پوری کر سکے، اور قرض دیتے وقت اس بات کی شرط نہ لگائی جائے کہ چھ ماہ بعد اس کے عوض بیع کرلیں گے، البتہ چھ ماہ بعد باہمی رضامندی سے قرض کی رقم کے عوض دکان خرید لی جائے تو اس طرح معاملہ کرنا جائز ہوگا۔ (١)

مبیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا

☆ سودا کرتے وقت بائع (سیلر) کی جانب سے یہ شرط لگانا کہ بائع، مبیع (بیچی گئی چیز) مشتری (خریدار) کو ابھی حوالہ نہیں کرے گا بلکہ پانچ دن بعد حوالہ کرے گا، تو یہ شرط فاسد ہے، اور اس میں بائع کا فائدہ ہے، اس لئے یہ بیع فاسد ہوجائے گی اس کو ختم کرنا لازم ہوگا۔

☆ اور اگر بائع رقم لیکر چند دن بعد مبیع تیار کر کے حوالہ کرنے کا وعدہ کرے گا تو یہ "بیع استجرار" کی وجہ سے پیشگی رقم وعدۂ بیع میں شمار ہوگی، اور مبیع حوالہ کرتے

---

(١) ومنها: شرط لايقتضيه العقد وفيه منفعة للبائع أو للمشتري أو للمبيع إن كان من بني آدم كالرقيق، وليس بملائم للعقد ولا ماجرى به التعامل بين الناس، نحو ما إذا باع دارا على أن يسكنها البائع شهرا ثم يسلمها إليه... ونحو ذلک فالبيع في هذا كله فاسد: لأن زيادة منفعة مشروطة في البيع تكون ربا، لأنها زيادة لايقابلها عوض في عقد البيع وهو تفسير الربا... وأما بيع هذه الديون من غير من عليه والشراء بها من غير من عليه... لم يجز، بخلاف البيع والشراء بالدين ممن عليه الدين: لأن ما في ذمته مسلم له.
(بدائع الصنائع: (١٦٩/٥، ١٨٢) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد۔)
البحر الرائق (٨٣/٦، ٨٥، ٨٦) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)
فقه البيوع، (٣٨٧/١، ٣٨٨) المبحث الرابع: في الشروط التي ترجع إلى صلب العقد، الباب الثاني: في الشرط الفاسد، ط: معارف القرآن كراچی)

وقت بیع منعقد ہوگی۔ (۱)

مبیع روکنا

"قیمت کی وصولی کے لئے چیز روکنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۰/۵)

مبیع روکنے کا حق

نقد بیع میں بائع (سیلر) کو ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع (بیچی گئی چیز) کو روکنے کا حق ہوتا ہے، قسطوار بیع میں بائع کو ثمن وصول کرنے کے لئے مبیع کو روکنے کا حق نہیں ہوتا، بلکہ مبیع کو مشتری کے قبضہ میں دینا ضروری ہوتا ہے، اور بائع کو صرف

---

(۱) ومن باع عينا على أن لا يسلمه إلى رأس الشهر فالبيع فاسد؛ لأن الأجل في البيع العين باطل، فيكون شرطا فاسدا، وهذا لأن الأجل شرعا ترفيه فيليق بالديون دون الأعيان۔ (الهداية: (۶۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

إذا شرط الأجل في المبيع العين فسد العقد، وإن شرط الأجل في الثمن والثمن دين، فإن كان الأجل معلوما جاز البيع، وإن كان مجهولا أفسد البيع۔ (الهندية: (۱۴۲/۳) كتاب البيوع، الباب العاشر في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسد، ط: رشيدية)

البحر الرائق: (۸۵/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

وقد أسلفنا قول الإمام مالك رحمه الله في المؤطا: "ولا بأس أن يضع الرجل عند الرجل درهماً، ثم يأخذ منه بربع أو بثلث أو كسر معلوم سلعة معلومة" وتبين بهذا أن الاستجرار بمبلغ مقدم جائز مثل الاستجرار بثمن مؤخر، ويكون المبلغ قرضاً عند البائع إلى أن يقع البيع عند الأخذ، فتجرى مقاصة القرض بثمن المبيع، والمبلغ مضمون على البائع، إن هلك هلك من ماله... (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۶۹/۱) البيع بالتعاطي والاستجرار، ط: دار العلوم۔)

قال في الولوالجية: دفع دراهم إلى خباز فقال: اشتريت منك مائة منّ خبز وجعل يأخذ كل يوم خمسة أمناء فالبيع فاسد وما أكل فهو مكروه... ولو أعطاه الدراهم وجعل يأخذ كل يوم خمسة أمناء ولم يقل في الابتداء اشتريت منك يجوز وهذا حلال وإن كان نيته وقت الدفع الشراء، لأنه بمجرد النية لا ينعقد البيع، وإنما ينعقد الآن بالتعاطي والآن المبيع معلوم، فينعقد البيع صحيحاً۔ (شامی (۵۱۶/۴) كتاب البيوع، مطلب في بيع الاستجرار، ط: سعيد)

فقه البيوع: (۷۳/۱، ۷۵) المبحث الأول: في حقيقة البيع وطرق انعقاده، الباب الثاني: في أحكام الإيجاب والقبول، بيع الاستجرار، ط: معارف القرآن۔

قیمت کی رقم وصول کرنے کا حق ہوتا ہے۔ [1]

مبیع قیمتی چیز ہو

"بیچی جانے والی چیز کی کوئی قیمت ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۴/۲)

مبیع کا ضمان میں آنا

موجودہ قانون کے اعتبار سے جب کسی چیز کی "سیل" (بیع) ہوجاتی ہے، تو اس سیل کے نتیجے میں مبیع خریدار کی ملکیت میں منتقل ہوجاتی ہے، اور عام حالات میں قبضہ سے پہلے اس کا رسک (ضمان) بھی خریدار کی طرف منتقل ہوجاتا ہے، مثلاً ایک موبائل کا سودا ہوا اور ابھی تک موبائل خریدار نے قبضہ نہیں کیا بلکہ بائع (سیلر) ہی کے قبضہ میں ہے، تو سودا ہونے کی وجہ سے موبائل کی ملکیت خریدار کی طرف منتقل ہوجائیگی، اور اس صورت میں موجودہ ملکی قانون کے اعتبار سے اس موبائل کا رسک (ضمان) بھی خریدار کی طرف منتقل ہوجائے گا، اب اگر سیلر (بائع) کے قبضے میں وہ ضائع ہوجائے، یا چوری ہوجائے، یا خراب ہوجائے تو نقصان خریدار کا ہوگا، بائع کا نہیں ہوگا، اس لئے کہ موجودہ عام قانون میں رسک (ضمان) کا دارومدار قبضہ پر نہیں ہے، بلکہ جیسے ہی سودا ہوگا، ملکیت منتقل ہوجائے گی، ضمان بھی منتقل ہوجائے گا۔

لیکن اسلامی قانون میں ایسا نہیں بلکہ اسلامی قانون میں دو چیزیں الگ الگ ہیں، ایک ہے ٹائٹل اور ملکیت کا منتقل ہونا، اور دوسرا ہے اس کا رسک اور ضمان کا منتقل ہونا۔

شریعت میں جب تک خریدی ہوئی چیز پر خریدار یا اس کے وکیل اور نمائندہ کا قبضہ نہیں ہوگا، اس وقت تک وہ چیز خریدار کے ضمان میں منتقل نہیں ہوگی،

---

(۱) تخریج کے لئے "لے بائے" عنوان کے تخریج نمبر ۲ دیکھیں۔

خواہ قبضہ حقیقی ہو یا عرفی اس میں کوئی فرق نہیں آئے گا، موجودہ اور شرعی قانون میں یہ فرق ہے۔[1]

مبیع کا علم ہونا

جس چیز کا عقد ہو رہا ہے اس کا علم اشارے سے بھی ہو سکتا ہے، اور دیکھنے کے ذریعہ بھی اور اگر اس چیز کی جنس، نوع، صفات اور مقدار کو بیان کر دیا جائے تو یہ

---

(۱) وأما ضمان المبيع بعد البيع، ففيه تفصيل... فمذهب الحنفية والشافعية أن المبيع يبقى فى ضمان البائع إلى أن يسلمه إلى المشترى، وذلک لأن الضمان عندهم انما ينتقل من البائع إلى المشترى بقبض المشترى للمبيع، لا بمجرد العقد: فلو هلک المبيع بعد قبض المشترى هلک من مال المشترى... وإن هلک المبيع قبل أن يقبضه المشترى بآفة سماوية انفسخ البيع بالإجماع... كل ما ذكرنا من أحكام انتقال الضمان ملحض للأحكام الشرعية، وبه يتبين دقة الفقهاء فى هذا الموضوع، أما القوانين الوضعية، فإنها لاتذكر القبض أو التخلية من شروط انتقال الضمان، بل الأصل عندهم أن ضمان المبيع يتبع انتقال الملک، فينتقل ضمان المبيع إلى المشترى فور انتقال ملک المبيع إليه، وهذا ما صرّحت به المادة: ۲۶ من قانون بيع المال السائد فى بلادنا والمبنى على القانون الانكليزى۔ (فقه البيوع، (۲/ ۷۸۲، ۷۹۴، ۷۹۷) المبحث الثامن: تقسيم البيع من حيث ترتب آثاره، الباب الاول: فى أحكام البيع الصحيح بدون خيار، ضمان المبيع بعد البيع، وانتقال الضمان فى القانون الوضعى، ط: معارف القرآن)

▭ المبيع إذا هلک فى يد البائع قبل أن يقبضه المشترى يكون من مال البائع ولاشئ على المشترى۔ إذا هلک المبيع بعد القبض هلک من مال المشترى ولا شئ على البائع۔ (شرح المجلة للاتاسى (۲/ ۲۲۳، ۲۲۵) المادة: ۲۹۳، ۲۹۴، البيوع، الباب الخامس: فى بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس: فى بيان المواد المترتبة على هلاک المبيع، ط: رشيديه)

▭ القبض ليس بشرط فى البيع إلا أن العقد متى تم كان على المشترى أن يسلم الثمن أولاً ثم يسلم البائع المبيع... إلا أن لزوم الضمان للمشترى يتوقف على القبض... تختلف كيفية التسليم باختلاف المبيع۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۲۴۹، ۲۵۲) المادة: ۲۶۲، ۲۶۵، البيوع، الباب الخامس، الفصل الأول، ط: دار عالم الكتب رياض، مكتبة سلطانية)

▭ شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۹، ۱۱۰) المادة: ۲۶۲، ۲۶۵، البيوع، الباب الخامس، الفصل الاول: فى بيان حقيقة التسليم وكيفيتهما، و: (۱/ ۱۲۰، ۱۲۱) المادة: ۲۹۳، ۲۹۴، الفصل الخامس فى بيان المواد المترتبة على هلاک المبيع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

بھی صحیح ہے۔ (۱)

مبیع کا وزن ظرف کے ساتھ کرنا

اگر بائع اور مشتری راضی ہیں تو مبیع کے ساتھ ظرف (ڈبہ، لفافہ، بوری، برتن وغیرہ) کے وزن کا حساب کرنا بھی جائز ہے، اور عرف و رواج کی وجہ سے یہی سمجھا جائے گا کہ اس مبیع موزون کا وزن ظرف کے ساتھ اتنا ہوگا۔

نیز یہ کہ موجودہ دور میں بائع (بیچنے والا) اور مشتری (خریدار) دونوں کا مقصود وہ خاص ڈبہ، لفافہ، بوری یا تھیلی ہوتا ہے، اسپر لکھا ہوا وزن بیع میں مشروط نہیں ہوتا اس لئے خریدنے کے بعد وزن کے بغیر بھی اس میں تصرف کرنا جائز ہے۔ (۲)

مبیع کو ادھار دینے کی شرط

اگر عقد بیع کے وقت بائع نے یہ شرط لگائی کہ مبیع ادھار ہوگی یعنی حوالگی

---

(۱) ولا بد من معرفة قدر ووصف ثمن غير مشار لا مشار، أى لا يصح البيع إلا بمعرفة قدر المبيع والثمن ووصف الثمن إذا كان كل منهما غير مشار إليه، أما المشار إليه فغير محتاج إليهما... (البحر الرائق (۲۷۳/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

الدر مع الرد (۵۲۹/۴، ۵۳۰) كتاب البيوع، ط: سعيد)

فتح القدير (۲۴۰/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

(۲) قد شاع فى عصرنا أن الموزونات تباع فى علب معباة مكتوب عليها وزنها ومعنى ذلك أن البائع عباها بعد وزنها، وكتب الوزن على العلب، وكذلك المكيلات، مثل الحليب، والأدهان والبنزين تباع معباة فى علب مكتوب عليها كيلها باللترات وقد سبق جواز بيعها فى بيان البيع على البرنامج، ولكن الناس يشترون هذه العلب دون أن يزنوا أو يكيلوا ما فيها، ولا يمكنهم الوزن أو الكيل، لأن ذلك يحتاج إلى فك التعبئة، وفيه حرج شديد للبائع والمشترى كليهما فهل يجوز مثل هذا البيع؟ ــ فيمكن أن يقال فى بيع هذه العلب: إنها بعد تعبئتها صارت عددية، تباع على الصفة عدداً، وأما الوزن المكتوب عليها، فليس لكونها تباع وزناً، وإنما التمييز صغيرها من كبيرها... فيمكن تخريج بيعها على أنها بيعت على الصفة مجازفة وعلى هذا فقبضها يتحقق بما يتحقق به قبض العدديات المنقولة۔ (فقه البيوع (۱/ ۳۰۹، ۳۱۰) المبحث الثالث: فى أحكام المبيع والثمن... الباب الأول: فى المبيع... الشرط السابع: أن يكون مقبوضاً للبائع، قبض العلب المعباة، ط: معارف القرآن)

(Delivery) مؤخر کرنے کی باقاعدہ شرط لگادی کہ میں ایک مہینہ یا دو مہینے کے بعد دوں گا تو اس سے بیع فاسد ہوجائے گی، شریعت کی رو سے مبیع ادھار نہیں ہوسکتی، اس کا نقد ہونا ضروری ہے، اور ثمن ادھار ہوسکتا ہے، نقد ہونا ضروری نہیں ہے۔

فرق کی وجہ یہ ہے کہ بیع تو بائع کے پاس موجود اور متعین ہوتی ہے، ورنہ بیع کرنا جائز نہیں ہوتا، جب وہ موجود اور متعین ہے تو اس میں ادھار کرنے کا کوئی مطلب نہیں بنتا اور ثمن معین نہیں ہوتا، اور بیع صحیح ہونے کے لئے ثمن کی رقم خریدار کے پاس موجود ہونا ضروری نہیں ہے۔

ہوسکتا ہے خریدار کے پاس ابھی رقم کا انتظام نہ ہو، آئندہ اس کا بندوبست کرکے ادا کردے گا، لہٰذا ثمن کی ادائیگی کو مؤخر کیا جاسکتا ہے، مبیع کی ادائیگی کو مؤخر نہیں کیا جاسکتا۔

نوٹ: بیع سلم کا حکم اس سے مستثنیٰ ہے اس میں مبیع (مسلم فیہ) کی حوالگی مؤخر ہوتی ہے اور ثمن مجلس عقد میں حوالہ کرنا لازم ہوتا ہے۔ (١)

---

(١) (ومن باع عيناً علي أن لايسلمه إلي رأس الشهر فالبيع فاسد) لأن الأجل في المبيع العين باطل، فيكون شرطاً فاسداً. (الهداية: (٣/٦٩) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

ومن باع عيناً علي أن لا يسلمه إلي رأس الشهر الخ) الأجل في المبيع العين باطل لإفضائه إلي تحصيل الحاصل فإنه شرع ترفيهاً في تحصيله باتساع المدة فإذا كان المبيع أو الثمن حاصلاً كان الأجل لتحصيل الحاصل وإنما قيد بالعين احترازاً عن السلم فإن ترك الأجل فيه مفسد للحاجة إلي التحصيل. (العناية علي هامش فتح القدير: (٦/٨٢) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

قوله: لأن الأجل في المبيع العين) قيد بالعين احترازاً عن السلم فيه: لأن الأجل شرع ترفيهاً ليتمكن المشتري من التحصيل في مدة الأجل أما العين فحاصل فلاحاجة إلي ذكر الأجل للترفيه، فإذا شرط فيه يكون شرطاً فاسداً والبيع يفسد بالشرط الفاسد. (الكفايه مع الفتح: (٦/٨٢) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (٥/٨٧،٨٢) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع الشرب، ط: سعيد)

مبیع کو دوبارہ بائع پر فروخت کرنے کی شرط لگانا

بیع کرتے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) کو دوبارہ بائع (بیچنے والے) پر فروخت کرنے کی شرط لگانے سے بیع فاسد ہوجاتی ہے، اس لئے بیع کرتے وقت اس قسم کی شرط نہ لگائی جائے ورنہ بیع فاسد ہوجائے گی، کیونکہ اس میں بائع کا فائدہ ہے۔

مثلاً اگر کوئی شخص کوئی چیز فروخت کرتے وقت مشتری (خریدار) کے ساتھ یہ شرط لگاتا ہے کہ جب میرے پاس پیسے آجائیں اور میں ادا کرسکوں تو آپ اس چیز کو مجھ پر دوبارہ فروخت کریں گے، یا جب آپ اس چیز کو فروخت کرنا چاہیں گے تو مجھے ہی فروخت کرنا ہوگا کسی اور پر فروخت کرنے کی اجازت نہیں ہوگی، تو بیع کرتے وقت اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اس سے بیع فاسد ہوجائے گی اور اس بیع کو ختم کرنا لازم ہوگا۔ (١)

مبیع کو زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

مبیع کی قیمت خرید کو ظاہر کئے بغیر زیادہ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے، البتہ مناسب قیمت یا عام مارکیٹ کی قیمت سے زیادہ لینا مروت کے خلاف ہے، بخیل اور لالچی ہونے کی دلیل ہے۔ (٢)

---

(١) (ولا بيع بشرط)... (لايقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما أو (فيه نفع (لمبيع) هو (من أهل الاستحقاق)۔ (الدر مع الرد: (٨٥/٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في البيع بشرط الفاسد، ط: سعيد)

ولو باع شيئا على أن يهب له المشترى أو يتصدق عليه أو يبيع منه شيئا أو يقرضه كان فاسدا۔ (الهندية: (١٣٣/٣) كتاب البيوع، الباب العاشر في الشروط التي تفسد البيع والتي لاتفسده، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (٥/١٦٩) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط الصحة، ط: سعيد۔

(٢) ولو اشترى ثوبا بعشرة دراهم ورقمه اثنى عشر، فباعه مرابحة على الرقم من غير بيان جاز إذا كان الرقم معلوما والربح معلوما ولا يكون خيانة؛ لأنه صادق لكن لايقول اشتريته؛ لأنه يكون كاذبا فيه۔ (بدائع الصنائع: (٢٢٣/٥) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان مايجب بيانه في المرابحة ومالا يجب، ط: سعيد)=

مبیع کی تعیین ضروری ہے

☆ اناج غلہ وغیرہ سب چیزوں میں اختیار ہے، چاہے تول کے حساب سے لے، اور یوں کہہ دے کہ سو روپے کلو کے حساب سے گندم میں نے خریدی اور چاہے یوں ہی خرید کر کے لے لے اور یہ کہہ دے کہ گندم کا یہ ڈھیر میں نے سو روپے میں خریدا، پھر اس ڈھیر میں چاہے جتنی گندم نکلیں سب اسی کی ہوگی۔

☆ کیلے، مالٹے، کینو اور موسمی وغیرہ میں بھی اختیار ہے کہ گنتی کے حساب سے لے لے یا وزن کر کے لے لے یا ویسے ہی ڈھیر کے حساب سے لے لے، اگر ایک ٹوکری یا کریٹ کے سب کیلے یا مالٹے وغیرہ پانچ سو روپے میں خرید لئے اور گنتی اس کی کچھ معلوم نہیں کہ کتنے ہیں تو بھی بیع درست ہے، اور سب کیلے مالٹے وغیرہ خریدار کے ہیں چاہے کم نکلیں چاہے زیادہ اس سے کوئی فرق نہیں آئے گا۔

☆ کوئی شخص بیر وغیرہ کوئی چیز بیچنے آیا، اس سے کہا کہ سو روپے میں اس اینٹ کے برابر تول کر دے، اور بیچنے والا بھی اس اینٹ کے برابر تول کر بیچنے پر راضی ہو گیا اور اس اینٹ کا وزن کسی کو معلوم نہیں کہ کتنی بھاری نکلے گی، تو یہ بیع درست ہے۔[1]

= المساومة: بيع يتفق فيه البائع والمشتري على ثمن محدد، دون نظر إلى تكلفة البائع وربحه، بمعنى أن العقد لايصرح بكم قام المبيع على البائع وكم يربح فيه، واكثر مايتبايع الناس بهذا الطريق... (فقه البيوع، (۲/ ۶۳۱) المبحث السادس: تقسيم البيع من حيث ربحيته، ط: معارف القرآن)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۷۷۳) العقود أو التصرفات المدنية المالية، بيوع الأمانة، المطلب الثالث مايجب بيانه في المرابحة ومالا يجب، ط: رشيديه)

(۱) (وشرط لصحته معرفة قدر) مبيع وثمن (ووصف ثمن)... (غير مشار) إليه (لا) يشترط ذلك في (مشار إليه) لنفي الجهالة بالاشارة مالم يكن ربويا قوبل بجنسه... (قوله: لايشترط ذلك في مشار إليه)... لأن المشار إليه مبيعا كان أو ثمنا لايحتاج إلى معرفة قدره ووصفه فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك: وهي مرئية له فقبل جاز ولزم لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لايضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم. (الدر مع الرد (۴/ ۵۲۹، ۵۳۰) كتاب البيوع، ط: سعيد)=

مبیع (Sold Goods) کی شرائط

مبیع یعنی فروخت ہونے والی چیز کی بیع صحیح ہونے کے لئے چھ شرائط ضروری ہیں، اگران میں سے ایک شرط بھی نہیں پائی جائے گی تو بیع صحیح نہیں ہوگی۔

① یقینی طور پر وہ چیز موجود ہو، ہونے نہ ہونے میں شک (Uncertain) نہ ہو۔

② قیمتی مال ہو، خریدنے کے لئے لوگوں کے دل میں رغبت کے قابل ہو، حقیر اور بے قیمت چیز نہ ہو۔

③ شریعت نے اس سے فائدہ اٹھانے کی اجازت دی ہو۔

④ ملکیت کے قابل ہو یعنی ایسی چیز نہ ہو جس میں ملک ثابت نہ ہو، جیسے ہوا، سمندر اور دریا کا پانی، اور عام چراگاہ وغیرہ۔

⑤ وہ چیز ایسی ہو جو سودا ہونے کے بعد خریدار کے حوالہ کی جاسکے۔

⑥ مبیع بیچنے والے کی ملکیت ہو۔[1]

= البحر الرائق (۵/ ۲۷۳) کتاب البیع، ط: سعید)

فتح القدیر (۶/ ۲۴۰) کتاب البیوع، ط: رشیدیه)

(۱) وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً، مالاً متقوماً، مملوكاً فی نفسه، وکون الملک للبائع فیما یبیعه لنفسه، وکونه مقدور التسلیم، فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم... ولابیع الحر والمدبر... والمیتة والدم، ولا بیع الخمر والخنزیر فی حق مسلم، وکسرة خبز؛ لأن أدنی القیمة التی تشترط لجواز البیع فلس، ولا بیع الکلأ ولو فی أرض مملوكة له، والماء فی نهر أو بئر، والصید والحطب والحشیش قبل الاحراز ولا بیع مالیس مملوكا له وإن ملكه بعده... ولابیع معجوز التسلیم کالآبق والطیر فی الهواء، والسمک فی البحر بعد أن کان فی یده (شامی (۴/ ۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

البحر الرائق (۵/ ۲۵۹) کتاب البیع، ط: سعید)

شرح المجلة للاتاسی (۲/ ۸۷) المادة: ۱۹۷، البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول، فی حق شروط المبیع وأوصافه، ط: رشیدیه)

مبیع کی قیمت بڑھ جانے پر بیع فسخ کرنے کا حکم

بائع (بیچنے والے) اور مشتری (خریدار) کی رضامندی سے ایجاب وقبول ہونے کے بعد بیع تام ہو جاتی ہے، اور مشتری مبیع کا مالک بن جاتا ہے، اس کے بعد مبیع کی قیمت بڑھ جانے پر بائع کو مشتری کی رضامندی کے بغیر یکطرفہ بیع فسخ کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، ہاں اگر مشتری راضی ہو جائے تو پھر فسخ کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

مبیع کے اوصاف میں کمی ہو

''مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۳/۶)

---

(۱) حدثنا ابو نعمان قال حدثنا حماد بن زید قال حدثنا ایوب عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال النبی ﷺ: البیعان بالخیار مالم یتفرقا أو یقول أحدهما لصاحبه اختر وربما قال: أو یکون بیع خیار۔ (صحیح البخاری: (۲۸۳/۱) کتاب البیوع، باب اذا لم یوقت الخیار هل یجوز البیع، ط: قدیمی)

باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا... وبه قال ابن عمر ؓ: أی بخیار البیعین مالم یتفرقا، قال عبد اللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وقد مضی ان ابن عمر رضی اللہ عنہ کان إذا اشتری شیئاً یعجبه فارق صاحبه، وروی الترمذی من طریق ابن فضیل عن یحیی بن سعید، وکان ابن عمر رضی اللہ عنہ اذا ابتاع بیعا وهو قاعد قام لیجب له، وقد ذکرنا عن مسلم نحوه۔ (عمدة القاری: (۳۸۵/۸) کتاب البیوع، باب البیعان بالخیار مالم یتفرقا، ط: دار الحدیث ملتان، و (۳۲۴/۱۱) ط: دار الکتب العلمیة)

ومعنی قول النبی ﷺ الا بیع الخیار معناه: ان یخیر البائع والمشتری بعد إیجاب البیع فإذا خیره، فاختار البیع فلیس له خیار بعد ذلک فی فسخ البیع، وإن لم یتفرقا هکذا فسره الشافعی وغیره۔ (جامع الترمذی: (۲۳۶/۱) ابواب البیوع، باب ماجاء البیعان بالخیار مالم یتفرقا، ط: قدیمی)

البیع النافذ یفید الحکم فی الحال أی ثبوت الملک فی البدلین لکل منهما فی بدل، وهذا هو الحکم الأصلی... إذا کان البیع لازماً نافذاً فلیس لأحد المتبایعین الرجوع عنه أی وإن لم یتفرق مجلس العقد... (شرح المجلة للاتاسی (۳۷۳/۲)، المادة: ۳۷۳، ۳۷۵، البیوع، الباب السابع: فی بیان أنواع البیع وأحکامه، الفصل الثانی: فی بیان أحکام أنواع البیوع، ط: رشیدیه۔)

البحر الرائق (۲۶۱/۵) کتاب البیع، ط: سعید)

الدر مع الرد (۵۰۶/۴) کتاب البیوع، ط: سعید)

مبیع کے ساتھ انعامی کوپن کا حکم

''انعامی کوپن والی اشیاء خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۵۵/۱)

مبیع مسترد کرنے کی صورت میں بائع تک پہنچانے کا خرچہ

''آرڈر دینے والا مبیع واپس کرے تو بائع تک پہنچانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع مشتری کے قبضہ سے پہلے کس کے ضمان پر ہے

''مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع کا ضمان کس پر ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع معیار کے مطابق نہ ہو

''مبیع پسند نہ آنے پر واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۸۳/۶)

مبیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں

''مشتری نے بائع سے کہا: مبیع میرے کام کا نہیں واپس لے لیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۷/۶)

مبیع میں اضافہ بائع کا حق ہے

''مبیع میں زیادتی بائع کا حق ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۶/۶)

مبیع میں تفریق جائز نہیں

کسی نے رات کو دو ریشمی ازار بند پچاس روپے میں لئے، جب صبح کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک ان میں سے سوتی ہے، تو دونوں کی بیع جائز نہیں ہوئی، نہ ریشمی ازار بند کی اور نہ سوتی ازابند کی۔

اسی طرح اگر دو انگوٹھیاں شرط کر کے خریدیں کہ دونوں کا ''نگ'' فیروزہ کا

ہے، پھر معلوم ہوا کہ ایک میں فیروزہ نہیں کچھ اور ہے تو دونوں کی بیع ناجائز ہے، اب اگر ان میں سے ایک کا یا دونوں کا لینا منظور ہو تو اس کی صورت یہ ہے کہ پھر سے بات چیت کر کے خریدے۔[1]

مبیع میں زیادتی بائع کا حق ہے

مثلاً ایک آدمی نے دو جریب زمین فروخت کی اور اس کے چاروں طرف کے حدود بھی لکھ کر دے دیئے، اور ہر جریب کی قیمت بھی متعین کر لی، بیع کے بعد مذکورہ زمین کی پیمائش کی گئی تو وہ متعین مقدار سے زائد نکلی، تو یہ زائد زمین بائع کا حق ہے مشتری کا نہیں ہے، البتہ مشتری کو یہ اختیار حاصل ہے یا تو وہ زمین نہ لے، بائع کو واپس کردے یا پھر اضافی زمین کی بھی اضافی رقم بائع کو ادا کر کے پوری زمین لے لے۔[2]

---

(۱) شری داراً علی أن بناء ها بالآجر فاذا هو بلبن أو أرضا علی أن شجرها کلها مثمر فإذا واحدة منها لاتثمر أو ثوباً علی أنه مصبوغ بعصفر فإذا هو بزعفران... (قوله: فسد) أی لفحش التفاوت فیکون اختلف الجنس، وعند اختلاف الجنس لایعتبر کونه خیر مما شرطه کالمصبوغ بزعفران... (الدر مع الرد: (۵۹۰/۴) کتاب البیوع، باب اخیار الشرط، فروع، ط: سعید)

☜ البحر الرائق (۲۴/۶، ۲۵) کتاب البیع، باب خیار الشرط، ط: سعید)

☜ فتح القدیر (۳۰۸/۶) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، قبیل، باب خیار الرؤیة، ط: رشیدیه)

☜ (وإذا أوجب واحد قبل الآخر)... (فی المجلس)... (کل المبیع بکل الثمن أو ترک) لئلایلزم تفریق الصفقة (إلا إذا) أعاد الإیجاب والقبول... (قوله: إلا إذا أعاد الإیجاب والقبول) کان قال اشتریت نصف هذا المکیل بکذا، وقبل الآخر فیکون بیعاً مستأنفاً لوجود رکنیه وبطل الأول۔ (الدر مع الرد (۵۲۶/۴) کتاب البیوع، مطلب مایوجب اتحاد الصفقة وتفریقها، ط: سعید)

(۲) ولو قال: بعت منک هذا الثوب أو هذه الأرض علی انها عشرة أذرع کل ذراع بدرهم، فوجدها عشرة لزمته بعشرة دراهم ولا خیار له، وإن وجدها خمسة عشر ذراعا فهو بالخیار ان شاء أخذ الجمیع کل ذراع بدرهم، وإن شاء ترکها۔ (الهندیة: (۱۲۴/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیمایجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الثامن فی جهالة المبیع أو الثمن، ط: رشیدیه۔

☜ وإن زاد شیئ علیه فهو للبائع؛ لأنّ البیع وقع علی مقدار معین والقدر لیس بوصف۔ (البحر الرائق: (۲۸۸/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

☜ الدر مع الرد: (۵۴۴/۴)، کتاب البیوع، مطلب المعتبر ماوقع علیه العقد... ط: سعید۔

مبیع میں زیادتی کا مطالبہ کرنا

(۹۷) سودا کرتے وقت خریدار بیچنے والے سے خرید شدہ چیز کے علاوہ اور کوئی چیز بھی ساتھ مانگے اور بیچنے والا بھی خوشی سے دے دے تو یہ لینا جائز ہوگا، اور یہ مبیع (بیچی گئی چیز) کا جزء ہوگا، اگر کسی وجہ سے سودا کینسل ہوگا تو مبیع کو اس اضافی چیز کے ساتھ واپس کرنا لازم ہوگا۔[1]

واضح رہے کہ اس قسم کی اضافی چیز لینے کی عادت بنانا مناسب نہیں، ایسے رواج کو ترک کردینا چاہیے۔

مبیع واپس لینا

''مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مبیع واضح طور پر معلوم ہو

جس چیز کی بیع ہورہی ہے، اس کا واضح طور پر معلوم ہونا ضروری ہے، اور

---

(۱) (وکذا) صح (الزیادة فی المبیع) ولزم البائع دفعها ان قبل المشتری ذلک، لأنه تصرف فی حقه و ملکه، ویلتحق بالعقد، فیصیر حصته من الثمن حتی لو هلکت الزیادة قبل القبض، تسقط حصتها من الثمن۔ (مجمع الانهر: (۱۱۶/۳) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل: لایصح بیع المنقول قبل قبضه، ط: غفاریة کوئٹه/دار الکتب العلمیة۔

(وصح الزیادة فی المبیع) ولزم البائع دفعها ان فی غیر سلم... (وقبل المشتری، وتلتحق أیضا بالعقد، فلو هلکت الزیادہ قبل قبض سقط حصتها من الثمن) (الدر المختار مع رد المحتار: (۱۵۵/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی التصرف فی المبیع والثمن، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۰۰/۶) کتاب البیع، فصل فی بیان التصرف فی المبیع، ط: رشیدیه، و: (۱۲۰/۶) ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۴۴۲/۴) کتاب البیوع، باب التولیة، ط: دار الکتب العلمیة بیروت، أشرفیه کوئٹه۔

شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱۰۷/۱) رقم المادة: ۲۵۷، البیوع، الباب الرابع: فی بیان المسائل المتعلقة فی الثمن والمثمن بعد العقد، الفصل الثانی: فی بیان التزیید والتنزیل فی الثمن والمبیع بعد العقد، ط: فاروقیه کوئٹه۔

خریدار کو اس کی شناخت کرانا ضروری ہے۔

واضح رہے کہ بیچی جانے والی چیز کی تعیین اشارہ کر کے بھی ہو سکتی ہے، اور ایسی تفصیلی وضاحت سے بھی ہو سکتی ہے جس سے وہ چیز ان اشیاء سے ممتاز ہو جائے جن کی بیع مقصود نہیں۔

مثلاً ایک بلڈنگ ہے، جس میں ایک ہی انداز کے بنے ہوئے کئی اپارٹمنٹ ہیں ''زید'' جو کہ بلڈنگ کا مالک ہے، ''عمرو'' سے کہتا ہے کہ آپ کو ان اپارٹمنٹس میں سے ایک اپارٹمنٹ بیچتا ہوں، ''عمرو'' قبول بھی کر لیتا ہے، تو یہ بیع صحیح نہیں ہوئی، جب تک کہ زبانی وضاحت کے ساتھ یا اشارہ کر کے ایک اپارٹمنٹ کی تعیین نہ کر دی جائے۔[۱]

متروکہ جائداد غیر مسلموں کی

''غیر مسلموں کی متروکہ اشیاء فروخت کرنا'' (۶۹/۵) اور ''غیر مسلموں کی متروکہ جائیداد'' عنوانات کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۵)

متعین وزن والی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا

متعین وزن والی اشیاء جن کا وزن متعین و معلوم ہو، جیسے بند ڈبے یا پیکٹ وغیرہ ان میں دوبارہ وزن کرنے کی ضرورت نہیں، وزن کے بغیر خرید و فروخت کرنا درست ہے، کیونکہ ہر ظرف اصطلاحی وزن کا آلہ۔

---

(۱) (وشرط لصحته معرفة قدر) مبيع وثمن (ووصف ثمن)... (غير مشار) إليه (لا) يشترط ذلك في (مشار إليه) لنفي الجهالة بالاشارة مالم يكن ربويا قوبل بجنسه... (قوله: لا يشترط ذلك في مشار إليه)... لأن المشار إليه مبيعا كان أو ثمنا لا يحتاج إلى معرفة قدره ووصفه فلو قال: بعتك هذه الصبرة من الحنطة أو هذه الكورجة من الأرز والشاشات وهي مجهولة العدد بهذه الدراهم التي في يدك: وهي مرئية له فقبل جاز ولزم لأن الباقي جهالة الوصف يعني القدر وهو لا يضر إذ لا يمنع من التسليم والتسلم.
(الدر مع الرد (۵۲۹/۴، ۵۳۰) كتاب البيوع، ط: سعيد)
البحر الرائق (۲۷۳/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)
فتح القدير (۲۴۰/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

نیز موجودہ دور میں وزن والی اشیاء بلا ڈبے یا پیکٹ وغیرہ عدد متقاربہ کے درجے میں آگئی ہیں، اور وزن کے بارے میں دھوکہ کا امکان بہت کم ہے، کیونکہ موجودہ زمانہ میں ناپ تول مشینی آلات کے ذریعہ فیکٹریوں میں ہوتا ہے اس میں بظاہر کمی بیشی کی گنجائش نہیں ہوتی اور موجودہ دور میں مشینی آلات پر لوگوں کا اعتماد بھی بہت زیادہ ہے، اس لئے معاملہ مشکوک نہیں ہوتا، اور مبیع بھی مجہول نہیں ہوتی۔ (۱)

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: نهى رسول الله ﷺ عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان، صاع البائع وصاع المشترى۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۱)، أبواب التجارات، باب النهى عن بيع الطعام قبل مالم يقبض ط: قديمي۔

ومن اشترى مكيلا مكايلة أو موزونا موازنة فاكتاله أو اتزنه ثم باعه مكايلة أو موازنة لم يجز للمشترى منه أن يبيعه ولا أن يأكله حتى يعيد الكيل والوزن... ولأنه يحتمل أن يزيد على المشروط وذلك للبائع والتصرف فى مال الغير حرام فيجب التحرز عنه۔ (الهداية: (۷۷/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية فصل: من اشترى شيئاً مماينقل... ط: رشيديه۔

نهى النبى ﷺ عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان، فيكون للبائع الزيادة وعليه النقصان۔ (السنن الكبرى: (۳۱۶/۵) رقم الحديث: ۱۱۰۱۵، كتاب البيوع، باب الرجل يبتاع طعاماً كيلاً فلا يبيعه حتى يكتاله لنفسه... ط: دار المعرفة، بيروت)

وإنما شرط ذلك، لأنّ المبيع يتناول مايحويه الكيل أو الوزن وهو مجهول، فربما يزيد وينقص، فمالم يكل لنفسه أو لم يزن لايمتاز المبيع عن غيره فكان المبيع مجهولا۔ (الكفاية شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۱۱۱/۶)، كتاب البيوع باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رشيديه)

ومعناه ان المانع من التصرف هو احتمال الزيادة... أنّه معلول باحتمال الزيادة على المشروط، وذلك بما يتصور إذا بيع مكايلة فلم يتناول ماعداه... وفيه ذكر جريان الصاعين، وليس ذلك الا لتعيين المقدار، وتعيين المقدار إنما يحتاج إليه عند توهم زيادة أو نقصان فكان فى النص مايدلّ على أنّه معلول بذلك۔ شرح العناية على هامش فتح القدير: (۴۷۷/۶، ۴۷۸)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل، ط: رشيديه۔

نقول: ان البائع إذا كال الطعام بعد البيع بحضرة المشترى يكون ذلك الصاع هو صاع المشترى... فعندنا قوله "حتى يجرى فيه الصاعان" أعم من أن يكون جريان الصاعين حقيقة أو حكما ويرشد إليه قوله فى حديث أبى هريرة: فيكون لصاحبه الزيادة وعليه النقصان؛ لأنّه يدل ان العلة فى النهى... انما هو امتياز حق البائع عن حق المشترى۔ (إعلاء السنن: (۲۳۹/۱۴) تحت رقم الحديث: ۴۷۰۳، كتاب البيوع، باب النهى عن بيع الطعام حتى يجرى فيه الصاعان، ط: إدارة القرآن۔

متفرق چیزوں کے جمع کرنے پر ہدیہ مشروط ہو

''ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کے جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷۳/۶)

متقی لوگوں میں شمار نہیں ہوسکتا

''شبہات سے بچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۱/۴)

متوقع آمدنی فروخت کرنا

''آمدنی فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۱)

متوقع نفع کی بنیاد پر نقصان کا تعین کرنا

وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۰/۶)

مٹھائی ڈبے کے ساتھ تولنا

''ڈبے کے ساتھ مٹھائی تولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۵/۳)

مٹھی بند

کسی نے مٹھی بند کر کے کہا کہ جتنے دام ہمارے ہاتھ میں ہیں اتنے کی فلانی چیز دے دیں، اور معلوم نہیں کہ ہاتھ میں کیا ہے، روپیہ ہے یا پیسہ یا کوئی اور قیمتی چیز، جو اس کی قیمت بن سکتی ہو، اور ایک ہے یا دو، تو ایسی صورت میں بیع درست نہیں، کیونکہ سودا صحیح ہونے کے لئے قیمت معلوم ہونا ضروری ہے، اور یہاں قیمت معلوم نہیں۔ (۱)

---

(۱) یلزم أن یکون الثمن معلوماً، فلو جهل الثمن فسد البیع... إذا کان الثمن حاضراً فالعلم به یحصل بمشاهدته والإشارة إلیه، ولا یحتاج إذ ذاک إلی معرفة قدره ووصفه، فلو قال: اشتریت منک هذه =

مٹھی کھول کر دکھلا دیا

کسی کے ہاتھ میں کچھ پیسے ہیں، اور اس نے مٹھی کھول کر دکھلا دیا کہ اتنے پیسوں کی یہ چیز دے دیں اور بائع نے وہ پیسے ہاتھ میں دیکھ لئے، اور وہ چیز دے دی، لیکن یہ معلوم نہیں ہوا کہ ہاتھ میں کتنے پیسے ہیں، تب بھی بیع درست ہے، کیونکہ قیمت معلوم ہے، اور وہ یہ کہ مٹھی کے اندر جو پیسے ہیں وہی مراد ہیں۔ (۱)

مٹی کی وجہ سے مال زیادہ لینا

اگر نمک یا مال میں مٹی ہونے کی وجہ سے ہر ایک من میں ایک کلو نمک یا مال زیادہ لینے کی شرط رکھی جائے، اور اس پر بیچنے والا خوشی سے راضی ہو تو گنجائش ہوگی، اور اگر بیچنے والا فی من ایک کلو زائد دینے پر راضی نہ ہو تو ایک کلو زائد لینا جائز نہیں ہوگا۔ (۲)

مٹی ہے اناج وغیرہ میں

''اناج میں مٹی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۰/۱)

= الفرس بهذه الدراهم التى فى يدى فقبل البائع حال كونه مشاهداً تلك الدراهم صح البيع ولزم...
(شرح المجلة لرستم باز (۹۹/۱) المادة: ۲۳۸، ۲۳۹، البيوع الباب الثالث: فى بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الاول، فى بيان المسائل المترتبة على أوصاف الثمن وأحواله، ط: فاروقيه كوئٹه)
☐ شرح المجلة للاتاسى (۱۵۸/۲، ۱۵۹) المادة: ۲۳۹، ۲۳۸، أيضاً، ط: رشيديه)
☐ شامى (۵۳۰/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد)
(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔
(۲) قال الله تعالىٰ: { يأيها الذين أمنوا لاتأكلوا أموالكم بينكم بالباطل الا أن تكون تجارةً عن تراض منكم } [النساء: ۲۹]
☐ اما تعريفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضي: (الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول فى تعريف البيع وركنه وشرطه وحكمه وأنواعه، ط: رشيديه)
☐ البحر الرائق: (۴۳۰/۵) كتاب البيع، ط: رشيديه۔ و (۲۵۶/۵) ط: سعيد)
☐ تبيين الحقائق: (۲۷۵/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت، و: أشرفيه كوئٹه)

مجبوری سے فائدہ اٹھانا

اگر کوئی شخص مجبور اور پریشان ہو کر یا کسی مصیبت سے متاثر ہو کر کوئی سامان فروخت کرے تو عام طور پر ایسے موقع پر وہ بہت زیادہ رعایت کر کے بیچتا ہے تو اس سے کم قیمت پر چیز خریدنا منع ہے، کسی کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا انسانی اخلاق اور مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے۔[1]

ایسے موقع پر اس مجبور کی مدد اور نصرت کرنی چاہئے، اگر اس سے کوئی سامان خریدے تو مارکیٹ ریٹ کے مطابق قیمت ادا کرے تاکہ اس کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا نہ ہو جو بری بات ہے، بلکہ بہتر یہ ہے کہ ایسے مجبور آدمی کو قرض دے دے تاکہ وہ اپنی ضرورت میں کام لا سکے، اور اتنی مہلت دے کہ وہ سہولت کے ساتھ ادا کر سکے۔[2]

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجبور اور پریشان کی بیع سے منع فرمایا ہے۔[3]

مجبور کر کے چیز بکوانا

اگر کوئی آدمی اپنی چیز بیچنے پر راضی نہیں تو اس کو مجبور کر کے چیز بکوانا جائز

(١، ٢) قال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة علي هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة ألا يباع علي هذا الوجه، وأن لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلي الميسرة، حتي يكون له في ذلك بلاغ اه. (إعلاء السنن (٢١٣/١٤) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: ادارة القرآن)

وفيه أيضا: (٢١٨/١٤) ايضاً، ط: إدارة القرآن.

بذل المجهود: (٣٩/١٥) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

(٣) عن علي رضي الله عنه... وقد نهي النبي صلي الله عليه وسلم عن بيع المضطر. الحديث. (سنن أبي داود: (١٢٤/٢) كتاب البيوع، باب البيع المضطر، ط: رحمانيه)

إعلاء السنن: (٢١٣/١٤، ٢١٥) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن.

مشكاة المصابيح: (ص: ٢٤٨) كتاب البيوع، باب المنهي منها من البيوع، الفصل الثاني، ط: قديمي.

نہیں ہے بیع صحیح ہونے کے لئے فریقین کی رضامندی ضروری ہے۔ (۱)

مجبور کرنا بیچنے پر

کسی کو اس کی جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا جائز نہیں تاہم بعض صورتوں میں حکومت یا کسی مجاز اتھارٹی کا معقول معاوضہ کے عوض میں مالک کو اپنی جائیداد بیچنے پر مجبور کرنا جائز ہے، اور اس کی چند صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں۔

① پہلی صورت یہ ہے کہ مقروض آدمی اپنے ذمے پر آنے والا قرض ادا نہیں کر رہا ہے اور اس کے پاس نقد رقم بھی موجود نہیں ہے تو عدالت میں مقدمہ ہونے کی صورت میں عدالت اس کو اپنی جائیداد فروخت کر کے قرض ادا کرنے کا حکم دے سکتی ہے، اگر وہ عدالتی حکم کے باوجود پس و پیش کرے تو عدالت قرض خواہ کے ساتھ انصاف کرنے کے لئے خود بھی اس کی جائیداد مارکیٹ ریٹ پر فروخت کر سکتی ہے۔ (۲)

② دوسری صورت یہ ہے کہ کسی شخص نے جائیداد وغیرہ رہن (گروی) رکھ

---

(۱) ومنها الرضا، لقول الله تعالى: إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم... فلا يصح بيع المكره إذا باع مكرها وسلم مكرها، لعدم الرضا. (بدائع الصنائع: (۱۷۶/۵) كتاب البيع، ط: سعيد.

□ شامي: (۵۰۳/٤) كتاب البيوع، مطلب في بيع المكره والموقوف، ط: سعيد.

□ البحر الرائق: (۳۰۵/۵)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

(۲) (والقاضي يحبس الحر المديون ليبيع ماله لدينه وقضى دراهم دينه من دراهمه، وباع دنانيره بدراهم دينه وبالعكس استحسانا... لايبيع القاضي عرضه ولا عقاره) للدين (خلافا لهما وبه) أي بقولهما ببيعهما للدين (يفتى)۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۵۰/٦) كتاب الحجر، ط: سعيد)

□ اجاز جمهور الفقهاء۔ ماعدا أبا حنيفة۔ بيع أموال المدين لاداء ديون الغرماء مادام له مال، حيث يحجر القاضي عليه إذا طلبوا ذلک، ثم يبيع القاضي ماله ويوزعه عليهم حسب حصص ديونهم إذا امتنع المدين عن بيعه بنفسه، و ذلک يشمل جميع الديون، سواء أكانت ديون قرض أو بيع أو نفقة أو دية أو تعويض۔ (الموسوعة الفقهية: (۳٦/۳۹) حرف الميم، مادة: ملک، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

□ بدائع الصنائع: (۱۷۳/۷) كتاب الحجر والحبس، فصل وأما بيان مايمنع المحبوس عنه الخ، ط: سعيد)

کر قرض لیا ہو اور وہ مقررہ مدت میں قرض کی ادائیگی نہیں کر رہا ہو تو قرض خواہ (مرتہن) رہن رکھی ہوئی جائیداد وغیرہ کو فروخت کر کے اپنا حق وصول کر سکتا ہے، اگرچہ مقروض اس پر راضی نہ ہو، بشرطیکہ عدالت یا قرض خواہ مارکیٹ قیمت پر فروخت کرنے کو یقینی بنائیں، لہٰذا اپنی رقم وصول کرنے کے لئے کوڑیوں کے بھاؤ بیچنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۱)

③ تیسری صورت یہ ہے کہ جب غذائی اشیاء کی قلت ہو، اور کچھ لوگ غذائی اشیاء کی ذخیرہ اندوزی کر رہے ہوں تو اس صورت میں حکومت کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ تاجروں کو ذخیرہ کی گئی اشیاء فروخت کرنے کا حکم دے، اور اگر وہ تعمیل نہ کریں تو حکومت ان کی مرضی کے خلاف خود بھی مارکیٹ ریٹ پر فروخت کر سکتی ہے۔ (۲)

④ چوتھی صورت یہ ہے کہ حکومت کو عوامی مقاصد کے لئے کسی جگہ کی حقیقی

---

(۱) فإن حل الأجل وغاب الراهن أجبر الوكيل على بيعه. وفي الرد: (قوله: وغاب الراهن)... وفيه رمز إلى أنه لو حضر الراهن لم يجبر الوكيل بل أجبر الراهن، فإن أبي باعه القاضي عندهما ولم يبع عنده قهستاني. قال الرملي: وهذا فرع الحجر على الحر، وتقدم في الحجر أن قولهما به يفتي اه. (الدر المختار مع الرد: (٦/٥٥٥) كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يد عدل، ط: سعيد)

وفيه ايضاً: (٦/٥٠٢) ايضاً، ط: سعيد.

الموسوعة الفقهية: (٩/٧٧) حرف الباء، ماده: بيع، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت.

(۲) إذا خيف الضرر علي العامة أجبر بل اخذ منه ما احتكره وباعه وأعطاه المثل عند وجوده أو قيمته وهذا قدر متفق عليه بين الائمة ولا يعلم خلاف في ذلك. (الموسوعة الفقهية: (٢/٩٥) مادة: احتكار، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

(وإذا رفع إلي الحاكم) أو القاضي (حال المحتكر أمره ببيع ما يفضل عن حاجته) على اعتبار السعة في ذلك بمثل القيمة أو بغبن يسير ونهاه عن الاحتكار (فإن) باع فيها وإن (امتنع) عزره و (باع عليه) بالإتفاق علي الصحيح كما في المنح. (الدر المنتقي على مجمع الأنهر: (٤/٢١٣، ٢١٤) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية.

مجمع الأنهر: (٤/٢١٣، ٢١٤) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: دار الكتب العلمية.

شامي: (٦/٣٩٩) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.

ضرورت ہو، اور مالکان بیچنے پر آمادہ نہ ہوں تو حکومت وہ جگہ زبردستی بھی حاصل کر سکتی ہے، لیکن مالکان کو مارکیٹ ریٹ کے حساب سے ادائیگی ضروری ہے، بازاری قیمت یا متبادل جگہ دیئے بغیر کسی شہری کو اس کی جائیداد سے محروم کرنا جائز نہیں۔ (۱)

مجبور کی مجبوری سے فائدہ اٹھانا

بعض دفعہ آدمی انتہائی بے بسی اور مجبوری کی بنا پر اپنی چیز بیچ رہا ہوتا ہے تو ایسے شخص سے مارکیٹ ریٹ سے بہت کم قیمت پر چیز خریدنا انسانیت اور مروت کے خلاف ہونے کی وجہ سے درست نہیں، اگرچہ مجبور آدمی مجبوری کی وجہ سے بظاہر راضی ہی ہوتا ہے، البتہ معمولی کمی بیشی ہو تو اس میں کوئی قباحت نہیں لیکن بہت زیادہ فرق کے ساتھ درست نہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلبی خوشی کی تاکید فرمائی ہے، اور یہ بات طے ہے کہ مجبور آدمی خوشدلی سے غیر معمولی کم ریٹ پر بیچنے کے لئے تیار نہیں ہوتا۔ آج کل مجبور آدمی سے سستے داموں پر چیز خریدنے کو فنکاری اور کمال سمجھا جاتا ہے جو کہ انتہائی گرا ہوا ناپسندیدہ رویہ ہے، اس کی اصلاح ضروری ہے ورنہ اللہ کی رحمت اور

---

(۱) ذهب الفقهاء إلي أنه إذا ضاق المسجد بالناس فيجوز توسعته على حساب الأراضي المملوكة ملكا خاصاً وكذلك الأمر إذا احتاج الناس إلى شق طرق عامة أو توسعتها ونحو ذلك ولكن لابد من تعويض عادل يقوم بتقديره ذوو الخبرة. وقد نصت مجله الأحكام العدلية على أنه: لدي الحاجة يؤخذ ملك كائن من كان بالقيمة بأمر السلطان ويلحق بالطريق، لكن لايؤخذ من يده مالم يؤدله الثمن. (الموسوعة الفقهية: (۳۹/۵۵) حرف الميم، مادة: ملك، ط: وزارة الأوقاف والشئون الإسلامية، الكويت)

(يؤخذ لدي الحاجة ملك أي أحد بقيمته بأمر السلطان ويلحق بالطريق، ولكن لايؤخذ ملكه من يده مالم يؤد له الثمن) يستملك ملك أي أحد بقيمته الحقيقية للمنافع العمومية كالطريق والمسجد ومسيل الماء ولو لم يرض صاحبه ببيعه. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/۲۳۳) المادة: ۱۲۱٦، كتاب الشركة، الباب الثالث المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، أحكام الطرق ... الخ، ط: دار عالم الكتب)

شرح المجله لرستم باز: (۱/۵۲۷) المادة: ۱۲۱٦، ايضاً، ط: مكتبه فاروقيه.

مجسموں کو زیبائش کے طور پر رکھنا

مجسموں کی خرید وفروخت، درآمد، برآمد ناجائز اور حرام ہے۔ [١]

☆......اس مقصد کے لئے دکان بھی کرایہ پر دینا درست نہیں کیونکہ یہ گناہ اور زیادتی کے کام پر مدد دینے کی ایک صورت ہے، اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی اور تقویٰ پر ایک دوسرے کی مدد کرو، اور گناہ اور زیادتی پر ایک دوسرے کی مدد نہ کرو۔ [٢]

☆......جاندار کے مجسمے حیوانات کے ہوں، یا گھوڑوں، شیروں یا اونٹوں، بچھو، مچھلی، حشرات وغیرہ کے سب ناجائز اور حرام ہیں، خواہ دیوار اور چھت پر لٹکے ہوئے ہوں، یا الماری اور شوکیس (Show Case) میں رکھے ہوں سب

= قال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة علي هذا الوجه جائز في الحكم، ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة ألا يباع علي هذا الوجه ،وأن لايفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلي الميسرة، حتي يكون له في ذلك بلاغ اه. (إعلاء السنن (٢١٣/١٤) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: ادارة القرآن)

وفيه أيضا: (٢٨/١٤) ايضاً، ط: إدارة القرآن.

بذل المجهود: (٣٩/١٥) كتاب البيوع، باب في بيع المضطر، ط: دار الكتب العلمية.

(١) ولو وجدوا في الغنائم صليباً من ذهب أو فضة أو تماثيل أو دراهم أو دنانير فيها التماثيل فإنه ينبغي للإمام أن يكسر ذلك كله فيجعله تبراً؛ لأنه لو قسمه أو باعه كذلك، ربما يبيعه من يقع في سهمه من بعض المشركين بأن يزيد واله في ثمنه رغبة منهم في لباسه. أو في أن يعبدوه فليتحرز عن ذلك بكسر الصليب. (شرح السير الكبير: (١٤٢/٣) باب مايحمل عليه الفئ وما يركبه الرجل من الدواب، ط: دار الكتب العلمية)

وجاز بيع العصير من خمار واجارة بيت ليتخذه بيت نار أو بيعة أو كنيسة أو يباع فيه خمر بالسواد... وهذا عند أبي حنيفة رحمه الله، وقالا: لاينبغي أن يكريه لشي من ذلك؛ لأنه إعانة على المعصية، وقد قال الله تعالى: "وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان". (تبيين الحقائق: (٢٩/٦) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: امداديه ملتان)۔

(٢) قال الله تعالى: وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان۔ (المائدة: ٢)

يأمر تعالى عباده المؤمنين على فعل الخيرات... وينهاهم عن التناصر على الباطل والتعاون على

ناجائز اور حرام ہیں۔ [۱]

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ایسے گھر میں فرشتے داخل نہیں ہوتے جس میں کوئی تصویر ہو۔" [۲]

جب رحمت کے فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوں گے تو اس گھر میں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہو سکتی۔ لہٰذا جس کے پاس مجسمے ہیں وہ اسے تلف کردے یا کم از کم اس کا پورا سر کاٹ دے اس کو ضائع کردے تاکہ رحمت کے فرشتے اس کے گھر میں داخل ہوں۔

مجسمہ سازی

☆ مختلف شکلوں کے مجسمے اور مورتی بنانا خواہ وہ مرد کی صورت کے ہوں یا عورت کی صورت کے، چھوٹے بچوں کی شکل میں ہوں یا بچیوں کی شکل میں، ناجائز اور حرام ہے۔

---

(۱) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فحرام لكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو اناء أو حائط وأما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل وما لا ظل له وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وأبو حنيفة وغيرهم. (عمدة القاري: (۲۲/۱۲) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية)

☜ شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي)

☜ شامي: (٦٤٧/۱) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد.

(۲) عن طلحة رضي الله عنه قال: قال النبي صلى الله عليه وسلم: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه كلب ولا تصاوير. (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمي)

☜ صحيح مسلم: (۲۰۰/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي.

☜ وقال الخطابي: المراد من الصور التي فيها الروح مما لم يقطع رأسه أو لم يمتهن بالوطء: (عمدة القاري: (۲۲/۶۸) كتاب اللباس، باب التصاوير، ط: دار الكتب العلمية)

اسی طرح مجسمے اور مورتی بنانے والے کارخانے اور فیکٹریاں لگانا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز نہیں ہے، خواہ مجسمے سونے چاندی کے ہوں یا تانبے پیتل کے، مٹی کے ہوں یا پتھر کے، پلاسٹک کے ہوں یا کسی دوسری دھات کے، ان کو خریدنا اور گھروں یا دکانوں یا دفتروں میں رکھنا یا زینت کا سامان بنانا ناجائز اور حرام ہے، کبیرہ گناہ ہے، ایسے گھروں میں رحمت کے فرشتے ہرگز داخل نہیں ہوتے، جو لوگ ان چیزوں کا کاروبار کرتے ہیں ان کی کمائی حرام ہے، ان کی نماز، روزہ، حج صدقہ غرض کہ کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی۔ [۱]

☆ جاندار چیزوں کا مجسمہ بنانا ناجائز اور حرام ہے، اس کی خرید و فروخت کرنا اور اس کو معاش کا ذریعہ بنانا بھی ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے، اس لئے ان چیزوں سے بچنا مسلمانوں پر لازم ہے۔ [۲]

(۱، ۲) عن سعید بن أبی الحسن قال: کنت عند ابن عباس رضی اللہ عنہما إذ أتاه رجل فقال یا أبا عباس (یا ابن عباس) إنی إنسان إنما معیشتی من صنعة یدی وإنی أصنع هذه التصاویر، فقال ابن عباس رضی اللہ عنہما: لا أحدثک إلا ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: سمعته یقول: من صوّر صورة فإن الله معذبه حتی ینفخ فیها الروح ولیس بنافخ فیها أبدا، فربا الرجل ربوةً شدیدةً واصفرّ وجهه فقال: ویحک إن أبیت إلا أن تصنع فعلیک بهذا الشجر (و) کل شئ لیس فیه روح۔ (صحیح البخاری (۱/ ۵۸۷) رقم الحدیث: ۲۲۲۵، کتاب البیوع، باب بیع التصاویر التی لیس فیها روح وما یکره من ذلک، ط: الطاف اینڈ سنز)

☐ عن ابن عباس عن أبی طلحة قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: لا تدخل الملائکة بیتاً فیه کلب ولا تصاویر،... سمعت عبد الله قال سمعت النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول: إن اشد الناس عذاباً عند الله (یوم القیامة) المصورون... أن رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: إن الذین یصنعون هذه الصور، یعذبون یوم القیامة، یقال لهم أحیوا ما خلقتم... (صحیح البخاری (۲/ ۱۶۷۷، ۱۶۷۸) رقم الحدیث: ۵۹۴۹، ۵۹۵۰، ۵۹۵۱، کتاب اللباس، باب التصاویر، وباب عذاب المصورین یوم القیامة، ط: الطاف اینڈ سنز)

☐ قال أصحابنا وغیرهم من العلماء: تصویر صورة الحیوان حرام شدید التحریم، وهو من الکبائر لأنه متوعد علیه بهذا الوعید الشدید المذکور فی الأحادیث، وسواء صنعة بما یمتهن أو لغیره فصنعته حرام بکل حال، لأن فیه مضاهاة لخلق الله تعالی، وسواء کان فی ثوب أو بساط أو درهم أو دینار أو فلس أو إناء أو حائط أو غیرها... ولا فرق فی هذا کله بین ماله ظل وما لا ظل له،... (شرح مسلم للنووی (۲/ ۱۹۹) کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان وتحریم اتخاذ ما فیه صور... ط: قدیمی)=

مجسمہ کی بیع کھنڈرات سے ملنے والے

(۱۱۰) "کھنڈرات سے نکلنے والے مجسمے کی بیع" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۵)

= مرقاة المفاتيح: (۲۶۶/۸) باب التصاوير، الفصل الاول، ط: رشيديه۔

ما حرم أخذه حرم اعطاؤه، و كما حرم الأخذ و الإعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذ الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... ما حرم فعله حرم طلبه... فكل شئ لا يجوز فعله، لا يجوز طلب ايجاده من الغير، سواء كان بالقول أو بالفعل بأن يكون واسطة أو آلة لايجاده... (شرح المجلة للاتاسى (۱/ ۷۷، ۷۸) المادة: ۳۴، ۳۶، القواعد، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز (۱/ ۲۷) المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: فاروقيه كوئٹه)

الإعانة فى المعصية و ترويجها و تقريب الناس إليها معصية و فساد فى الأرض... (حجة الله البالغة (۲/ ۲۰۹) مبحث فى البيوع المنهى عنها، ط: مير محمد كتب خانه)

كما أن الصلاة فى الأرض المغصوبة تقع فرضاً، وإنما الحرام شغل المكان المغصوب... وهنا كذلك فان الحج فى نفسه مأمور به، وإنما يحرم من حيث الانفاق و كأنه أطلق عليه الحرمة لأن للمال دخلا فيه... (الدر مع الرد (۴۵۶/۲) كتاب الحج، مطلب: فى من حج بمال حرام، ط: سعيد)

عن ابن عباس رضي الله عنهما، قال: لا يقبل الله صلاة امرئ فى جوفه حرام۔ (جامع العلوم والحكم (۱/ ۲۶۲) الحديث العاشر: إن الله تعالى طيب لا يقبل إلا طيباً، ط: مؤسسة الرسالة)

مرقاة المفاتيح (۳۱۳/۵) كتاب الدعوات، باب جامع الدعاء، الفصل الثانى، ط: رشيديه جديد)

إذا حج رجل بمال من غير حله فقال: لبيك اللهم لبيك، قال الله: لا لبيك ولا سعديك هذا مردود عليك۔ (كنز العمال (۵/ ۲۳) رقم الحديث: ۱۱۸۹۱، كتاب الحج والعمرة، الباب الاول، الفصل الثالث فى الحج ومحظوراته، ط: مؤسسة الرسالة)

عن أبى هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ايها الناس إن الله طيب لا يقبل إلا طيباً... الخ (صحيح مسلم (۱/ ۳۲۶) كتاب الزكوة، باب بيان أن اسم الصدقة يقع على كل نوع من المعروف، ط: قديمى)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: لاتقبل صلوة بغير طهور ولا صدقة من غلول۔ (جامع الترمذى: (۱/ ۳) أبواب الطهارة، باب ما جاء لاتقبل صلوة بغير طهور، ط: قديمى)

ويجتهد فى تحصيل نفقة حلال، فإنه لا يقبل الحج بالنفقة الحرام، كما ورد الحديث، مع أنه يسقط الفرض عنه معها، ولا تنافى بين سقوطه وعدم قبوله، فلا يثاب لعدم القبول، ولا يعاقب عقاب تارك الحج۔ (شامى: (۴۵۶/۲) كتاب الحج، مطلب فى من حج بمال حرام، ط: سعيد)

مجسمے جو کھنڈرات سے ملتے ہیں

''کھنڈرات سے ملنے والے مجسمہ کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۶/۵)

مجسمے شوروم میں رکھنا

''شوروم میں مجسمے اور ڈمی لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۸/۴)

مجسمے کی خرید وفروخت

☆......آج کل بعض تاجر اور دکاندار اپنے شورومز میں مرد وعورت اور بچے بچیوں کے مجسمے مورتیاں اور ڈمی لگائے رکھتے ہیں، اور ان کو بنے ہوئے سوٹ اور تیار لباس پہنا کر رکھتے ہیں تاکہ خریداروں کو راغب اور متوجہ کرسکیں، ان مجسموں میں چہرہ، دوسرے اعضاء بلکہ چھاتیاں بھی نمایاں ہوتی ہیں، شوروم وغیرہ میں ایسے مجسمے اور ڈمی لگانا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی خرید وفروخت کرنا بھی ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے، اور ایسا مجسمہ شوروم کے علاوہ گھر میں رکھنا بھی ناجائز ہے۔[1]

☆......بعض مجسمے اور ڈمی دھڑ کے ہوتے ہیں، ان کا سر نہیں ہوتا مگر چھاتیاں بنی ہوتی ہیں، جن کی نمائش ہوتی ہے ایسے مجسموں کی تجارت کرنا، خرید وفروخت کرنا اور رکھنا ناجائز اور حرام ہے۔[2]

(۱، ۲)عن علی رضي الله عنه عن النبي صلي الله عليه وسلم قال: لا تدخل الملائكة بيتاً فيه صورة ولا كلب ولا جنب (سنن ابي داود:(۲۹/۱) كتاب الطهارة، باب في الجنب يؤخر الغسل، ط: رحمانيه)

لا يحل عمل شئ من هذه الصور، ولا يجوز بيعها ولا التجارة فيها، والواجب أن يمنعوا من ذلك. (بلوغ القصد والمرام:(ص:۲۰) بحوالہ تصویر کے شرعی احکام: (ص:۸۹) عنوان: ''تصاویر کی تجارت''، ط: ادارۃ المعارف کراچی)

ماقامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً، وإلا فتنزيهاً. (الدر المختار مع الرد:(۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، ط:سعيد)

إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. (كنز العمال:(۷۹/٤) رقم الحديث: =

☆......اگر جاندار کے علاوہ باقی کسی بھی چیز کی ڈمی ہو تو اس کو بنانا، اس کی تجارت کرنا خرید و فروخت کرنا، شوروم اور گھر وغیرہ میں رکھنا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔ [1]

مجلس ایک ہونا

''اتحادِ مجلس'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۸۸)

مجلس عقد

مجلس عقد (Place OF Contract) جس مجلس میں یہ عقد ہوتا ہے، اسے ''مجلس عقد'' یا ''محل عقد'' کہتے ہیں۔ [2]

= ۹۶۱۹، كتاب البيوع، من قسم الأقوال، الباب الثاني، الفصل الثالث: في أشياء لايجوز بيعها، الفرع الأول، ط: مؤسسة الرسالة)

عن ابن عباس قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئاً حرم ثمنه. (إعلاء السنن: (۱۴/۱۱۳) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط، إدارة القرآن)

الهداية: (۴/۴۹۷) كتاب الأشربة، ط: رحمانيه)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۲/۱۶۹) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(۱) وفي التوضيح: قال أصحابنا وغيرهم: تصوير صورة الحيوان حرام أشد التحريم وهو من الكبائر وسواء صنعه لما يمتهن أو لغيره فحرام لكل حال، لأن فيه مضاهاة لخلق الله، وسواء كان في ثوب أو بساط أو دينار أو درهم أو فلس أو اناء أو حائط وأما ماليس فيه صورة حيوان كالشجر ونحوه فليس بحرام وسواء في هذا كله ماله ظل وما لا ظل له، وبمعناه قال جماعة العلماء مالك والثوري وأبو حنيفة وغيرهم. (عمدة القاري: (۲۲/۱۱۰) كتاب اللباس، باب عذاب المصورين يوم القيامة، ط: دار الكتب العلمية)

شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۲/۱۹۹) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، ط: قديمي)

شامي: (۱/۶۴۷) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد.

(۲) (وإذا أوجب واحد قبل الآخر) بائعاً كان أو مشترياً (في المجلس)... قوله: في المجلس) حتى لو تكلم البائع مع إنسان في حاجة فإنه يبطل، بحر، فالمراد بالمجلس مالا يوجد فيه مايدل على الإعراض... (الدر مع الرد (۴/۵۲۶) كتاب البيوع، ط: سعيد)=

مجنون

☆ مجنون کی خرید وفروخت صحیح نہیں ہے۔ (۱)

☆ خرید وفروخت کا معاملہ صحیح ہونے کے لئے دیگر شرائط کے علاوہ عقل کی درستگی بھی اہم شرط ہے، چونکہ مجنون اور دیوانہ میں اچھے بُرے اور نفع و نقصان کی تمیز نہیں ہوتی، اس لئے مجنون اور دیوانہ کی بیع صحیح نہیں ہے، ایسی بیع منعقد نہیں ہوگی۔ (۲)

مجھ سے خرید لو

اسلام نے دوسرے تاجروں کا مقابلہ کرنے کی تعلیم نہیں دی، بلکہ ان کی بیچنے کی کوششوں کا احترام کرنے کا حکم دیا ہے، جب دوسرا تاجر اپنا مال فروخت کرنے کی کوشش کر رہا ہو تو اس دوران اپنی چیز بیچنے کی کوشش کرنے کو اسلام نے پسند نہیں کیا ہے، چنانچہ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: تم میں سے کوئی بھی شخص اپنے بھائی کے معاملے پر معاملہ نہ

= المجوعة للقواعد الفقهية: (۲۷۵) التعريفات الفقهية، حرف الميم، المجلس، ط: البشرى)

البحر الرائق: (۲۷۲/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

(۱) فشرائط العاقد العقل فلا ينعقد بيع المجنون والصبى الذى لا يعقل (البحر الرائق (۲۵۸/۵) كتاب البيع، ط: سعيد)

شامى (۵۰۴/۴، ۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أربعة أنواع، ط: سعيد۔)

شرح المجلة للاتاسى: (۸۷/۲) قبيل المادة: ۱۹۷، البيوع، الباب الثانى، الفصل الاول فى حق شروط المبيع وأوصافه، ط: رشيديه)

(۲) وأمّا شرائطها... منها أن يكون حرًا، فلا يثبت ولاية العبد،... ومنها أن يكون عاقلا، فلا تثبت ولاية المجنون۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۳/۵) كتاب البيوع، فصل: وأمّا شرائطها فأنواع، ط: دار الكتب العلمية)

فشرائط العاقد اثنان العقل والعدد، فلا ينعقد بيع مجنون وصبى لا يعقل۔ (شامى: (۵۰۴/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأوّل فى تعريف البيع۔ ط: رشيديه۔

کرے، یہاں تک کہ وہ خرید لے یا چھوڑ دے۔

یعنی بازار میں ایک آدمی دوسرے آدمی کے ساتھ کسی چیز کے بیچنے کی بات چیت کر رہا ہے، اتنے میں تیسرا آدمی آجائے اور خریدنے والے سے کہے کہ اس کے بجائے مجھ سے خرید لو، تو اس طرح کرنے سے منع فرمایا ہے، ہاں جب ان کا معاملہ ختم ہوجائے اور خریدنے والا دوسرے بھائی سے خرید کا معاملہ ختم کر لے، یا اس سے خریدنا ختم کر دے تو پھر تیسرا آدمی اسے بیچ سکتا ہے، اسلام نے ایک ہی لائن کے تاجروں کو آپس میں ایک دوسرے کا احترام اور تعاون کرنے کی تعلیم دی ہے، مقابلہ اور کھینچا تانی کرنے کی تعلیم نہیں دی، اسلام کی تعلیمات پر عمل کرنے سے تاجروں کو بازار میں اطمینان اور سکون حاصل ہوگا، اور تجارت میں ترقی ہوگی، آج کل تاجروں کی تمام توانائیاں اور کوششیں ایک دوسرے کے ساتھ تعاون کے بجائے ایک دوسرے کا مقابلہ کرنے میں ضائع ہوجاتی ہیں، جس سے دونوں کا نقصان ہوتا ہے۔[1]

---

(۱) وعنه (ابن عمر رضی اللہ عنہ) قال: قال رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم: لا يبيع الرجل على بيع أخيه، ولا يخطب على خطبة أخيه إلا أن يأذن له، رواه مسلم، وعن أبي هريرة: أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا يسم الرجل على سوم أخيه المسلم۔ رواه مسلم۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۷)، كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي۔

صحيح مسلم: (۳/۲) كتاب البيوع، باب تحريم بيع الرجل على بيع أخيه، ط: قديمي۔

(وكره) تحريماً... (والسوم على سوم غيره) لو ذمياً أو مستأمناً... (بعد الإتفاق على مبلغ الثمن)... قوله: والسوم على سوم غيره) وكذا البيع على بيع غيره... وصورة السوم أن يتراضيا بثمن ويقع الركون به فيجيئ آخر فيدفع للمالك أكثر أو مثله، وصورة البيع أن يتراضيا على ثمن سلعة فيقول آخر أنا أبيعك مثلها بأنقص من هذا الثمن... (الدر مع الرد)(۵/ ۱۰۱، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/ ۹۹) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، قبيل باب الإقالة، ط: سعيد)

مجہول و مبہم ہو

اگر چیز مجہول اور مبہم ہو تو بیع فاسد ہو جائے گی۔ [1]

مچھلی

مچھلی شکار کرنے کے بعد شکار کرنے والا مالک بن جاتا ہے، اور مالک کے لئے یا مالک کی اجازت سے فروخت کرنا جائز ہے۔ [2]

مچھلی پانی میں چلی گئی

اگر زندہ مچھلی پکڑنے کے بعد واپس پانی میں چلی گئی، اور اس کو پکڑنا مشکل ہے تو اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے، کیونکہ فروخت کرنے والا خریدار کو حوالہ کرنے پر قادر نہیں ہے۔ [3]

---

(۱) بیع المجهول فاسد، فلو قال البایع للمشتری بعتک جمیع الأشیاء التی هی ملکی وقال المشتری اشتریتها وهو لایعرف تلک الاشیاء فالبیع فاسد، (شرح المجلة للاتاسی: (۲/ ۱۰۷) المادة: ۲۱۳، البیوع، الباب السابع، الفصل الثانی، فیمایجوز بیعه ومالایجوز، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۸۳) المادة: ۲۱۳، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه)

الدر مع الرد (۵/ ۶۶) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

(۲، ۳) (قوله: والسمک قبل الصید) أی لم یجز بیعه، لکونه باع مالایملکه فیکون باطلاً، أطلقه فشمل ما إذا کان فی حظیرة إذا کان لایؤخذ إلا بصید لکونه غیر مقدور التسلیم فیکون فاسداً، ومعناه إذا أخذه ثم ألقاه فیها، ولو کان یوخذ بغیر حیلة جاز،... والحاصل أن عدم جوازه قبل أخذه لعدم ملکه له فإن أخذه، ثم ألقاه فی حظیرة کبیرة، فعدم جوازه لکونه غیر مقدور التسلیم فإن سلمه بعد ذلک فکالروایتین فی بیع الآبق إذا سلمه، وإن کانت صغیرة جاز، وله خیار الرؤیة بعد التسلیم ولا اعتبار برؤیته فی الماء، وإذا دخل السمک الحظیرة باحتیاله ملکه وکان له بیعه علی التفصیل، وقیل: لا مطلقا لعدم الاحراز، والخلاف فیما إذا لم یهیئها له فإن هیأها له ملکه اجماعاً۔ (البحر الرائق: (۶/ ۷۳) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الدر مع الرد: (۵/ ۶۰، ۶۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی البیع الفاسد، ط: سعید۔)

فتح القدیر: (۶/ ۳۷۴، ۳۷۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فروع، ط: رشیدیه)

مچھلی پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا

(۱۱۶) مچھلیوں کو سمندر اور تالاب وغیرہ سے پکڑنے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

مچھلی تالاب میں رہتے ہوئے فروخت کرنا

''تالاب میں مچھلی فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۸/۲)

مچھلی کا ٹھیکہ لینا

سمندر اور دریاؤں میں خود بخود پیدا ہو جانے والی مچھلیوں کا ٹھیکہ لینا اور دینا جائز نہیں ہے کیونکہ وہ کسی کی ملک نہیں ہیں، اور جو بھی ان مچھلیوں کا شکار کرے وہ ان کا مالک بن جائے گا۔ (۲)

مچھلی کا مالک بننے کی تین صورتیں ہیں

مچھلی کے مالک بننے کی تین صورتیں ہیں:

اول یہ کہ مچھلیوں کی نشو ونما کے لئے اس کو خاص طور پر کسی نے تالاب میں

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، ۳، علی الصفحة السابقة۔

(۲) وان کان مباحاً، فالوا جب علیه ان لا یمنعه، ولا یأخذ القیمة. (بذل المجهود: (۱۶۲/۱۵) کتاب الاجارة، باب في منع الماء ط: دار الکتب العلمیة)

وإذا تقرر هذا فنقول: العلة في المنع عن البیع هو عدم الملك کما یدل علیه قوله علیه السلام: الناس شرکاء في ثلاث فتقیید الکلام بمعنی الحکم. (إعلاء السنن: (۱٦٤/۱٤) کتاب البیوع، باب بیع الماء والکلأ، ط: إدارة القرآن)

إذا أفرخ طیر في أرض رجل فهو لمن اخذه. (الهدایة: (۱۱۰/۳) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: رحمانیة)

لا یجوز بیع السمك قبل ان یصطاد، لانه باع مالا یملکه. (الهدایة: (۵۲/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه)

رکھا ہے تو اس مچھلی اور اس کی نسل کا وہی شخص مالک ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ مچھلی تو اس نے تالاب میں نہیں ڈالی لیکن مچھلیوں کو تالاب میں لانے، یا آنے والی مچھلیوں کو تالاب میں روکنے کے لئے کوئی تدبیر کی، مثلاً واپس جانے کا راستہ بند کردیا تاکہ تالاب میں آئی ہوئی مچھلی نہ نکل سکے، تو اس صورت میں بھی تالاب یا حوض میں آنے والی مچھلیوں کا مالک یہی آدمی ہوگا۔

تیسری صورت یہ ہے کہ کوئی شخص مچھلی کا شکار کرکے اسے اپنے برتن یا تھیلی میں محفوظ کرلے، اس صورت میں بھی محفوظ کرنے والا آدمی ان مچھلیوں کا مالک ہوگا۔ (۱)

مچھلی کا مالک نہ بننے کی ایک صورت

اگر کسی کی زمین میں تالاب ہے، اور اس میں مچھلیاں ازخود آجائیں اور اس میں تالاب کے مالک کا کوئی عمل دخل نہ ہو تو اس صورت میں صرف تالاب اس کی زمین میں ہونے کی وجہ سے تالاب کا مالک ان مچھلیوں کا مالک نہیں ہوگا۔ (۲)

مچھلی کی پرورش

مچھلیوں کو پالنا اور ان کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے، البتہ ان کی پرورش میں درج ذیل باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے:

① ان کے پالنے سے کسی دوسرے شخص کو تکلیف نہ ہو۔

(۱، ۲) والحاصل كما فى الفتح انه إذا دخل السمك فى حظيرة، فأما ان يعدها لذالك او لا ففى الاول يملكه، وليس لأحد أخذه، ثم إن أمكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه؛ لأنه مملوك مقدور التسليم، والا لم يجز لعدم القدرة على التسليم۔ وفى الثانى لا يملكه، فلا يجوز بيعه لعدم الملك الا ان يسد الحظيرة إذا دخل فحينئذ يملكه، ثم ان امكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه وإلا فلا، وإن لم يعدها لذلك لكنه أخذه وأرسله فيها ملكه، فإن أمكن أخذه بلا حيلة جاز بيعه؛ لأنه مقدور التسليم أو بحيلة لم يجز لأنه وإن كان مملوكا فليس مقدور التسليم۔ (شامى: (٥/٦١) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فى البيع الفاسد، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٦/٣٧) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

فتح القدير: (٦/٣٧٤، ٣٧٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

⑦ ان کی خوراک کا پورا انتظام کیا جائے، اور اچھی طرح ان کی دیکھ بھال کی جائے۔

⑧ تالاب بڑا ہوتا کہ ان کو تکلیف نہ ہو۔ (1)

مچھلی کے مقدور التسلیم ہونے کی صورتیں

مچھلی آسانی کے ساتھ مقدور التسلیم (حوالہ کرنے پر قدرت) ہونے کی

---

(۱) عن أنس رضي الله عنه قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم: احسن الناس خلقاً، وكان لي أخ يقال له أبو عمير، قال: أحسبه قال: كان فطيماً، قال: فكان إذا جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم فرآه، قال: "أباعمير ما فعل النغير" قال: فكان يلعب به۔ (صحيح مسلم: (۲/ ۲۱۰) كتاب الآداب، باب جواز تكنية من لم يولد له وكنية الصغير، ط: قديمي)

صحيح البخاري: (۲/ ۱۷۲۲) رقم الحديث: ۶۱۲۹، كتاب الأدب، باب الانبساط إلى الناس، ط: الطاف اينڈ سنز)

وفيه جواز تكنية من لم يولد له، وجواز لعب الصغير بالطير... وجواز انفاق المال فيما يتلهى به الصغير من المباحات، وجواز إمساك الطير في القفص ونحوه... (تكملة فتح الملهم: (۴/ ۱۹۶) تحت رقم الحديث: ۵۵۸۷، كتاب الآداب، باب جواز تكنية من لم يولد له، وكنية الصغير، ط: دار احياء التراث العربي)

عن عبدالله بن عمرو جاءه قهرمان له، فقال له: أعطيت الرقيق قوتهم قال: لا۔قال: فانطلق فأعطهم: فإن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: كفى بالرجل إثماً أن يحبس عمن يملك قوته" وفي رواية: "كفى بالمرء إثماً أن يضيع من يقوت" رواه مسلم۔ (مشكوة المصابيح: (۲۹۰) كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوك، الفصل الاول، ط: قديمي)

عن سهل بن الحنظلية قال: مرّ رسول الله صلى الله عليه وسلم ببعير قد لحق ظهره ببطنه، فقال: "اتقوا الله في هذه البهائم المعجمة، فاركبوها صالحة واتركوها صالحة" رواه ابوداؤد... وفيه دليل على وجوب علف الدواب وأن الحاكم يجبر المالك عليها،... قال الطيبي رحمه الله: فيه ترغيب إلى تعهدها أي تعهدوها بالعلف لتكون مهيأة لائقة لما تريدون منها... (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۴۸۶) رقم الحديث: ۳۳۷۰، كتاب النكاح، باب النفقات وحق المملوك، ط: رشيديه)

عن عبدالله بن عمر رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: المسلم من سلم المسلمون من لسانه ويده... (مشكوة المصابيح: (۱۲) كتاب الايمان، الفصل الاول، ط: قديمي)

مرقاة المفاتيح: (۱/ ۱۳۷) رقم الحديث: ۶، كتاب الايمان، الفصل الاول، ط: رشيديه)

دو صورتیں ہیں:

① ایک یہ کہ شکار کے بعد وہ کسی برتن یا تھیلی وغیرہ میں محفوظ کرلے، جیسا کہ عام طور پر ہوا کرتا ہے، ② یا مچھلی کو کسی ایسے چھوٹے گڑھے میں رکھے جس سے نکالنا آسان اور سہل ہو۔

ان دونوں صورتوں میں مچھلی کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔[۱]

مچھلی مری ہوئی

☆ جو مچھلی پانی میں طبعی موت مر کر پیٹ اوپر کر کے پانی میں بہنے لگے اس کو "طافی" کہتے ہیں، ایسی مچھلی کو کھانا اور انسانی خوراک کے لئے خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[۲]

☆ اور اگر مچھلی کسی عارضی سبب مثلاً بارش یا اولے یا ژالہ باری یا گرمی یا پانی خشک ہونے کی وجہ سے مری ہیں، توان کا کھانا یا خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔[۳]

☆ اسی طرح مچھلی زندہ پکڑنے کے بعد مرگئی ہے تو وہ بھی کھانا اور خرید و فروخت کرنا جائز ہے۔[۴]

محاقلہ

"محاقلہ" یہ ہے کہ بالیوں میں کھڑی کھیتی کو غلے کے عوض فروخت کردینا، جیسے

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، ۲، علی الصفحة السابقة رقم: ؟؟؟؟ (والحاصل کما فی الفتح)

(۲، ۳، ۴) والأصل أن السمک متی مات بسبب حادث حل أکله، وإن مات حتف أنفه لا بسبب ظاهر لا یحل أکله... (الهندیة: (۳۲۸/۵) کتاب الصید، الباب السادس فی صید السمک، ط: رشیدیه)

(ولا یحل حیوان مائی إلا السمک) الذی مات بآفة ولو متولدا فی ماء نجس ولو طافیة مجروحة "وهبانیة" (غیر الطافی) علی وجه الماء الذی مات حتف أنفه۔ (الدر مع الرد: (۳۰۶/۶، ۳۰۷) کتاب الذبائح، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۷۲/۸) کتاب الذبائح، فصل فی مایحل ومالا یحل، ط: سعید)

گندم کے کھیت کے بدلے میں گندم فروخت کرنا، چاول کی فصل کے بدلے میں چاول فروخت کرنا یہ محاقلہ ہے اور یہ اسلام سے پہلے جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے، چونکہ اس میں کمی زیادتی اور دھوکہ کا احتمال ہے اس لئے بیع کی یہ صورت جائز نہیں ہے۔[1]

محتاج کی بیع

''مجبوری سے فائدہ اٹھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۶/۶)

محتسب

بازار کے محتسب اور نگران وہ لوگ ہیں جن کو حکومت کی جانب سے بازاروں کی نگرانی کی ذمہ داری دی گئی ہوتی ہے، تاکہ بازاروں کا کام منظم شکل میں سرانجام پائے، اسلامی فقہ میں ایسے ذمہ دار کو محتسب کہتے ہیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب مکہ مکرمہ سے ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو سب سے پہلے جو حکم فرمایا تھا وہ مسجد بنانے کا تھا، پھر اس کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ بازار کہاں ہے؟ تو صحابہ کرام نے یہودیوں کے بازار کی طرف اشارہ کیا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے لئے ایک خاص بازار بنانے کا حکم دیا، اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسلامی حکومت کی ابتداء میں سب سے پہلے مسجد تعمیر کروائی پھر اسکے بعد دوسرے نمبر پر بازار تعمیر کروایا، اس میں مسلمانوں کی اجتماعی اور اقتصادی زندگی مستقل ہونے کی طرف

---

(۱) ومن البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر: بيع المضامين والملاقيح... وبيع ضربة القانص... وقد ثبت النهي عنها، وهي من بيوع الجاهلية. ومنها بيع المزابنة... وبيع المحاقلة: أي بيع الحنطة في سنبلها بحنطة مثل كيلها خرصاً، لأن النبي صلى الله عليه وسلم: "نهي عن المزابنة والمحاقلة" لما في ذلك من الربا لجهالة مقدار المبيع. (الفقه الإسلامي وادلته:(۳۴۱۲/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: دار الفكر)

بدائع الصنائع:(۱۹۳/۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد۔

الهداية:(۵۴/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه۔

اشارہ ہے، پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تمہارے بازار ہیں، پس ان میں کوئی چیز کم نہ کی جائے، اور نہ ان میں خراج (لگان ٹیکس) مقرر کیا جائے۔ (۱)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بازاروں کے محتسب اور نگرانوں کے ذمہ دو کام لگائے، ایک تو یہ کہ وہ ایسا انتظام کریں کہ بازار میں خرید وفروخت کے دوران ناپ تول میں کوئی کمی نہ ہو، اور دوسرا بازار والوں پر کوئی ٹیکس مقرر نہ کرے۔

محتسب قیمت کی تعیین کرسکتا ہے

"قیمت کی تعیین" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۹/۵)

محتسب کا عہدہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے بازار کے لئے محتسب کا عہدہ قائم کیا تاکہ بازار کو خرابیوں سے بچانے کے لئے نگرانی کی جاسکے، خرید وفروخت میں دھوکہ نہ دیا جارہا ہو، بازار کی قدرتی قیمت کو متاثر نہ کیا جارہا ہو، سامان بازار میں آنے سے پہلے راستے میں خرید کر جمع نہ کیا جارہا ہو، اور دوسروں کو پھانسنے کے لئے خریداری کے

---

(۱) ومسجد قباء إنما أسسه النبی صلی اللہ علیہ وسلم بعد قدومه المدينة۔ فتح الباری لا بن رجب: (۱۷۸/۶) كتاب الأذن، باب إمامة العبد والمولى، ط: مكتبة الغرباء الأثرية

وذكر البخاری عن الزهری عن عروة أنه نزل فی بنی عمرو بن عوف بقباء وأقام فيهم بضع عشرة ليلة وأسس مسجد قباء فی تلک الأيام۔ (سيرة ابن كثير: (۲۶۷/۲) باب هجرة رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم بنفسه الكريمة من مكة إلى المدينة، ط: دار المعرفة)

أن رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم ذهب إلى سوق النبيط، فنظر إليه فقال: ليس هذا لكم بسوق، ثم ذهب إلى سوق، فنظر إليه، فقال: ليس هذا لكم بسوق، ثم رجع إلى هذا السوق، فطاف فيه، ثم قال: هذا سوقكم، فلا ينتقصنّ ولا يضربن عليه خراج۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۱) كتاب التجارات، باب الأسواق ودخولها، ط: قديمی)

المسند الجامع: (۳۳/۱۵)، رقم الحديث: ۱۱۳۰۸، حرف الميم، مالک بن ربيعة الساعدی، أبو أسيد، ط: دار الجليل۔

ارادے کے بغیر قیمت بڑھائی جا رہی ہو، اور ناجائز کاروبار جیسے سود اور دھوکہ اور چالاکی وغیرہ کر کے تجارت نہ کی جا رہی ہو۔ (۱)

محصول چنگی

محصول چنگی اور ایکسائز اور ٹیکس ناجائز ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ٹیکس لینے والا جنت میں داخل نہیں ہوگا۔ (۲)

حضرت عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ نے ایک گورنر کو لکھا: ''لوگوں سے محصول

---

(۱) قال ابن عبد البر فی الاستیعاب: استعمل رسول اللہ ﷺ سعید بن سعید بن العاص بعد الفتح علی سوق مکة۔قلت: ترجمه فی الإصابة وذکر ان ابن شاهین ذکر عن بعض شیوخه: أن إسلامه کان قبل الفتح بیسیر ،فاستعمله رسول الله ﷺ علی سوق مکة ،وفی الاستیعاب : سمراء بنت نهیک الأسدیة:أدرکت النبی ﷺ،وعمرت وکانت فی الأسواق تأمر بالمعروف وتنهی عن المنکر،وتنهی الناس عن ذلک لسوط معها۔(الترتیب الإداریة:(۱/ ۲۴۰) القسم الرابع فی العملیات الأحکامیة، باب فی المحتسب، فصل فیمن ولاه رسول الله ﷺ أمر السوق، ط: دار الأرقم)

الطبقات الکبری:(۲/ ۱۴۵) غزوة رسول الله ﷺ عام الفتح، ط: دار صادر۔

ومما یدل علی قوة اهتمام الإسلام بمراقبة التعامل فی الأسواق أن النبی ﷺ کان یخرج إلی الأسواق بنفسه ،ویرقب التعامل فیها ،وکان یرشد التجار إلی حسن التعامل ،وینها هم عن الکذب والغش والخیانة والاحتکار وغیر ذلک، أنظر مجموعة من الأحادیث الدالة علی ذلک لدی المنذری الترغیب والترهیب۔(هامش الفقه الإقتصادی لأمیر المؤمنین عمر بن الخطاب :(ص: ۵۳۴) الباب الثالث: مراقبة الدولة الاقتصاد، المبحث الثانی: الحسبة علی النشاط الإقتصادی، المطلب الثانی: الحسبة علی الأسواق، ط: دار الاندلس الخضراء)

(۲) عن عقبة بن عامر قال سمعت رسول الله ﷺ یقول: لایدخل الجنة صاحب مکس۔(سنن أبی داؤد:(۲/ ۵۹) رقم الحدیث: ۲۹۳۷، کتاب الخراج، باب فی السعایة علی الصدقة، ط: رحمانیه)

مسند أحمد:(۴/ ۱۵۰) رقم الحدیث: ۱۷۳۹۱، مسند الشامیین، حدیث عقبة بن عامر الجهنی عن النبی ﷺ، ط: مؤسسة قرطبه)

السنن الکبری للبیهقی مع الجوهر النقی:(۷/ ۱۶) کتاب الصدقات، باب لایکتم منها شیئ، ط: مطبعة مجلس دار المعارف النعمانیة، حیدر آباد هند۔)

الدر مع الرد:(۲/ ۳۱۰) کتاب الزکاة، مطلب ماورد فی ذم العشار، ط: سعید۔

چنگی لینا بند کردو، کیونکہ یہ محصول نہیں بلکہ ظلم کا ٹیکس ہے۔[1]

محصول چنگی اصل قیمت میں ملانا

"ٹیکس" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۰/۳)

محکمہ جنگلات کی اجازت کے بغیر جنگل کا درخت فروخت کرنا

تقریباً ہر ملک کی زمین کے کچھ حصے میں قدرتی طور پر درخت ہی درخت اُگے ہوئے ہوتے ہیں اس کو عرف میں "بن" یا "جنگل" کہتے ہیں، وہ علاقہ کسی کی ملک نہیں ہوتا جو بھی حکومت آتی ہے یہ بن وجنگل اس کی نگرانی میں ہوتا ہے، اور جنگلات کے متعلق مستقل وزیر بھی ہوتا ہے، اور اس کی نگرانی میں ہزاروں افراد اس محکمہ میں کام کرتے ہیں، اور وہ اس کی حفاظت بھی کرتے ہیں، اور صوابدید کے مطابق اس کو کٹاتے بھی ہیں اور اس کا دوسروں کو ٹھیکہ بھی دیتے ہیں۔ بہت سے لوگ اس جنگل کے ذمہ دار نگران حضرات سے مل کر کچھ روپے دے کر وہاں کی گری پڑی قیمتی لکڑی یا کاٹ کر لے جاتے ہیں اور دوسروں کو اچھی قیمت میں فروخت کردیتے ہیں، بعض لوگ چپکے سے لے جاتے ہیں، یہ سب ناجائز ہے اور آمدنی حرام ہے کیونکہ ایسے جنگلات کی زمین اور اس میں پائی جانے والی لکڑی اور درخت خواہ خودرو ہوں یا قصداً اگائے گئے ہوں سب کے سب حکومت کی ملکیت ہیں لہٰذا حکومت کی اجازت کے بغیر اس قسم کی لکڑی اور درختوں کو لے جاکر فروخت کرنا یا استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اور جنگلات میں کام کرنے والے ملازمین بھی اس زمین اور درختوں کے

---

(۱) کتب عمر بن عبدالعزیز إلی عدی بن أرطاة أن ضع عن الناس الفدية وضع عن الناس المائدة، وضع عن الناس المكس، وليس بالمكس، ولكنه البخس الذی قال اللہ تعالی: "ولا تبخسوا الناس أشياءهم ولا تعثوا فی الأرض مفسدين"... (كتاب الأموال لأبی عبيد: (۶۳۳) رقم: ۱۶۳۰، كتاب الصدقة وأحكامها وسننها، باب ذكر العاشر وصاحب المكس، ط: دار الفكر)

مالک نہیں ہیں، لہٰذا ان کی اجازت یا رضا مندی جائز ہونے کے لئے کافی نہیں ہے بلکہ حکومت کے قانون اور ضابطے کے مطابق عمل کرنا لازم ہوگا۔[1]

اور اگر حکومت کی طرف سے لکڑی وغیرہ کاٹنے کی اجازت یا رعایت ہے پھر اس میں کوئی قباحت نہیں ہوگی۔

محکمہ کنٹرول سے کئے گئے معاہدہ کی خلاف ورزی کرنا

محکمہ کنٹرول دوکانداروں کو کچھ ہدایات دیتا ہے کہ تم اقرار کرو کہ ہم مقرر کی گئی قیمت پر مال فروخت کریں گے، تو اس صورت میں مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت میں فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، کیونکہ اس میں محکمہ کنٹرول سے بدعہدی ہوتی ہے، اور جھوٹ بھی بولنا پڑتا ہے، اور مخلوق سے بے رحمی اور سختی بھی ہوتی ہے، غرض کہ اس میں بہت سی ناجائز چیزیں شامل ہیں، اس طرح کمائے ہوئے روپے حلال طیب نہیں ہیں۔[2]

---

(۱) اما اذا عسل النحل في أرضه فهو لصاحب الأرض؛ لانه عدّ من انزاله: اي من زيادات الارض اي ماينبت فيها فيملكه تبعا للأرض كالشجر النابت فيها و كالتراب والطين المجتمع فيها بجريان الماء عليها: (فتح القدير: (۱۳۱/۷) مسائل منثوره قبيل كتاب الصرف، ط: رشيديه)

لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا اذنه أو وكالة منه او ولاية عليه، وان فعل كان ضامنا. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۱/۱) رقم: ۹۶، المقدمة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

(لا يحل مال امرئ أي مسلم أو ذمي (الا بطيب نفس) أي بأمر أو رضا منه۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۲۰/۶) كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد.

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه: اية المنافق ثلاث ... إذا حدث كذب، إذا وعد أخلف، وإذا اؤتمن خان، متفق عليه۔ (مشكوة المصابيح: (۱۷/۱) كتاب الايمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمى)

عن عبدالله بن عمرو رضى الله عنهما أن النبي ﷺ قال: أربع من كن فيه كان منافقا خالصا، ومن كانت فيه خصلة منهن كانت فيه خصلة من النفاق حتى يدعها، إذا اؤتمن خان، وإذا حدث كذب، وإذا عاهد=

محل معلوم ہو

''مبیع کا علم ہونا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۸/۶)

مختلف اشیاء دیکھے بغیر خریدیں

''دیکھے بغیر مختلف اشیاء خریدیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۰/۳)

مختلف اقسام کے پھل کا باغ بیچنا

☆ اگر کوئی باغ ایسا ہو جس میں مختلف اقسام کے پھلدار پودے ہوں، کوئی پودا پہلے پھل دیتا ہے، اور کوئی بعد میں، تو اس صورت میں اگر ایک ہی قسم کے پھلدار پودوں کو فروخت کرنا مقصود ہو تو اس پھل کی قسم کے تمام درختوں میں سے کم از کم بعض درختوں میں پھل آنا ضروری ہے، اور اگر اس قسم کے کسی بھی درخت پر پھل نہ آیا ہو تو اس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہوگی۔

☆ اور اگر مختلف اقسام کے پھلوں والے باغ کو مکمل طور پر ایک وقت میں فروخت کرنا مقصود ہو تو اس صورت میں ہر قسم کے پھلدار درختوں میں سے بعض بعض درختوں پر پھل آنا ضروری ہے، تب اس کی خرید و فروخت جائز ہوگی، کیونکہ جن درختوں پر پھل آچکا ہے، ان کی خرید و فروخت اصالۃً جائز ہوگی، اور جن درختوں پر ابھی تک پھل نہیں آیا ان کی خرید و فروخت تبعاً جائز ہوگی۔[1]

= غدر، وإذا خاصم فجر۔ (صحیح البخاری: (۱۰/۱) کتاب الایمان، باب علامة النفاق، ط: قدیمی)

عن جریر بن عبد الله رضی الله عنهما قال: قال رسول الله ﷺ لا یرحم الله من لا یرحم الناس۔ (مشکوۃ المصابیح: (۴۲۱/۲) کتاب الاداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الأول، ط: قدیمی)

(۱) بیع المعدوم باطل، فیبطل بیع ثمرة لم تبرز اصلاً۔۔۔ الثمرة التی برزت جمیعها یصح بیعها وهی علی شجرها، سواء کانت صالحة للأكل أم لا۔۔۔ وما تتلاحق أفراده یعنی أن ما لا یبرز دفعة واحدة بل شیئاً بعد شیئ کالفواکه والأزهار والورق والخضروات إذا کان برز بعضها یصح بیع ما سیبرز مهما برز تبعاً له بصفقة واحدة، هذا ما افتی به شمس الأئمة الحلوانی وحکاه عن الإمام الفضلی، وقال: =

مختلف اقسام کی چیزوں کو ملا کر فروخت کرنا

''عیب دار اشیاء فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۳/۴)

مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا

''گاہکوں کو مختلف قیمتوں پر سودا بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۹/۵)

مختلف قیمتوں میں ایک ہی مال کو بیچنا

دکاندار کے لئے ایک ہی جیسا مال مختلف گاہکوں کو مختلف اور الگ الگ قیمت پر فروخت کرنا جائز ہے البتہ اس میں یہ ضروری ہے کہ غبن فاحش نہ ہو، اور اس میں کوئی دھوکہ، خیانت اور جھوٹ شامل نہ ہو۔

مثلاً کوئی چیز ایک گاہک کو سو روپے، دوسرے گاہک کو ایک سو پانچ اور تیسرے گاہک کو پچانوے میں فروخت کر دی تو یہ جائز ہے۔

ادھار خریدنے والے کو زیادہ قیمت، اور نقد خریدنے والے کو کم قیمت کے عوض فروخت کرنا جائز ہے۔

مستقل گاہک کو کم قیمت پر اور عام گاہک کو ذرا زیادہ قیمت پر فروخت کرنا

= استحسن فيه لتعامل الناس، وفي نزع الناس عن عادتهم حرج، واجعل الموجود أصلا وما يحدث بعد ذلك تبعاً... ثم إن الذي يظهر أنه لا فرق في المبيع الذي تتلاحق أفراده بين أن يكون نوعاً واحداً كبيع ثمار أشجار تفاح مثلاً وقد برز بعضها دون بعض أو أنواعاً مختلفة كبيع ثمار بستان مشتمل على أنواع مختلفة من التفاح، والتين والرمان والكمثرى وغيرها، وقد برز بعض تلك الأنواع دون بعض...

(شرح المجلة للاتاسي: (۹۲/۲، ۹۳، ۹۶، ۹۷) المادة: ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالمبيع، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، ط: رشيديه)

شرح المجلة لرستم باز: (۸۰/۱، ۸۱) المادة: ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه)

تكملة فتح الملهم: (۳۹۳/۱) كتاب البيوع، باب النهي عن بيع الثمار قبل بدو صلاحها، حكم ما يتعامل به الناس اليوم، ط: دار العلوم كراچی۔

جائز ہے۔ (۱)

مختلف لوگوں سے مضاربت کے لئے رقم لے کر ملا لینا

''مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملا لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مختلف مدتوں کے مقابلہ میں مختلف قیمتیں لگانا

''ادھار کی قیمت مختلف بتانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۸/۱)

مختلف ممالک کی کرنسی کی تجارت کا حکم

''کرنسی کی تجارت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۶/۵)

مخدرات

جو چیزیں نشہ نہ پیدا کرتی ہوں، لیکن صحت کے لئے ضرر رساں ہوں، اور ان کا استعمال انسان کو ان کا عادی بنا دیتا ہو، آج کل ان کو ''مخدرات'' کہا جاتا ہے۔

جسمانی صحت اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے، اور مخدرات کو استعمال کرنا جسمانی

---

(۱) (و) صح (الحط منه) ولو بعد هلاك المبيع وقبض الثمن (والزيادة) والحط (يلتحقان بأصل العقد) وقال المحقق الشامي: قوله: وصح الحط منه) أي من الثمن وكذا من رأس مال السلم والمسلم فيه كما هو صريح كلامهم رملي على المنح. (الدر المختار مع الرد: (١٥٤/٥) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن الخ، مطلب في تعريف الكر، ط: سعيد)

ولأن الثمن حق العاقد فإليه تقديره. (الهداية: (٤٧٢/٤) كتاب الكراهية، مسائل متفرقة، ط: رحمانيه)

وللبائع أن يبيع بضاعته بماشاء من ثمن، ولا يجب عليه أن يبيعه بسعر السوق دائماً، وللتجار ملاحظ مختلفة في تعيين الأثمان وتقديرها، فربما تختلف أثمان البضاعة الواحدة باختلاف الأحوال، ولا يمنع الشرع من أن يبيع المرء سلعته بثمن في حالة، وبثمن أخري في حالة أخري. وبالتالي فإن من يبيع البضاعة بثمانية نقداً، وبعشرة نسيئة، يجوز له بالإجماع أن يبيعها بعشرة نقداً، مالم يكن فيه غش أو خداع، فلم لايجوز له أن يبيعها بالعشرة نسيئة. (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ٨، ٩) أحكام البيع بالتقسيط، ط: دار العلوم كراچي)

صحت کے ساتھ کھیلنا ہے، اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا ہے، اس لئے ایسی چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کی آمدنی بھی حرام کے قریب ہے۔ [1]

مخصوص نشان

''مارکہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۶۸)

مخلوط آمدنی سے خریدی گئی چیز

اگر کوئی چیز حرام اور حلال مال سے خریدی ہوئی ہے، تو اس کو خریدنا مکروہ ہے، یعنی بیع ہو جائے گی، مگر کراہت ہوگی۔ [2]

مخلوق خدا کی خدمت

''مال کی پاکی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۶۵)

مدت ادا میں ابہام ہے

''قیمت ادا کرنے کی مدت میں ابہام ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۲۱۹)

---

(۱) أن ماقامت به المعصية بعينه يكره بيعه تحريما ، والا فتنزيهاً۔ (الدر مع الرد: (۴/۲۶۸) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

فتح القدير: (۶/۱۰۲) كتاب السير، باب البغاة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۵/۱۴۳) كتاب السير، باب البغاة، ط: سعيد)

(۲) ثم اعلم انه ذكر في شرح السير الكبير في الباب الثاني والستين بعد المائة ، انه لم يرده يكره للمسلمين شراءه منه ؛ لأنه ملك خبيث بمنزلة المشترى فاسدا إذا أراد بيع المشترى بعد القبض يكره شراءه منه ، وإن نفذ فيه بيعه وعتقه ؛ لأنه ملك خبيث حصل له بسبب حرام شرعاً ... وهذا لاينافي ان نفس الشراء مكروه لحصوله للبائع بسبب حرام ؛ ولأن فيه اعراضا عن الفسخ الواجب۔ (شامی: (۵/۹۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب: البيع الفاسد لايطيب له ويطيب للمشترى منه، ط: سعيد)

شرح السير الكبير: (۵/۱۲۸) باب معاملة المسلم المستامن مع اهل الحرب في دار الحرب، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

منحة الخالق على البحر: (۶/۹۵) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

مدت مضاربت

''مضاربت کی مدت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۳/۶)

مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا

مدعی کی قسم پر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے اگر مدعی علیہ خود قسم اٹھانے کے بجائے یہ کہے کہ مدعی خود قسم اٹھائے تو میں مان جاؤں گا، تو مدعی کو قسم نہیں دی جائے گی، نہ ہی مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعویٰ کے بارے میں فیصلہ کرنے کے لئے یہ قانون مقرر فرمادیا ہے کہ گواہ مدعی کے ذمہ ہے اور قسم مدعی علیہ کے ذمہ، یعنی مدعی کے پاس گواہ اور دستاویزات نہ ہونے کی صورت میں مدعی علیہ کے ذمہ قسم ہے، لہٰذا کوئی شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مقرر کردہ قانون کو بدل نہیں سکتا۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: لو يعطى الناس بدعوهم لادعى الناس دماء رجال وأموالهم، ولكن اليمين على المدعى عليه، رواه مسلم، وفي شرحه للنووي أنه قال: وجاء في رواية البيهقي بإسناد حسن أو صحيح زيادة عن ابن عباس رضی اللہ عنہ مرفوعاً: لكن البينة على المدعى واليمين على من أنكر۔ (مشكوة المصابيح: (۳۲۶) باب الأقضية والشهادات، الفصل الاول، ط: قديمى۔)

سنن الترمذى: (۱/ ۲۴۹) أبواب الأحكام، باب ماجاء أن البينة على المدعى واليمين على من انكر، ط: قديمى)

سنن ابن ماجة: (۱۵۹) أبواب الأحكام، باب ماجاء أن البينة على المدعى واليمين على المدعى عليه، ط: قديمى)

(وكذا لو اصطلحا أن المدعى لو حلف فالخصم ضامن) للمال (وحلف) أى المدعى (لم يضمن) الخصم لأن فيه تغيير الشرع، (واليمين لاترد على مدع) لحديث: "البينة على المدعى" وحديث الشاهد واليمين ضعيف، بل ردّه ابن معين، بل أنكره الراوى۔ عينى۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۴۹) كتاب الدعوى، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۷/ ۲۰۳) كتاب الدعوى، ط: سعيد)

مذاہب باطلہ کے مراکز کی تعمیر کے لئے سامان فروخت کرنا

''امام باڑہ کی تعمیر کے لئے کچھ فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مذہب غیر پر فتویٰ دینا

''معاملات میں توسع''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۰/۶)

مرابحہ

☆''مرابحہ'' یہ ہے کہ آدمی چیز کا جتنے روپے میں مالک ہوا ہے، اس کی اور اس پر نفع کی صراحت کر کے فروخت کرے(Sale On Cost Plus)[1]

☆مرابحہ بیع کی ایک خاص قسم ہے، جس میں بیچنے والا شخص بیچی جانے والی چیز کی لاگت صاف طور پر بیان کرتا ہے، اور اس پر کچھ منافع شامل کر کے دوسرے شخص کو بیچتا ہے۔[1]

☆ مرابحہ میں نفع (مارک اپ) کا تعین آپس کی رضامندی سے دو طریقوں میں سے کسی ایک طریقہ سے کیا جا سکتا ہے، یا لگی بندھی مقدار طے کر لی جائے، مثلاً اصل لاگت پر اتنے روپے زائد یا اصل لاگت پر خاص تناسب سے نفع طے کر لیا جائے، یعنی اصل لاگت پر اتنے فیصد زائد۔[2]

---

(۱) (المرابحة) مصدر رابح وشرعاً (بيع ملكه) من العروض... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه... (الدرمع الرد:(۱۳۳/۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد۔)

البحر الرائق:(۱۰۶/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد۔)

فتح القدير:(۴۵۶/۶) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:رشيديه)

(۲) (المرابحة بيع ما ملكه) من العروض... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه... ثم باعه مرابحة على تلك القيمة جاز... (وشرط صحتهما كون العوض مثليا أو) قيميا (مملوكا للمشتري و) كون الربح شيئاً معلوما) ولو قيميا مشارا إليه... (الدر مع الرد:(۱۳۳/۵، ۱۳۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط:سعيد)=

☆ بیچی جانے والی اشیاء حاصل کرنے کے لئے بائع کو جتنا خرچ کرنا پڑا ہے، مثلاً مال برداری کا کرایہ اور کسٹم ڈیوٹی وغیرہ وہ سب لاگت میں شامل ہوگا، اور نفع (مارک اپ) اس مجموعی لاگت پر لاگو کیا جائے گا، لیکن کاروبار کے وہ خرچے جو ایک ہی مرتبہ چیز حاصل کرنے پر نہیں ہوتے بلکہ بار بار ہوتے رہتے ہیں، جیسی ملازمین کی تنخواہیں، عمارت کا کرایہ، وغیرہ انہیں انفرادی معاملات میں لاگت میں شامل نہیں کیا جاسکتا، البتہ اصل لاگت پر جو نفع متعین کیا جائے گا اس میں خرچوں کا بھی لحاظ رکھا جاسکتا ہے۔ (۱)

☆ مرابحہ اس صورت میں صحیح ہوگا جبکہ چیز کی پوری لاگت متعین کی جاسکتی ہو، اگر چیز کی پوری لاگت متعین نہ کی جاسکتی ہو تو اسے مرابحہ کے طور پر نہیں بیچا جاسکتا، اس صورت میں وہ چیز ''مساومہ'' (بارگیننگ) کی بنیاد پر ہی بیچی جاسکتی ہے، یعنی لاگت اور اس پر طے شدہ نفع کے حوالے کے بغیر بیچی جاسکتی ہے، اس صورت میں باہمی رضامندی سے ایک متعین قیمت طے کی جائے گی۔

مثال کے طور پر: ❶ زید نے جوتوں کا ایک جوڑا پانچ سو روپے میں خریدا، وہ اسے دس فیصد مارک اپ پر بطور مرابحہ بیچنا چاہتا ہے تو اصل لاگت معلوم ہونے

= البحر الرائق: (۱۰۶/۶) کتاب البیع، باب المرابحة والتولية، ط: سعید)

فتح القدير: (۴۵۶/۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

(۱) (ويضم) البائع (إلى رأس المال أجر القصار والصبغ) بأى لون كان (والطراز) بالكسر علم الثوب (والفتل وحمل الطعام) وسوق الغنم وأجرة الغسل والخياطة... وضابطه كل مايزيد فى المبيع أو فى قيمته يضم، درر، واعتمد العينى وغيره عادة التجار (ويقول قام على بكذا ولايقول اشتريته) لأنه كذب... (لا) يضم (اجر الطبيب) والمعلم... (والدلالة والراعى ولا نفقة نفسه، ولا أجر عمل عمل بنفسه أو تطوع به متطوع (وجعل الآبق وكراء بيت الحفظ)... (الدر مع الرد: (۱۳۵/۴، ۱۳۶، ۱۳۷) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۲۲۳/۵) کتاب البیوع، فصل: وأما بيان مايلحق برأس المال...، ط: سعيد۔)

البحر الرائق: (۱۰۹/۶، ۱۱۰) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

کی وجہ سے مرابحہ کے طور پر بیچنا جائز ہے۔

⑦ زید نے ایک ہی عقد میں ایک ریڈی میڈ سوٹ اور جوتوں کا ایک جوڑا دو ہزار میں خریدا، اب وہ سوٹ اور جوتے دونوں کو ملا کر مرابحہ کے طور پر فروخت کر سکتا ہے، لیکن وہ صرف جوتے کو مرابحہ کے طور پر نہیں بیچ سکتا، کیونکہ صرف جوتوں کی لاگت متعین نہیں ہے، اگر وہ صرف جوتے ہی کو بیچنا چاہتا ہے تو انہیں لاگت اور اس پر نفع کے ذکر کے بغیر ایک لگی بندھی قیمت پر بیچنا ہوگا۔ (۱)

☆ مرابحہ کے طور پر بیچنے کے لئے چیز کا پہلے سے خریدا ہوا ہونا ضروری ہے، خریدنے سے پہلے مرابحہ کرنا درست نہیں۔ (۲)

---

(۱) ولو اشترى شيئاً نسيئة لم يبعه مرابحة حتى يبين لأن للأجل شبهة المبيع... كأنه اشترى شيئين ثم باع أحدهما مرابحة على ثمن الكل لأن الشبهة ملحقة بالحقيقة في هذا الباب فيجب التحرز عنها بالبيان. (بدائع الصنائع: (۵/۲۲۴) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة، ط: سعيد)

فمنها... أن يكون الثمن الاول معلوماً للمشترى الثاني لأن المرابحة بيع بالثمن الاول مع زيادة ربح والعلم بالثمن الاول شرط صحة البياعات كلها... فإن لم يكن الاول معلوماً له فالبيع فاسد إلى أن يعلم في المجلس فيختار إن شاء فيجوز أو يترك... وعلى هذا يخرج ما إذا اشترى رجلان جملة مما له مثل فاقتسماها ثم أراد كل واحد منهما أن يبيع حصته مرابحة أنه يجوز... وإن اشتريا جملة مما لا مثل له فاقتسماه لا يجوز لأحدهما أن يبيع حصته مرابحة... ولو أسلم عشرة دراهم في ثوبين متفقين من جنس واحد ونوع واحد وصفة واحدة وطول واحد حتى جاز السلم بالاجماع ولم يبين حصة كل واحد منهما من رأس المال فحل الأجل له أن يبيعهما جميعاً مرابحة على العشرة بلا خلاف فإن باع أحدهما مرابحة على خمسة لم يجز عند أبي حنيفة رحمه الله... ولو كان بين حصة كل واحد من الثوبين من رأس المال جاز أن يبيع أحدهما مرابحة على خمسة بالإجماع۔ (بدائع الصنائع: (۵/۲۲۱) كتاب البيوع، فصل: وأما الشرائط، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/۱۰۹) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

الدر مع الرد: (۵/۱۳۴) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

(۲) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم، فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ما ليس مملوكاً له وإن ملكه بعده۔ (شامي: (۴/۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)=

مرابحہ مؤجلہ

(۱۳۳) ☆ ''مرابحہ مؤجلہ'' یعنی ایک شخص نے ایک چیز سو روپے میں خریدی، اور وہی چیز دوسرے کے ہاتھ مرابحہ کے ساتھ دس ماہ کے ادھار پر دو سو روپے کی فروخت کی، یعنی اس طرح کہہ کر فروخت کی کہ یہ چیز مجھ کو سو روپے کی پڑی، اور میں نے آپ کے ہاتھ ماہانہ دس روپے نفع کے حساب سے دس مہینے کے ادھار پر دو سو روپے میں اس کو فروخت کیا، یا صرف یوں کہا کہ یہ چیز سو روپے میں پڑی ہے اور میں نے دس مہینے کے ادھار کی بناء پر سو روپے نفع لگا کر آپ کے ہاتھ فروخت کی۔

اس صورت میں اگر خریدار پانچ ماہ بعد ہی اس چیز کی کل قیمت ادا کر دے یا اس کا پانچ ماہ بعد انتقال ہو جائے تو بائع صرف پچاس روپے نفع لے گا اور پچاس روپے چھوڑ دے گا، یہ صورت متاخرین حنفیہ کے نزدیک جائز ہے۔

اور اگر خریدار دس ماہ سے مزید دو ماہ تاخیر کے ساتھ ادائیگی کرے تو بائع (سیلر) اس سے مزید بیس روپے نفع نہیں لے سکے گا، کیونکہ بائع دس ماہ بعد مزید مہلت دینے کا پابند نہیں ہے، اور وہ قانون کی مدد سے خریدار سے اپنی رقم وصول کر سکتا ہے اس لئے کہ سودا دو سو روپے سے زائد پر نہ ہو سکے گا۔ (۱)

= وبيع ماليس في ملكه، لبطلان بيع المعدوم۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/۵۸) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب الآدمي مكرم شرعاً ولو كافراً، ط:سعيد)

البحر الرائق: (۵/۲۶۰) كتاب البيع، ط:سعيد)

(۱) (قضى المديون الدين المؤجل قبل الحلول أو مات) فحل بموته (فأخذ من تركته لايأخذ من المرابحة التي جرت بينهما إلا بقدر مامضى من الأيام وهو جواب المتأخرين) قنية، وبه أفتى المرحوم أبوسعود أفندي مفتي الروم وعلله بالرفق للجانبين (قوله: لايأخذ من المرابحة الخ) صورته: اشترى شيئاً بعشرة نقداً وباعه لآخر بعشرين إلى أجل وهو عشر أشهر، فإذا قضاه بعد تمام خمسة أو مات بعدها يأخذ خمسة ويترك خمسة، ط: (الدر مع الرد: (۶/۷۵۷) كتاب الحظر والإباحة، قبيل كتاب الفرائض، ط:سعيد)

طحطاوي على الدر: (۴/۲۶۳، ۲۶۴) كتاب الحظر والإباحة، قبيل: كتاب الفرائض، ط: رشيديه) =

☆اگر کوئی شخص کسی کے پاس کوئی چیز خریدنے کی غرض سے قرضہ لینے کے لئے آئے تو وہ شخص اس سے پوچھتا ہے کہ کس چیز کو خریدنے کے لئے رقم درکار ہے؟ تو وہ شخص اس کو رقم دینے کے بجائے وہ چیز خرید کر قبضہ کرنے کے بعد نفع شامل کر کے مرابحہ کے طور پر ادھار میں بیچ دیتا ہے، اس کو مرابحہ مؤجلہ کہتے ہیں۔

لیکن آج کل بینکوں میں ایسا بھی ہوتا ہے کہ جس چیز پر عقد مرابحہ کیا جاتا ہے وہ چیز پہلے سے ہی اس شخص کے پاس موجود ہوتی ہے جو بینک سے قرضہ لینے کے لئے آتا ہے،، بینک اس سے اس چیز کو نقد کی قیمت پر خرید کر پھر نفع پر اسی کو دوبارہ ادھار بیچ دیتا ہے، اس کو Buy Back (بائی بیک) کہتے ہیں، اس طرح حقیقتاً مرابحہ کے بجائے نفع (Mark up) کو "بائے بیک" سے وابستہ کر دیا جاتا ہے، یہ شرعی اعتبار سے بالکل جائز نہیں ہے، کیونکہ ایک ہی شخص سے کم قیمت پر خرید کر قبضہ کے بغیر فوراً ہی اسے زیادہ قیمت پر ادھار بیچ دینا حقیقت میں سودی قرض ہی کی ایک شکل ہے، جبکہ پہلی خریداری میں ہی یہ شرط ہوتی ہے کہ اسے دوبارہ بیچ دیا جائے گا۔

عام طور پر فرضی کارروائی ہوتی ہے، ایسا کوئی سامان سرے سے موجود ہی نہیں ہوتا جس پر بائی بیک کیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اداروں کے ایسے اخراجات جن سے کوئی چیز خریدی نہیں جاتی مثلاً تنخواہیں، بلوں کی ادائیگی وغیرہ ان کے لئے بھی

= وکما یجوز أن تکون المرابحة بالثمن الحال، یجوز أیضاً أن تکون بثمن مؤجل لأنه بیع، فیجوز فیه الأمران، کما فی سائر البیوع، وهل یجوز أن یکون الربح مرتبطا بزمن سداد الثمن؟ یوجد عند متاخری الحنفیة مایجوز ذلک... (فقه البیوع: (۲/ ۶۴۴) المبحث السادس، باب المرابحة والتولیة والوضیعة، المرابحة المؤجلة، ط: معارف القرآن۔)

ومما یجب التنبیه علیه هنا: أن ما ذکر من جواز هذا البیع إنما هو منصرف إلی زیادة فی الثمن نفسه، أما ما یفعله بعض الناس من تحدید ثمن البضاعة علی أساس سعر النقد، وذکر القدر الزائد علی أساس أنه جزء من فوائد التاخیر فی الأداء، فإنه ربا صراح... (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (۱/ ۱۰) احکام البیع بالتقسیط، ط: دار العلوم کراچی)

بینکوں سے مرابحہ قرض مل جاتا ہے، جو درست نہیں ہے۔ (۱)

مرابحہ مؤجلہ بینک کا

☆ ''مرابحہ مؤجلہ'' دو فقہی اصطلاحوں کو ملا کر ایک اصطلاح بنائی گی ہے، اور یہ دونوں بیع کی الگ الگ قسمیں ہیں: ایک ''بیع المرابحہ'' دوسری ''بیع موجل''۔

''بیع مرابحہ'' مدت اور وقت کے ساتھ مقید نہیں ہوتی، جبکہ ''بیع موجل'' لمبی یا مختصر مدت کے ساتھ ہونے والی بیع کو کہتے ہیں، مروجہ بینکاری نظام میں سودی قرضہ جات اور قسطوار اجارہ کے نفع کو جائز قرار دینے کے لئے اسلامی اور فقہی نام کا سہارا لیا گیا ہے۔

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: من ابتاع طعاماً فلایبعه حتی یستوفیه قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وأحسب کل شیٔ مثله... (الصحیح لمسلم: (۲/۵) کتاب البیوع باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی)

وَمن اشتری شیئاً مما ینقل ویحوّل لم یجز له بیعه حتی یقبضه: لأنه علیه الصلاة والسلام نهی عن بیع مالم یقبض... (الهدایة: (۳/۷۴) کتاب البیوع، باب التولیة والمرابحة، فصل، ط: شرکة علمیة ملتان)

البحر الرائق: (۶/۱۱۶) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی بیان التصرف فی المبیع، ط: سعید۔

وعنه (أی عن ابن عمر) قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لایحل سلف وبیع، ولا شرطان فی بیع، ولا ربح مالم یضمن، ولا تبع مالیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

ولا ربح مالم یضمن) یرید به الربح الحاصل من بیع مااشتراه قبل أن یقبضه وینتقل من ضمان البائع إلی ضمانه فإن بیعه فاسد۔ (مرقاة المفاتیح: (۶/ ۷۹) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: رشیدیه جدید)

عن علی أمیر المؤمنین مرفوعاً: "کل قرض جر منفعة فهو ربا" إعلاء السنن: (۱۴/۵۱۲) کتاب الحوالة، باب کل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: ادارة القرآن۔)

الحیل جمع حیلة وهی مایتوصل به إلی مقصود بطریق خفی، وهی عند العلماء علی أقسام بحسب الحامل علیها، فإن توصل بها بطریق مباح إلی ابطال حق أو اثبات باطل فهی حرام۔ (فتح الباری: (۱۲/ ۳۲۶) کتاب الحیل، ط: دار المعرفة)

☆ بینک میں مرابحہ مؤجلہ کے دو طریقے رائج ہیں:

① ایک طریقہ یہ ہے کہ بینک اپنے گاہک کو اپنے معاہدات اور قواعد کے مطابق کسی ایسے شوروم میں بھیج دیتا ہے جہاں پہلے سے مال یا گاڑی وغیرہ تیار موجود ہیں اور گاہک طے شدہ طریقہ کار کے مطابق وہاں سے مال یا گاڑی وغیرہ حاصل کرلیتا ہے۔

② دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مال فی الحال بینک کے دسترس میں نہیں ہے، یا کسی شوروم میں نہیں، بلکہ بینک مقامی یا بیرونی مارکیٹ سے مال منگوا کر اپنے طریقہ کار کے تحت مقررہ وقت پر حوالہ دیتا ہے۔

☆ دونوں صورتوں میں اس عمل کو شریعت کے مطابق ''مرابحہ'' کہنا درست نہیں، کیونکہ مرابحہ کے طور پر بیچنے کے لئے مبیع (جس چیز کو فروخت کیا جائے گا) بائع کے پاس ہونا ضروری ہے، چاہے نقد میں خریدا ہو یا ادھار میں، حالانکہ بینک نے مبیع اب تک خریدا نہیں، خریدنے سے پہلے ''مرابحہ'' پر بیچ رہا ہے، اور اضافی لاگت خرچہ وغیرہ بھی لگا رہا ہے، جو سراسر جھوٹ، دھوکہ اور خیانت ہے اس لئے اس معاہدہ کو عقد مرابحہ کہنا درست نہیں، کیونکہ بینک اب تک اس چیز کا مالک نہیں۔[1]

☆ اور اگر خریدار کو بینک کا وکیل کہیں، اور وکیل کے طور پر خریداری کو تسلیم

---

(۱) (المرابحة)... شرعاً (بيع ماملكه) من العروض... بما قام عليه وبفضل) مؤنة... (الدر مع الرد: (۵/ ۱۳۲، ۱۳۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

▭ الهندية: (۱/ ۱۶۰) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر: في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه.

▭ فالأصل فيه أن بيع المرابحة والتولية بيع أمانة... فتجب صيانتها عن الخيانة وعن سبب الخيانة والتهمة، لأن التحرز عن ذلك كله واجب ما أمكن قال الله تعالى عز شانه: يا أيها الذين آمنوا لا تخونوا الله والرسول وتخونوا أماناتكم وأنتم تعلمون، وقال عليه الصلاة والسلام: ليس منا من غشنا... (بدائع الصنائع: (۵/ ۲۲۳) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة وما لا يجب، ط: سعيد)

کرلیں تو بھی درست نہیں، کیونکہ موکل (بینک) سے دوبارہ مرابحہ کے طور پر سودا ہی نہیں ہوتا بلکہ سابقہ معاہدہ میں طے شدہ قیمت اور طریقہ کار کے مطابق خریدنے کی پابندی ہوتی ہے۔[۱]

☆ بینک کے مرابحہ میں پیشگی معاہدہ کی رو سے گاہک مال کو فوراً اپنے قبضہ اور ضمان میں منتقل کرنے کا پابند رہتا ہے، یہاں تک کہ تاخیر کی صورت میں بینک اس کے نقصان کو پورا کرنے کا پابند نہیں ہوتا۔[۲]

☆ بینکوں میں مرابحہ کے نام سے انجام پانے والے لین دین کا مال، بائع (بینک) کے ضمان میں عملاً اور وصولاً داخل نہیں ہوتا، بلکہ وہ فوراً گاہک کے ذمہ میں منتقل ہوجاتا ہے، اگر گاہک نے معاہدہ کے مطابق خریدا ہوا مال فوراً اپنے ذمہ میں نہیں لیا تو اصل نقصان کی ذمہ داری گاہک پر عائد ہوتی ہے، لہذا شریعت کی رو سے اس کو مرابحہ کہنا درست نہیں۔[۳]

اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بینک کے مرابحہ میں پیشگی معاہدہ ہی عقد کی بنیاد ہے، بعد کے رسمی ایجاب وقبول بنیاد نہیں۔

☆ اور اگر بینک پہلے سے مال خرید کر رکھے پھر اس کے بعد قیمت خرید پر یا قیمت خرید اور خرچہ ملا کر جتنی رقم بنے گی اس پر خاص نفع لگا کر مرابحہ کے طور پر

(۱، ۲، ۳) وجملة الكلام فيها أن يد المشترى قبل الشراء إما أن كانت يد ضمان وإما أن كانت يد أمانة... وإن كانت يد المشترى يد أمانة كيد الوديعة والعارية لايصير قابضاً إلا أن يكون بحضرته أو بذهب إلى حيث يتمكن من قبضه بالتخلى؛ لأن يد الأمانة ليست من جنس يد الضمان فلايتناوبان۔ (بدائع الصنائع: (۲۴۸/۵) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد۔)

قوله فى المتن: فلو هلك فى يده قبل حبسه هلك من مال المؤكل ولم يسقط الثمن) وذلك لأن المبيع أمانة فى يد الوكيل؛ لأنه قبضه للموكل وليس على الأمين شئ مالم يحدث منعاً فلايضمنه كما إذا هلكت الوديعة فى يد المودع اهـ۔ (حاشية الشلبى على التبيين: (۲۶۱/۴) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: امداديه ملتان۔)

فتح القدير (۳۵/۷) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: رشيديه قديم)

فروخت کرے گا تو یہ جائز ہوگا، کیونکہ اس وقت مرابحہ کی تعریف بھی صادق آئے گی، جھوٹ اور خیانت سے بھی پاک ہوگا، اور اس پر کوئی اعتراض بھی نہیں ہوگا، لیکن بینک اس طرح پہلے سے خرید کر کبھی بھی مرابحہ نہیں کریگا، کیونکہ بینک تجارتی ادارہ نہیں ہے، صرف قرض کے لین دین کرنے کا ادارہ ہے۔ (۱)

مرابحہ میں آمد و رفت کے خرچہ کا حکم

"آمدورفت کا خرچہ اصل قیمت میں ملانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۷۵)

مرابحہ میں اضافی اخراجات ملانے کا حکم

"اضافی اخراجات ملانے کی صورت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۲۹۷)

مرابحہ میں خیانت ظاہر ہو

اگر بیع مرابحہ میں بائع (بیچنے والے) کی جانب سے خیانت ظاہر ہو جائے، تو مشتری (خریدار) کو بیع فسخ (ختم) کرنے کا حق حاصل ہوتا ہے، لیکن مقررہ قیمت میں کمی کرنے کا اختیار نہیں ہوتا، لہٰذا ایسی صورت میں مشتری یا تو خریدی ہوئی چیز بائع کو واپس کر کے اپنی پوری رقم واپس لے لے، یا پھر طے شدہ پوری قیمت ادا کر کے مبیع رکھ لے۔ (۲)

---

(۱)

(۲) فإن ظهر خيانته في مرابحة بإقراره أو برهان على ذلك أو بنكوله عن اليمين أخذه المشتري بكل ثمنه أو رده لفوات الرضا۔ (الدر مع الرد: (۵/۱۳۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۵/۲۲۵، ۲۲۶) كتاب البيوع، فصل وأما حكم الخيانة... ط: سعيد۔

فإن اطلع المشتري على خيانة في المرابحة فهو بالخيار عند أبي حنيفة رحمه الله، إن شاء أخذه=

مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا

بیع مرابحہ کا دار و مدار دیانت اور امانت پر ہے، اس میں ہر اس چیز سے اجتناب کرنا ضروری ہے، جس میں خیانت اور جھوٹ کا شبہ ہو، لہٰذا اگر بائع (بیچنے والے) نے کوئی چیز ادھار خریدی ہے تو گاہک کو قیمت خرید بتا کر فروخت کرنے کی صورت میں یہ بھی بتلانا ضروری ہے کہ میں نے اس کو اتنی قیمت میں ادھار خریدا ہے، اور اتنے نفع میں فروخت کر رہا ہوں، کیونکہ ادھار میں عام طور پر نقد کی نسبت سے قیمت زیادہ ہوتی ہے، اور گاہک نقد قیمت سمجھ کر خریدنے پر راضی ہو اور ادھار کی صورت میں راضی نہ ہو، اس لئے خیانت کا شبہ ہے، مرابحہ میں اس سے بھی بچنا ضروری ہے، ورنہ مشتری (خریدار) کو حقیقت معلوم ہونے کے بعد بیع فسخ کرنے کا اختیار ہوگا۔[1]

مرابحہ میں دھوکہ سے لی گئی زائد رقم کا حکم

اگر بیع مرابحہ میں بائع (سیلر) نے جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر مشتری (خریدار) سے زیادہ رقم لی مثلاً ۵۰ روپے کی خریدی ہوئی چیز کو ۶۰ روپے قیمت خرید

=بجميع الثمن وإن شاء تركه۔ (الهداية: (۷۴/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

(البحر الرائق: (۱۱۰/۶) كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

الهندية: (۱۶۲/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية والوضيعة، ط: رشيديه)

(۱) ومن اشترى غلاما بألف درهم نسيئة فباعه بربح مائة ولم يبين فعلم المشترى فإن شاء رده، وإن شاء قبل؛ لأنّ للأجل شبها بالمبيع الايرى أنه يزاد في الثمن لأجل الأجل والشبهة في هذا ملحقة بالحقيقة... والإقدام على المرابحة يوجب السلامة عن مثل هذه الخيانة فإذا ظهرت يخير كما في العيب۔ (الهدايه: (۷۶/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه)

اشتراه بألف نسيئة و باع بربح مائة بلا بيان خير المشترى، (قوله: خير المشترى) أى بين رده وأخذه بألف ومائة حالة؛ لأنّ للأجل شبها بالمبيع الاترى انه يزاد في الثمن لأجله۔ (الدر مع الرد: (۱۴۱/۵، ۱۴۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، قبيل: مطلب في الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۲۲۴/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان مايجب بيانه في المرابحة... ط: سعيد)

کہہ کر مزید پانچ روپے نفع شامل کر کے ۶۵ روپے میں فروخت کیا، بعد میں معلوم ہوا کہ بائع نے جھوٹ کہہ کر دھوکہ دیا ہے، تو ایسی صورت میں مشتری کو اختیار ہے چاہے اس سودے کو طے شدہ قیمت پر قبول کرے یا واپس کر کے بائع سے اپنے پیسے واپس لے لے، نقصان یا زیادتی کی واپسی کا مطالبہ نہیں کر سکتا۔ (۱)

مرابحہ میں دیانت داری ضروری ہے

بیع مرابحہ اور بیع تولیہ میں سابقہ قیمت یا لاگت بیان کرنے میں خاص طور پر دیانت داری ضروری ہے، یہاں تک کہ اگر بائع نے خود مال ادھار خریدا تھا تو اس کی بھی صراحت کرنا ضروری ہے۔ (۲)

مرابحہ میں فیصد کے حساب سے منافع طے کرنا

اگر بائع عقد مرابحہ کرتے وقت اصل قیمت سے زائد نفع کی رقم کے لئے فیصدی کا سہارا لے مثلاً بائع مشتری سے کہتا ہے کہ میں آپ سے اس مال میں پانچ فیصد منافع لوں گا تو یہ درست ہے۔ (۳)

---

(۱) فإن اطلع المشتری علی خیانة فی المرابحة فهو بالخیار عند أبی حنیفة رحمه الله إن شاء أخذه بجمیع الثمن وإن شاء ترکه۔ (الهدایة: (۳/۷۴) باب المرابحة والتولیة، ط: رشیدیه)

فإن خان فی مرابحة أخذ بکل ثمنه أو رده۔ (کنز الدقائق مع البحر الرائق: (۳/۱۱۰) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید)

شامی: (۵/۱۳۷) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید۔

(۲) "مرابحہ میں خیانت کے شبہ سے اجتناب کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۳) (وکون الربح شیئاً معلوماً) حتی لو باعه بربح ده یازده أی العشر بأحد عشر لم یجز إلا أن یعلم بالثمن فی المجلس فیخیر... (قوله: حتی لو باعه)... ومعنی قوله: ده یازده أی بربح مقدار درهم علی عشرة دراهم فإن کان الثمن الأول عشرین کان الربح بزیادة درهمین وإن کان ثلاثین کان الربح ثلاثة دراهم... وحاصله: أنه إذا کان الثمن فی العقد الأول قیمیاً کالعبد مثلاً وکان مملوکاً للمشتری فباع المالک المبیع من المشتری بذلک العبد وبربح ده یازده لا یصح... لأن القیمة مجهولة... بخلاف ما إذا کان=

مرابحہ میں گز اور میٹر کے تعین کی ضرورت ہے

گاہک کو کسی چیز کی قیمت خرید بتا کر اس پر نفع شامل کر کے فروخت کرنے کا نام مرابحہ ہے، اور اس میں صرف خیانت نہیں بلکہ خیانت کے شبہ سے بھی بچنا ضروری ہے، اس لئے میٹر اور گز میں چونکہ فرق ہے اس لئے مرابحہ کی صورت میں میٹر کے حساب سے خریدا ہے یا گز کے حساب سے اس کا بتانا بھی ضروری ہے، ورنہ (خریدار) مشتری کو معلوم ہونے کے بعد لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔[1]

مرابحہ میں منافع کی مقدار

شریعت مقدسہ میں خرید و فروخت صحیح ہونے کا دار ومدار بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) کی باہمی رضامندی پر ہے، لہٰذا بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) جس نرخ پر بھی خرید و فروخت کرنے پر متفق ہوں گے اسی نرخ پر بیع مرابحہ جائز ہوگا۔

فقہاء نے بیع مرابحہ کی حقیقت بیان کرتے ہوئے نفع کی تعیین نہیں فرمائی، لہٰذا بازار کے عام نرخوں سے زیادہ نفع لے کر فروخت کرنا جائز تو ہے لیکن انسانیت

= الثمن مثلياً والربح ده يا زده فإنه يصح... (الدر مع الرد: (۵/ ۱۳۴، ۱۳۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

المرابحة: بيع يتفق فيه الطرفان على أن البائع يبيع المبيع بتكلفته وزيادة ربح معلوم مثل أن يقول: بعتك هذا الشئ بما قام علي وزيادة عشرة دراهم أو بزيادة نسبة عشرة في مائة على ما قام علي" (فقه البيوع: (۲/ ۶۳۱) المبحث السادس، التقسيم الثاني: من حيث ربحية البيع، ط: معارف القرآن۔

البحر الرائق: (۶/ ۱۰۸، ۱۰۹)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

(۱) ولهذا كان مبناهما على الأمانة والاحتراز عن الخيانة وعن شبهتها۔ (الهداية: (۳/ ۷۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

فالأصل فيه أن بيع المرابحة والتولية بيع أمانة... فتجب صيانتها عن الخيانة وعن سبب الخيانة والتهمة؛ لأن التحرز عن ذلك كله واجب ما أمكن۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۲۲۳) كتاب البيوع، فصل: وأما بيان ما يجب بيانه في المرابحة وما لا يجب، ط: سعيد۔

شامی: (۵/ ۱۳۸) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔

اور مروت کے خلاف ہے۔[1]

مراتب تاجر

"تاجروں کے مراتب" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۴۳/۲)

مرا ہوا جانور

مرا ہوا جانور خواہ مرغی ہو یا بکری یا گائے ہو یا بھینس وغیرہ، مسلمانوں کے حق میں وہ مال نہیں ہے، اس لئے مسلم ہو یا غیر مسلم کسی کے ہاتھ بھی فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور اس کا پیسہ حرام ہے۔[2]

مرتد کے ساتھ تجارت

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک مرتد کے ساتھ خرید وفروخت کا معاملہ جائز نہیں، لہذا مرتد کے ساتھ خرید وفروخت کرنے کی صورت میں وہ بیع موقوف رہے

---

(۱) ومن اشترى شيئا وأغلى في ثمنه فباعه مرابحة على ذلك، جاز۔ (الهندية: (۱۶۱/۳) كتاب البيوع، الباب الرابع عشر في المرابحة والتولية، ط: رشيديه۔

البيع مبادلة المال بالمال بالتراضي۔ (الكفاية في آخر فتح القدير: (۶/۴۹) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔

فتح القدير مع العناية: (۲۲۹/۶) كتاب البيوع۔ ط: رشيديه۔

(۲) عن ابن عباس رضي الله عنهما قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: "قل لا اجد فيما اوحي إلى محرماً على طاعم يطعمه" ألا كل شيء من الميتة حلال، إلا ما أكل، فاما الجلد والقرن والشعر والصوف والسن والعظم، فكل هذا احلال: لانه لايذكي. (سنن الدارقطني: (۷۰/۱) رقم: ۱۲۰) كتاب الطهارة، باب الدباغ، ط: مؤسسة الرسالة)

لم يجز بيع الميتة. (كنز الدقائق مع البحر الرائق: (۷۶/۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة)

وانما لم يجز أخذ الثمن فيها، لأنها ميتة لايجوز تملكها، ولا أخذ عوض عنها، وقد حرم رسول الله صلى الله عليه وسلم ثمن الميتة والأصنام. (شرح البخاري لابن بطال: (۳۶۸/۵) كتاب الجية، باب طرح جيف المشركين في البئر، ط: مكتبة الرشيد)

گی، البتہ صاحبین کے نزدیک بیع نافذ ہوجائے گی، اس لئے جہاں ابتلائے عام اور شدید ضرورت ہو وہاں مجبوراً صاحبین کے قول پر عمل کرنے کی گنجائش ہوگی۔

البتہ ان کی دعوت وضیافت اور خاطر مدارات سے پرہیز کیا جائے ورنہ ایمان کے لئے خطرہ ہوگا، البتہ اسلام کی طرف واپس لانے کے لئے خاطر مدارات کرنا جائز ہے۔ (۱)

مردار

مردار مال نہیں، اس لئے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ (۲)

---

(۱) (قوله: وبيع المرتد) فإنه موقوف عند الإمام على الإسلام، ولا يوقف عندهما۔ (شامی: (۵/۱۱۱) کتاب البیوع، فصل فی الفضولی، ط:سعید۔)

حاشية الطحطاوی علی الدر المختار: (۸۷/۳) کتاب البیوع، فصل: فی الفضولی، ط:رشیدیه)

(اعلم ان تصرفات المرتد على اربعة اقسام)... (ويتوقف منه عند الإمام) بناء على زوال الملك كما سلف... (وينفذ عندهما كل ما كان مبادلة مال بمال أو عقد تبرع) الا أنه عند أبي يوسف رحمه الله تصح كما تصح من الصحيح؛ لأن الظاهر عوده إلى الإسلام، وعند محمد رحمه الله كما تصح من المريض؛ لأنها تفضي إلى القتل ظاهرا، "ط" عن البحر۔ (شامی: (۴/۲۴۹، ۲۵۰) کتاب الجهاد، باب المرتد، قبیل: مطلب المعصية تبقى بعد الردة، ط:سعید۔)

وأما البيع الجائز الذي لا نهي فيه فثلاثة: نافذ لازم ونافذ ليس بلازم، وموقوف... وبيع المرتد عن الإمام أي موقوف۔ (البحر الرائق: (۶/۶۹) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

قال العلامة السيد محمد أبو السعود المصري الحنفي رحمه الله: قوله هذا عند أبي حنيفة رحمه الله اعلم ان تصرفات المرتد يتوقف في الكسبين جميعا وهو الصحيح، وقال بعض المشايخ ان تصرفه في كسب الردة نافذ في ظاهر الرواية، وموقوف في رواية الحسن، والأول أصح وهذا كله عند الإمام، وأما عندهما فتصرفاته نافذة في الكسبين قهستانی۔ (فتح المعین: (۲/۴۶۴))

(۲) (لم يجز بيع الميتة والدم) لانعدام المالية التي هي ركن البيع فإنها لا يعدان مالا عند أحد۔ (البحر الرائق: (۶/۷۰) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الدر مع الرد: (۵/۵۰، ۵۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الهندية: (۳/۱۱۶) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الخامس: فی بیع المحرم الصید وفی بیع المحرمات، ط:رشیدیه)

مردار جانور کا اون

"مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۵/۶)

مردار جانور کا چمڑا

انسان اور خنزیر کے علاوہ باقی مردہ جانوروں کا چمڑا ان کے بدن سے اتارنا جائز ہے، پھر اس کو دباغت دینے کے بعد فروخت کرنا بھی جائز ہے، البتہ دباغت دینے سے پہلے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[۱]

مردار جانور کے بال

"مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۵/۶)

مردار جانور کی کھال رنگنے کے بعد فروخت کرنا

مرے ہوئے غیر مذبوح جانور سے فائدہ حاصل کرنا جائز نہیں ہے، لیکن

---

(۱) (وجلد میتة قبل الدبغ) لو بالعرض ولو بالثمن فباطل... (وبعده) أی الدبغ (یباع) الا جلد انسان و خنزیر وحیة۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۷۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

وأما جلود السباع والحمیر والبغال، فما کانت مذبوحة أو مدبوغة جاز بیعها، وما کان بخلافه لم یجز، وهذا بناء علی أن الجلود کلها تطهر بالذکاة أو الدباغ الا جلد الإنسان والخنزیر، وإذا طهرت بالدباغ أو بالذکاة جاز الانتفاع به ویکون محلا للبیع۔ (المحیط البرهانی: (۶/ ۳۴۹) کتاب البیع، الفصل السادس: فیما یجوز وما لا یجوز بیعه، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: دار الکتب العلمیة۔)

(وجلد المیتة قبل الدبغ) أی لم یجز بیعه، لأنه غیر منتفع به۔ (وبعده یباع وینتفع به) (البحر الرائق: (۶/ ۸۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الهندیة: (۳/ ۱۱۵) کتاب البیوع، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید، وفی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

ولا بیع جلود المیتة قبل أن تدبغ؛ لأنه غیر منتفع به... ولا بأس ببیعها والانتفاع بها بعد الدباغ۔ (الهدایة: (۳/ ۵۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه)

اس کی کھال کو دباغت دے کر رنگنے کے بعد فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

مردار جانور کی ہڈیاں فروخت کرنا

خنزیر کے علاوہ دیگر مردار جانوروں کی ہڈیاں، بال اور اون کی خرید و فروخت کرنا جائز ہے، کیونکہ کسی جانور کی موت کی وجہ سے اس کی یہ چیزیں ناپاک نہیں ہوتیں، لہٰذا اگر جانور کو ذبح نہ بھی کیا گیا ہو، تو اس کی ہڈی، بال اور اون کی خرید و فروخت جائز ہے۔ (۲)

مردار ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑی میں بھرنا

مسلمانوں کے لئے مردار خشک ہڈیوں کو اٹھا کر گاڑیوں میں بھرنا اور

---

(۱) أن عبد الله بن عباس رضی الله عنه أخبره أن رسول الله ﷺ مرّ بشاة ميتة فقال: هلا استمتعتم بإهابها قالوا: انها ميتة، قال: إنما حرم أكلها۔ (البخاری: (۲۹۶/۱) كتاب البيوع، باب جلود الميتة قبل ان تدبغ، ط: قديمی)

وجلد الميتة قبل الدبغ... وبعده يباع وينتفع به كعظم الميتة وعصبها وصوفها وقرنها ووبرها يعنى بعد الدباغ يجوز بيعه كما يجوز بيع عظم الميتة۔ (تبيين الحقائق: (۳۷۷/۴) باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية)

قاضی خان علی هامش الهندية: (۱۳۳/۲) كتاب البيع، فصل فی البيع الباطل، ط: رشيديه)

الهداية: (۵۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

(۲) ولا بأس ببيع عظام الميتة وعصبها وصوفها وقرنها وشعرها ووبرها والانتفاع بذلك كله، لأنها طاهرة لايحلها الموت لعدم الحياة۔ (الهداية: (۵۸/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه)

وجلد الميتة قبل الدبغ... وبعده يباع وينتفع به كعظم الميتة وعصبها وصوفها وقرنها ووبرها يعنى بعد الدباغ يجوز بيعه كما يجوز بيع عظم الميتة۔ (تبيين الحائق: (۳۷۷/۴) باب البيع الفاسد، دار الكتب العلمية)

وبيع جلود الميتات باطل إذا لم تكن مذبوحة أو مدبوغة، ويجوز بيع عظامها وعصبها وصوفها وظلفها وشعرها وقرنها۔ (قاضی خان علی هامش الهندية: (۱۳۳/۲) كتاب البيع، فصل فی البيع الباطل، ط: رشيديه)

اما شعر الميتة وعظمها وصوفها وقرنها فلا بأس بالانتفاع بها وبيع ذلك كله جائز۔ (الهندية: (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، الفصل الخامس فی بيع المحرم الصيد وفی بيع المحرمات، ط: رشيديه)

ان کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔[1] البتہ جب تک تر ہوں اس وقت تک ناپاک ہیں۔[2]

مردہ جانور کی خرید وفروخت

مردہ جانور بھینس ہو یا بکری، مرغی ہو یا چڑیا، گائے ہو یا گدھا، اس کی بیع حرام ہے، جس طرح کسی مسلمان کے ہاتھ بیچنا جائز نہیں اسی طرح کسی غیر مسلم کے ہاتھ فروخت کرنا بھی جائز نہیں، اس کے عوض جو قیمت ملے گی وہ بھی حرام ہے، اگر کسی نے غلطی سے مردہ جانور بیچ کر قیمت لے لی، تو جس سے لی ہے، اس کو واپس کرنا ضروری ہے، اور اگر واپس کرنا ممکن نہ ہو تو مستحق زکوٰۃ لوگوں پر صدقہ کردینا واجب ہے۔[3]

---

(۱) ويجوز بيع عظم الفيل والانتفاع به في الحمل والركوب والمقاتلة۔ (شامی: (۷۳/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ولا بأس ببيع عظام الموتى لان الموت لايحلها وليس فيها دم فليست بجنسه إلا بيع عظام الآدمي والخنزير۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۱۱۳/۱) كتاب الطهارة، ط: دار الكتب العلمية بيروت/رشيديه)

وفيه أيضا: (۷۲/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة بيروت/رشيديه)

بدائع الصنائع: (۱۴۲/۵) فصل: وأما الذى يرجع إلى المعقود عليه، ط: سعيد)

(۲) وفي المحيط: ان عظم الميتة إذا كان عليه دسومة، ووقع فى الماء نجسه۔ (البحر الرائق: (۱/ ۱۰۷) كتاب الطهارة، ط: سعيد)

وشعر الميتة غير الخنزير على المذهب وعظمها وعصبها وحافرها وقرنها ... طاهر (قوله: وعظمها) الا إذا كانت عليه دسومة۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۱۱۳/۱، ۱۱۴) كتاب الطهارة، ط: دار المعرفة، بيروت، رشيديه)

وظاهره أنه لو كان فيه دسومة، فحكمها كالجلد واللحم۔ (شامی: (۲۰۷/۱) كتاب الطهارة، باب المياه، مطلب في أحكام الدباغة، ط: سعيد)

(۳) (لم يجز بيع الميتة والدم) لانعدام المالية التى هى ركن البيع فإنها لايعدان مالاً عند أحد وهو من قسم الباطل... وفى القاموس: الميتة مالم تلحقه ذكاة وبالكسر للنوع فإن أريد بعدم الجواز عدمه فى حق المسلمين بقيت على إطلاقها، وإن أريد الأعم للمسلم والكافر فيراد بها مامات حتف أنفه... (البحر الرائق: (۷۰/۶) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)=

مردہ حیوان کی خرید وفروخت

مردہ مچھلی،[۱] اور مردہ ٹڈی،[۲] کے علاوہ باقی کسی بھی مردہ حیوان کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں اور قیمت بھی حرام ہے۔[۳]

= الدر مع الرد: (۵/ ۵۰، ۵۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید)

الهندية: (۳/ ۱۱۶) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس: في بيع المحرم الصيد، وفي بيع المحرمات، ط: رشيديه)

ما حرم أخذه حرم اعطاءه... (شرح المجلة للاتاسي: (۱/ ۷۷، ۷۸) المادة: ۳۴، القواعد، ط: رشيديه)

لو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة ولا يأخذون منه شيئاً وهو أولى بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها: لان سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه" (الدر مع الرد: (۶/ ۳۸۵) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/ ۱۰۹) كتاب الغصب، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۶/ ۳۲۱، ۳۲۲) كتاب الغصب، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱، ۲) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: هو الطهور ماؤه والحل ميتة. (سنن الترمذي: (۲۱/۱) أبواب الطهارات، باب ماجاء في ماء البحر أنه طهور، ط: سعيد.

مشكاة المصابيح: (ص: ۵۱) كتاب الطهارة، باب أحكام المياة، الفصل الثاني، ط: قديمي.

عن عبد الله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: أحلت لنا ميتتان ودمان فأما الميتان فالجراد والحوت وأما الدمان فالطحال والكبد. (السنن الكبري للبيهقي: (۲۵۴/۱) كتاب الطهارة، جماع أبواب مايفسد الماء، باب الحوت يموت في الماء والجراد، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

مشكاة المصابيح: (ص: ۳۶۱) كتاب الصيد والذبائح، باب ما يحل أكله وما يحرم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

(۳) حرمت عليكم الميتة. (المائدة: ۳)

ونقل ابن المنذر وغيره: الإجماع على تحريم بيع الميتة، ويستثني من ذلك السمك والجراد. (فتح الباري: (۴/ ۴۲۴) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: دار المعرفة).

عن جابر بن عبد الله رضي الله عنهما أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول وهو بمكة عام الفتح "إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام. الحديث. (صحيح البخاري: (۱/ ۲۹۸) كتاب البيوع، باب بيع الميتة والأصنام، ط: قديمي)=

مردہ مچھلی

مچھلی پکڑنے کے بعد مرجائے تو بھی اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔ (۱)

مرض الموت میں کم قیمت پر بیع کی

اگر کسی نے مرض الموت میں کوئی چیز کسی کو مارکیٹ قیمت سے کم میں خفیہ طور پر فروخت کردی اور اس کے بعد اس کا انتقال ہوگیا تو اس کی دو صورتیں ہیں:

پہلی صورت یہ ہے کہ اگر یہ سودا میت کے کسی وارث کے ساتھ ہوا ہے مثلاً اولاد، بیوی یا والدین کے ساتھ، تو یہ سودا باقی وارثوں کی اجازت پر موقوف ہوگا، اگر وہ اجازت دیں گے تو نافذ ہوجائے گا، اور اگر اجازت نہیں دیں گے تو سودا نافذ نہیں ہوگا۔

دوسری صورت یہ ہے کہ اگر یہ سودا وارث کے علاوہ کسی اجنبی کے ساتھ ہوا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ دیانت دار اور تجربہ کار آدمی اس چیز کی قیمت کا اندازہ لگائیں اور پھر دیکھیں کے خریدار نے اس سے کس قدر قیمت کم ادا کی ہے، اگر وہ کمی بائع (بیچنے والے) کے ایک تہائی ترکہ کے برابر یا اس سے کم ہے، تو بیع صحیح ہوجائے گی، اور اگر وہ کمی بائع کے ایک تہائی ترکہ سے زیادہ ہے تو وارثوں کی اجازت پر

= عن ابن عباس رضي الله عنهما، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: "إن الله تعالى إذا حرم شيئاً، حرم ثمنه". (سنن الدارقطني (۳/۳۸۸) رقم الحديث: ۲۸۱۵، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

اعلاء السنن (۱۴/۱۱۳) كتاب البيوع، أبواب البيوع الفاسدة، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام، ط: إدارة القرآن.

(۱) ولا يحل حيوان مائي إلا السمك الذي مات بآفة... ومامات بحر الماء أو برده وربطه فيه أو إلقاء شيء، فموته بآفة... وحل الجراد... وأنواع السمك بلا ذكاة... (الدر مع الرد: (۶/۳۰۶، ۳۰۷) كتاب الذبائح، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۸/۱۷۲) كتاب الذبائح، فصل: فيما يحل وما لا يحل، ط: سعيد)

فتح القدير مع الكفاية: (۹/۵۱۳، ۵۱۵) كتاب الذبائح، فصل: فيما يحل أكله وما لا يحل، ط: رشيديه)

موقوف رہے گی اگر ورثہ بالغ ہیں تو خریدار سے کہا جائے گا کہ اس کی قیمت پوری کرو، ورنہ بیع کو فسخ کر دیا جائے گا، کیونکہ یہ وصیت کے حکم میں ہے اور وصیت ایک تہائی تک نافذ ہوتی ہے، اس سے زیادہ میں نافذ نہیں ہوتی۔ [1]

مرغوب صفت کی شرط لگا کر سودا کرنا

''صفت مرغوب کی شرط لگا کر سودا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰۹/۴)

مرغی کا انڈا

''پڑوسیوں کا نقصان کرنے والی مرغی کا انڈا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مرغی کا انڈا بطخ کے انڈے کے عوض فروخت کرنا

''انڈے کے عوض انڈے کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۰/۱)

مرغی مرگئی

کوئی مرغی یا بکری یا گائے وغیرہ مرگئی، تو اس کی بیع حرام اور باطل ہے،

---

(۱) إذا باع شخص في مرض موته شيئا من ماله لأحد ورثته، يعتبر ذلك موقوفا على إجازة سائر الورثة... فإن أجازوا بعد موت المريض، نفذ البيع وإلا فلا...

وإذا باع المريض في مرض موته شيئا لأجنبي بثمن المثل، صح بيعه وإن باعه بدون ثمن المثل وسلم المبيع، كان بيع محاباة يعتبر من ثلث ماله، فإن كان الثلث وافيا بها صح، وإن كان الثلث لايفي بها، لزم المشتري إكمال ما نقص من ثمن المثل، واعطاه للورثة، فإن أكمل لزم البيع، وإلا كان للورثة فسخه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۲۲۱، ۲۲۲)، رقم المادة: ۳۹۳، ۳۹۴، البيوع، الباب السابع في بيان أنواع البيع وأحكامه، الفصل الخامس في أحكام بيع المريض، ط: مكتبة حنفيه كوئته، و: (۱/۱۷٦)، ط: فاروقيه كوئته۔)

وقف بيع الغاصب على إجازة المالك... وبيع المريض لوارثه على إجازة الباقي (الدر المختار) أو على صحة المريض، فإن صح من مرضه نفذ، وإن مات منه ولم تجز الورثة بطل۔ (شامي: (۱۱۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، فصل في الفضولي، ط: سعيد)

الهندية: (۱۵۴/۳) كتاب البيوع، الباب الثاني عشر في أحكام البيع الموقوف، ط: رشيديه۔

بلکہ اس مری ہوئی مرغی وغیرہ کو کسی کافر کو کھانے کے لئے دینا بھی جائز نہیں، [۱] مری ہوئی بکری اور مری ہوئی گائے کی کھال اتروا کر دباغت دینے کے بعد کھال کو بیچنا اور اپنے کام میں لانا جائز ہے۔ [۲]

مرغیوں کو وزن کر کے فروخت کرنا

"وزن کر کے جانور فروخت کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۴۲۴)

مرغیوں کی خوراک کی تیاری کے لئے خون اور مردار کی خرید وفروخت

اللہ تعالیٰ نے خون اور مردار دونوں کو قرآن مجید میں حرام قرار دیا ہے، اور احادیث میں ان دونوں اشیاء کی تجارت کو بھی حرام کہا گیا ہے، لہٰذا ان چیزوں کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ [۳]

---

(۱) (لم یجز بیع المیتة والدم) لانعدام المالیة التی هی رکن البیع فإنهما لایعدان مالاً عند أحد وهو من قسم الباطل... فإن أرید بعدم الجواز عدمه فی حق المسلمین بقیت علیٰ اطلاقها و إن أرید الأعم للسملم والکافر فیراد بها مامات حتف أنفه... (البحر الرائق: (۶/ ۷۰) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الدر مع الرد: (۵/ ۵۰، ۵۱) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الهندیة: (۳/ ۱۱۶) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالا یجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرم الصید، وفی بیع المحرمات، ط:رشیدیه)

(۲) وجلد میتة قبل الدبغ لو بالعرض ولو بالثمن فباطل،... وبعده أی الدبغ یباع إلا جلد إنسان وخنزیر وحیة۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۷۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

البحر الرائق: (۶/ ۸۱) کتاب البیع، باب البیع الفاسد، ط:سعید)

الهندیة: (۳/ ۱۱۵) کتاب البیوع، الباب التاسع: فیمایجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الخامس: فی بیع المحرم الصید وفی بیع المحرمات، ط:رشیدیه)

(۳) قال الله تعالیٰ: حرمت علیکم المیتة والدم والحم الخنزیر... الخ (المائدة:۳)

وقال تعالیٰ: إنما حرم علیکم المیتة والدم... الخ (البقرة:۱۷۳)

عن عکرمة، عن ابن عباس أنه سئل عن الطحال، فقال: کلوه فقالوا: إنه دم، فقال: إنما حرم علیکم الدم المسفوح. (تفسیر ابن کثیر: (۵/ ۱۳) المائدة:۳، ط:مؤسسة قرطبة)=

مرغیوں کی بیٹ

آج کل پولٹری فارم کے مالکان مرغیوں کی بیٹ کو کھاد کے طور پر زمینداروں کو فروخت کر دیتے ہیں، یہ جائز ہے کیونکہ اس میں کچھ نہ کچھ مٹی وغیرہ دوسری چیزیں مل جاتی ہیں۔ (۱)

= عن أبي جحفة أن النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وثمن البغي، الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

وعن جابر أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول عام الفتح وهو بمكة: إن الله ورسوله حرم بيع الخمر والميتة والخنزير والأصنام الحديث. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي)

بيع الخمر والميتة والدم... باطل. (فتاوى قاضي خان على هامش الهنديه: (۱۳۳/۲) كتاب البيع، فصل في البيع الباطل، ط: رشيديه)

بطل بيع ماليس بمال كالدم والميتة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۱) ورجيع الآدمي لم يغلب عليه التراب، فلو مغلوبا به جاز كسرقين وبعر، واكتفى في البحر بمجرد خلطه بتراب۔

(قوله: كسرقين وبعر)... والمراد أنه يجوز بيعهما ولو خالصين وفي البحر عن السراج: ويجوز بيع السرقين والبعر والانتفاع به والوقود به۔ (شامي (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، قبل مطلب الآدمي مكرم شرعا، ط: سعيد)

ولا بأس ببيع السرقين أو السرجين وهو الزبل وبيع البعر؛ لأنه منتفع به؛ لأنه يلقى في الأرض لاستكثار الريع فكان مالا والمال محل للبيع۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۳۱/۵)، القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الاول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، المطلب الاول أنواع البيع الباطل، بيع النجس والمتنجس، ط: رشيديه)

(كره بيع العذرة) رجيع الآدمي (خالصة لا) يكره بل يصح بيع (السرقين) الزبل خلافا للشافعي (قوله الزبل) وفي الشرنبلالية هو رجيع ماسوى الإنسان۔ (الدر المختار مع رد المحتار: (۳۸۵/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۹۹/۸) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: سعيد)

مرغیوں کی خوراک

پولٹری فارم والے مختلف قسم کے مردار جانوروں کا خون، اور دوسرے بعض حرام جانور کے اعضاء اور دوائی وغیرہ ملا کر مرغیوں کی غذا تیار کرتے ہیں، اس قسم کی خوراک مرغیوں کو کھلانا اور اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے، مرغیوں کو بھی حلال اور پاکیزہ غذا کھلانا چاہیے، البتہ ایسی غذا کھانے سے مرغی حرام نہیں ہوگی، کیونکہ مرغی شریعت کی مکلف نہیں ہے، ہاں انسان شریعت کے پابند ہیں، ان پر شریعت کی پابندی لازم ہے، ان کے لئے کسی جانور کو بھی خود حرام غذاء کھلانے کی اجازت نہیں ہے۔

ہاں اگر ناپاک اور حرام غذا کی وجہ سے مرغی کے گوشت میں بدبو پیدا ہوجائے تو بدبو دور ہونے تک اس کو ذبح کرنا منع ہوگا۔

عام طور پر فارمی مرغیوں کا گوشت بدبودار نہیں ہوتا، اس لئے فارمی مرغیوں کا گوشت کھانا حلال ہے۔[1]

مرغی وزن کر کے فروخت کرنا

موجودہ دور میں پولٹری فارم والے اور دوکاندار حضرات مرغی بیچتے وقت مشتری (خریدار) پر صرف گوشت فروخت نہیں کرتے ہیں بلکہ وہ زندہ مرغی مکمل

---

(١) وتحبس الجلالة حتى يذهب نتن لحمها وقدر بثلاثة أيام لدجاجة وأربعة لشاة وعشرة لابل وبقر على الأظهر، ولو اكلت النجاسة وغيرها بحيث لم ينتن لحمها حلت كما حل اكل جدى غذى بلبن خنزير؛ لأن لحمه لايتغير وماغذى به يصير مستهلكا لايبقى له أثر۔

(قوله: حلت) وعن هذا قالوا: لا بأس بأكل الدجاج؛ لأنه يخلط ولا يتغير لحمه، وروى أنه عليه السلام كان يأكل الدجاج، وما روى ان الدجاجة تحبس ثلاثة أيام تذبح فذلك على سبيل التنزه زيلعی۔ (الدر مع الرد: (٣٤٠/٦، ٣٤١) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (١٨٢/٨، ١٨٣) كتاب الكراهية، فصل: في الأكل والشرب، ط: سعيد)

البناية شرح الهداية: (٦٠٢/١١) كتاب الذبائح، ط: دار الكتب العلمية۔

فروخت کرتے ہیں اس لئے اصل مبیع (بیچی گئی چیز) معلوم ہونے کی وجہ سے وزن کرکے بیچ کرنے میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (۱)

مزید ''وزن کرکے جانور فروخت کرنا'' عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔ (۲۲۴/۶)

مرکنٹائل ایکسچینج میں کاروبار

جس طرح اسٹاک مارکیٹ میں مختلف کمپنیوں کے حصص کا لین دین ہوتا ہے اسی طرح ''مرکنٹائل ایکسچینج'' (Mercantile Exchange) (سامان کے لین دین کا بازار) میں مختلف اجناس جیسے خام تیل، چاندی، کپاس، چاول اور گندم وغیرہ کی خرید وفروخت ہوتی ہے، موجودہ دور میں قبضہ سے پہلے فروخت کرنے کے سب سے زیادہ سودے مرکنٹائل ایکسچینج میں ہی ہوتے ہیں کیونکہ یہاں لین دین فیوچر سودوں کی شکل میں ہوتی ہے جن بیچی گئی چیز کی سپردگی اور قبضہ مستقبل کی کسی تاریخ پر طے ہوتا ہے، چونکہ یہاں کاروبار کرنے والوں کا مقصد چیز خرید کر قبضہ کرنا نہیں ہوتا اس لئے قبضہ اور سپردگی کی نوبت شاذونادر آتی ہے بلکہ مارکیٹ میں قیمت بڑھتے ہی وہ چیز آگے فروخت کردی جاتی ہے، اور آخر میں قبضہ کے دن کی قیمت اور قیمت خرید کے درمیان فرق کا حساب کرلیا جاتا ہے۔

مثال کے طور پر ''الف'' نے مرکنٹائل ایکسچینج میں پچاس ہزار روپے کی چینی

---

(۱) البیع شرعاً مبادلة شيئ مرغوب فیه بمثله . . . علی وجه مفید مخصوص أی بایجاب أو تعاط۔ (الدر مع الرد: (۵۰۳،۵۰۲/۴) کتاب البیوع، ط: سعید)

البیع: اصطلاحا عند الحنفیة مبادلة مال بمال علی وجه مخصوص أو هو مبادلة شیئ مرغوب فیه مثله علی وجه مفید مخصوص أی بایجاب أو تعاط۔ (الفقه الإسلامی وأدلته: (۳۳۰۵۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المرنیة المالیة، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الاول، المطلب الاول: تعریف البیع۔۔۔۔۔ط: رشیدیه، دار الفکر۔)

فتح القدیر: (۲۲۹/۶) کتاب البیوع، ط: رشیدیه)

خریدی جس کی سپردگی ایک ماہ بعد طے پائی لیکن اگلے ہی دن یا چند روز کے بعد اس کی قیمت بڑھ کر ساٹھ ہزار ہوگئی، تو اب ''الف'' صرف دس ہزار روپے منافع لے کر وہ چینی آگے فروخت کردے گا، پھر سپردگی کی تاریخ آنے تک اس چینی پر مسلسل سودے ہوتے رہتے ہیں، جب سپردگی کی تاریخ آتی ہے تو یہ دیکھا جاتا ہے کہ آخری خریدار نے یہ چینی کس قیمت پر خریدی تھی، اور آج مارکیٹ میں اس کی قیمت کیا ہے، فرض کریں کہ آخری مشتری (خریدار) نے ۶۰ ہزار روپے میں خریدی تھی اور قبضہ کے دن اس کی قیمت ۶۲ ہزار روپے ہوگئی تو اس کے کھاتے میں دو ہزار روپے کا اندراج کردیا جائے گا، اور اگر قبضہ کے دن قیمت کم ہوکر ۵۹ ہزار روپے رہ گئی تو اس کے کھاتے میں سے ایک ہزار روپے منہا کر لئے جائیں گے، اس طرح کاروبار کرنا ناجائز اور حرام ہے کیونکہ یہاں خریدی ہوئی چیز پر قبضہ نہیں ہوتا، بلکہ قبضہ کرنا مقصد بھی نہیں ہوتا صرف نفع ونقصان کا فرق برابر کیا جاتا ہے اور یہ سٹہ ہے اس لئے یہ کاروبار حرام اور ناجائز ہے۔[1]

اور اگر اس میں قبضہ مقصود بھی ہو تو بھی ناجائز ہے کیونکہ چیز کی سپردگی اور قیمت کی ادائیگی دونوں ادھار ہوتی ہیں اور یہ شریعت میں جائز نہیں ہے۔

اور یہ بیع سلم بھی نہیں ہے کیونکہ اس میں پوری قیمت پیشگی ادا نہیں کی جاتی۔

---

(۱) یا أیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدۃ: ۹۰)

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إن اللہ حرم علی أمتی الخمر والمیسر۔ (مسند أحمد: (۱۱/۱۰۵) رقم الحدیث: ۶۵۴۷، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

وسمی القمار قماراً: لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۶/۴۰۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

خلاصہ یہ کہ یہ ادھار کی ادھار کے ساتھ بیع ہے۔ جو کہ ناجائز اور حرام ہے۔ (۱)

مزید "فیوچر سیل" اور "کومیکس کاروبار" عنوانات کے تحت بھی دیکھیں۔

مرمت کے لئے چیز دی واپس لینے نہیں آیا

"سامان دیکر واپس لینے نہیں آیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۶/۴)

مرنڈا

"پیپسی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۳/۲)

مروجہ اسلامی بینکنگ پر علماء کرام کی رائے

پاکستان میں مروجہ اسلامی بینکنگ کے بارے میں بعض علماء نے جواز کا فتویٰ دیا ہے بلکہ اس کی سرپرستی بھی کر رہے ہیں، اور ایڈوائزر بھی بنے ہوئے ہیں مگر اہل علم اور ارباب فتوی کی اکثریت نے اس نظام کے سودی ہونے کی وجہ سے ناجائز ہونے کا فتویٰ دیا ہے۔

28 اگست 2008ء میں صدر وفاق المدارس شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان رحمہ اللہ کی دعوت پر علماء اور مختلف مدارس اور دار الافتاء کے مفتیان کرام نے جامعہ فاروقیہ شاہ فیصل کالونی کراچی میں جمع ہو کر اپنے مشترکہ متفقہ فتوے کے ذریعہ اسلامی بینکنگ کو سودی اور غیر شرعی قرار دیا، اور اس فتوے کی بنیاد یہ تھی کہ سودی نظام کی بنیاد پر قائم بینکوں نے خود کو اسلامی بینک بنانے کے لئے جو ذرائع، طریقے

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما عن النبي صلى الله عليه وسلم أنه نهى عن بيع الكالى بالكالى هو النسيئة بالنسيئة. (المستدرك للحاكم: (۵۷/۲) كتاب البيوع، النهي عن بيع الكالى بالكالى، ط: دار المعرفة.

السنن الكبرى للبيهقي: (۲۹۰/۵) كتاب البيوع، جماع أبواب الربا، باب ماجاء في النهي عن بيع الدين بالدين، ط: إدارة تاليفات اشرفيه)

كنز العمال: (۱۷۲/۴) رقم الحديث: ۱۰۰۲۵، كتاب البيوع، من قسم الأفعال، باب الكسب، محظورات متفرقة، ط: مؤسسة الرسالة.

اور حیلے اختیار کئے ہیں اسلامی لحاظ سے وہ کافی نہیں ہیں، اور اپنی اصل کے اعتبار سے ان بینکوں کا نظام سود ہی ہے، صرف نام کے اعتبار سے ''اسلامی'' کا لفظ شروع میں بڑھانے سے اسلامی نہیں ہوگا۔

مروجہ اسلامی بینکنگ کامیاب ہونے کی وجہ

مروجہ اسلامی بینکنگ کا نظام کامیابی سے چلنے کی وجہ یہ ہے کہ مغرب کے یہودی اور ان کے اتحادی حکمران مروجہ اسلامی بینکنگ کی حمایت اور سرپرستی کر رہے ہیں تاکہ مسلمانوں کے اربوں کھربوں کی دولت کا وہ حصہ جو وہ سودی بینکوں میں غیر اسلامی ہونے کی بنا پر نہیں رکھا جاتا تھا وہ ان کے تصرف اور استعمال میں آجائے۔

مزید یہ کہ 9/11 کے بعد عیسائیوں نے مسلمانوں کے خلاف صلیبی جنگ کا اعلان کیا ہے، اور صلیبی جنگ کسی ملک یا حکمران کے خلاف نہیں بلکہ صرف اہل حق مسلمانوں کے خلاف ہے، اور اہل حق وہ لوگ ہیں جو دین اسلام کی تعلیم حاصل کرتے ہیں اور دین اسلام کے خلاف کوئی کام ہو تو اس کا دفاع کرتے ہیں، اور ان لوگوں کا تعاون صرف دیندار لوگ کرتے ہیں، اور دیندار لوگ اپنی رقم سودی بینک میں جمع نہیں کراتے تھے۔ اس لئے ان لوگوں کی دولت پر عیسائی اور یہودی کنٹرول نہیں کر پا رہے تھے کیونکہ ان کی رقوم سودی بینکوں میں جمع نہ ہونے کی وجہ سے ان کی نظر اور تصرف میں نہیں تھیں، اور وہ لوگ دینی طبقوں کی مدد سے نہیں روک پا رہے تھے اس لئے اسلامی بینکنگ کے نام سے اسلامی بینک کو لوگوں کے سامنے لائے تاکہ دیندار طبقہ ان نام نہاد اسلامی بینکوں کو حقیقی اسلامی بینک سمجھیں اور ان میں اپنی اپنی رقوم جمع کریں چنانچہ عیسائی اور یہودی اس منصوبہ میں کامیاب ہو گئے اب اہل حق دینداروں کے پیسے مروجہ اسلامی بینکوں میں جمع ہیں اور وہ یہود و نصاریٰ کے تصرف اور استعمال میں ہیں اور وہ ان رقوم سے خوب کمائی کر رہے ہیں اور مسلمانوں کے خلاف استعمال

کر رہے ہیں، اور کوئی بھی مالدار آدمی دینی اداروں کے لئے بینک کا چیک دینا چاہے تو نہیں دے سکتا گرفتار کرلیا جاتا ہے یہ مروجہ اسلامی بینکنگ کے کارنامے ہیں۔

مروجہ اسلامی بینکنگ کی چند خرابیاں

☆......جو علماء مروجہ اسلامی بینکنگ کے جواز کا فتویٰ دیتے ہیں ان کا کہنا ہے کہ جو لوگ پہلے سودی بینک سے مالی معاملات کرنے کی وجہ سے سو فیصد سود میں ملوث تھے وہ اگر اپنے مالی معاملات اور سودی بینکوں کو چھوڑ کر مروجہ اسلامی بینک میں اپنی رقم رکھیں گے تو وہ سو فیصد سود میں ملوث ہونے کے بجائے مثلاً چالیس فیصد سود پر آجائیں گے تو یہ سودی بینک سے بہتر ہے۔ ان حضرات کی یہ بات درست نہیں، کیونکہ اس میں نقصان یہ ہے کہ جو لوگ پہلے اپنی دینداری اور احتیاط کی وجہ سے سودی معاملے سے بالکل پاک تھے، وہ بھی یقینی طور پر اسلامی بینک ہونے کے دعویدار بینکوں کو اسلامی بینک سمجھتے ہوئے سودی بینکنگ میں ملوث ہوجائیں گے اور اس طرح امت کے پرہیز گار لوگ بھی سود کے چالیس فیصد لیول پر آجائیں گے، اور یہ آخرت کے اعتبار سے ایک بہت بڑا نقصان ہے، اور سودی معاملہ سو فیصد کرنا جس طرح حرام ہے ایک فیصد کرنا بھی اسی طرح حرام ہے، جیسا کہ پاخانہ ایک من کھانا جس طرح ناپاک اور حرام ہے ایک گرام کھانا بھی ناپاک اور حرام ہے، زہر ایک من پینا جس طرح نقصان دہ ہے ایک قطرہ پینا بھی اسی طرح نقصان دہ ہے، آگ اگر زیادہ ہے وہ جس طرح جلا کے راکھ کردیتی ہے اسی طرح تھوڑی آگ بھی جلا کے راکھ کردیتی ہے، اس لئے سود کی شرح کم یا زیادہ کہہ کر لوگوں کو تسلی دینا اور اس طرف رغبت دلانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲/۲۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي) =

☆......کسی چیز کی قیمت یا کرایہ طے کرنے کے لئے سودی بینکوں کے آپس کے لین دین کی شرح سود کو ہی معیار بنایا جاتا ہے، حالانکہ اسلامی بینکنگ میں شرح سود نہیں بلکہ اسلامی شریعت کے مطابق معیار مقرر کرنا ضروری ہے۔ (۱)

☆......مقررہ وقت پر قسطوں کی ادائیگی نہ ہونے کی صورت میں مروجہ اسلامی بینک بھی جبری صدقہ کے نام سے جرمانہ وصول کرتا ہے جو سود ہی کی ایک صورت ہے۔ (۲)

☆......کار لیزنگ، اور ہوم فنانسنگ میں انشورنس یا تکافل کرایا جاتا ہے اور جس طرح انشورنس سود، جوئے اور دھوکے کا مرکب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے

= وعن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربايا كله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدار قطني. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵، ۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم آكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲۷/۲) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

وعن عبدالله بن حنظلة غسيل الملائكة قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: درهم ربايا كله الرجل وهو يعلم أشد من ستة وثلاثين زنية. رواه أحمد والدار قطني. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۵، ۲۴۶) كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الثالث، ط: قديمي)

أقول: الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض. (حجة الله البالغة: (۱۶۹/۲) من أبواب ابتغاء الرزق، البيوع المنهي عنها، ط: دار الجيل)

(۲) باب الربو هو فضل مال بلا عوض في معاوضة مال بمال. (كنز الدقائق: (ص: ۲۴۸) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

وأما إذا التزم المدعي عليه أنه ان لم يوفه حقه في وقت كذا فله عليه كذا وكذا، فهذا لا يختلف في بطلانه، لأنه صريح الربا... وأما إذا التزم أنه إن لم يوف حقه في وقت كذا فعليه كذا وكذا لفلان أو صدقة للمساكين، فهذا هو محل الخلاف المعقود له هذا الباب فالمشهور أنه لا يقضي به كما تقدم. (فتح العلي المالك في الفتوى على مذهب الإمام مالك: (۳۶۴/۱) مسائل الالتزام، أقسام الالتزام، الباب الثاني: الالتزام المعلق على فعل الملتزم، ط: دار المعرفة)

اسی طرح تکافل بھی انہی تینوں سے مرکب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

☆......اور بینک میں جب بھی کوئی عقد کیا جاتا ہے تو ایک عقد میں دو عقد ہوتے ہیں اور یہ ناجائز ہے۔ (۲)

☆......اسلامی بینک میں کام کرنے والے لوگ وضع قطع، ہیئت وشکل میں سودی بینک کے ملازمین سے مختلف نہیں ہیں، آخر جو لوگ اپنے وجود پر اسلام نافذ کرنے کو تیار نہیں وہ سودی بینک کے نظام کو اسلامی نظام بنانے کے لئے کیسے تیار

---

(۱) یاأیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدۃ: ۹۰)

عن عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنهما قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: إن اللہ حرم علی أمتی الخمر والمیسر۔ (مسند أحمد: (۱۱/۱۲۴) رقم الحدیث: ۶۵۶۴، مسند المکثرین من الصحابة، مسند عبداللہ عمرو بن العاص رضی اللہ عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

القمار کله من المیسر... وهو السهام التی یجیلونها فمن خرج سهمه استحق منه ما توجبه علامة السهم... وحقیقته تملیک المال علی المخاطرة، وهو أصل فی بطلان عقود التملیکات الواقعة علی الأخطار۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۲/۴۶۵)، المائدة: ۹۰، ط: دار الکتاب العربی)۔

وسمی القمار قماراً: لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذهب ماله إلی صاحبه ویجوز أن یستفید مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامی: (۶/۴۰۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

عن أبی هریرة رضی اللہ عنه قال: نهی رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن بیع الحصاة وعن بیع الغرر۔ (صحیح مسلم: (۲/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع الحصاة والبیع الذی فیه غرر، ط: قدیمی)

انظر ایضاً رقم الحاشیه: ۱ علی الصفحة السابقة۔

(۲) عن ابن مسعود رضي اللہ عنه قال: نهي رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم عن صفقتین في صفقة واحدة. (مجمع الزوائد: (۸۴/٤) رقم الحدیث: ٦٣٨٢، کتاب البیوع، باب ماجاء في صفقتین في صفقة، ط: مکتبة القدسی)

لو باع عبداً علی أن یستخدمه البائع شهراً أو داراً علی أن یسکنها... لأنه شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین... ولأنه لو کان الخدمة والسکنی یقابلهما شئ من الثمن یکون اجارة في بیع ولو کان لا یقابلها یکون إعارة في بیع وقد نهي صلی اللہ علیه وسلم عن صفقتین في صفقة. (الهدایه: (٦٢/٣) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه.

تبیین الحقائق: (٥٩/٤) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: امدادیه ملتان)

ہوں گے اور جس حکومت نے غیر سودی بینکاری کے حق میں فیصلہ دینے کی وجہ سے فیصلہ دینے والے کو شرعی عدالت سے نکال دیا تھا اسی حکومت نے اور انہی لوگوں نے کچھ ہی دن کے بعد اسلامی بینکاری کی صدائیں لگانی کیسے شروع کر دیں؟ اور وقت کا سپر پاور جو ہمارے ہاں کا نصاب کی کتابوں میں قرآن مجید کی سورتوں کو برداشت نہیں کرتا خارج کرواتا ہے، وہ صرف ملکی ہی نہیں بلکہ بین الاقوامی پلیٹ فارم پر اتنے اہم اسلامی بینکنگ کے نظام کو کیسے برداشت کرتا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ دال میں ضرور کچھ کالا ہے۔

☆...... یہودیوں کے سودی نظام کو حیلے بہانے سے غیر سودی اور اسلامی قرار دینا اجتہاد اور جدید تحقیق نہیں بلکہ تجدد اور بدعت ہے، اور مغرب کے غیر اسلامی فکر و عمل کو اسلام قبول کرانا ہے بلکہ یہ الٹا اسلام کو مغربی فکر و عمل کے مطابق ڈھالنا ہے جو اسلام کے دشمنوں کی خواہش ہے۔

مروجہ اسلامی بینکوں کے ترجمان

مروجہ اسلامی بینکوں کے وکیل اور ترجمان اس بات پر مصر ہیں کہ ہم نے سودی بینک کے لیز وغیرہ میں پائی جانے والی تمام خرابیاں دور کر دی ہیں، اور ہمارا اجارہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے، جو علماء اور مفتیان کرام مخالفت کر رہے ہیں وہ اصل میں بینکنگ سے ناواقف ہیں، بینک کا طریق کار کیا ہوتا ہے یہ مخالفین اس معاملے میں بالکل بے علم ہیں لہٰذا ان کی مخالفت اور تنقید کا اعتبار نہیں، لیکن اگر غور سے دیکھا جائے اور بینکنگ کے نظام کو فقہاء کرام کے بتائے ہوئے طریقے کے ساتھ تطبیق دی جائے تو صورت حال اس کے بالکل الٹ نظر آتی ہے، کیونکہ مروجہ اسلامی بینکاری کے بارے میں جتنی زیادہ آگاہی حاصل کی جاتی ہے اتنی ہی زیادہ

اس کی قباحتیں کھل کر سامنے آتی ہیں کیونکہ مروجہ اسلامی بینک شرعی اصطلاحات، مضاربہ، مرابحہ، اجارہ اور مشارکہ وغیرہ ہی استعمال کرتے ہیں (اگر یہ حضرات غیر اسلامی انگریز اور یہودیوں کی اصطلاحات استعمال کرتے تب علماء کرام کے لئے سمجھنا کچھ مشکل ہوتا) جس سے ان کے معاملات سرسری نظر میں جائز ہونے کا تاثر دیتے ہیں، لیکن جب اسلامی بینک میں رائج اجارہ وغیرہ کے طریقے کا گہرائی سے جائزہ لیا جائے تو ان کے نقائص اور شریعت کی مخالفت کھل کر سامنے آنا شروع ہوجاتی ہیں، لہٰذا مروجہ اسلامی بینکنگ کی مخالفت کرنے والے علماء کے بارے میں یہ کہنا کہ وہ اصل میں بینکنگ سے ناواقف ہیں، بینک کے طریق کار کے بارے میں بالکل بے علم ہیں وغیرہ یہ درست نہیں بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ جو علماء اور مفتیان مروجہ اسلامی بینکوں کے حامی ہیں ان کی اسلامی بینکوں کے معاملات پر گہری نظر نہیں ہے اس لئے یہ ان کی حمایت کر رہے ہیں، اگر انہوں نے اسلامی بینکوں کے معاملات کا باریک بینی سے جائزہ لیا ہوتا تو انہیں کبھی جائز قرار نہ دیتے اللہ تعالیٰ ہم سب کو ہدایت نصیب فرمائے اور دین پر قائم رکھے اور ایمان پر خاتمہ فرمائے۔ آمین

مریض کے لئے خون خریدنا

''خون مریض کے لئے خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۳/۳)

مری ہوئی مچھلی

''مچھلی مری ہوئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۹/۶)

مری ہوئی مرغی

''مرغی مرگئی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۹/۶)

مزابنہ

مزابنہ: یہ ہے کہ درختوں پر لگے ہوئے پھل کو اسی جنس کے اتارے ہوئے خشک پھل کے عوض فروخت کرنا۔

مثلاً اتاری ہوئے کھجوروں کے بدلے میں کھجور کے درخت پر لگی تازہ اور تر کھجوروں کی بیع کرنا، اور درخت پر لگے ہوئے انگور کے بدلے میں اتارے ہوئے انگور اور کشمش کی بیع کرنا، یہ بیع جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں کمی زیادتی کا احتمال ہے۔ [1]

مزاج دھوکہ دہی کا بن جائے

"دھوکہ دہی کا مزاج ہوتو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۳۶۱)

مزارات کے چڑھاوے مجاور سے خریدنا

قبروں پر چادریں ڈالنا، اور پھول وغیرہ دوسری چیزیں چڑھانا، ناجائز اور حرام ہے، قرآن وسنت، صحابہ وتابعین اور ائمہ مجتہدین سے ثابت نہیں ہے۔ اور مجاور اور متولی ان چیزوں کے مالک نہیں بنتے، کیونکہ دینے والوں نے یہ چیزیں مجاور اور متولی کو نہیں دیں، بلکہ قبر میں موجود بزرگ کو دی ہیں، اس لئے مجاور اور متولی کے لئے ان چیزوں کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ اور لوگوں کے لئے بھی خریدنا جائز نہیں ہے، بلکہ خریدنے سے بھی مشتری (خریدار) ان چیزوں کے مالک نہیں بنیں گے۔

ہاں اگر ان چیزوں کو قبر پر چڑھانے والے مالک نے توبہ کر لی اور غلط نیت

---

(۱) وبيع المزابنة: وهو بيع الثمر على النخيل بتمر مجدود مثل كيله خرصاً لأنه نهي عن المزابنة والمحاقلة... ولانه باع مكيلاً بمكيل من جنسه فلا يجوز بطريق الخرص كما إذا كانا موضوعين على الأرض، وكذا العنب بالزبيب على هذا. (الهداية: (۳/۵۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)
بدائع الصنائع: (۵/۱۹٤) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد)
مجمع الأنهر: (۳/۸۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.

سے باز آ گیا پھر اپنی چیز کو بیچ دیا تو جائز اور درست ہے۔ (۱)

مزارعت

عقد مزارعت یہ ہے کہ زمین کا مالک کسی کسان سے اس طرح معاہدہ کرتا ہے کہ کسان اس زمین میں کھیتی باڑی کرے، اور جو پیداوار حاصل ہوگی، اس کا آدھا یا تہائی یا چوتھائی مثلاً کسان کو دیا جائیگا بقیہ مالک کا ہوگا۔ (۲)

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: {حرمت علیکم المیتة والدم ولحم الخنزیر وما أهل لغیر اللہ به} [المائدة]

قوله تعالیٰ: {وما أهل به لغیر اللہ} أی ما أعلن به أو نودی علیه بغیر اسم اللہ تعالیٰ وهو مأخوذ من "أهلّ" إذا رفع صوته بالکلام... "فأهل" فی آیة مبنی للمجهول، أی ما أهل علیه المهل غیر اسم اللہ ضمن "أهل" معنی "تقرب" فعدی لمتعلقه بالباء، وباللام مثل تقرب...

وفائدة هذا التضمین تحریم ما تقرب به لغیر اللہ تعالیٰ۔ (التحریر والتنویر للعلامة محمد طاهر بن عاشور۔ (۱۱۹/۲، ۱۲۰) سورة البقرة، ط: الدار التونسیه، دار سحنون تونس)

وأما النذر الذی ینذره أکثر العوام علی ما هو مشاهد کأن یکون لإنسان غائب أو مریض أو له حاجة ضروریة فیأتی بعض الصلحاء فیجعل ستره علی رأسه فیقول: یا سیدی فلان ان ردغائبی أو عوفی مریضی، أو قضیت حاجتی فلک من الذهب کذا، أو من الفضة کذا، أو من الطعام کذا، أو من الماء کذا أو من الشمع کذا، أو من الزیت کذا فهذا النذر باطل بالإجماع لوجوه: منها أنه نذر مخلوق، والنذر للمخلوق لایجوز؛ لأنه عبادة، والعبادة لاتکون للمخلوق، ومنها: أن المنذور له میت والمیت لایملک، ومنها: ان ظن ان المیت یتصرف فی الأمور دون اللہ تعالیٰ واعتقاده ذلک کفر... ولا تشتغل الذمة به، ولأنه حرام بل سحت ولایجوز لخادم الشیخ أخذه ولا أکله ولا التصرف فیه بوجه من الوجوه... فإذا علمت هذا فمایؤخذ من الدراهم والشمع والزیت وغیرها وینقل إلی ضرائح الأولیاء تقربا إلیهم فحرام بإجماع المسلمین مالم یقصدوا بصرفها للفقراء الأحیاء قولا واحدا۔ (البحر الرائق: (۲۹۸/۲) کتاب الصوم، فصل: فی النذر، قبیل: باب الإعتکاف، ط: سعید)

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۶۹۳)، کتاب الصوم، باب مایلزم الوفاء به، ط: قدیمی)

الدر مع الرد: (۴۳۹/۲) کتاب الصوم، فروع، قبیل: باب الاعتکاف، ط: سعید۔

تتمة: فی الأحکام عن الحجة: تکره الستور علی القبور۔ (شامی: (۲۳۸/۲) کتاب الصلاة، باب صلاة الجنازة، ط: سعید)

(۲) هی عقد علی الزرع ببعض الخارج، وهی جائزة عند أبی یوسف ومحمد، لأن النبی صلی اللہ علیه وسلم عامل من أهل خیبر علی نصف مایخرج من ثمر وزرع، ولأن الحاجة ماسة إلیها لأن صاحب الأرض قد لایقدر علی العمل بنفسه ولایجد مایستاجر به والقادر علی العمل لایجد أرضا ولا مایعمل به، فدعت الحاجة=

مزارعت صحیح ہونے کی شرائط

☆ مزارعت صحیح ہونے کے لیے آٹھ شرطیں ہیں:

① زمین زراعت کی صلاحیت رکھتی ہو۔

② زمیندار اور مزارع اہلِ عقد میں سے ہوں۔

③ مدت کی تعیین۔

④ بیج دینے والے کی تعیین۔

⑤ حصہ کی تعیین۔

⑥ مزارع کو زمین کا قبضہ دینا۔

⑦ پیداوار میں دونوں کی شرکت کا بیان۔

⑧ بیج کی جنس کی تعیین۔ (۱)

مزارعت کی سات صورتیں ہیں

مزارعت کی سات صورتیں ہیں:

① زمین اور بیج دونوں ایک کے ہوں، ہل چلانے کی گائے اور عمل دوسرے

=إلى جوازها، دفعاً للحاجة كالمضاربة۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۱۵/۳، ۱٦) كتاب المزارعة، ط: دار الرسالة العالمية)

الدر مع الرد: (۲۷۴/٦) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۵۹/۸) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

(۱) (وعندهما تصح، وبه يفتى)... (بشروط ثمانية (صلاحية الأرض للزرع، وأهلية العاقدين، وذكر المدة)... وذكر (رب البذر)... (وجنسه) لا قدره لعلمه بإعلام الأرض وشرطه في الإختيار، وذكر (قسط) العامل (الآخر) ولو بينا حظ رب البذر وسكتا عن حظ العامل جاز استحساناً، وبشرط (التخلية بين الأرض) ولو مع البذر (والعامل و) بشرط (الشركة في الخارج)۔ (الدر مع الرد: (٦/ ۲۷۵، ۲۷٦) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۱۵۹/۸) كتاب المزارعة، ط: سعيد)

فتح القدير مع الكفاية: (۳۷۵/۹، ۳۷٦) كتاب المزارعة، ط: رشيديه)

کا، موجودہ زمانہ میں ٹریکٹر اور عمل دوسرے کے۔

❸ زمین ایک کی، باقی بیج اور ٹریکٹر وغیرہ سب دوسرے کا۔

❹ عمل ایک کا، باقی سب دوسرے کا۔

❺ زمین اور گائے (ٹریکٹر) ایک کے، بیج اور عمل دوسرے کے۔

❻ گائے (ٹریکٹر) و بیج ایک کے، زمین و عمل دوسرے کے۔

❼ گائے (ٹریکٹر) ایک کے، باقی سب دوسرے کے۔

❽ بیج ایک کا، باقی سب دوسرے کے۔

ان سات اقسام میں سے مزارعت کی پہلی تین قسمیں صحیح ہیں، اور آخری چار قسمیں مزارعت فاسدہ کی ہیں۔ (١)

مزدوری کا حق فروخت کرنا

''ملازمت کا حق فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٧١/٦)

مزدوری کو اصل قیمت کے ساتھ ملانا

''اصل قیمت کے ساتھ اضافی اخراجات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٩١/١)

مزدوری لینا زیورات کے تبادلے میں

''نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٤٠٢/٦)

---

(١) (وكذا) صحت (لو كان الأرض والبذر لزيد، والبقر والعمل للآخر)، أو الأرض له والباقي للآخر، (أو العمل له والباقي للآخر)، فهذه الثلاثة جائزة، وبطلت في أربعة أوجه، (لو كان الأرض والبقر لزيد، أو البقر والبذر له، والآخران للآخر، والبقر أو البذر له والباقي للآخر فهي بالتقسيم العقلي سبعة أوجه۔
(الدر المختار مع الرد: (٢٧٧/٦، ٢٧٨) كتاب المزارعة، ط: سعيد)
البحر الرائق: (١٦٠/٨) كتاب المزارعة، ط: سعيد)
فتح القدير مع الكفاية: (٣٧٦/٩، ٣٧٧) كتاب المزارعة، ط: رشيديه)

مزدوری نہ دینا کام کے بعد

کسی سے کام لینے کے بعد مزدوری نہ دینا انسانیت کے درجہ سے گری ہوئی بات ہے اوراس پر سخت وعید آئی ہے۔ اگر اس دنیا میں اجرت نہیں دی تو کل قیامت کے دن اللہ پاک اس مزدور کے فریق بن کر مسئلہ حل فرمائیں گے، اور ایسے لوگوں کے مال اور کاروبار میں برکت بھی نہیں ہوتی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں تین آدمیوں کی جانب سے قیامت میں فریق بن کر مطالبہ کروں گا:

① جس نے میرے نام کی قسم کھائی اور پورا نہیں کیا۔

② جس نے کسی آزاد کو فروخت کیا اوراس کی قیمت کھالی۔

③ جس نے کسی اجیر و مزدور کو رکھا اس نے کام پورا کر دیا اور اس کو مزدوری نہ دی۔[1]

میرے لئے فروخت کردیں

''بائع سے کہا کہ آپ اس چیز کو خود اپنے لئے فروخت کرلیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٧٦/٢)

---

(١) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره. (صحيح البخاري: (٢٢٢٧) كتاب البيوع، باب إثم من باع حرًا، ط: قديمي)

سنن ابن ماجه: (ص: ١٧٦) أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمي.

السنن الكبرى للبيهقي: (١٢١/٦) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

ذكر ما يستفاد منه فيه: أن العذاب الشديد على الثلاثة المذكورين . . . وأما الثالث، فهو داخل في بيع الحر: لأنه استخدمه بغير عوض، وهذا عين الظلم. (عمدة القاري: (٤٢/١٢) كتاب البيوع، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: دار إحياء التراث العربي)

مسابقت

مسابقہ انعام کے معاوضہ کے بغیر خواہ انسانوں کے درمیان ہو یا جانوروں کے درمیان سواری کے ساتھ ہو یا پیدل دوڑ میں جسمانی ورزش کی غرض سے ہو یا فوجی اور عسکری تعلیم وتربیت کی غرض سے ہو نہ صرف یہ کہ جائز ہے بلکہ امام نووی نے مستحب لکھا ہے، البتہ محض تماشہ اور کھیل مقصود ہو تو جائز نہیں ہے۔

حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود گھڑ دوڑ کرائی ہے، اور ابن عمر رضی اللہ عنہما نے بھی گھڑ دوڑ میں حصہ لیا ہے۔ (۱)

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم: سابق بالخيل التى قد أضمرت من الحفياء و كان أمدها ثنية الوداع، وسابق بين الخيل التى لم تضمر من الثنية إلى مسجد بنى زريق، و كان ابن عمر فيمن سابق بها۔ (صحيح المسلم: (۲/۱۳۲) كتاب الأمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ط: قديمى)

فيه ذكر حديث مسابقة النبى صلى الله عليه وسلم بين الخيل المضمرة وغير المضمرة، وفيه جواز المسابقة بين الخيل، وجواز تضميرها وهما مجمع عليهما للمصلحة فى ذلك... واختلف العلماء فى أن المسابقة بينهما مباحة أم مستحبة، ومذهب أصحابنا أنها مستحبة كما ذكرنا، (شرح مسلم للنووى: (۲/ ۱۳۲) كتاب الأمارة، باب المسابقة بين الخيل وتضميرها، ط: قديمى)

دل حديث الباب على جواز عقد المسابقة بين الخيل، ولا خلاف بين الفقهاء فى جوازه إذا كان بغير عوض، لكن قصرها مالك والشافعى على الخف والحافر والنصل، وخصه بعض العلماء بالخيل وأجازه عطاء فى كل شئ كما فى فتح البارى۔ وسئل ابن المسيب رحمه الله عن الدحو بالحجارة، فقال: لابأس به، يقال: فلان يدحو بالحجارة أى يرمى بها كذا فى المرقاة لعلى القارى۔ وأما المسابقة بعوض، وهى المراهنة فلها صور مختلفة: الأولى: أن يكون العوض كالجائزة المقدمة من غير المتسابقين كالإمام وغيره، وهذا جائز بالإجماع،... الصورة الثانية: أن يكون المال من أحد الجانبين فقط، مثل: أن يقول: إن سبقتنى فلك كذا، وإن سبقتك فلا شئ لى عليك أو على العكس، فهذا جائز... والصورة الثالثة: أن يكون المال من الجانبين بان يقول: إن سبقتنى فلك على كذا، وإن سبقتك فلى عليك كذا، فهذا حرام بالإجماع: لأنه من المقامرة المنهى عنها... (تكملة فتح الملهم: (۳/۲۴۰) تحت رقم الحديث: ۴۸۰۵/۹۵، (۱۸۷۰) كتاب الأمارة، باب المسابقة بين الخيل، وتضميرها، مسألة سباق الخيل والمراهنة على ذلك، ط: دار القلم دمشق)

السباق يجوز فى أربعة أشياء فى الخف يعنى البعير وفى الحافر يعنى الفرس والبغل وفى النصل يعنى الرمى وفى المشى بالاقدام يعنى العدو، وإنما يجوز ذلك إن كان البدل معلوما فى جانب واحد بأن قال=

اور مسابقہ عوض اور انعام کی شرط کے ساتھ ہے تو اس میں تفصیل ہے:

❶ مسابقت اور بازی لگانے والے فریقوں کے درمیان لین دین کی کوئی شرط نہ ہو، بلکہ حکومت، یا کوئی جماعت، یا انجمن یا تیسرا فرد بازی میں جیتنے والے کے لئے عوض اور انعام مقرر کرتا ہے تو یہ جائز ہے۔

❷ مسابقت میں دو فریق میں سے کسی ایک فریق نے بازی جیت جانے پر دوسرے کے لئے انعام اور عوض دینے کا وعدہ کیا ہے، دوسرے نے اپنے لئے کوئی شرط نہیں رکھی تو یہ بھی جائز ہے۔

❸ دو فریق آپس میں اس شرط کے ساتھ مسابقت میں حصہ لیں کہ جو فریق آگے بڑھے گا اس کے لئے ہارنے والے پر مثلاً ایک ہزار روپیہ لازم ہوگا، یہ صورت جائز نہیں، یہ قمار اور جوا ہے۔[1]

مساقات

"مساقاۃ" کا معنی اپنے درخت یا باغ کو کسی دوسرے کے حوالے کرنا

=إن سبقتني فلک کذا وإن سبقتک لاشئ لي علیک أو علی القلب، أما إذا کان البدل من الجانبین فهو قمار حرام إلا إذا أدخلا محللا بینهما... ومایفعله الأمراء فهو جائز أیضاً بأن یقولوا لاثنین أیکما سبق فله کذا... (الهندیة: (۳۲۴/۵) کتاب الکراهیة، الباب السادس في المسابقة، ط: رشیدیه)

(وجازت المسابقة بالفرس والإبل والأرجل والرمي) لیرتاض للجهاد، (وحرم شرط الجعل من الجانبین) إلا إذا أدخلا محللا بشروطه... (لا) یحرم (من أحد الجانبین) استحساناً... وأما بلا جعل فیجوز في کل شئ، وتمامه في الزیلعي۔ (قوله: وتمامه في الزیلعي) حیث ذکر أنه لو قال واحد من الناس لجماعة من الفرسان أو لاثنین من سبق فله کذا من مال نفسه أو قال للرماة من أصاب الهدف فله کذا جاز لأنه من باب التنفیل... (الدر مع الرد: (۷۵۲/۶) مسائل شتی، قبیل: کتاب الفرائض، ط: سعید)

البحر الرائق: (۳۸۶/۸) مسائل شتی، قبیل: کتاب الفرائض، ط: سعید)

والمصارعة لیست ببدعة إلا للتلهي فتکره... (الدر مع الرد: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والإباحة، فصل: في البیع، ط: سعید)

(۱) انظر إلی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

تاکہ وہ اس کو سیراب کرے، اور اس کی دیکھ بھال کرے، اور اس کو زیادہ پھل لگنے کے قابل بنائے، اور شرط یہ ہو کہ پیداوار کا ایک معین حصہ اجرت میں دیا جائے گا، مثلاً آدھا حصہ یا ایک تہائی حصہ، یا ایک چوتھائی حصہ اجرت میں دیا جائے گا۔(١)

اس کو باغات اور درختوں کو بٹائی پر دینا کہتے ہیں۔

مساقاۃ کی شرائط

مساقاۃ صحیح ہونے کی شرائط یہ ہیں:

❶ عمل صرف عامل کے ذمہ ہو، باغ کا مالک عمل میں شریک نہ ہو، یہی مساقاۃ کا تقاضہ ہے۔

❷ باغ مکمل طور پر عامل کے حوالے کر دیا جائے تاکہ وہ باغ کی درستگی، نالہ وغیرہ بنانا، زائد کانٹے اور پتے وغیرہ کاٹنے کا عمل یکسوئی کے ساتھ انجام دے سکے۔

❸ پیداوار کے بعض معین حصے کو اجرت مقرر کیا جائے، مثلاً آدھا، تہائی یا چوتھائی اور اگر اجرت اس طرح متعین کرے کہ پیداوار میں سے مثلاً دس من میرا ہوگا بقیہ تمہارا، تو عقد مساقاۃ باطل ہو جائے گا، کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کل پیداوار ہی صرف دس من ہو یا اس سے کم، اس صورت میں عامل کا نقصان ہو جائے گا۔

❹ مدت متعین ہونی چاہیے، وہ مدت جس میں آسانی کے ساتھ ایک مرتبہ پھل لگ کر تیار ہوسکتا ہے، اور اس کو اتارا جاسکتا ہے، اور اگر ایسی مدت مقرر کی جس میں آسانی کے ساتھ ایک مرتبہ پھل لگ کر تیار نہیں ہوتا، تو اس سے عقد مساقاۃ فاسد ہو جائے گا، کیونکہ پیداوار میں دونوں کی شرکت کا جو مقصد ہے وہ فوت ہو جائے گا۔

---

(١) هي دفع الشجر إلى من يسقيه ويصلحه بجزء معين من ثمره۔ (ملتقى الأبحر مع مجمع الأنهر: (١٤٨/٤) كتاب المساقاة، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (٢٨٥/٦، ٢٨٦) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

البحر الرائق: (١٦٣/٨) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

(نوٹ) اگر شرط فاسد کی وجہ سے عقد مساقاۃ فاسد ہو جائے تو تمام پھل مالک کا ہوگا اور عامل کو اجرت مثل ملے گی۔ [۱]

مساومہ

''مساومہ'' یہ ہے کہ آپس کے بھاؤ تاؤ کے ذریعہ مارکیٹ ریٹ پر سودا طے کیا جائے۔ [۲]

''بیع مساومہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۲۲۹)

---

(۱) وإن سميا في المعاملة وقتا يعلم انه لايخرج الثمر فيها فسدت المعاملة لفوات المقصود وهو الشركة في الخارج، ولو سميا مدة قد يبلغ الثمر فيها وقد يتأخر عنها قليلا جازت، لأنا لا نتيقن بفوات المقصود، ثم لو خرج في الوقت المسمى فهو على الشركة لصحة العقد، وإن تأخر فللعامل أجر المثل لفساد العقد لأنه تبين الخطاء في المدة المسماة... (الهداية: (۴/۴۲۹، ۴۳۰) كتاب المساقاة، ط: رشيديه)

وأما شرائطها: فمنها: أن يكون العاقدان عاقلين فلايجوز عقد من لا يعقل... ومنها: أن تكون حصة كل واحد منهما من بعض الخارج مشاعة معلومة القدر، ومنها: التسليم إلى العامل، وهو التخلية حتى لو شرط العمل عليهما فسد، وأما بيان المدة فليس بشرط لجواز المعاملة استحسانا ويقع على أول ثمرة تخرج في أول السنة لتعامل الناس في ذلك من غير بيان المدة... وأما حكم المعاملة الفاسدة فأنواع... منها: أن الخارج كله لصاحب الملك ولايتصدق بشئ منه، ومنها أن وجوب أجر المثل لايجب على الخارج بل يجب وإن لم يخرج الشجر شيئاً... (الهندية: (۵/ ۲۷۷، ۲۷۸) كتاب المعاملة، الباب الاول: في تفسيرها وشرائطها وأحكامها، ط: رشيديه)

(وهي كالمزارعة)... وشرطها عندهما شروط المزارعة في جميع ما ذكرنا إلا في أربعة أشياء أحدها: إذا امتنع أحدهما يجبر لأنه لاضرر عليه في المضي بخلاف المزارعة على ماتقدم، الثاني: إذا انقضت المدة تترك بلا أجرة على ماتبين بخلاف المزارعة، الثالث: إذا استحق النخل يرجع العامل بأجر مثله والزارع بقيمة الزرع، والرابع: في بيان المدة فإذا لم يبين المدة فيها يجوز استحسانا لأن التيقن وقت ادراك الثمرة معلوم وقلما يتفاوت فيه... (فإذا فسدت فللعامل أجر مثله) لأنها في معنى الإجارة كالمزارعة إذا فسدت۔ (البحر الرائق: (۸/ ۱۶۴، ۱۶۵، ۱۶۹) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۶/ ۲۸۶، ۲۸۷) كتاب المساقاة، ط: سعيد)

(۲) المساومة: بيع يتفق فيه البائع والمشتري على ثمن محدد، دون نظر إلى تكلفة البائع وربحيته... وأكثر مايتبايع الناس بهذا الطريق۔ (فقه البيوع: (۲/ ۶۳۱) المبحث السادس، التقسيم الثاني من حيث ربحية البيع، ط: معارف القرآن كراچي)

الدر مع الرد: (۵/ ۱۳۲) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد)

مسائل بتانے پر اجرت لینا

☆ اگر کوئی شخص مفتی سے مسئلہ پوچھے اور مفتی کو معلوم ہے تو بتانا فرض ہے، لہٰذا اس پر اجرت لینا جائز نہیں۔

☆ اگر کوئی مفتی لوگوں کی سہولت کیلئے اپنا وقت فارغ کر کے صرف مسائل بتانے اور لکھ کر دینے کے لئے کسی جگہ بیٹھ جاتا ہے، تو چوں کہ ایسا کرنا اس پر فرض نہیں ہے، اس لئے وہ مخصوص وقت اس کام کے لئے خاص کرنے کی وجہ سے مسائل پوچھنے والوں سے اجرت لے سکتا ہے۔(۱)

= البحر الرائق: (۶/۱۰۷) کتاب البیع، باب المرابحة والتولیة، ط: سعید

(۱) (یستحق القاضی الأجر علی کتب الوثائق) والمحاضر والسجلات (قدر مایجوز لغیره کالمفتی) فإنه یستحق أجر المثل علی کتابة الفتویٰ؛ لأن الواجب علیه الجواب باللسان دون الکتابة بالبنان، ومع هذا الکف أولیٰ احترازاً عن القیل والقال وصیانة لماء الوجه عن الابتذال... (الدر مع الرد: (۶/۹۲۰) کتاب الإجارة، مسائل شتی، مطلب فی أجرة صک القاضی والمفتی، ط: سعید)

خلاصة الفتاویٰ: (۴/۴۸) کتاب القضاء، الفصل العاشر: فی الحظر والإباحة، ط: رشیدیه)

الفتاویٰ البزازیة علی هامش الهندیة: (۵/۳۹) کتاب الإجارات، ط: رشیدیه)

(ولابأس برزق القاضی) لأنه علیه السلام بعث عتاب بن اسید رضی الله عنه إلی مکة وفرض له وبعث علیا رضی الله عنه إلی الیمن وفرض له؛ ولأنه محبوس لحق المسلمین فتکون نفقته فی مالهم وهو مال بیت المال، وهذا لأن الحبس من أسباب النفقة کما فی الوصی، والمضارب إذا سافر بمال المضاربة وهذا فیما یکون کفایة، فإن کان شرطا فهو حرام؛ لأنه استیجار علی الطاعة إذ القضاء طاعة بل هو أفضلها، ثم القاضی إذا کان فقیرا فالأفضل بل الواجب الأخذ لأنه لا یمکنه إقامة فرض القضاء إلا به، إذ الاشتغال بالکسب یقعده عن إقامته، وإن کان غنیا فالأفضل الامتناع علی ما قیل رفقا ببیت المال، وقیل: الأخذ وهو الأصح صیانة للقضاء عن الهوان ونظرا لمن یولی بعده من المحتاجین؛ لأنه إذا انقطع زمانا یتعذر إعادته ثم تسمیته رزقا تدل علی أنه بقدر الکفایة۔ (الهدایة: (۴/۴۷۴، ۴۷۵) کتاب الکراهیة، فصل فی البیع، ط: رشیدیه)

وینبغی للقاضی أن ینصب قاسما یرزقه من بیت المال یقسم بین الناس بغیر أجر؛ لأن القسمة من جنس عمل القضاء من حیث أنه یتم به قطع المنازعة فأشبه رزق القاضی ولأن منفعة نصب القاسم تعم العامة فتکون کفایته فی مالهم غرما بالغنم (قال فإن لم یفعل نصب قاسما یقسم بالأجر) معناه بأجر علی المتقاسمین؛ لأن النفع لهم علی الخصوص ویقدر أجر مثله کیلا یتحکم بالزیادة؛ والأفضل أن یرزقه من =

مسائل تجارت سیکھنا فرض ہے تاجر پر

(۱۷۲) ”تاجر پر تجارت کے مسائل سیکھنا فرض ہے“ عنوان کے تحت دیکھیں۔

مسائل تجارت کے بارے میں امام غزالی فرماتے ہیں

امام غزالی فرماتے ہیں کہ ہر کمانے والے مسلمان پر تجارت کے مسائل کا علم حاصل کرنا واجب ہے، اور اس سے مراد وہ علم ہے جس کی مسلمان کو ضرورت پیش آتی ہے، اگر تاجر نے علم حاصل کرلیا تو علم کی روشنی میں جو معاملات درست نہیں ہوں گے ان سے بچتا رہے گا، اور اگر بعض مسائل مشتبہ ہوں تو ان کے بارے میں علماء کرام سے پوچھ کر عمل کر سکے گا۔ (۱)

=بیت المال؛ لأنہ أرفق بالناس والبعد عن التہمۃ۔ (الھدایۃ: (۴/۴۰۸، ۴۰۹) کتاب القسمۃ، ط: رشیدیہ)

وفی المحیط: وإذا أراد القاضی أن یکتب السجل ویأخذ علی ذلک أجرا یأخذ منہ مقدار مایجوز أخذہ لغیرہ، وکذا لو تولی القسمۃ بنفسہ بأجر، ولو أخذ الاجر فی مباشرۃ نکاح الصغار لیس لہ ذلک؛ لأنہ واجب علیہ ومالا یجب علیہ مباشرتہ جاز أخذ الأجرۃ علیہ۔ (خلاصۃ الفتاوی: (۴/۷)، کتاب القضاء، الفصل الثانی: فی أدب القضاء والحکام، الجنس الثانی، ط: رشیدیہ)

فصل وأما أجرۃ السجل علی من تجب قیل علی المدعی إذ بہ احیاء حقہ فنفعہ لہ، وقیل علی المدعی علیہ إذ ھو یأخذ السجل، وقیل علی من استأجر الکاتب وإن لم یأمرہ أحد وأمرہ القاضی فعلی من یأخذ السجل۔ (معین الحکام: (ص: ۸۰) الباب الخامس: فی أرکان القضاء، الفصل السابع: فی ذکر البینات، فصل: وأما أجرۃ السجل، ط: دار الفکر)

(۱) اعلم ان تحصیل علم ھذا الباب واجب علی کل مسلم مکتسب؛ لأن طلب العلم فریضۃ علی کل مسلم، وانما ھو طلب العلم المحتاج الیہ والمکتسب یحتاج الی علم الکسب ومھما حصل علم ھذا الباب وقف علی مفسدات المعاملۃ فیتقیھا وماشذ عنہ من الفروع المشکلۃ فیقع علی سبب إشکالھا فیتوقف فیھا إلی أن یسأل فإنہ إذا لم یعلم أسباب الفساد بعلم جملي فلا یدري متي یجب علیہ التوقف والسؤال ولو قال لا أقدم العلم ولکني أصبر إلی أن تقع لی الواقعۃ فعندھا أتعلم وأستفتي. فیقال لہ: وبم تعلم وقوع الواقعۃ مھما لم تعلم جمل مفسدات العقود فإنہ یستمر في التصرفات ویظنھا صحیحۃ مباحۃ فلا بد لہ من ھذا القدر من علم التجارۃ یتمیز لہ المباح عن المحظور وموضع الإشکال عن موضع الوضوح. (احیاء علوم الدین: (۲/٦٤) کتاب أدب الکسب والمعاش، الباب الثاني: في علم الکسب بطریق البیع والربا والسلم والإجارۃ والقراض، ط: دار المعرفۃ)

امام غزالی کا مقصد یہ ہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کا علم سیکھنا ضروری ہے، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کا علم سیکھنا ضروری نہیں ''میں کاروبار شروع کردیتا ہوں'' جب کوئی واقعہ پیش آئے اور اشتباہ میں پڑوں تو مسائل سیکھوں گا یا عالم دین سے مسئلہ پوچھ کر عمل کروں گا تو ہم جواب دیں گے کہ آپ کی بات صحیح نہیں ہے جب آپ کو تجارت کے مسائل کا کچھ علم ہی نہیں تو آپ کو تجارت کا کونسا عقد صحیح نہیں ہے اس کا پتہ ہی نہیں چلے گا، آپ کو اشتباہ ہی نہیں ہوگا اور علماء سے رجوع بھی نہیں کریں گے بلکہ ہر معاملہ کو جائز اور درست سمجھ کر کرتے ہی رہیں گے، اس لئے تجارت شروع کرنے سے پہلے تجارت کے مسائل کو سیکھنا واجب ہے۔

مستقبل کے سودے

''فیوچر سیل'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۰/۵)

مسجد

☆......جب کسی جگہ پر مسجد بنادی جاتی ہے تو وہ جگہ وقف ہوجاتی ہے، وقف کا معنی یہ ہے کہ وہ دنیا کے لوگوں کی ملکیت سے نکل کر قیامت تک کے لئے اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں داخل ہوجاتی ہے، قیامت تک اس کو بیچنا خریدنا، گفٹ کرنا، وراثت میں تقسیم کرنا، تبدیل کرنا جائز نہیں ہوتا۔[1]

---

(۱) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر رضي الله عنه تصدق بمال له على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يقال له: ثمغ، وكان نخلاً، فقال عمر رضي الله عنه: يا رسول الله إني استفدت مالاً وهو عندي نفيس فأردت أن أتصدق به فقال النبي صلى الله عليه وسلم تصدق بأصله لا يباع ولا يوهب ولا يورث ولكن ينفق ثمره. (صحيح البخاري: (۳۸۷/۱) كتاب الوصايا، باب قول الله عز وجل: وابتلوا اليتمى حتى إذا بلغوا النكاح... وما للوصي أن يعمل في مال اليتيم وما يأكل منه بقدر عمالته، ط: قديمي)

وأما حكمه عندهما زوال العين عن ملكه إلى الله تعالى وعند أبي حنيفة حكمه: صيرورة العين =

☆...... اگر مسجد از خود کسی وجہ سے ویران ہو چکی ہو، اور مسلمان اس علاقے سے ہجرت کر گئے ہوں، یا راستے میں آ گئی ہو تو اس کو بھی فروخت کرنا اور شہید کرنا جائز نہیں ہے بلکہ اس کو باقی رکھ کر آباد کرنے کی کوشش جاری رکھنا ضروری ہے۔ (۱)

☆...... مسجد کو فروخت کر کے کسی دوسری جگہ منتقل کرنا بھی جائز نہیں ہے۔ (۲)

= محبوسة عن ملكه بحيث لا تقبل النقل عن ملك إلى ملك و التصدق بالغلة المعدومة، متى صح الوقف بأن قال: جعلت أرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة أو أوصيت بها بعد موتي، فإنه يصح حتى لا يملك بيعه ولا يورث عنه. (الفتاوى الهنديه: (۲/۳۵۲) كتاب الوقف، الباب الأول في تعريفه وركنه وسببه وحكمه، ط: رشيديه)

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهدايه: (۲/۶۴۰) كتاب الوقف، شركه علمية ملتان)

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن. وفي الشامية: قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (۴/۳۵۱) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

(۱) وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهدايه: (۲/۶۴۰) كتاب الوقف، شركه علمية ملتان)

فإذا تم ولزم لا يملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن.

قوله: لا يملك أي لا يكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لا يقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (۴/۳۵۱) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

ولو خرب ما حوله واستغني عنه يبقى مسجداً عند الإمام والثاني أبداً إلى قيام الساعة وبه يفتي. (الدر المختار مع الرد: (۴/۳۵۸) كتاب الوقف، مطلب فيما لو خرب المسجد أو غيره، ط: سعيد)

ولم يذكر المصنف حكم المسجد بعد خرابه وقد اختلف فيه الشيخان، فقال محمد: إذا خرب وليس له ما يعمر به وقد استغنى الناس عنه لبناء مسجد آخر أو لخراب القرية أو لم يخرب لكن خربت القرية بنقل أهلها واستغنوا عنه فإنه لا يعود إلى ملك الواقف أو ورثته. وقال أبو يوسف، هو مسجد أبداً إلى قيام الساعة لا يعود ميراثاً ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوى. (البحر الرائق: (۵/۲۵۱) كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ط: سعيد)

(۲) عن ابن عمر رضي الله عنهما أن عمر رضي الله عنه تصدق بمال له على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وكان يقال له: ثمغ، وكان نخلاً، فقال عمر رضي الله عنه: يا رسول الله إني استفدت مالاً وهو عندي نفيس فأردت أن أتصدق به فقال النبي صلى الله عليه وسلم تصدق بأصله لا يباع ولا يوهب ولا يورث =

☆ ...... مسجد کو فروخت اور برباد کرنے والوں کے لئے دنیا میں رسوائی اور آخرت میں عظیم عذاب ہے۔ (1)

مسجد کا ضرورت سے زائد سامان

اگر مسجد میں پرانا سامان ضرورت سے زائد ہے، اور آئندہ یہ سامان اس مسجد کی ضرورت میں استعمال ہونے کی امید نہیں ہے اور رہ رہ کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے تو ایسی صورت میں اس سامان کا کسی اور مسجد میں دینا، یا ان چیزوں کو فروخت کر کے حاصل ہونے والی رقم اس مسجد میں صرف کرنا ضروری ہے، اور اگر آبادی نہ ہونے کی وجہ سے مسجد غیر آباد ہوگئی ہے تو اس رقم کو کسی دوسری مسجد کی

=ولكن ينفق ثمره. (صحيح البخاري: (٣٨٧/١) كتاب الوصايا، باب قول الله عز وجل: وابتلوا اليتمى حتى إذا بلغوا النكاح... وما للوصي أن يعمل في مال اليتيم وما يأكل منه بقدر عمالته، ط: قديمي)

وأما حكمه عندهما زوال العين عن ملكه إلى الله تعالى وعند أبي حنيفة حكمه: صيرورة العين محبوسة عن ملكه بحيث لاتقبل النقل عن ملك إلى ملك والتصدق بالغلة المعدومة، متى صح الوقف بأن قال: جعلت أرضي هذه صدقة موقوفة مؤبدة أو أوصيت بها بعد موتي، فإنه يصح حتى لايملك بيعه ولا يورث عنه. (الفتاوى الهندية: (٣٥٢/٢) كتاب الوقف، الباب الأول في تعريفه وركنه وسببه وحكمه، ط: رشيديه)

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهداية: (٦٤٠/٢) كتاب الوقف، ط: شركه علمية ملتان)

فإذا تم ولزم لايملك ولا يملك ولا يعار ولا يرهن.

قوله: لا يملك أي لايكون مملوكاً لصاحبه. ولا يملك أي لايقبل التمليك لغيره بالبيع ونحوه لاستحالة تمليك الخارج عن ملكه. (الدر المختار مع الرد: (٣٥١/٤) كتاب الوقف، مطلب مهم فرق أبو يوسف بين قوله: موقوفة وقوله: فموقوفة على فلان، ط: سعيد)

ولم يذكر المصنف حكم المسجد بعد خرابه وقد اختلف في الشيخان، فقال محمد: إذا خرب وليس له مايعمر به وقد استغني الناس عنه لبناء مسجد آخر أو لخراب القرية أو لم يخرب لكن خربت القرية بنقل أهلها واستغنوا عنه فإنه لا يعود إلى ملك الواقف أو ورثته. وقال أبو يوسف، هو مسجد أبدا إلى قيام الساعة لا يعود ميراثاً ولا يجوز نقله ونقل ماله إلى مسجد آخر، سواء كانوا يصلون فيه أو لا، وهو الفتوى. (البحر الرائق: (٢٥١/٥) كتاب الوقف، فصل في أحكام المساجد، ط: سعيد)

(1) ومن أظلم ممن منع مساجد الله أن يذكر فيها اسمه وسعى في خرابها اولئك ما كان لهم أن يدخلوها إلا خائفين لهم في الدنيا خزي ولهم في الآخرت عذاب عظيم. (البقرة: ١١٤)

ضروریات میں صرف کرنا جائز ہے۔

واضح رہے کہ مسجد کی زمین کو فروخت کرنا یا کسی دوسرے مقصد کے لئے استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

مسجد کا مکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا

بینک یا کسی بھی حرام کام کرنے والے کو مسجد کا مکان یا دکان کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ حرام اور ناجائز کام میں تعاون کے مترادف ہے، اور گناہ وزیادتی کے کاموں میں معاونت کرنا جائز نہیں۔ (۲)

---

(۱) (ولو خرب ما حوله واستغنى عنه يبقى مسجداً عند الإمام والثانى) أبداً إلى قيام الساعة (وبه يفتى)... وعن الثانى ينقل إلى مسجد آخر بإذن القاضى، ومثله... حشيش المسجد وحصره مع الاستغناء عنهما... إلى أقرب مسجد... قلت: لكن الفرق غير ظاهر فليتأمل، والذى ينبغى متابعة المشائخ المذكورين فى جواز النقل بلا فرق بين مسجد أو حوض كما أفتى به الإمام أبو شجاع والإمام الحلوانى، وكفى بهما قدوة، ولاسيما فى زماننا، فإن المسجد أو غيره من رباط أو حوض إذا لم ينقل يأخذ أنقاضه اللصوص والمتغلبون كما هو مشاهد، وكذلك أوقافه يأكلها النظار أو غيرهم...

وفى فتاوى النسفى: سئل شيخ الإسلام عن أهل قرية رحلوا، وتداعى مسجدها إلى الخراب، وبعض المتغلبة يستولون على خشبه وينقلونه إلى دورهم، هل لواحد لأهل المحلة أن يبيع الخشب بأمر القاضى ويمسك الثمن ليصرفه إلى بعض المساجد أو إلى هذا المسجد؟ قال: نعم۔ (شامى: (۳۵۹/۴، ۳۶۰) كتاب الوقف، مطلب فى نقل انقاض المسجد ونحوه، ط: سعيد)

حشيش المسجد إذا كان له قيمة، فلأهل المسجد أن يبيعوها، وإن رفعوا إلى الحاكم فهو أحب، وكذا الحباب والنعش إذا فسدا فلأهل المسجد أن يبيعوهما وإن رفعوا إلى الحاكم فهو أحب۔ (الفتاوى التاتارخانية: (۸۵۰/۵) كتاب الوقف، الفصل الحادى والعشرون: فى المساجد، مسائل وقف المساجد، و: (۸۴۶/۵) ط: إدارة القرآن۔)

الهندية: (۴۵۸/۲) كتاب الوقف، الباب الحادى عشر فى المسجد وما يتعلق به۔ الفصل الاول: فيما يصير به مسجداً، وفى أحكامه، وأحكام ما فيه، ط: رشيديه)

(۲) [ولا تعاونوا على الإثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب۔ (المائدة۔ الآية رقم: ۲)]

الإعانة فى المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد فى الأرض،... (حجة الله البالغة: (۲۰۹/۲) مبحث فى البيوع المنهى عنها، ط: مير محمد كتب خانه)

مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں

☆اگر ایک مسجد غیر آباد ہو جائے، اس طرح کہ آبادی والے وہاں سے کسی اور جگہ چلے گئے، نمازی کوئی نہیں رہا، مسجد بالکل ویران پڑی ہوئی ہے، دوبارہ آباد ہونے کا بظاہر کوئی امکان بھی نہیں، تو اس صورت میں بھی مسجد کو کسی اور جگہ منتقل کرنا یا فروخت کرنا جائز نہیں، جو جگہ ایک بار مسجد بن گئی وہ قیامت تک مسجد ہی رہے گی، اور اس کو بدستور باقی رکھنا بھی واجب ہے، اور اگر آباد رکھنے کی کوئی صورت ہے تو اس کی کوشش بھی کرنی چاہیے۔

☆اگر ویران مسجد کے سامان پر خطرہ ہو تو اس کو دوسری قریب ترین مسجد کی طرف منتقل کیا جا سکتا ہے، باقی وہاں کے قریب ترین مسلمانوں پر لازم ہے کہ اس جگہ کی چار دیواری کر دیں تا کہ اس جگہ کی بے حرمتی نہ ہو۔(۱)

مسجد کی آمدنی سے تجارت کرنا

مسجد کی آمدنی اور فنڈ مسجد کی ضروریات پورا کرنے کے لئے ہوتی ہے، تجارت کے لئے نہیں، لیکن اگر آمدنی اور فنڈ مسجد کی ضروریات سے زائد ہے تو چندہ دینے والوں کی اجازت سے اس رقم کو کسی قابل نفع تجارت میں لگانا جائز ہوگا، اور اس سے حاصل ہونے والے منافع کو بھی مسجد کے فنڈ میں جمع کرنا لازم ہوگا۔(۲)

---

(۱)انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۲)متولی المسجد إذا اشتری بمال المسجد حانوتا أو دارا ثم باعها جاز إذا کانت له ولایة الشراء۔ (الهندیة: (۲/۴۱۷) کتاب الوقف، الباب الخامس فی ولایة الوقف و تصرف القیم فی الأوقاف... ط: رشیدیه)

متولی المسجد إذا اشتری بمال المسجد حانوتا، أو دارا ثم باعها جاز إذا کانت له ولایة الشراء، وفی العجنیس فی الفتاوی قال الإمام حسام الدین، هذا هو المختار، وفی الخانیة هو الصحیح۔ (التاتارخانیة: (۵/۸۶۲) کتاب الوقف، الفصل الحادی والعشرون: فی المساجد، مسائل وقف المسجد وقیم المسجد، ط: إدارة القرآن)=

مسجد کی دکان حرام کام کرنے والوں کو کرایہ پر دینا

مسجد کی دکان بینک یا کسی بھی حرام کام کرنے والے کو کرایہ پر دینا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے، اور حرام اور گناہ کے کام میں تعاون کرنا جائز نہیں ہے۔[۱]

مسجد کے دروازے پر سامان فروخت کرنا

جمعہ کے دن مسجد کے باہر اس کے دروازے پر پہلی اذان سے پہلے سامان فروخت کرنا جائز ہے، لیکن پہلی اذان کے بعد جائز نہیں کیونکہ اس سے اللہ تعالیٰ نے منع فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ۔ (الجمعة: ۹)

ترجمہ: اے ایمان والو! جب جمعہ کے روز نماز جمعہ کے لیے اذان کہی جایا کرے تو تم اللہ کی یاد (یعنی نماز وخطبہ) کی طرف (فوراً) چل پڑا کرو اور خرید وفروخت چھوڑ دیا کرو۔ (بیان القرآن)

البتہ جمعہ کی نماز کے بعد سامان فروخت کرنا جائز ہے۔[۲]

= السراجية (ص: ۹۳) كتاب الوقف۔ باب إجارة الوقف وبيعه ونحو ذلک، ط: ایچ، ایم سعید کراچی۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة رقم: ؟؟؟ (ولا تعاونوا على الإثم والعدوان)

(۲) فائده: قال مالك: لا ينبغي للإمام أن يمنع أهل الأسواق من البيع يوم الجمعة، قال مالك: وبلغني أن بعض أصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم كانوا يكرهون أن يترك الرجل العمل يوم الجمعة، كما تركت اليهود والنصارى في السبت والأحد (المدونة: ۱/۱۳۶) أي بل يترك العمل بعد النداء للصلاة إلى الفراغ منها: "فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله" (إعلاء السنن: ۱۴/۲۱۲، ۲۱۳) كتاب البيوع، باب البيع عند أذان الجمعة، ط: إدارة القرآن)

المدونة الكبرى: (۱/۲۳۴) كتاب الصلاة الثاني، البيع والشراء يوم الجمعة والعمل فيه، ط: دار الكتب العلمية.

مسجد کے لئے وقف شدہ زمین

جس طرح مسجد کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے اسی طرح مسجد کے لئے وقف کی گئی زمین کو بھی بیچنا جائز نہیں ہے۔ [۱]

مسجد میں خرید وفروخت کرنا

☆ مسجد کے اندر تجارت کرنا جائز نہیں۔ [۲] اگر کسی نے مسجد میں خرید و فروخت کا معاملہ کیا تو ختم کرنا واجب ہے۔

☆ معتکف کے لئے مسجد میں اپنی اور اپنے گھر والوں کی ضرورت کی چیزیں خریدنا جائز ہے، کوئی بڑی چیز ہو تو اس کو مسجد میں لانا جائز نہیں۔ [۳]

---

(۱) وفي الفتاوى النسفية: سئل عن أهل المحلة باعوا وقف المسجد لأجل عمارة المسجد؟ قال: لايجوز بأمر القاضي وغيره، كذافي الذخيرة. (الفتاوى الهندية: (۴٦۴/۲) كتاب الوقف، الباب الحادي عشر في المسجد ومايتعلق به، الفصل الثاني في الوقف وتصرف القيم، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۱۴۰/۹) كتاب الوقف، الفصل الحادي والعشرون في المساجد، قبيل الفصل الثاني والعشرون، ط: إدارة القرآن.

وإذاصح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهدايه: (٦۴۰/۲) كتاب الوقف، ط: شركه علمية ملتان)

(۲، ۳) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: إذا رأيتم من يبيع أو يبتاع في المسجد، فقولوا: لا اربح الله تجارتك۔ (جامع الترمذى: (۲۴۷/۱) أبواب البيوع، باب النهى عن البيع فى المسجد، ط: قديمى)

(وخص) المعتكف (بأكل وشرب ونوم وعقد احتاج إليه) لنفسه أو عياله فلو لتجارة كره (قوله: فلو لتجارة كره) أى وإن لم يحضر السلعة واختاره قاضى خان و رجحه الزيلعى؛ لأنه منقطع إلى الله فلاينبغى له ان يشتغل بأمور الدنيا...

(وكره) أى تحريما؛ لأنها محل إطلاقهم بحر۔ (احضار مبيع فيه) كما كره فيه مبايعة غير المعتكف مطلقا للنهي۔ (قوله: مطلقا) أى سواء احتاج إليه لنفسه أو عياله أو كان للتجارة، احضره أو لا كمايعلم مماقبله ومن الزيلعي والبحر۔ (شامي: (۴۴۸/۲، ۴۴۹) كتاب الاعتكاف، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۰۳/۲، ۳۰۴) كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: سعيد)

فتح القدير: (۴۰۳/۲) كتاب الصوم، باب الاعتكاف، ط: رشيديه)

مسجد میں خرید و فروخت کی بات نہ کرے

''بازار جانے کے آداب'' عنوان کے نمبر ۲۰ کے تحت دیکھیں۔ (۴۵/۲)

مسقطات خیار رویت

جن چیزوں کی وجہ سے خیار رویت ساقط ہوتا ہے ان کو مسقطات خیار رویت کہتے ہیں، اور وہ یہ ہیں۔

1. خریدار صاف الفاظ میں کہہ دے کہ میں نے اس بیع کی اجازت دے دی یا میں نے اسے نافذ کر دیا۔
2. عملی طور پر رضا مندی پائی جائے، اس کی صورت یہ ہے کہ خریدار مبیع کو دیکھنے کے بعد اس میں تصرف کرنا شروع کر دے، مثلاً دیکھنے کے بعد مبیع کو اپنے قبضہ میں لے لے۔
3. خریدار کا انتقال ہو جائے۔[1]

مسلمان پر کوئی قوم غالب نہیں آسکتی

''ترقی کا راز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۲/۲)

---

(۱) يسقط خيار الرؤية في الأصل بما يسقط به خيار الشرط وخيار العيب وهو ما يأتي:

۱. ما يدل على الرضا بالعقد صراحة أو دلالة، فالصريح أن يقول: أجزت العقد أو أمضيته أو رضيت به ونحو ذلك. والدلالة على الرضا: أن يتصرف في المعقود عليه بعد الرؤية لا قبلها تصرفاً يدل على الإجازة والرضا بالعقد كقبض الشيء، والإنتفاع به وبيعه وإجازته أو رهنه أو هبته...٤. موت صاحب الخيار. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۱۲۹/۴، ۳۱۳۰) القسم الثاني: النظريات الفقهية، الفصل الرابع: نظرية العقد، المبحث السادس: الخيارات، خيار رؤية، ط: رشيديه)

بدائع الصنائع: (۲۹۵/۵، ۲۹۶) كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط: سعيد۔

تحفة الفقهاء: (۸۹/۲) كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ما يسقط به الخيار، ط: دار الكتب العلمية۔

مسلمان تاجر کی فضیلت

جو لوگ سچائی، امانت داری سے تجارت کرتے ہیں، تجارت اور کاروبار میں جھوٹ فریب، دھوکہ، خیانت، چوری ناجائز طریقہ استعمال نہیں کرتے، وہ لوگ قیامت کے دن انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام اور صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے، یعنی وہ جنتی ہوں گے اور ان کے ساتھیوں میں سے ہوں گے۔

البتہ وہ تجارت پیشہ لوگ جو کاروبار میں جھوٹ، فریب، دھوکہ، خیانت، چوری، ناجائز طریقہ سے کاروبار کرتے ہیں، ان کے ساتھ کفّار اور فجّار ہوں گے، وہ دوزخی ہوں گے، اور وہ دوزخیوں کے ساتھ ہوں گے، جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ امانت دار اور سچا تاجر قیامت کے دن انبیاء، صدیقین اور شہداء اور صالحین کے ساتھ ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ سچے تجارت پیشہ لوگوں کا بہت اونچا مقام ہے، اور وہ اس لئے ہے کہ وہ کسب حلال کی طلب اور کوشش میں لگے ہوئے ہیں، اور یہ بھی دوسری عبادات کی طرح ایک گونہ عبادت ہے بلکہ بہت سی عبادات کا ذریعہ ہے۔[1]

---

(۱) عن قیس ابن أبی غرزۃ قال خرج علینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونحن نسمّٰی السماسرۃ، فقال: یا معشر التجار! إن الشیطان والإثم یحضران البیع فشربوا بیعکم بالصدقۃ... وعن أبی سعید عن النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال: التاجر الصدوق الأمین مع النبیین والصدیقین والشہداء... فقال: إن التجار یبعثون یوم القیامۃ فجاراً إلا من اتقی اللہ وبرّ وصدق... (جامع الترمذی: (۱/ ۲۲۹، ۲۳۰) ابواب البیوع، باب ماجاء فی التجار وتسمیۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم إیاھم، ط: قدیمی)

عن ابی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: التاجر الصدوق، الأمین مع النبیین والصدیقین والشہداء... (مشکوۃ المصابیح (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساھلۃ فی المعاملۃ، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

عن ابی سعید قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: (التاجر)... (الصدوق) ای کثیر الصدق قولاً وفعلاً، =

مسلمان مسلمانوں کی دکان کو ترجیح دیں

''کافروں کی دکان سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۵)

مسلمان ملکوں میں بنی ہوئی چیز خریدیں

''بازار جانے کے آداب'' عنوان کے نمبر ۲۱ کے تحت دیکھیں۔ (۴۵/۲)

مسلمان نہیں عیب چھپانے والا

''عیب چھپا کر بیچنے والا مسلمان کی جماعت سے خارج ہوجاتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۰/۴)

مسلمانوں کا بازار الگ ہونا چاہیے

''محتسب'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۲۰/۶)

مسلمانوں کی دکان سے مال خریدنا

''کافروں کی دکان سے مال خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۵)

مسلمانوں کی ذمہ داری

مسلمانوں کو چاہیے کہ اپنے ملک میں بیرون ممالک کے مقابلہ پر بہتر سے بہتر عمدہ سے عمدہ اشیاء تیار کریں، اور مقابلہ پر سستے داموں پر فروخت کریں، یہود

= (الأمين) أي الموصوف بالأمانة المحفوظ من الخيانة والصيغتان للمبالغة فمن اتصف بهما بسائر صفات الكمال فيستحق أن يحشر أو يكون في الجنة (مع النبيين) لإطاعتهم (والصديقين) لموافقتهم في صفتهم (والشهداء) لشهادتهم على صدقه وأمانته... (مرقاة المفاتيح: (۶/ ۳۳، ۳۴) رقم الحديث: ۲۷۹۶، كتاب البيوع، باب المساهلة في المعاملات، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

اعلاء السنن: (۱۴/ ۵) رقم الحديث: ۴۵۹۲، أبواب البيوع، باب الترغيب في الصدق في التجارة والترهيب عن الكذب فيها، ط: إدارة القرآن)

ونصاریٰ کفار و مشرکین رات دن محنت کر کے بہتر سے بہتر اشیاء تیار کرتے ہیں اور دنیا پر غالب ہونے کا خواب دیکھ رہے ہیں، اور مسلمان سستی، مستی اور کھیل کود ناچ گانے میں قیمتی اوقات کو ضائع کرنے کی غلطی میں غرق ہیں اور کھلونہ بنتے جارہے ہیں، اپنی عظمت رفتہ اور شان و شوکت کو بھول چکے ہیں، اللہ تعالیٰ سب کو محنت کرنے کی توفیق دے۔ آمین۔ (۱)

مسلمانوں کے تمام ممالک ایک ملک ہے

''ملک ایک ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۳/۶)

مسلم فیہ دینے پر قادر نہ ہو

''بیع سلم میں مبیع نہ دینے کی صورت میں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۹۸/۲)

مسلم فیہ نایاب ہوجائے تو

اگر کوئی شخص کسی کے ساتھ بیع سلم کرے اور معینہ وقت سے پہلے ہی وہ چیز نایاب ہوجائے اور مسلم إلیہ (بائع/ سیلر) وہ چیز ادا کرنے سے عاجز ہوجائے، تو اس صورت میں مشتری (خریدار) کو اختیار ہے یا تو وہ مسلم فیہ (بیچی گئی چیز) بازار میں دستیاب ہونے تک انتظار کرے یا اپنے پیسے واپس لے لے، لیکن اس کے بدلے میں دوسری چیز لینا جائز نہیں، تاہم اپنی رقم واپس لینے کے بعد نئے سرے سے عقد بیع

---

(۱) وعن ابن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: المسلم أخو المسلم لا يظلمه ولا يسلمه ومن كان في حاجة أخيه كان الله في حاجته. الخ. (مشكاة المصابيح: (ص: ٤٢٢) كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الأول، ط: قديمي)

صحيح بخاري: (٣٣٠/١) أبواب المظالم والقصاص، باب لا يظلم المسلم المسلم، ولا يسلمه، ط: قديمي.

جامع الترمذي (٢٦٣/١) أبواب الحدود، باب ماجاء في الستر على المسلم، ط: سعيد)

کرنے میں کوئی حرج نہیں۔ (۱)

مسودہ بیچنا

جب آدمی کوئی کتاب لکھتا ہے، تو وہ اس کا مالک ہوتا ہے۔ (۲)

جس قدر اس پہ محنت، دردسری، دماغ سوزی اور عرق ریزی سے مسودہ بنایا جاتا ہے، اس کی وجہ سے مصنف کو پورا حق ہوتا ہے کہ اس مسودہ کو جتنی بھی قیمت پر چاہے فروخت کرے، چند اوراق کی قیمت ہزار، لاکھ یا اس سے زیادہ بھی مقرر کر سکتا

---

(۱) ولو انقطع بعد الاستحقاق خير رب السلم بين انتظار وجوده والفسخ وأخذ رأس ماله۔ (الدر مع
الرد: (۵/۲۱۲) باب السلم، ط:سعید)

ولا يجوز أن يأخذ عوض رأس المال شيئا من غير جنسه، فإن أعطاه من جنس أجود منه أو أردأ في الصفة۔
فرضي المسلم إليه بالأردأ جاز، ... ولا يجوز الاستبدال بالمسلم فيه۔ (الهندية: (۳/ ۱۸۶) كتاب
البيوع، الباب الثامن عشر في السلم، الفصل الثالث فيما يتعلق بقبض رأس المال والمسلم فيه، ط:رشيديه)

ودل كلام المصنف رحمه الله على منع الاستبدال بهما ... وأما الاستبدال بالمسلم فيه بجنس الآخر،
فلا يجوز لكونه بيع المنقول قبل قبضه... (البحر الرائق: (۶/۱۶۵) كتاب البيع، باب السلم، ط:سعيد)

مزید تخریج "بیع سلم میں مبیع نہ دینے کی صورت میں" عنوان کے تحت تخریج دیکھیں۔

(۲) عن عائشة رضي الله عنها ان النبي صلى الله عليه وسلم قال: من عمر أرضا ليست لأحد فهو أحق۔ (جامع الأصول:
(۱/۳۴۷) رقم الحديث: ۱۳۰، الكتاب السادس: في إحياء الموات، ط: دار الفكر بيروت)

عن (ابيها) اسمر بن مضرس رضي الله عنه قال: أتيت النبي صلى الله عليه وسلم فبايعته فقال: من سبق إلى مالم
يسبقه مسلم، فهو له۔ (أبوداود: (۲/ ۸۱) كتاب الخراج، باب في اقطاع الأرضين، قبيل: باب احياء
الموات، ط: الإمداديه ملتان)

وإن كان العلامة المناوي رحمه الله تعالى رجح ان هذا الحديث وارد في سياق إحياء الموات، ولكنه
نقل عن بعض العلماء أنه يشمل كل عين وبئر ومعدن، ومن سبق لشيئ منها فهي له، ولا شك ان العبرة
لعموم اللفظ لا لخصوص السبب۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (۱/ ۱۲۱، ۱۲۲) بيع الحقوق
المجردة، حق الابتكار وحق الطباعة، ط: دار العلوم كراجي)

والمؤلف قد بذل جهدا كبيرا في إعداد مؤلفه، فيكون أحق الناس به سواء فيما يمثل الجانب
المادي وهو الفائدة المادية التي يستفيدها من علمه، أو الجانب المعنوي وهو نسبة العمل إليه۔ (الفقه
الإسلامي وأدلته: (۴/ ۲۸۶۱) القسم الثاني، النظريات الفقهية، المبحث الرابع: أحكام الحق، حق
التاليف والنشر والتوزيع، ط: رشيديه)

ہے، اور اس کو یہ بھی حق ہے کہ قیمت وصول کئے بغیر کسی کو نہ دے، اور نقل اور فوٹو اسٹیٹ کی بھی اجازت نہ دے۔

لیکن جب اس کی کتاب چھپ کر بازار میں آجاتی ہے، اور کوئی شخص اس کی قیمت دے کر خرید لیتا ہے، تو خریدی ہوئی کتاب کا وہ مالک ہوجاتا ہے، اور اس کو اس کتاب سے نفع حاصل کرنے کا پورا اختیار ہوتا ہے، وہ اپنی کتاب کو محفوظ کر کے بھی رکھ سکتا ہے، عاریت پر بھی دے سکتا ہے، نقلیں اور فوٹو اسٹیٹ بھی کرا سکتا ہے، چھپوا بھی سکتا ہے، پھر چھپوا کر قیمت پر فروخت بھی کر سکتا ہے، گفٹ بھی کر سکتا ہے، اور مفت تقسیم بھی کر سکتا ہے، اور اس میں مصنف کو ثواب پہنچانے کی نیت کرے تو زیادہ بہتر ہے۔[۱] البتہ اصل کتاب میں کتر و بیونت کرنا جس سے اصل مضمون باقی نہ رہے، یا مصنف کے مقصود کے خلاف ہوجائے، یہ ناجائز ہے، یہ اصل کتاب کے ساتھ خیانت ہے۔[۲]

مشارکہ اور مضاربہ موجودہ زمانے کے

تجارت کے سلسلہ میں مختلف ذرائع آمدنی میں سے حلال ذریعہ شرعی شراکت اور شرعی مضاربت بھی ہے، اگر موجودہ تجارت میں ان دونوں ذرائع کی اصلاح ہوجائے اور سود سے پاک ہوجائے تو موجودہ تجارت کا زیادہ تر حصہ حلال

(۱) كل يتصرف في ملكه كيف شاء... (شرح المجلة للاتاسي: (۴/ ۱۳۲) المادة: ۱۱۹۲، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الثالث: في المسائل المتعلقة بالحيطان والجيران، الفصل الأول: في بعض قواعد أحكام الأملاك، ط: رشيديه)۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۱۷) المادة: ۱۱۹۲، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳/ ۲۰۱) المادة: ۱۱۹۲، أيضاً، ط: دار عالم الكتب /سلطانيه كوئٹه۔

(۲) قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۲۴۵) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي)

مشكوة المصابيح: (۲۴۸) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع، الفصل الأول، ط: قديمي۔

الصحيح لمسلم: (۱/ ۹۵) كتاب الإيمان، باب قول النبي ﷺ: من غشنا فليس منا، ط: رحمانيه۔

تجارت پر مشتمل ہوسکتا ہے، اور حرام اور سود کا عنصر کم سے کم ہوسکتا ہے، بلکہ اس سے بالکل پاک اور صاف بھی ہوسکتا ہے۔

لیکن بد قسمتی سے جتنے افراد یا ادارے شرکت اور مضاربت کے معاملات کرتے ہیں خواہ حکومت کی سرپرستی میں کررہے ہیں یا حکومت سے آزاد ہوکر نجی طور پر کررہے ہیں ان میں اکثریت شرعی شراکت اور مضاربت کے نام سے سودی کاروبار کررہے ہیں، خواہ لاعلمی میں ایسا کررہے ہیں یا دیدہ دانستہ جان بوجھ کر شیطانی تعلیم کے تحت کررہے ہیں، جب کہ مسلمانوں کی اکثریت ہمیشہ سے یہ چاہتی ہے کہ ہماری تجارت بلکہ پوری معیشت شرعی اصولوں کے تحت ہو، لیکن بار بار کوششوں کے باوجود اس میں شیطانی طاقت غالب آجاتی ہے، مسلمانوں کی خواہش پوری ہونے نہیں پاتی اس لئے مسلمانوں پر ضروری ہے کہ شراکت اور مضاربت کے شرعی طریقوں کو اچھی طرح سیکھ کر کاروبار کرنے کی کوشش کریں، ورنہ کبھی بھی کامیابی نہیں ہوگی، ایک فریق دھوکہ دیتا رہے گا اور دوسرا فریق دھوکہ کھاتا رہے گا، نتیجہ افسوس، پریشانی، حسد، بغض، اور قتل وقتال کے علاوہ کچھ نہیں ہوگا، نفع تو دور کی بات ہے اصل سے بھی محروم ہوجائے گا، مقروض ہوکر دربدر ہوجائے گا۔ (۱)

مشارکہ صکوک

مشارکہ صکوک: سے مراد وہ تمسکات ہیں جو ان منصوبوں یا سرگرمیوں کی

---

(۱) وفي الشبراخيتي على المختصر قال القباب: لايجوز للإنسان أن يجلس في السوق حتى يعلم احكام البيع والشراء... وقد أمر مالک بقيام من لايعرف الأحكام من السوق لئلا يطعم الناس الربا... وفي نهج البلاغة أن علياً عليه السلام قال: من اتجر بغير فقه فقد ارتطم (ارتبک) في الربا. قال ابن أبي الحديد في شرحه: لأن مسائل الدين مشتبهة بمسائل البيع ولايفرق بينهما إلا الفقيه اهـ. (التراتيب الإدارية: (۲/ ۱۷) القسم التاسع، باب كون الناس أول الإسلام لايتعاطون البيع والشراء حتى يتعلموا أحكامه وآدابه وماينجي من الربا، ط: دار الأرقم)

البهجة في شرح التحفة: (۲/ ۳) باب البيوع، ط: دار الكتب العلمية.

نمائندگی کرتے ہیں جن کو شراکت کی بنیاد پر چلایا جاتا ہے۔

مثلاً ایک کمپنی کے پاس بہت بڑا منصوبہ ہے جس کی تکمیل کے لئے بڑی رقم کی ضرورت ہے فرض کیجئے دس ارب روپے کی ضرورت ہے جو تنہا کمپنی یا چند افراد مل کر فراہم نہیں کر سکتے، اب کمپنی دس ارب کے سو سو روپے کی مالیت کے سرٹیفکیٹ بنا کر جاری کر دیتی ہے، اور ان کو ''مشارکہ صکوک'' کا نام دیتی ہے، اور جو لوگ یہ سرٹیفکیٹ خریدتے ہیں وہ اس منصوبے میں حصہ دار کہلاتے ہیں نتیجہ یہ ہوگا کہ مذکورہ منصوبہ اب تنہا کمپنی کی ملکیت نہیں رہا بلکہ متعدد لوگوں کی ملکیت بن گیا ہے اور اس سے جو منافع یا آمدن ہوگی وہ طے شدہ فارمولے کے مطابق تمام صکوک ہولڈر میں ان کے حصص کے حساب سے تقسیم ہوگی اور اگر نقصان ہوا تو اس میں بھی سب اپنے اپنے حصے کے مطابق شریک ہوں گے جب صکوک کی مدت پوری ہوگی تو کمپنی ان کو خرید کر دوبارہ تنہا مالک بن جائے گی۔ (۱)

مشتبہ چیزوں سے بچنا

''شبہات سے بچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۱۱/۴)

مشترک مکان سے ایک شریک نے اپنا حصہ بیچ دیا

ایک مکان میں دو آدمی شریک ہیں، ایک شریک نے اپنا حصہ دوسرے شریک کو یا کسی اور آدمی کو فروخت کر دیا تو یہ جائز ہے، پھر اس کے بعد ایک کی

---

(۱) صکوك المشاركة: المصدر لتلك الصكوك هو طالب المشاركة معه في مشروع معين أو نشاط محدود، والمكتتبون هم الشركاء في عقد الشركة، وحصيلة الاكتتاب هي حصة المكتتبين في رأس مال الشركة، ويملك حملة الصكوك موجودات الشركة بغنمها وغرمها، ويستحقون حصتهم في أرباح الشركة إن وجدت. (المعايير الشرعية: (ص: ٢٤١) المعيار الشرعي رقم (١٧) صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

رضامندی کے بغیر دوسرے کے لئے اس بیع کو ختم کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔[۱]

مشترکہ اراضی کی خرید وفروخت کا حکم

''مشترکہ جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۹/۶)

مشترکہ تجارت پر زکوٰۃ

''مشترکہ کمپنی پر زکوٰۃ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۹۴/۶)

مشترکہ تجارت کے لئے قرض لینا

اگر کوئی شریک مشترکہ تجارت کے لئے قرض لے، اور آپس میں یہ معاہدہ بھی ہو کہ ضرورت کے وقت قرض لیا جاسکتا ہے، تو اس کی ادائیگی دونوں پر لازم ہے۔[۲]

مشترکہ جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم

مشترکہ جائیداد اور اراضی کی خرید وفروخت کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر

---

(۱) أحد الشریکین إن شاء باع حصته من شریکه وإن شاء باعها من اجنبی بدون إذن شریکه... (شرح المجلة للاتاسی: (۴/ ۲۸) المادة: ۱۰۸۸، الکتاب العاشر: فی أنواع الشرکات، الباب الأول: فی شرکة الملک وتقسیمها، الفصل الثانی: فی کیفیة التصرف فی الأعیان المشترکة، ط: رشیدیه۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۴۷۷) المادة: ۱۰۸۸، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

الدر مع الرد: (۴/ ۳۰۰، ۳۰۱) کتاب الشرکة، مطلب مهم فی بیع الحصة الشائعة من البناء أو الغرس، ط: سعید۔

(۲) ولو استقرض مالاً لزمهما جمیعًا؛ لأنه تملک مال بالعقد، فکان کالصرف، فیثبت فی حقه وحق شریکه... (بدائع الصنائع: (۶/ ۷۴) کتاب الشرکة، فصل: وأما حکم الشرکة، ط: سعید)

لو استقرض أحدهما مالا لزمهما، لأن الاستقراض تجارة ومبادلة معنی، لأنه یملک المستقرض ویلزمه رد مثله فشابه المصارفه أو الاستعارة وأیهما کان نفذ علی صاحبه... (شامی: (۴/ ۳۳۰) کتاب الشرکة، مطلب إذا قال الشریک استقرضت ألفاً... ط: سعید)

شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۷) المادة: ۱۳۸۰، الشرکات، الباب السادس فی بیان شرکة العقد، الفصل السادس فی شرکة العنان، المبحث الاول فی بیان المسائل المتعلقة بشرکة الاموال، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

تمام شرکاء کی رضامندی شامل ہے تو پوری مشترکہ جائیداد اور اراضی کی خرید وفروخت جائز ہے، اور اگر تمام شرکاء راضی نہیں ہیں تو جس جس شریک نے فروخت کیا ہے صرف اس کے حصے میں بیع صحیح ہوگی، اور جن شرکاء نے اجازت نہیں دی، ان کے حصوں میں بیع صحیح نہیں ہوگی، کیونکہ ہر شریک اپنے اپنے حصے کا مالک ہے اور مالک اپنے حصہ میں تصرف کرسکتا ہے، اس لئے بیچنے والے شریک کے حصے میں بیع صحیح ہوگی باقی شریکوں کے حصوں میں صحیح نہیں ہوگی۔ (۱)

مشترکہ جنگلات کی خرید وفروخت

گاؤں والوں کی مشترکہ چراگاہ جنگلات اور اس کی لکڑیاں جوخودرو ہیں وہ سب کے لئے مباح اور عام ہیں، جہاں سے قریب اور دور کے تمام لوگوں کو اپنی

---

(۱) إذا باع أحد الشريكين نصفها . . . يجوز البيع في نصف الدار ؛ لأن بيع المالک انصرف إلى نصيبه . . . باع أحدهما نصيبه فالبيع جائز . . . إذا باع نصف البناء مع نصف الأرض جاز سواء باعه من اجنبي أو من شريكه . . . (تنقيح الحامدية: (۱/ ۲۴۵، ۲۴۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

هذا لأنه بالبيع صار شركة ملک حتى لايجوز لكل واحد منهما أن يتصرف في نصيب الآخر، ثم بالعقد بعد ذلک صار شركة عقد فيجوز لكل واحد منهما أن يتصرف في نصيب صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۲۴۳) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية/اشرفيه كوئٹه)

(وكل أجنبي في قسط صاحبه) أي كل واحد منهما أجنبي في نصيب صاحبه حتى لايجوز له أن يتصرف فيه إلا بإذنه كما لغيره من الأجانب وإن باع نصيبه من شريكه جاز كيفما كان لولايته على ماله، وكذا إذا باعه من غيره لما ذكرنا إلا في صورة الخلط والاختلاط فإنه لايجوز أن يبيعه من أجنبي إلا بإذن شريكه . . . (تبيين الحقائق: (۴/ ۲۳۵) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية/اشرفيه كوئٹه)

الدر مع الرد: (۴/ ۳۰۰، ۳۰۱) كتاب الشركة، ط: سعيد۔)

أحد الشريكين إن شاء باع حصته من شريكه وإن شاء باعها من اجنبي بدون إذن شريكه . . . (شرح المجلة للاتاسي: (۴/ ۲۸) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: في أنواع الشركات، الباب الأول: في شركة الملک وتقسيمها، الفصل الثاني: في كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: رشيديه۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۵۷۷) المادة: ۱۰۸۸، ايضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

الدر مع الرد: (۴/ ۳۰۰، ۳۰۱) كتاب الشركة، مطلب مهم في بيع الحصة الشائعة من البناء أو الغاس، ط: سعيد۔

ضروریات پورا کرنے کا حق حاصل ہے، کسی گاؤں کا بستی کے قریب ہونے کی وجہ سے بھی وہاں کے لوگ اس کے مالک نہیں ہیں، جب یہ مباح اور عام ہیں اور کوئی اس کا مالک نہیں ہے، تو ان جنگلات اور لکڑیوں کو کاٹنے سے پہلے کھڑے کھڑے بیچنا بھی درست نہیں، اس طرح کھڑے کھڑے خریدنے کی صورت میں خریدار اسکا مالک نہیں بنے گا، اور اس کے لئے آگے بیچنا جائز نہیں ہوگا، ہاں اگر کسی شخص نے یا چند اشخاص نے ان کو اپنی ضروریات کے لئے کاٹ کر اکٹھا کرلیا تو یہ لوگ ان لکڑیوں کے مالک ہوں گے، اس کے بعد ان کا بیچنا یا اپنے استعمال میں لانا ہر طرح درست ہوگا، البتہ مشترکہ جنگلات کے درختوں کو اس طرح کاٹنا کہ اس کی دوبارہ نشونما ختم ہوجائے، اس کا حق کسی کو نہیں۔ (۱)

مشترکہ چیز کسی ایک شریک کو فروخت کرنا

چند شرکاء آپس میں مشترکہ طور پر کوئی چیز خریدتے ہیں، پھر آپس میں بولی

---

(۱) "المسلمون شركاء في ثلاث في الماء والكلا والنار" (وحكم الكلأ كحكم الماء فيقال للمالك إما أن تقطع وتدفع إليه وإلا تتركه ليأخذ قدر مايريد)... (قوله: والكلاء) وهو ما ينبسط وينتشر ولا ساق له كالإذخر ونحوه والشجر ماله ساق... ثم الكلام في الكلاعلى أوجه، أعمها ما نبت في موضع غير مملوك لأحد، فالناس شركاء في الرعي والإحتشاش منه كالشركة في ماء البحار، وأخص منه وهو ما نبت في أرض مملوكة بلا انبات صاحبها وهو كذلك إلا أن لرب الأرض المنع من الدخول في أرضه... والحطب في ملك رجل ليس لأحد أن يحتطبه بغير إذنه، وإن كان غير ملك فلا باس به، ولا يضر نسبته إلى قرية أو جماعة مالم يعلم أن ذلك ملك لهم... ويملك المحتطب الحطب بمجرد الاحتطاب وإن لم يشده ولم يجمعه... (الدر مع الرد: (۶/ ۴۴۰) كتاب إحياء الموات، فصل: في الشرب، ط:سعيد)

(والمراعی) أی الكلأ (وإجارتها) أما بطلان بيعها فلعدم الملک لحديث "الناس شركاء في ثلاث في الماء والكلاو النار"... الدرمع الرد: (۵/ ۶۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

تبيين الحقائق مع حاشية الشلبي: (۴/ ۳۷۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية/ اشرفية كوئٹه)

البحر الرائق: (۶/ ۷۷) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد)

لگا کر نیلام کرتے ہیں اور جو شریک زیادہ قیمت دینے پر راضی ہوتا ہے، وہ چیز اس کے حوالے کی جاتی ہے، اور قیمت کی رقم کو اصل اور منافع کے ساتھ تمام شریکوں کو واپس کر دیا جاتا ہے، تو اس کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر نیلام سے طے شدہ رقم خریدنے والے شریک کے اپنے حصے کے علاوہ دیگر شرکاء کے حصص کا عوض ہے تو تو یہ جائز ہے، ورنہ مجموعہ تمام حصص کو خریدنا جس میں خریدار کا اپنا حصہ بھی شامل ہو جائز نہیں ہے۔ (۱)

مشترکہ چیز کی قیمت لگانے کا خرچہ

اگر متعدد شرکاء میں سے ایک شریک شرکت سے نکلنا چاہتا ہو، جس کی وجہ سے مشترک چیز کی قیمت لگانے کی ضرورت پیش آئے، اور اس میں خرچہ آئے تو وہ خرچہ تمام شرکاء پر برابر تقسیم ہوگا، کیونکہ اس میں سب کا فائدہ ہے، ہر ایک کو مشترک چیز کی قیمت معلوم ہوگی، اور جس طرح قاسم کی اجرت تمام شرکاء پر لازم ہوتی ہے، اسی طرح قیمت لگانے کا خرچ بھی تمام شرکاء پر برابر لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) (فإن لم يفعل نصب قاسما يقسم بالأجر) معناه بأجر على المتقاسمين ؛ لأن النفع لهم على الخصوص، ويقدر أجر مثله كي لايتحكم بالزيادة والأفضل أن يرزقه من بيت المال، لأنه أرفق بالناس وأبعد عن التهمة۔ (الهداية: (۴/۴۰۹) كتاب القسمة، ط: رشيديه۔)

فإن لم ينصب (ينصب قاسما يقسم) بين الناس (بأجر) على المتقاسمين ؛ لأن النفع لهم على الخصوص ... (بقدره) أى أجر المثل (له) أى للقاسم (القاضى) لئلا يطمع فى أموالهم ويتحكم بالزيادة، ثم أن الأجر هو أجر المثل، وليس له قدر معين وقيل : يقدر الأجر بربع العشر كالزكاة، لأنها عمل العامة، فاشبه الزكاة كما فى شرح الوقاية لابن الشيخ (وهو) أى أجر المثل (على عدد الرؤوس) اى رؤوس المتقاسمين عند الإمام ، لأن تمييز الأقل من الأكثر كتمييز الأكثر من الأقل فى المشقة (وعندهما على قدر السهام) ؛ لأنه مؤنة الملك ، فيقدر بقدره وبه قال الشافعى وأحمد واصبغ المالكى۔ (مجمع الانهر: (۴/۱۲۶) كتاب القسمة، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۶/۲۵۶) كتاب القسمة، ط: سعيد۔

(۲) لأحد الشريكين إن شاء باع حصته إلى شريكه ، وان شاء باعها عن اجنبى بدون اذن شريكه ، =

مشترکہ حصوں میں سے ایک حصہ فروخت کرنا

''اپنا حصہ فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۵/۱)
''بیع مشاع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۱/۲)

مشترکہ زمین میں سے اپنا حصہ فروخت کرنا

مشترکہ زمین میں سے اپنا معلوم حصہ فروخت کرنا، اور لوگوں کے لئے خریدنا جائز ہے، اگرچہ فروخت کرتے وقت زمین تقسیم نہ بھی کی گئی ہو۔

واضح رہے کہ مشترکہ زمین کو تقسیم کرنے سے پہلے کسی شریک کے حصہ کو فروخت کرنے کی صورت میں اس حصہ کی مقدار کا معلوم ہونا ضروری ہے، ورنہ جہالت کی وجہ سے بیع باطل ہوجائے گی، مثلاً آدھی زمین یا ایک تہائی، یا ایک چوتھائی، یا ایک کنال یا دس کنال یا چالیس گز یا اسّی گز وغیرہ اس طرح معلوم ہونا ضروری ہے۔ ورنہ جہالت کی وجہ سے بیع باطل ہوجائے گی۔ (۱)

= أما في صور خلط الأموال واختلاطها الّتي بينت في الفصل الأوّل فلا يسوغ لأحد الشريكين أن يبيع حصته في الأموال المشتركة المخلوطة أو المختلطة بدون إذن شريكه۔ (مجلة الأحكام العدلية: (ص: ۲۱۰) المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر: الشركات، الباب الأول: في بيان شركة الملك، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: نور محمد كتب خانه۔)

(وكل) من شركاء الملك (أجنبي)... (في مال صاحبه)... فصح له بيع حصته ولو من غير شريكه بلا اذن الا في صورة الخلط۔ (الدر مع الرد: (۳۰۰/۴) كتاب الشركة، مطلب الحق ان الدين يملك، ط: سعيد)

شرح المجله لسليم رستم باز: (۴۷۷/۱)، المادة: ۱۰۸۸، انواع الشركات، الباب الاول: في شركة الملك وتقسيمها، الفصل الثاني: في بيان كيفية التصرف في الأعيان المشتركة، ط: فاروقيه كوئته۔

(۱) بيع حصة شائعة معلومة كالنصف والثلث والعشر من عقار مملوك قبل الافراز صحيح؛ لأنّه لايشترط في صحة البيع الافراز عند التسليم لاتفاقهم على صحة بيع مشاع لايمكن افرازه... وقيد الحصة بكونها معلومة لأنها لو كانت غير معلومة يفسد البيع لجهالة المبيع... يصح بيع الحصة =

مشترکہ طور پر خریدی ہوئی چیز میں سے ایک حصہ نکالنا

اگر چند ساتھیوں نے آپس میں رقم جمع کر کے ایک چیز خریدی، چند ماہ استعمال کرنے کے بعد ان میں سے کوئی ایک شریک اپنا حصہ واپس لینا چاہے تو اس کو موجودہ وقت کی قیمت کے اعتبار سے رقم واپس ملے گی، قیمت خرید کے مطابق نہیں، کیونکہ کسی چیز کے استعمال کرنے اور وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کی قیمت میں بھی ضرور اتار چڑھاؤ پیدا ہوتا رہتا ہے، لہٰذا اگر قیمت کم ہوگئی تو کم قیمت کے حساب سے اور اگر قیمت بڑھ گئی تو زیادہ قیمت کے حساب کے حصہ واپس ملے گا۔(۱)

= المعلومة الشايعة بدون إذن الشريك۔ (شرح المجلة لخالد الاتاسي: (۲/۱۰۷، ۱۰۸) المادة: ۲۱۳، ۲۱۵، البيوع، الباب الثاني: في بيان المسائل المتعلقة بالبيع، الفصل الثاني: فيما يجوز بيعه ومالايجوز، ط: رشيديه۔)

أما بيعه فقسمان يحتمل القسمة أولا وكل قسم على وجهين إما أن باع من أجنبي أو من شريكه فالوجه الأوّل وهو البيع من أجنبي على صنفين، إما أن كان الكل له فباع نصفه أو كان بين اثنين فباع أحدهما نصيبه فالبيع جائز في المواضع كلها۔ (جامع الفصولين: (۲/۶۰) الفصل الحادي والثلاثون في مسائل الشيوع وأحكامه، ط: اسلامی کتب خانہ۔)

تنقيح الحامدية: (۱/۲۳۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه)

مزید تخریج ''بیع مشاع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) ولو تراضيا ان تقوّم الكتب ويأخذ كل بعضها بالقيمة لو كان بالتراضي جاز وإلالا۔ (الدر مع الرد: (۶/۲۶۱) كتاب القسمة، ط: سعيد۔)

والعبد الواحد والدابة الواحدة يباع ويقسم ثمنها، لأنها لاتحتمل القسمة۔ وكذلك كل مايكون في تبعيضه ضرر۔ (قاضي خان على هامش الهندية: (۳/۱۵۰) كتاب القسمة، ط: رشيديه)

شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/۵۰۱)، المادة: ۱۱۴۲، أنواع الشركات، الباب الثاني في القسمة، الفصل الرابع في قسمة التفريق، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

وإذا كانت التصفية بانتهاء المدة فانه يتم بيع بقية الموجودات بالسعر المتاح في السوق وتستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتي:

(أ) رفع تكاليف التصفية۔

(ب) أداء الالتزامات المالية من إجمالي موجودات الشركة۔ =

مشترکہ کمپنی پر زکوٰۃ

مشترکہ کمپنی یا تجارت پر زکوٰۃ لازم نہیں، ہر صاحب نصاب شریک پر اس کے حصہ کی مقدار کے مطابق زکوٰۃ لازم ہوگی۔[۱]

مشتری

''مشتری'' خریدنے والا (PURCHASER,BUYER)[۲]

مشتری اور بائع کا ایک بار تولنے پر اکتفاء کرنا

''تولنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۱/۲)

مشتری کا قبضہ سے پہلے مبیع بیچنا

غیر منقولی اشیاء مثلاً زمین، مکان، دکان، اور فلیٹ وغیرہ کے علاوہ منقولی اشیاء میں سے کوئی بھی چیز خریدنے کے بعد قبضہ کرنے سے پہلے مشتری کے لئے کسی اور کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[۳]

= (ج) تقسیم باقی الموجودات بین الشرکاء بنسبة حصة کل منهم فی رأس المال۔ (المعاییر الشرعیة: (ص: ۲۱۲) المعیار الشرعی رقم (۱۲) الشرکة (المشارکة) والشرکات الحدیثة، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الإسلامیة۔)

(۱) (وسببه) ای سبب افتراضها (ملک نصاب حولی)... (تام)... (فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد... (و) فارغ (عن حاجته الأصلیة)... (نام لو تقدیرا) (الدر مع الرد: (۲/۲۵۹، ۲۶۰، ۲۶۲، ۲۶۳) کتاب الزکاة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲/۲۰۲، ۲۰۳) کتاب الزکاة، ط: سعید۔)

الهندیه: (۱/۱۷۲، ۱۷۳) کتاب الزکاة، الباب الاول، ط: رشیدیه)

(۲) الشراء: کالبیع من الأضداد ای بذل الثمن واخذ المثمن او بذل المثمن واخذ الثمن، إلا أن الشراء یطلق غالباً علی إخراج الثمن عن الملک قصداً... (المجموعة للقواعد الفقهیة: (ص: ۲۰۵) التعریفات الفقهیة، الشین، ط: بشریٰ)

(۳) عن ابن عباس

مشتری کو مبیع وصول کرنے پر مجبور کرنا

باقاعدہ بیع منعقد کر کے قیمت ادا کرنے کے بعد اگر مشتری (خریدار) مبیع کو وصول نہیں کرتا یا سودا ختم نہیں کرتا تو مشتری کو مبیع وصول کرنے پر یا دونوں کی رضامندی سے بیع فسخ کرنے پر مجبور کیا جائے گا، مثلاً بائع نے درخت فروخت کیا، اور مشتری نے پیسہ بھی ادا کر دیا، لیکن درخت کو کاٹ کر بھی نہیں لے جاتا اور سودا فسخ بھی نہیں کرتا تو مشتری کو درخت کاٹ کر لے جانے پر یا دونوں کی رضامندی سے فسخ کرنے پر مجبور کیا جائے گا اور اگر مشتری ان دونوں باتوں میں سے کسی بات کو بھی تسلیم نہ کرے تو بائع عدالت سے رجوع کر سکتا ہے۔[1]

=قال ابن عباس رضی اللہ عنہما وأحسب کل شیئ مثلہ...

عن نافع عن عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان رسول اللہ ﷺ قال: من اشتری طعاما فلایبعہ حتی یستوفیہ ویقبضہ۔ (الصحیح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، ط: قدیمی)

ومن اشتری شیئا مما ینقل ویحول لم یجز لہ بیعہ حتی یقبضہ؛ لأنہ علیہ الصلاۃ والسلام نہی عن بیع مالم یقبض ولأن فیہ غرر انفساخ العقد علی اعتبار الہلاک۔ (الہدایۃ: (۷۴/۳) کتاب البیوع، باب التولیۃ والمرابحۃ، فصل، ط: شرکۃ علمیہ ملتان)، و: (۷۷/۳) ط: رشیدیہ)

البحر الرائق: (۱۱۶/۶) کتاب البیع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل: فی بیان التصرف فی المبیع، ط: سعید۔

(۱) (ویؤمر البائع بقطعہا)... (وتسلیم المبیع)... عند وجوب تسلیمہما، فلو لم ینقد الثمن لم یؤمر بہ "خانیۃ" (قولہ: عند وجوب تسلیمہما) أی تسلیم الأرض والشجر وذلک عند نقد المشتری الثمن (قولہ: لم یؤمر بہ) ۔أی بالقطع لعدم وجوب التسلیم (شامی: (۵۵۴/۴) کتاب البیوع، فصل: فیما یدخل فی البیع تبعا ومالا یدخل، مطلب فی بیع الثمر والشجر مقصودا، ط: سعید)

البحر الرائق: (۳۰۰/۵) کتاب البیوع، فصل: یدخل البناء والمفاتیح فی بیع الدار، ط: سعید۔)

ویقال للبائع اقطعہا وسلم المبیع، وکذا إذا کان فیہا زرع لأن ملک المشتری مشغول بملک البائع، فکان علیہ تفریغہ وتسلیمہ کما إذا کان فیہ متاع۔ (الہدایۃ: (۳۱/۳) کتاب البیوع، فصل ومن باع دارا، ط: رشیدیہ)

مشتری کی ٹال مٹول میں بیع کو فسخ کرنا

''ٹال مٹول کرتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲/۴)

مشتری کے قبضہ سے پہلے مبیع کا ضمان کس پر ہے

بیع ہونے کے بعد جب تک مشتری (خریدار) مبیع (بیچی گئی چیز) پر قبضہ نہیں کرتا، تب تک مبیع مشتری کے ضمان (رِسک) میں داخل نہیں ہوتی، اگر اس دوران مبیع بائع کے پاس ہلاک ہوجائے تو مشتری پر اس کی قیمت ادا کرنا لازم نہیں ہے۔ (۱)

مشتری کے قبضے سے پہلے مبیع ہلاک ہوگئی

اگر مبیع یعنی خریدی ہوئی چیز پر مشتری کا قبضہ ہونے سے پہلے وہ ہلاک ہوجائے تو بیع باطل ہوجائے گی اور اگر بائع نے بیعانہ کے طور پر مشتری سے رقم لی ہے تو اس کو واپس کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) المبیع إذا هلک فی ید البائع قبل أن یقبضه المشتری یکون من مال البائع ولا شیئ علی المشتری، أی إذا هلک المبیع قبل القبض بفعل البائع أو آفة سماویة أو بفعل نفسه... بطل البیع ورجع المشتری بالثمن إن کان قد دفعه إلی البائع... (مجلة الأحکام لسلیم رستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳، البیوع، الباب الخامس: فی بیان المسائل المتعلقة بالتسلیم والتسلم، الفصل الخامس فی بیان المواد المترتبة علی هلاک المبیع، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۲۲۳/۲)، المادة: ۲۹۳، أیضاً، ط، رشیدیه)

(ولو هلک) المبیع (فی ید البائع) والحال ان الخیار له لااشکال فی أنه ینفسخ (ولا شیئ علی المشتری اعتبارا بالبیع المطلق) عن شرط الخیار، فإن فیه: إذا هلک المبیع فی ید البائع قبل التسلیم انفسخ البیع۔ (فتح القدیر: (۲۸۴/۶) کتاب البیوع، باب خیار الشرط، ط: رشیدیه۔)

(۲) لو هلک المبیع بفعل البائع أو بفعل المبیع أو بأمر سماوی بطل البیع ویرجع بالثمن لو مقبوضا۔ (شامی: (۵۶۰/۴) کتاب البیوع، قبیل باب خیار الشرط، ط: سعید)

فلو هلک فی ید البائع بفعله، أو بفعل المبیع بنفسه بأن کان حیوانا فقتل نفسه أو بأمر سماوی بطل البیع، فإن کان قبض الثمن أعاده إلی المشتری۔ (فتح القدیر: (۲۷۳/۶) کتاب البیوع، قبیل باب خیار الشرط، ط: رشیدیه)=

مشتری کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا

(۱۹۷) قیمت مقرر کر کے چیز خرید نے کے بعد بائع کی رضامندی کے بغیر مشتری کے لئے مقررہ قیمت سے کم ادا کرنا یا اپنی من مانی سے پیسے کاٹ لینا جائز نہیں، ہاں اگر مشتری کو کسی مال کی قیمت زیادہ محسوس ہو تو وہ بائع کو راضی کر کے واپس کر سکتا ہے لیکن قیمت میں کمی نہیں کر سکتا۔ (۱)

مشتری نے بائع سے کہا مبیع میرے کام کی نہیں واپس لے لیں

زید نے بکر سے کچھ کپڑا ایک ہزار روپے کا خریدا، اور اس پر قبضہ کر لیا، پھر بعد میں بکر سے کہا کہ وہ کپڑا میرے کام کا نہیں ہے، لہٰذا آپ اسے لے لیں، اور قیمت

= خلاصة الفتاوى: (۹۰/۳) كتاب البيوع، الفصل الثاني عشر: في قبض المبيع، ط: رشيديه۔

المبيع إذا هلك في يد البائع قبل أن يقبضه المشترى يكون من مال البائع ولا شيئ على المشترى، أي إذا هلك المبيع قبل القبض بفعل البائع أو آفة سماوية أو بفعل نفسه... بطل البيع ورجع المشترى بالثمن إن كان قد دفعه إلى البائع... (مجلة الأحكام لسليم رستم باز: (۱۲۰/۱) المادة: ۲۹۳، البيوع، الباب الخامس: في بيان المسائل المتعلقة بالتسليم والتسلم، الفصل الخامس في بيان المواد المترتبة على هلاك المبيع، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

شرح المجلة للاتاسي: (۲۲۳/۲)، المادة: ۲۹۳، أيضاً، ط، رشيديه)

(ولو هلك) المبيع (في يد البائع) والحال ان الخيار له لااشكال في أنه ينفسخ (ولا شيئ على المشترى اعتبارا بالبيع المطلق) عن شرط الخيار، فإن فيه: إذا هلك المبيع في يد البائع قبل التسليم انفسخ البيع۔ (فتح القدير: (۲۸۳/۶) كتاب البيوع، باب خيار الشرط، ط: رشيديه۔)

(۱) لايجوز لأحد أن يتصرف في ملك غيره بلا اذنه أو وكالة منه او ولاية عليه، وان فعل كان ضامنا. (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۱/۱) رقم: ۹۶، المقدمة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: دار الكتب العلمية)

(لا يحل مال امرئ أي مسلم أو ذمي (الا بطيب نفس) أي بأمر أو رضا۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۳۵/۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (۲۰۰/۶) كتاب الغصب، مطلب فيما يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد.

مجھے واپس کر دیں، بکر نے انکار کیا، زید نے کہا: چلو میں نے دو سو روپے چھوڑ دیے، باقی آٹھ سو روپے مجھے دیدیں، بکر نے زید کو آٹھ سو روپے دے دیے، تو یہ نیا سودا نہیں ہوا، بلکہ اقالہ ہوا، اور بکر پر لازم ہے کہ وہ زید کو پوری قیمت واپس کرے۔ (۱)

مشتری نے بائع کو دھوکہ دیا

"بائع نے مشتری کو دھوکہ دیا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۶/۲)

مشتری نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی

اگر سودا ہونے کے بعد مشتری (خریدار) نے مقررہ وقت پر قیمت ادا نہیں کی، تو بائع (سیلر) کے لئے مشتری کی رضامندی کے بغیر مبیع (بیچی گئی چیز) واپس لینے کا اختیار نہیں ہوگا۔

اگر مشتری واپس کرنے پر راضی ہوگا تو واپس لینا جائز ہوگا، لیکن مشتری سے زائد رقم وصول کرنا، یا مبیع کو استعمال کرنے کا کرایہ وصول کرنا جائز نہیں ہوگا، البتہ اگر مشتری کے پاس مبیع میں ایسا نقصان ہوگیا جس سے اس کی قیمت میں کمی آئی ہے تو اس نقصان کی مقدار رقم اس سے لینا جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وأما معناها فهي... رفع عقد البيع... وأما شرائط صحتها فمنها رضا المتعاقدين... (ويتصح بمثل الثمن الأول وشرط الأكثر أو الأقل بلاتعيب وجنس آخر لغو، ولزمه الثمن الأول) وهذا عند أبي حنيفة ﷺ لأن الفسخ يرد على عين ما يرد عليه العقد فاشتراط خلافه باطل... قيد بقوله بلاتعيب إذ لو تعيب بعده جاز اشتراط الأقل ويجعل الحط بازاء ما فات بالعيب ولا بد أن يكون النقصان بقدر حصة الفائت، ولا يجوز أن ينقص من الثمن أكثر منه۔ (البحر الرائق: (۱۰۳/٦) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۱۲۵/۵، ۱۲٦) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسى: (۲/ ۷۲) البيوع، الباب الأول، الفصل الخامس، في إقالة البيع، ط: رشيديه)

(۲) لأن أحد المتعاقدين لا ينفرد بالفسخ كما لا ينفرد بالعقد۔ (الهداية: (۳/ ۱۵۳) كتاب القضاء، مسائل شتى من كتاب القضاء، ط: رحمانيه)=

مشرک کی عبادت گاہ کے لئے سامان فروخت کرنا

اگر کوئی مشرک اپنی عبادت گاہ کی تعمیر کے واسطے خریدنا چاہے تو اس کے ہاتھ سامان فروخت کرنا صاحبین (امام ابو یوسفؒ اور امام محمدؒ) کے نزدیک جائز نہیں ہے، کیونکہ اس میں گناہ اور نافرمانی کے کام میں تعاون ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس سے منع فرمایا ہے۔(۱)

مشرک کو ملازم رکھنا

''غیر مسلم کو ملازم رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳/۵)

مشکلات آئیں

اگر خریداری کے دوران مشکلات پیش آئیں تو اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونا

= وأما شرائط صحة الإقالة، فمنها رضا المتعاقدين۔ (بدائع الصنائع: (۳۰۸/۵) كتاب البيوع، فصل وأما بيان ما يرفع حكم البيع، ط: سعيد۔)

(وتصح بمثل الثمن الأول وشرط الأكثر أو الأقل بلا تعيب وجنس آخر لغو ولزمه الثمن الأول)... قيد بقوله: "بلا تعيب" إذ لو تعيب بعده جاز اشتراط الأقل ويجعل الحط بإزاء ما فات بالعيب ولا بد أن يكون النقصان بقدر حصة الفائت۔ (البحر الرائق: (۱۷۳/۶) كتاب البيوع، باب الإقالة، ط: رشيديه)

(۱) [ولا تعاونوا على الإثم والعدوان] (المائدة: ۲)

قلت: وقدمنا ثمة معزيا للنهر ان ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريما والا فتنزيها فليحفظ توفيقا، وجاز تعمير كنيسة... وقالا: لا ينبغي ذلك، لأنه إعانة على المعصية وبه قالت الثلاثة، زيلعي۔ وفي الشامية: (قوله وجاز تعمير كنيسة)، قال في الخانية: ولو آجر نفسه ليعمل في الكنيسة ويعمرها لا بأس به؛ لأنه لا معصية في عين العمل۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(ولا تكره إجارة بيت بالسواد ليتخذه بيت نار أو كنيسة أو بيعة أو يباع فيه الخمر) عند الإمام... (وعندهما يكره) أن يؤجر بيتا لشيء من ذلك لأنه اعانة على المعصية وبه قالت الأئمة الثلاثة۔ (مجمع الأنهر: (۱۸۷/۴) كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔)

ولو استاجر الذمي مسلما ليبني له بيعة أو كنيسة جاز ويطيب له الأجر۔ كذا في المحيط۔ (الهندية: (۴۵۰/۴)، كتاب الإجارة، الباب السادس عشر في مسائل الشيوع في الإجارة... ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۲۰۲/۸، ۲۰۳) كتاب الكراهية، فصل: في البيع، ط: سعيد)

چاہیے، اور اس سے مدد حاصل کرنے والے اعمال کو اختیار کرنا چاہیے، تاکہ مشکلات آسان ہو جائیں۔[1]

مشورہ صحیح دینا چاہئے

اگر کوئی آدمی کسی سے کاروباری کام وغیرہ میں مشورہ پوچھے تو اپنی غرض کو بالائے طاق رکھ کر اس کو صحیح مشورہ دینا چاہئے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مشورہ دینے والا امانت دار ہوتا ہے، اس لئے اسے خلوص اور دیانتداری کے ساتھ مشورہ دینا چاہئے، ہمارے معاشرے میں یہ مرض بہت عام ہو گیا ہے کہ اکثر مشورہ دینے والا مشورہ دیتے وقت اپنی غرض اور مفاد کو مقدم رکھتا ہے، مثلاً کسی کو گھر یا عمارت کا کچھ کام کرانا ہو، اور وہ راج مستری سے مشورہ کرے تو وہ ایسا مشورہ دے گا جس میں اس کا اپنا مفاد اور غرض چھپا ہوا ہوگا، اور وہ اس طرح مشورہ دے گا کہ زیادہ کام کو تھوڑا، اور زیادہ لاگت کو کم کر کے بتائے گا، مقصد یہ ہوگا کہ ایک دفعہ کام شروع ہو جائے تو مالک پھنس کر آئندہ سب کچھ برداشت کرنے پر مجبور ہو جائے گا، کام کو درمیان میں چھوڑنا ممکن نہیں ہوگا، لہٰذا وہ ایسی باتوں سے مالک کو کام میں پھانس کر اپنا الو سیدھا کرنا چاہتا ہے، اور اپنا مطلب نکالتا ہے، مالک کے دل پر کیا گزرتی ہے، اور اس کی جیب کا کیا حال ہوتا ہے وہ مالک کو اور اللہ کو معلوم ہے، مشورہ دینے والے کو اس کی کوئی فکر نہیں ہوتی، آج بھی عام طور پر ہمارے معاشرہ کا یہی حال ہے، اللہ تعالیٰ سب کو سمجھ عطا فرمائے، اور آخرت کی عدالت سے

---

(۱) عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: من لزم الاستغفار جعل اللہ له من كل ضيق مخرجاً، ومن كل همّ فرجاً، ورزقه من حيث لا يحتسب۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۰۴) كتاب الدعوات، باب الاستغفار، الفصل الثاني، ط: قديمي۔)

وعن أنس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من أحب أن يبسط له في رزقه وينسأ له في أثره فليصل رحمه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۱۹) كتاب الآداب، باب البر والصلة، الفصل الأول، ط: قديمي)

رنے کی توفیق عطا فرمائے۔[۱]

مشین پر بنے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین

''کپڑا مشین پر بنایا ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۴/۵)

مصارف رجسٹری

''رجسٹری کے مصارف'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳/۴)

مصالحت کی کوشش کرنا

اگر فریقین میں صلح کرانا ممکن ہے تو صلح کرانے کی کوشش کرنی چاہیے کیونکہ فیصلہ کرانے کی بنسبت اس میں بہتری ہے اور اس سے جھگڑا ختم ہوجاتا ہے۔ فیصلہ ایک فریق کے حق میں ہوتا ہے اور دوسرے فریق کے حق میں نہیں ہوتا بلکہ مخالفت میں ہوتا ہے اس سے آپس کا جھگڑا ختم نہیں ہوتا بلکہ اس میں بعض دفعہ بغض وعداوت پیدا ہوتی ہے۔[۲] اور صلح فریقین کی رضامندی سے ہوتا ہے اس لئے جھگڑا ختم ہوجاتا اور صلح ہمیشہ دعوے سے کم پر ہوتی ہے۔[۳]

---

(۱) وعن علي، يعني ابن أبي طالب. قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: المستشار مؤتمن فإذا استشير فليشر بما هو صانع لنفسه. (مجمع الزوائد: (۹۶/۸) رقم الحديث: ۱۳۶۵۹، كتاب الأدب، باب ماجاء في المشاورة، ط: مكتبة القدس)

المعجم الأوسط للطبراني: (۳۴۹/۲) رقم الحديث: ۲۱۹۵، باب الألف، من اسمه: أحمد، ط: دار الحرمين.

قوله: بما هو صانع لنفسه) لأن الدين النصيحة كما تقرر وأقصى موجبات التحابب أن يري الإنسان لأخيه مايراه لنفسه "إنما المؤمنون إخوة". (فيض القدير للمنادي: (۲۶۸/۶) رقم الحديث: ۹۲۰۲، حرف الميم، ط: مكتبة التجارية الكبرى)

(۲) قوله تعالى: {فلاجناح عليهما أن يصلحا بينهما صلحا، والصلح خير} [النساء: ۱۲۸]

(۳) الصلح: هو عقد يرفع النزاع بالتراضي۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۳۵/۲) رقم المادة: ۱۵۳۱، الكتاب الثاني عشر: الصلح والابراء، المقدمة في بيان بعض الإصطلاحات الفقهية، مكتبة فاروقيه)

بخلاف الصلح لأن مبناه على الإغماض والحطيطة۔ (الهداية: (۳/ ۳۵۹) كتاب الصلح، =

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک حیات میں مسجد نبوی میں انہوں نے عبداللہ بن ابی حدرد اسلمی رضی اللہ عنہ سے اپنے قرض کا مطالبہ کیا، دونوں کی آواز کچھ بلند ہوگئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر میں آواز سنی تو حجرۂ مبارک سے پردہ ہٹا کر باہر تشریف لائے (چونکہ پہلے دونوں کی بات سن چکے تھے) اس لئے حضرت کعب بن مالک سے فرمایا کہ صلح کرلو، یعنی اپنا آدھا قرض معاف کردو حضرت کعب بن مالک نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی سفارش قبول کرلی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دوسرے سے فرمایا کہ تم اب قرض ادا کردو۔ (۱) یہ ایک قسم کی سفارش ہے، اس پر سفارش کرنے والے کو بڑا اجر وثواب ملتا ہے۔ (۲)

=باب الصلح فی الدین، ط: رحمانیہ۔

أما الصلح فهو مؤسس على الإغماض والحطيطة أي على التنزيل۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/ ۲۸) شرح المادة: ۱۱۰۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الفصل الثالث في الديون المشتركة، ط: دار الجيل۔)

تکملہ رد المحتار: (۸/ ۲۵۸) كتاب الصلح، فصل في دعوى الدين، ط: سعيد۔)

(۱) عن كعب بن مالك انه تقاضى من عبد الله بن أبي حدرد الاسلمي، دينا له عليه في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم في المسجد، فارتفعت حتى سمعها رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيته، فخرج إليه حتى كشف سجف أي ستر حجرته فنادا يا كعب فقال لبيك يا رسول الله! قال: ضع من دينك هذا فأوما إليه أي الشطر، قال لقد فعلت يا رسول الله! قال صلى الله عليه وسلم (لاخر) قم فاقضه۔ صحيح البخاري: (۱/ ۶۵) كتاب الصلوة، باب التقاضي والملازمة في المسجد، ط: قديمي۔

الصحيح لمسلم: (۲/ ۱۷) كتاب المساقاة والمزارعة، باب استحباب الوضع من الدين، ط: قديمي)

سنن أبي داؤد: (۲/ ۱۵۰) كتاب القضاء، باب في الصلح، ط: رحمانيه۔)

(۲) من يشفع شفاعة حسنة يكن له نصيب منها، ومن يشفع شفاعة سيئة يكن له كفل منها۔ (سورة النساء: ۸۵)

قال النبي صلى الله عليه وسلم: اشفعوا تؤجروا۔ قال العلامة المناوي: (تؤجروا) أي يثيبكم الله على الشفاعة وإن لم تقبل والكلام فيما لا حد فيه من حدود الله۔۔۔ قال القرطبي:۔۔۔ وفيه الحث على الخير بالفعل وبالتسبيب۔ (فيض القدير للمناوي: (۲/ ۱۴۵) رقم الحديث: ۱۰۶۹، حرف الألف، ط: دار الحديث القاهرة)

والشافع يؤجر فيما يجوز وإن لم يشفع۔ (تفسير القرطبي: (۵/ ۲۸۲) سورة النساء، الآية: ۸۵، ط: رشيديه)

مصنوعات

کارخانے کی مصنوعات بننے کے بعد فروخت کرنا اور خریدنا جائز ہے، اور مصنوعات بننے سے پہلے فروخت کرنا اور خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

مصنوعات کا انتخاب

مسلمان تاجر اور صنعت کاروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ ایسی چیزیں بنائیں، اور ان کی خرید و فروخت کریں، جو انسان کی نفع رسانی کا ذریعہ اور سبب بنیں، اور ان چیزوں کے استعمال سے انسانوں کو کوئی دنیاوی یا اخروی نقصان لاحق نہ ہو۔ (۲)

---

(۱) ومنها وهو شرط انعقاد البيع أن يكون مملوكاً للبائع عند البيع فإن لم يكن لا ينعقد... وهذا بيع ماليس عنده، ونهى رسول الله ﷺ عن بيع ماليس عند الإنسان۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۶/۵، ۱۴۷) كتاب البيوع، فصل وأما الذي يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط:سعيد۔)

منها أن يكون موجوداً فلا ينعقد بيع المعدوم وماله خطر العدم. بدائع الصنائع: (۱۳۸/۵) كتاب البيوع، ط:سعيد)

وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه وكونه مقدور التسليم فلم ينعقد بيع المعدوم۔ (شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط:سعيد۔)

يلزم أن يكون المبيع موجوداً) فبيع المعدوم باطل۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۷۸/۱) رقم المادة: ۱۹۷، الكتاب الأول في البيوع، الباب الثاني، الفصل الأول في شروط المبيع وأوصافه، مكتبة فاروقية)

(۲) جاء رجل إلى النبي ﷺ فقال: إني سائلك عما في الدنيا والآخرة، فقال: سل عما بدالك قال: يانبي الله! أحب أن أكون أعلم الناس، قال: اتق الله تكن أعلم الناس... فقال: احب أن أكون خير الناس، فقال: خير الناس من ينفع الناس، فكن نافعاً لهم... الحديث۔ (كنز العمال: (۱۲۸/۱۶) رقم الحديث: ۴۴۱۵۴، كتاب المواعظ والرقاق والخطب والحكم من قسم الأفعال، فصل في جامع المواعظ والخطب، ط:مؤسسة الرسالة۔)

جامع الأحاديث: (۳۰۵/۷) رقم الحديث: ۱۵۹۲۲، حرف الخاء، مسند خالد بن الوليد، ط: دار الفكر)=

مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے

(۲۰۴) ہر قسم کے مصنوعات کی بیع تیار ہونے سے پہلے کرنا جائز نہیں ہے، البتہ بیچنے کا وعدہ کرنا جائز ہے، جب مصنوعات تیار ہوجائیں تو پھر وعدہ کے مطابق بیچنا جائز ہوگا۔[1]

مصنوعات کی پیکنگ

''پیکنگ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۳۱/۲)

مصنوعات کی تیاری میں ان باتوں کا خیال رکھیں

''خرید وفروخت کی اشیاء''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۶/۳)

مصنوعات کے بارے میں مسلمان فکر کریں

''مسلمانوں کی ذمہ داری''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۲/۶)

مصنوعات کے ڈبے میں نقدی رکھنا

''رنگ کے ڈبے میں نقدی رکھنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۵۸/۴)

= خیر الناس من ینفع الناس۔ لم أر من ذکر انه حدیث أولا فلیراجع، لکن معناه صحیح، وفی أحادیث مایشهد لذلک کحدیث: الخلق عیال الله وأحبهم إلی الله أنفعهم لعیاله فافهم، ویشهد له ماروا ه القضاعی عن جابر کما فی الجامع الصغیر بلفظ: خیر الناس أنفعهم للناس، انتهی۔ (کشف الخفاء ومزیل الإلباس: (۱/ ۴۵۰) رقم الحدیث: ۱۲۵۴، حرف الخاء، ط: المکتبة العصریه۔)

(۱) یلزم أن یکون المبیع موجوداً، فبیع المعدوم باطل. (شرح المجلة لرستم باز: (۷۸/۱) المادة: ۱۹۷، الکتاب الأول: فی البیوع، الباب الثانی، الفصل الأول فی شروط المبیع وأوصافه، ط: فاروقیه)

وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه... فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم. (شامی: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید.

مصنوعات کے فائدے سے متعلق کوئی عیب چھپانا

(۲۰۵) چیز کی ذات اور اسکی صفات کے متعلق تو کوئی عیب نہیں چھپایا لیکن وہ چیز خریدار کو وہ فائدہ نہیں دے گی یا اس چیز میں وہ فائدہ نہیں ہے جس فائدے کے لئے وہ اسے خرید رہا ہے مثلاً یہ معلوم ہے کہ دوائی اس بیماری کے لئے نہیں ہے لیکن دوسری دوائیوں کے ساتھ خریدار کو وہ دوائی بھی فروخت کر دیتا ہے تاکہ فروخت کی مقدار میں اضافہ ہو جائے یا میعاد ختم ہونے سے پہلے دوائی کو نکال دے یا کسی اور غرض سے بیچ دی تو یہ بھی دھوکہ میں شمار ہوگا۔ (۱)

---

(۱) عن أبی ہریرة رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی صبرة من طعام فأدخل یده فیہا فنالت أصابعه بللاً، فقال: یا صاحب الطعام ماہذا ؟ قال: أصابته السماء یارسول اللہ! قال أفلا جعلته فوق الطعام حتی یراه الناس، ثم قال: من غش فلیس منا۔ قال الترمذی رحمہ اللہ: حدیث أبی ہریرة رضی اللہ عنہ حدیث حسن صحیح والعمل علی ہذا عند أہل العلم کرہوا الغش وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/۲۴۵) ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراہیة الغش، ط: سعید۔)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنہی عنہا من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی)

لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن، لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد (۵/۴۷) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فی جملة مایسقط به الخیار، ط: سعید)

تنبیه: کتمان عیب السلعة حرام۔ (البحر الرائق: (۶/۳۵) کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید)

رجل اراد أن یبیع السلعة المعیبة وہو یعلم یجب أن یبینہا۔ (الفتاوی الہندیة: (۳/۲۱۰) کتاب البیوع، الباب العشرون فی البیاعات المکروہة، ط: رشیدیه)

والثانی: أن لایکتم من عیوبہا وخفایا صفاتہا شیئاً أصلاً بل یجب علیه أن یظہر جمیع عیوبہا خفیہا وجلیہا، لأنه إن أخفی شیئاً یکون ظالماً غاشاً تارکاً للنصح، والغش حرام والنصح واجب... والحاصل: أن الغش حرام فی البیوع والصنائع جمیعاً، فلاینبغی للصانع أن یتہاون بعمله علی وجه لو عامله به غیره لایرتضیه، بل ینبغی له أن یحسن الصنعة ویحکمہا وإن وقع فیہا عیب یبین عیبہا۔ وبه یتخلص من الغش الحرام ومن کونه ظالماً للأنام۔ (مجالس الابرار: (ص ۵۴۶) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وأی کسب أطیب من المکاسب وأصبح منہا، ط: سہیل اکیڈمی)

مصنوع چیز میں درکار خام مال کی فراہمی

مارکیٹنگ میں جب صانع کسی شخص سے کوئی چیز بنا کر دینے کا عقد کر لے، تو اس مصنوعہ چیز میں استعمال ہونے والے ہر قسم کے خام مال کی فراہمی صانع کے ذمہ ہوگی، آرڈر دینے والے سے خام مال کے متعلق کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں کیا جائے گا، اس لئے کہ اگر خام مال بھی آرڈر دینے والا فراہم کرے گا، تو یہ اجارہ کا عقد ہوگا عقد استصناع نہیں ہوگا۔ (۱)

مصنوع کا ضمان قبضے کے بعد

''قبضے کے بعد مصنوع کا ضمان'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۶/۵)

مصنوع کو قبول کرنا

اگر صانع (بنانے والے) کی بنائی ہوئی چیز مستصنع (بنوانے والے) کے بیان کردہ اوصاف وشرائط کے مطابق ہو تو اس صورت میں مستصنع کا فرض بنتا ہے کہ

---

(۱) تکون المواد المستخدمة فی الشیئ المصنوع من الصانع، فإذا کانت المواد من المستصنع لا من الصانع فإن العقد یکون إجارة لا استصناعاً۔ (ادوات الاستثمار الاسلامی عز الدین محمد خواجه: (ص: ۵٦) الباب الاول: اسالیب الانجار، بیع الاستصناع، ط: مصرف الزیتونة، تونس 2014)

ویشترط أن یکون العمل والعین کلاهما من الصانع وعلیه فلو کانت العین من المستصنع کان العقد إجارة الآدمی۔ (درر الحکام شرح مجلة الاحکام: (۱/ ۴۲۳) الفصل الرابع فی بیان الإستصناع، ط: دار الجیل)

(والاستصناع) طلب الصنعة والعین جمیعاً حتی لو کان العین من المستصنع کان إجارة لا استصناعاً کما فی إجارة المحیط۔ (الدر المنتقی مع المجمع: (۳/ ۱۴۹) کتاب البیوع، باب السلم، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الفتاوی الهندیة: (۴/ ۵۱۷) کتاب البیوع، الباب الحادی والثلاثون فی الاستصناع والاستئجار علی العمل، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/ ۱۷۵) الکتاب الأول فی البیوع، الفصل الرابع فی الاستصناع، ط: مکتبة فاروقیه)

وہ اس چیز کو قبول کرے، اور اگر وہ اس کو قبول نہ کرے، تو اسے مجبور کیا جائے گا کہ یہ چیز لے کر صانع کو اس کی قیمت ادا کرے تا کہ صانع کو کوئی نقصان نہ ہو۔ یعنی اگر تیار شدہ مال فریقین کے درمیان طے ہونے والی صفات کے مطابق ہو، اور اس میں کوئی ایسا عیب نہ ہو، جو عرف عام میں عیب ہو، تو مشتری (خریدار) مال خریدنے کا پابند ہوگا، ہاں اگر بائع (سیلر) مال تیار کرنے یا اسے مشتری کے حوالہ کرنے میں طے شدہ مدت سے تاخیر کرے تو مشتری کو لینے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔[1]

مصنوع کی بیع قبضہ میں لینے سے پہلے

آرڈر پر پروڈکٹ تیار کرانے کے بعد جب تک قبضہ نہ کر لے تب تک اس

---

(۱) وإذا انعقد الاستصناع، فليس لأحد العاقدين الرجوع وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبنية كان المستصنع مخيراً)... و قال العلامة على حيدر: و كذلك ليس للمستصنع أن يرجع عنه: لأنه لو جعل له الخيار للحق البائع إضرار، لأنه قد لايرغب فى المصنوع أحد غير المستصنع... وإذا كان المصنوع غير موافق للأوصاف المطلوبة فإن كان النقص الموجود فيه من قبيل العيب فللمستصنع خيار العيب وإن كان من قبيل الوصف فله خيار الوصف إن شاء قبله وإن شاء رده۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/ ۴۲۴، ۴۲۵) المادة: ۳۹۲، الكتاب الأول فى البيوع، الفصل الرابع فى الاستصناع، ط: دار الجيل)

(انعقد)... فالعقد يقع ابتداء على وجه الخيار، ثم يحصل اثره وهو الانعقاد لزوماً عند عمل المصنوع واحضار إلى المستصنع إذا وافق شروطه، يشير إلى هذه الفقرة الاخيرة من هذه المادة حيث جعلت الخيار عند عدم موافقة الشروط ويقابله اللزوم عند موافقتها... وهذا أى اللزوم عند الموافقة قول الامام أبى يوسف رحمہ اللہ لكونه أرفق، وعليه مشت المجلة۔ (شرح المجلة لخالد الأتاسى: (۲/ ۴۰۶) شرح المادة: ۳۹۲، ط: رشيديه)

وقال ابو يوسف رحمہ اللہ: العقد لازم إذا رأى المستصنع الشئ المصنوع ولا خيار له، إذا جاء موافقا للصفة أو الطلب والشروط، لأنه مبيع بمنزلة السلم فيه فليس له خيار الرؤية لدفع الضرر عن الصانع فى إفساد المواد المصنوعة التى صنعها وفقاً لطلب المستصنع، وربما لايرغب غيره فى شرائه على تلك الصفة... وفى تقديرنا أن هذا الرأى الذى أخذت به المجلة سديد منعاً من وقوع المنازعات بين المتعاقدين ودفعاً للضرر عن الصانع إذ أن اغراض الناس تختلف باختلاف الشئ المصنوع حجماً ونوعاً وكيفية۔ (الفقه الإسلامى وأدلته: (۴/ ۶۳۴) الفصل الأول عقد البيع، المطلب الخامس، عقد الاستصناع، حكمه، ط: دار الفكر)

کو آگے فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

(۲۰۸) مصنوع کی تیاری مطلوبہ اوصاف کے مطابق ہو

آرڈر پر مال تیار کرنے والے کی سب سے اہم ذمہ داری یہ ہے کہ آرڈر کا مال تیار کرنے میں ان تمام اوصاف کا خاص طور پر التزام کرے، جو آرڈر دینے والے کو مطلوب ہیں، اگر آرڈر پر مال تیار کرنے والا غفلت کا مظاہرہ کرتے ہوئے آرڈر دینے والے کے معیار کے مطابق چیز بنانے میں ناکام ہوجائے، تو اس صورت میں آرڈر دینے والا چیز قبول کرنے کا پابند نہیں ہوگا، چاہے آرڈر پر مال بنانے والا کوئی شخص ہو یا کوئی کارخانہ اور فیکٹری ہو۔ (۲)

مصنوعی ریشم

مصنوعی ریشم اصل ریشم کے حکم میں نہیں ہے، اس لئے اس کی تجارت اور استعمال جائز ہے اگرچہ عرف میں اس کو بھی ریشم کہتے ہیں، (۳) ہاں اگر کسی کپڑے کا

---

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنه أن رسول ﷺ قال: من ابتاع طعاما فلایبعه حتی یستوفیه... قال ابن عباس رضی اللہ عنه واحسب کل شیئ مثل الطعام۔ (سنن أبی داؤد: (۱۳۸/۲) کتاب البیوع، باب فی بیع الطعام قبل أن یستوفی، ط: رحمانیه)

الصحیح لمسلم: (۵/۲) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع، قبل القبض، ط: قدیمی۔

فیحرم بیع کل شیئ قبل قبضه، طعاما کان أو غیره۔ (تکمله فتح الملهم: (۳۵۰/۱) کتاب البیوع، باب بطلان بیع المبیع قبل القبض، مکتبة دارالعلوم کراچی)

لایصح بیع المنقول قبل قبضه، لنهیه علیه السلام عن بیع مالم یقبض۔ (مجمع الأنهر: (۱۱۳/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة۔)

(۲) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة السابقة۔

(۳) لبس الحریر الخالص حرام علی الرجل۔ (الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۸۱) کتاب الحظر والإباحة ط: قدیمی)

فأما الحریر الخالص، فلایباح للرجال إلا عند الإضطرار۔ (تکمله فتح الملهم: (۱۱۱/۴) کتاب اللباس والزینة، باب اباحة لبس الحریر، ط: دار العلوم کراچی۔)=

اصلی ریشمی ہونا ثابت ہوجائے تو اس کی تجارت جائز ہوگی البتہ مردوں کے لئے اس کا استعمال کرنا جائز نہیں ہوگا۔[1]

أحسن الفتاوی: (۸/۶۶) کتاب الحظر والإباحة، عنوان: مصنوعی ریشم کا حکم، ط: سعید۔

فإن الإسلام... لم يقصره على نوع دون نوع، ولم يقرر نوعاً خاصاً أو هيئة خاصة من اللباس، ولا أسلوباً خاصاً للمعيشة، وإنما وضع مجموعة من المبادیء. (تكملة فتح الملهم: (۴/۸۷) كتاب اللباس والزينة، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔)

لا بأس بلبس الثياب الجميلة إذا كان لا ينكر عليه فيه۔ (البحر الرائق: (۸/۳۴۹) كتاب الكراهية، فصل في اللباس، ط: رشيديه)

مجمع الأنهر: (۴/۱۹۱) كتاب الكراهية، فصل في اللبس، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) وقد ثبت أنه صلى الله عليه وسلم قام على المنبر وفي إحدى يديه ذهب وفي الأخرى حرير فقال: هذان حرام على ذكور أمتي حلال لأناثها۔ (معالم السنن: (۴/۲۱۶) كتاب اللباس، ومن باب في الذهب للنساء، ط: المطبعة العلمية، حلب)

سنن أبي داؤد: (۲/۲۰۶) كتاب اللباس، باب في الحرير للنساء، ط: رحمانيه۔)

عن أبي موسى الأشعري رضي الله عنه، أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: حرم لباس الحرير والذهب على ذكور أمتي وأحل لاناثهم۔ (جامع الترمذي: (۱/۳۰۲) كتاب اللباس، باب ماجاء في الحرير والذهب للرجال، ط: قديمي)

عن الزهري: قال: أخبرني سالم بن عبدالله، أن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما، قال: أخذ عمر جبة من استبرق تباع في السوق، فأخذها، فأتى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يارسول الله صلى الله عليه وسلم ابتع هذه تجمل بها للعيد والوفود، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: إنما هذه لباس من لا خلاق له" فلبث عمر ماشاء أن يلبث، ثم أرسل إليه رسول الله صلى الله عليه وسلم بجبة ديباج فأقبل بها عمر، فأتى بها رسول الله صلى الله عليه وسلم، فقال: يارسول الله صلى الله عليه وسلم! إنك قلت: "إنما هذه لباس من لا خلاق له" وأرسلت إلى هذه الجبة، فقال له رسول الله صلى الله عليه وسلم: "تبيعها أو تصيب بها حاجتك"۔ (صحيح البخاري: (۱/۱۳۰) كتاب العيدين، باب ماجاء في العيدين والتجمل فيهما، ط: قديمي)

وفيه: جواز بيع الحرير للرجال والنساء وهبته، (عمدة القاري: (۶/۳۸۷) كتاب العيدين، باب العيدين والتجمل فيه، ط: دار الكتب العلمية۔)

ويستفاد من حديث الباب فوائد، الأولى: جواز بيع الحرير وإن كان حراماً على الرجال۔ الثانية: حرمة الحرير على الرجال۔ (شرح سنن أبي داؤد للعيني: (۴/۴۰۸) كتاب الصلوة، باب اللبس يوم الجمعة، ط: مكتبة الرشيد۔)

مصنوعی ریشم کی خرید وفروخت کرنا

''ریشم مصنوعی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۷۰/۴)

مصنوعی زعفران

''زعفران مصنوعی ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۱/۴)

مصنوعی قلت پیدا کرنا

ملک میں مصنوعی قلت پیدا کرنے کی ایک جدید صورت یہ ہے کہ بڑے بڑے مالدار تاجر لوگ اندازہ لگاتے ہیں کہ کون سی اشیاء مستقبل میں مہنگی ہونے والی ہیں، پھر ان اشیاء کی مل، فیکٹری یا کارخانہ والوں سے رابطہ کرتے ہیں، اور انہیں کچھ ایڈوانس دے کر بہت بڑا آرڈر دیتے ہیں جسے پورا کرنے میں مل، فیکٹری یا کارخانہ والوں کو دو تین مہینے کی ضرورت ہوتی ہے اور اس دوران وہ چیزیں مارکیٹ میں آنا بند ہوجاتی ہیں، نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ ایک طرف لوگ پریشان ہوتے ہیں اور دوسری طرف ان اشیاء کی قیمت بڑھنا شروع ہوجاتی ہے، اور جس کے پاس وہ چیز ہوتی ہے وہ اپنی مرضی کی قیمت پر اسے بیچتا ہے، منہ مانگی قیمت وصول کرتا ہے، اور لوگ بھی ضرورت کی وجہ سے خریدنے پر مجبور ہوتے ہیں، مل فیکٹری اور کارخانہ والے جب ریٹ بڑھتا ہوا دیکھتے ہیں تو اس خریدار تاجر کو کچھ دے دلا کر جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں، لیکن وہ تاجر زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کا خواہشمند ہوتا ہے، اس طرح اس چیز کی قیمت مزید بڑھ جاتی ہے، بعض اوقات فیکٹری اور کارخانہ والے تاجر کو اس کا ایڈوانس اور ساتھ میں کچھ نفع دے کر راضی کر لیتے ہیں، اور بعض اوقات خریدار تاجر اپنا آرڈر پورا کرنے پر اصرار کرتا ہے، اور وہ چیز وصول کر کے مارکیٹ میں مہنگے داموں میں فروخت کرتا ہے۔ اس طرح مصنوعی قلت پیدا کر کے ریٹ بہت زیادہ

بڑھا دیا جاتا ہے، کاروبار کی یہ صورت درست نہیں بلکہ حرام ہے۔ [1]

مضارب پر نقصان کی شرط عائد کی گئی

اگر عقد مضاربت کے معاہدے میں نقصان کی شرط مضارب پر عائد کی گئی، اور مضارب کی کوتاہی کے بغیر تجارت میں نقصان ہوگیا، تو مضارب نقصان کا ذمہ دار نہیں ہوگا، اور اس شرط کی وجہ سے مضاربت فاسد نہیں ہوگی بلکہ شرط خود باطل ہوجائے گی، اگر تجارت میں نفع ہوا ہے تو نقصان کو اس سے پورا کیا جائے گا، اور اگر نفع نہیں ہوا تو سرمایہ دینے والا نقصان برداشت کرے گا۔ [2]

---

(۱) عن عمر بن الخطاب، قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: الجالب مرزوق والمحتکر ملعون. (سنن ابن ماجة: (ص:۱۵٦) أبواب التجارات، باب الحکرة والجب، ط: قدیمی.

مالك عن عمرو بن يحيىٰ المازني عن ابيه أن رسول الله صلي الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطا الإمام مالك: (ص:٦٤٣) كتاب الأقضية، القضاء في المرفق، ط: قديمي.

وعن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمناً أومكربه (مشكاة المصابيح: (ص:٤٢٨) كتاب الآداب، باب ممانيهي عنه من التهاجر والتقاطع واتباع العورات، ط: قديمي)

وكره احتكار قوت البشر كتين وعنب ولوز، والبهائم كتبن وقت في بلد يضر بأهله لحديث: الجالب مرزوق، والمحتكر ملعون. (الدر المختار مع الرد: (٣٩٨/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (٢٧٠/٨) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه.

(٢) وغير ذٰلک من الشروط الفاسدة لايفسدها ويبطل الشرط كشرط الوضيعة على المضارب۔ (الهداية: (٢٥٦/٣)، كتاب المضاربة، ط: رشيديه۔)

وفي الجلالية: كل شرط يوجب جهالة في الربح أو يقطع الشركة فيه يفسدها وإلا بطل الشرط وصح العقد اعتباراً بالوكالة۔ وفي الشامية: قوله: بطل الشرط كشرط الخسران على المضارب، (الدر مع الرد: (٦٤٨/٥)، كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

وشرط الوضيعة شرط زائد لايوجب قطع الشركة في الربح ولا الجهالة فيه فلايكون مفسداً ولكون الوضيعة وهو الخسران على رب المال، لأن مافات جزء من المال بالهلاك يلزم صاحب المال دون غيره والمضارب أمين فيه فلايلزمه بالشرط فصار الأصل فيه أن كل شرط يوجب جهالة في الربح، أو قطع الشركة فيه مفسد ومالا فلا۔ (تبيين الحقائق: (٥٦/٥) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان)=

مضاربت پر نقصان کے تاوان کا حکم

مضاربت میں مضارب سرمایہ لگانے والے کا نمائندہ ہے، مال کی حفاظت کے اعتبار سے امین ہوتا ہے، اور لین دین تصرف کے اعتبار سے وکیل اور نمائندہ ہوتا ہے، اور امین کی حیثیت سے سرمایہ کی حفاظت کرنا اس پر لازم اور ضروری ہوتا ہے اگر اتفاق سے مضارب کی کوتاہی اور زیادتی کے بغیر اس سرمایہ میں نقصان آجائے یا ضائع ہوجائے تو مضارب اس کا ذمہ دار نہیں ہوگا لیکن اگر یہ ثبوت مل جائے کہ اس نے قصداً مال ضائع کیا ہے، یا سرمایہ دینے والے کے شرائط کی مخالفت کی ہے تو پھر مضارب نقصان کا ذمہ دار ہوگا ایسی صورت میں نقصان کی تلافی اوّلاً حاصل شدہ نفع سے کی جائے گی، اور اگر نفع نہیں ہوا، یا نفع ہوا لیکن نقصان نفع سے زیادہ ہے، اور مضارب نے تجارت میں کوئی کوتاہی نہیں کی ہے تو مضارب ذمہ دار نہیں ہوگا بلکہ سرمایہ دار نقصان برداشت کرے گا، اور گر مضارب کی کوتاہی ثابت ہوجائے پھر مضارب ذمہ دار ہوگا۔ (۱)

= وسبیل النفقة أن یحسب من الربح إن کان وإن لم یکن فهی من رأس المال۔ (الفتاوی الهندیه: (۳۱۳/۴) کتاب المضاربة، الباب الثانی عشر فی نفقة المضارب، ط: رشیدیه۔)

وما هلک من مال المضاربة فمن الربح... فإن زاد الهالک لم یضمن المضارب، لأنه أمین فلایکون ضمیناً للتنافی بینهما فی شیء واحد۔ (تبیین الحقائق: (۶۷/۵، ۶۸) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: امدادیه ملتان)

(۱) (ویملک المضارب فی المطلقة) التی لم تتقید بمکان أو زمان أو نوع (البیع)... (بنقد ونسیئة متعارفة)۔ وفی الشامیة: قوله: بنقد ونسیئة ولو اختلفا فیهما فالقول للمضارب فی المضاربة۔ (الدر مع الرد: (۶۴۸/۵) کتاب المضاربة، ط: سعید)

وما هلک من مال المضاربة فهو من الربح، دون رأس المال، فإذا زاد الهالک علی الربح فلاضمان علی المضارب، لأنّه أمین۔ (الهدایة: (۲۶۳/۳) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: رشیدیه)

الدر مع الرد: (۶۵۶/۵) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: سعید۔)=

مضاربت اور شرکت موجودہ زمانے میں

''مشارکہ اور مضاربت موجودہ زمانے کے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

مضاربت بینک کی

مضاربت اور شرکت میں بینک اپنے کلائینٹ کو طے شدہ یا متوقع نفع کی یقین دہانی اور نقصان نہ ہونے کہ ضمانت دیتا ہے، اور یہ جب ہی ممکن ہے کہ ہم کلائینٹ کی رقم کو بینک کے ذمہ قرض کہیں، اوراس پر ملنے والے طے شدہ یقینی یا متوقع نفع کو ''سود'' کہیں جبکہ مضاربت میں طے شدہ نفع یا متوقع نفع کی یقین دہانی کرانا، اور کسی قسم کا نقصان نہ ہونے کی ضمانت دینا درست نہیں، یہ شریعت کے خلاف ہے اور شرکت کا بھی حکم یہی ہے۔[1]

مضاربت غیر مسلم کے ساتھ

''غیر مسلم کے ساتھ مضاربت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۸/۵)

= (فإن تجاوز) المضارب بان يخرج إلى غير ذلك البلد فتصرف فيه أو اشترى سلعة غير ماعينه أو في وقت غير ماعينه أو باع مع غير من عينه (ضمن) لأنه صار غاصباً بالمخالفة و كان المشترى له۔ (والربح له) اى للمضارب، وعليه خسرانه۔ (مجمع الأنهر: (۳۴۹/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۵۹/۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان۔

(۱) الامور بمقاصدها۔ (الاشباه والنظائر: (ص: ۳۱) القاعدة الثانية، ط: قديمي۔)

العبرة في العقود للمقاصد والمعاني لا للألفاظ والمباني ولذا يجرى حكم الرهن في بيع الوفاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱۵/۱) رقم المادة: ۳، المقالة الثانية في بيان القواعد الفقهية الكلية۔ ط: مكتبة فاروقيه۔)

عن فضالة بن عبيد رضی اللہ عنہ صاحب النبي صلی اللہ علیہ وسلم انه قال: كل قرض جر منفعة فهو وجه من وجوه الربا۔ (اعلاء السنن: (۵۰۱/۱۴) كتاب الحوالة، ط: إدارة القرآن۔)

قال عليه الصلوة والسلام: "كل قرض جر منفعة فهو ربا" اى في حكم الربا، فيكون عقد القرض باطلاً، فإذا شرط في عقده مايجلب نفعاً إلى المقرض من نحو زيادة قدر أو صفة بطل۔ (فيض القدير: (۲۸/۵) رقم الحديث: ۶۳۳۶، حرف الكاف، ط: المكتبة التجارية)

مضاربت فاسدہ کا حکم

(۲۱۴) اگر کسی شرط فاسد کی وجہ سے مضاربت فاسد ہو جائے تو معاملہ ختم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس عقد سے حاصل ہونے والے کل منافع رب المال کے ہوں گے، مضارب کو اجرت مثل ملے گی، البتہ طے شدہ منافع سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ (۱)

اور اگر اس عقد میں نفع نہیں ہوا تو صحیح قول کے مطابق مضارب اجرت کا حقدار نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وإذا عمل المضارب في المضاربة الفاسدة وربح كان كل الربح لرب المال وللمضارب أجر المثل تاما؛ لأن المضاربة إذا فسدت تبقى إجارة، وفي الإجارة الفاسدة إذا عمل الأجير كان له أجر مثله تاما۔ (فتاویٰ قاضیخان علی ھامش الھندیة: (۱۶۲/۳) کتاب المضاربة، ط: رشیدیه۔)

وأما حكم المضاربة الفاسدة... ولا يستحق النفقة ولا الربح المسمى، وإنما له أجر مثل عمله سواء كان في المضاربة ربح أو لم يكن؛ لأن المضاربة الفاسدة في معنى الإجارة الفاسدة والأجير... إنما يستحق أجر المثل۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۸/۶) کتاب المضاربة، وأما حكم المضاربة، ط: سعيد)

إجارة فاسدة إن فسدت فلا ربح للمضارب حينئذ بل له أجر مثل عمله مطلقًا ربح أو لا بلا زيادة على المشروط خلافا لمحمد والثلاثة۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: قوله: مطلقًا هو ظاهر الرواية، قهستاني ۔ قوله: ربح أو لا وعن أبي يوسف ﷺ إذا لم يربح لا أجر له وهو الصحيح لئلا تربو الفاسدة على الصحيحة سائحاني، ومثله في حاشية ط عن العيني، قوله خلافا لمحمد، فيه إشعار بأن الخلاف فيما إذا ربح، وأما إذا لم يربح فأجر المثل بالغا ما بلغ؛ لأنه لا يمكن تقدير بنصف الربح المعدوم كما في الفصولين لكن في الواقعات ما قاله أبو يوسف مخصوص بما إذا ربح، وما قاله محمد ان له اجر المثل بالغا ما بلغ فيما هو أعم، قهستاني۔ (الدر مع الرد: (۶۴۶/۵) کتاب المضاربة، ط: سعيد)

(۲) استحقاق رب المال للربح بماله فيكون جميع الربح له في المضاربة الفاسدة والمضارب بمنزلة أجيره يأخذ أجر المثل لكن لا يتجاوز المقدار المشروط حين العقد ولا يستحق اجر المثل ان لم يكن ربح۔ اعتبارا بالمضاربة الصحيحة، لأنهما رضيا أن يكون للعامل جزء من الربح لو حصل وبالحرمان ان لم يحصل ولو أوجبنا عليه اجرا عند عدم الربح أو زيادة على المسمى إذا ربح، لربت الفاسدة على الصحيحة، وهذا قول أبي يوسف وهو الصحيح كما في رد المحتار عن السائحاني ومثله في الطحطاوي عن العيني۔ وفي حاشية أبي السعود عن ابن الفرس: وعن محمد وهو ظاهر الرواية، انه يجب اجر المثل مطلقًا ربح او لم يربح زاد على المسمى أو لا هذا مانقله في الشرنبلالية عن التبيين وشرح المجمع والخلاصة؛ لأنه لا يستحق المسمى لعدم الصحة ولم يرض بالعمل مجانا، =

مضاربت فاسد ہوجائے

عقد مضاربت فاسد ہونے کے بعد اس کی تصحیح کی ایک صورت یہ ہے کہ اس عقد کو عقد شرکت میں تبدیل کردیا جائے، اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ اگر سرمایہ مثلاً دس لاکھ ہے تو رب المال (سرمایہ دار) اس میں کچھ رقم مضارب کو قرض کے طور پر دے دے اور مضارب اس رقم کو اس مال (اصل سرمایہ) میں شراکت کے طور پر جمع کردے اور جو نفع حاصل ہو وہ دونوں کے درمیان آدھا آدھا تقسیم کردیا جائے، اور عقد ختم ہونے کے بعد رب المال اپنا قرض وصول کرلے تو یہ جائز ہوگا۔ (۱)

=وأن أجر الأجير يجب بتسليم المنافع أو بتسليم العمل، وقد وجد تسليم كل منهما هنا زيلعي، وقيل الخلاف بينهما فيما إذا ربح، وأما إذا لم يربح فأجر المثل بالغا ما بلغ، وقد علمت ان الصحيح ما مشت عليه المجلة في هذه المادة۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۳۶۲/۴) المادة: ۱۴۲۶) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في المضاربة، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: رشيديه)

شامي: (۶۴۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۵۹۲/۲) مكتبة فاروقيه۔)

(۱) ومن حيل الضمان أن يقرضه المال إلا درهما ثم يعقد شركة عنان بالدرهم وبما أقرضه على أن يعملا والربح بينهما ثم يعمل المستقرض فقط فالقرض عليه۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۴۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۸۷/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔)

لا يشترط في الشريكين شركة عنان كون رأس مالهما متساويا بل يجوز كون رأس مال احدهما أزيد من رأس مال الاخر، وكل واحد منهما لا يكون مجبورا على إدخال جميع نقده إلى رأس المال، بل يجوز أن يعقد الشركة على مجموعه أو على مقدار منه، فبهذه الجملة يجوز أن يكون لهما فضلة على رأس مالهما تصلح أن تكون رأس مال شركة كنقدهما مثلاً۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۲۹۲/۴)، المادة: ۱۳۶۵) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، مكتبه فاروقيه)

وأما عنان ... ولذا تصلح عاما وخاصا ومطلقا وموقتا ومع التفاضل في المال دون الربح وعكسه وببعض المال دون بعض۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: قوله ومع التفاضل في المال دون الربح أي بأن يكون لأحدهما ألف وللآخر ألفان مثلاً واشترطا التساوي في الربح۔ (الدر مع الرد: (۳۱۱/۴، ۳۱۲) كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (۶۲/۶) كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الانواع، ط: سعيد۔=

مضاربت فسخ کرنا

☆ عقد مضاربت کو مضارب اور رب المال میں سے جو بھی فریق فسخ (ختم) کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو اطلاع دے کر فسخ کر سکتا ہے اور اس فسخ کا اطلاق اس وقت ہوگا جب مال نقدی کی شکل میں موجود ہو، اور اگر مال نقدی کی شکل میں نہیں بلکہ سامان کی صورت میں ہے تو پھر مضارب کو سامان فروخت کرنے کا موقع دیا جائے گا تا کہ اصل اور نفع الگ الگ متعین ہو جائے اور نفع ہونے کی صورت میں نفع کو معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

☆ اگر مضارب کے پاس نقد رقم موجود ہے تو فوراً ادا کر دینی چاہیے، رقم ہونے کے باوجود ٹال مٹول کرنا جائز نہیں ہے۔

اور اگر مضارب کے پاس اصل رقم کے برابر رقم ہے تو وہ رب المال کو ادا کر دے اور بقیہ منافع کی رقم بعد میں سامان فروخت کرنے کے بعد ادا کر دے۔[1]

= : شرکة العنان لاتقتضی التساوی، فیصح التفاضل بینهما بالمال، ویصح التساوی فی المال ویتفاضلان فی الربح؛ لأنّ الربح تارةً یستحق بالمال و تارة بالعمل بدلالة المضاربة۔ (الفقه الحنفی وأدلته: (ص: ۱۰۳)، ط: بیروت)

(۱) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غیر لازم، ولکل واحد منهما اعنی ربّ المال والمضارب الفسخ لکن عند وجود شرطه وهو علم صاحبه لما ذکرنا فی کتاب الشرکة، ویشترط أیضًا أن یکون رأس المال عینا وقت الفسخ دراهم أو دنانیر حتی لو نهی رب المال المضارب عن التصرف و رأس المال عروض وقت النهی لم یصح نهیه۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۶) کتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعید)

اجمع العلماء علی ان اللزوم لیس من موجبات عقد القراض وان لکل واحد منهما فسخه مالم یشرع العامل فی القراض، واختلفوا إذا شرع العامل، فقال مالک: هو لازم... وقال الشافعی وأبو حنیفة: لکل واحد منهم الفسخ إذا شاء۔ (بدایة المجتهد: (۱۸۱/۲) القول فی أحکام القراض، ط: دار نشر الکتب)

ولا ینعزل بعزله مالم یعمل به فإن علم والمال عروض فله بیعها ولا یتصرف فی ثمنها وإن کان نقدًا من جنس رأس المال لایتصرف فیه۔ (ملتقی الأبحر مع المجمع: (۳/۴۵۷) کتاب المضاربة، ط: دار الکتب العلمیة)

قلت: والحاصل أنه متی علم بعزله، والمال نقد من جنس رأس المال من کل وجه بأن کان دراهم أو دنانیر ظهر عزله فلا یتصرف فیه أصلاً، وإن لم یکن من جنسه من کل وجه بأن کان عرضاً =

مضاربت کو وقت کے ساتھ مقید کرنا

مضاربت کو وقت کے ساتھ مقید کرنا جائز ہے، البتہ فریقین میں سے کوئی ایک فریق مضاربت کو مقررہ وقت سے پہلے ختم کرنا چاہے تو دوسرے فریق کو اطلاع دے کر ختم کر سکتا ہے،[۱] اور اگر مقررہ وقت سے پہلے ختم نہیں کیا تو مقررہ وقت ختم ہوتے ہی مضاربت ختم ہو جائے گی۔[۲]

مضاربت کی اہمیت

مضاربت ایک پسندیدہ تجارت ہے۔

❶ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت کے اعلان سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال کے ساتھ مضاربت کے تحت تجارت کی۔[۳]

=ورأس المال أحد النقدين لم يعمل عزله، وتوقف حتى صار مثل رأس المال۔ (الدر المنتقى: (۴/ ۴۵۷) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلميه۔)

☜ تبيين الحقائق: (۵/ ۶۷) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: امداديه ملتان۔)

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۱، على الصفحة السابقة۔

(۲) وإن وقت للمضاربة وقتا بعينه يتقيد به حتى يبطل العقد بمضيه ۔ (الهندية: (۴/ ۲۹۸) كتاب المضاربة، الباب السادس فيما يشترط على المضارب من الشروط، ط: رشيديه۔)

☜ شرح المجلة: (۴/ ۳۵۵) المادة: ۱۴۲۰ ۔ الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث: في بيان احكام المضاربة، ط: رشيديه۔)

☜ الهدايه: (۳/ ۲۶۵) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه۔)

(۳) وقد خرج صلى الله عليه وسلم في قراض بمال خديجة رضي الله عنها. (المحلى بالآثار: (۷/ ۹۶) كتاب المضاربة وهي القراض، ط: دار الفكر)

☜ ورسوله الله صلى الله عليه وسلم قد سافر بمال غيره قبل النبوة، كما سافر بمال خديجة والعير التي كان فيها أبو سفيان كان أكثرها مضاربة مع أبي سفيان وغيره. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵/ ۳۹۲۶) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الأول، ط: رشيديه)

☜ زاد المعاد: (۱/ ۱۶۲) فصل هديه صلى الله عليه وسلم في العقود، ط: مؤسسة الرسالة.

⑤ حضرت عباس رضی اللہ عنہ مخصوص شرائط کے ساتھ مضاربت پر کاروبار کرتے تھے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے پسندیدگی کا اظہار فرمایا۔[۱]

⑥ حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ شرائط کے ساتھ مضاربت کرتے تھے۔[۲]

⑦ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مضاربت میں برکت ہے۔[۳]

⑧ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ مضاربت کیا کرتے تھے۔[۴]

---

(۱) أن العباس بن عبد المطلب رضي الله عنه. كان إذا دفع مالاً مضاربة شرط على المضارب أن لا يسلك به بحراً، وأن لا ينزل وادياً، ولا يشتري به ذات كبد رطب، فإن فعل ذلك ضمن، فبلغ رسول الله صلى الله عليه وسلم ذلك فاستحسنه. (المبسوط للسرخسي: (۲۲/۱۸) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة)

العنايه على هامش فتح القدير: (۷/٤١٥) كتاب المضاربة، ط: رشيديه قديم.

تبيين الحقائق: (٥/٥٣) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

نصب الرايه: (٤/١١٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الاسلامية، لاهور.

(۲) أن حكيم بن حزام صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم كان يشترط على الرجل إذا أعطاه مالاً مقارضة. (نصب الراية: (٤/١١٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية، لاهور.

سنن الدار قطني: (٤/٢٣) رقم الحديث: ٣٠٣٣، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة.

المبسوط للسرخسي: (٢٢/١٨) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

(۳) عن صالح بن صهيب عن أبيه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ثلاث فيهن البركة: البيع إلى أجل والمقارضة وأخلاط البر بالشعير للبيت لا للبيع. (سنن ابن ماجة: (ص: ١٦٥) أبواب التجارات، باب الشركة والمضاربة، ط: قديمي).

مشكاة المصابيح: (ص: ٢٥٤) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثالث، ط: قديمي.

نصب الراية: (٣/٤٧٥) كتاب الشركة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية.

(۴) عن العلاء بن عبد الرحمن بن يعقوب عن أبيه أن عثمان أعطى مالاً مقارضة يعني مضاربة. (نصب الراية: (٤/١١٥) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية)

معرفة السنن والآثار للبيهقي: (٨/٣٢٢) رقم الحديث: ١٢٠٦٨، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية كراتشي)

المبسوط للسرخسي: (٢٢/١٨) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

❼ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے زید بن خلید کے ساتھ مضاربت کی۔ (۱)

❽ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں موجود یتیموں کے مال سے بھی مضاربت کے اصولوں پر کاروبار کے لئے رقم دی۔ (۲)

❾ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے دو صاحبزادے عبد اللہ اور عبید اللہ رضی اللہ عنہما فوجی خدمات کے سلسلہ میں عراق گئے، واپسی پر بصرہ کے گورنر حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے انہیں کچھ رقم دی جو مدینہ پہنچ کر امیر المؤمنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے حوالے کرنی تھی اس رقم سے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے دونوں صاحبزادوں نے تجارت کا مال خریدا اور مدینہ طیبہ پہنچ کر نفع پر فروخت کر دیا اور اصل رقم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس جمع کروادی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا ''کیا اسی طرح تمام سپاہیوں کو رقم دی گئی تھی یا صرف تمہیں دی گئی کیونکہ تم خلیفہ کے بیٹے تھے؟ انہوں نے کہا صرف ہمیں دی گئی،'' آپ نے ان کو تمام رقم نفع سمیت بیت المال میں جمع کروانے کا حکم دیا، حضرت عبید اللہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر یہ رقم ان سے گم ہو جاتی تو پھر انہیں تمام رقم بیت المال میں جمع کروانی پڑتی؟ وہیں پر موجود ایک شخص نے کہا کہ یہ مضاربت کی شکل ہے۔'' اس لئے آدھا نفع بیت المال میں جمع ہوا اور آدھا نفع دونوں

---

(۱) وعن حماد، عن ابراهيم، أن ابن مسعود أعطى زيد بن خليد مالاً مقارضة. (معرفة السنن والآثار للبيهقي: (۳۶۲/۸) رقم الحديث: ۱۲۰۶۹، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية، كراتشي)

نصب الراية: (۱۱۵/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب العربية، لاهور.

كتاب الآثار لأبي يوسف.

(۲) عن حميد بن عبد الله بن عبيد الأنصاري، عن أبيه، عن جده، أن عمر بن الخطاب أعطى مال يتيم مضاربة، وكان يعمل به بالعراق. (معرفة السنن والآثار للبيهقي: (۳۶۲/۸) رقم الحديث: ۱۲۰۶۷، كتاب الصلح، باب القراض، ط: جامعة الدراسات الإسلامية كراتشي)

نصب الراية: (۱۱۵/٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب العربية، لاهور.

التلخيص الجبير: (۱۳۸/۳) كتاب القراض، ط: دار الكتب العلمية.

مضارب کو دیا جائے اس کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قبول فرمالیا۔[1]

مضاربت کی شرائط

مضاربت صحیح ہونے کے لئے چند شرائط ہیں ان میں سے اہم اہم شرائط یہ ہیں:

❶ سرمایہ نقدی یا سونا، چاندی کی صورت میں ہونا چاہئے، تجارت کے مال کے ساتھ مضاربت جائز نہیں، نقدی یا سونا چاندی ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ تجارت کے مال کی قیمتوں میں کمی بیشی ہوتی رہتی ہے جس کی وجہ سے سرمایہ کے قدر اور منافع کی مقدار بھی تبدیل ہوجاتی ہے جیسے ایک شخص کہتا ہے کہ یہ کپاس یا گندم یا کپڑا ایک ہزار روپے کا ہے یہ کپاس یا گندم یا کپڑا لو، اور اسے مضاربت کی بنا پر فروخت کرو، یہ معاملہ درست نہیں البتہ اگر مضارب سے یہ کہا جائے کہ تجارت کا یہ مال لو اور اس کو فروخت کرنے کے بعد جو سرمایہ حاصل ہو اس کے ساتھ مجھ سے مضاربت کرو تو مضاربت کی یہ صورت جائز ہے۔[2]

---

(۱) وري: أن عبدالله وعبيد الله، ابنا عمر رضي الله عنهم، قدما العراق ونزلا على أبي موسىٰ رضي الله عنه. فقال: لو كان عندي فضل مال لأكرمتكما ولكن عندي مال من مال بيت المال فابتاعا به، فإذا قدمتما المدينة فادفعاه إلى أمير المؤمنين رضي الله عنه، ولكما ربحه، ففعلا ذلك، فلما قدما على عمر رضي الله عنه أخبراه بذلك، فقال: "هذا مال المسلمين فربحه للمسلمين" فسكت عبدالله وقال عبيد الله: "لا سبيل لك إلى هذا فإن المال لو هلك كنت تضمننا. قال بعض الصحابة رضوان الله عليهم اجمعين. اجعلهما بمنزلة المضاربين، لهما نصف الربح وللمسلمين نصفه فاستصوبه عمر رضي الله عنه. (المبسوط للسرخسي: (۲۲/۱۸) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة)

نصب الراية: (۱۱۳/٤، ۱۱٤) كتاب المضاربة، ط: دار نشر الكتب الإسلامية.)

موطأ امام مالك: (ص: ٦١٦) كتاب القراض، ط: قديمي.

(۲) منها أن يكون رأس المال من الدراهم أو الدنانير عند عامة العلماء فلا تجوز المضاربة بالعروض... ولأن المضاربة بالعروض تؤدي إلى جهالة الربح وقت القسمة لأن قيمة العروض تعرف بالحرز والظن وتختلف باختلاف المقومين والجهالة تفضي إلى المنازعة والمنازعة تفضي إلى الفساد وهذا لا يجوز، =

[illegible] مضاربت کے معاہدہ کے وقت سرمایہ کی مقدار معلوم ہونا ضروری ہے تا کہ بعد میں سرمایہ کی مقدار کے بارے میں جھگڑا پیدا نہ ہو۔ (۱)

[illegible] مضاربت کے معاہدہ کے وقت سرمایہ دار کے پاس سرمایہ موجود ہونا ضروری ہے اگر مضارب پر قرض ہو تو اس کی بنیاد پر مضاربت کا معاہدہ کرنا درست نہیں البتہ اگر مضارب کو کسی اور شخص سے قرض وصول کر کے مضاربت کا کاروبار شروع کرنے کے لئے کہا جائے تو مضاربت صحیح ہو جائے گی، اور اس صورت میں مضارب قرض وصول کرنے میں سرمایہ دار کا نمائندہ ہوگا۔ (۲)

[illegible] معاہدہ کے وقت سرمایہ مضارب کے قبضہ میں دینا ضروری ہے تا کہ وہ

=وقد قالوا: إنه لو دفع إليه عروضاً، فقال له: بعها واعمل بثمنها مضاربة بدراهم أو دنانير وتصرف فيها جاز، لأنه لم يضف المضاربة إلى العروض وإنما أضافها إلى الثمن والثمن تصح به المضاربة. (بدائع الصنائع: (۸۲/۲) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

الدر المختار مع الرد: (٦٤٧/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

شرح المجله لرستم باز: (٥٨٤/٢) المادة: ١٤٠٩، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثاني في بيان شروط المضاربة، ط: مكتبه فاروقيه.

(۱) (يشرط في المضاربة أن يكون رأس المال معلوماً كشركة العقد ايضاً) لئلا يقعا في المنازعة. (شرح المجله لرستم باز: (٥٨٥/٢) المادة: ١٤١١، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني، ط: مكتبه فاروقيه.

الدر المختار مع الرد: (٦٤٧/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

بدائع الصنائع: (٨٢/٦) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.

(۲) ومنها أن يكون رأس المال عيناً لا ديناً، فإن كان ديناً فالمضاربة فاسدة وعلى هذا يخرج ما إذا كان لرب المال على رجل دين، فقال له: اعمل بديني الذي في ذمتك مضاربة بالنصف أن المضاربة فاسدة بلا خلاف... ولو قال لرجل: اقبض مالي على فلان من الدين واعمل به مضاربة جاز؛ لأن المضاربة هنا أضيفت إلى المقبوض فكان رأس المال عينا لا ديناً. (بدائع الصنائع: (٨٣/٦) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

وأما المضاربة بدين فإن على المضارب لم يجز، وإن على ثالث جاز. (الدر المختار مع الرد: (٦٤٧/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

تحفة الفقهاء: (٢٠/٣) كتاب المضارب، ط: دار الكتب العلمية)

اس میں تصرف کر سکے، اگر یہ کہا جائے کہ سرمایہ دار مضارب کے ساتھ حصہ لے گا تو مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہو جائے گا۔ (۱)

⑤ منافع کے بارے میں مضارب کا حصہ منافع کے فیصد یا تناسب کے لحاظ سے معلوم ہونا ضروری ہے مثلاً نفع کا آدھا یا تہائی، یا نفع کا دس فیصد مضارب کو اور نوے فیصد سرمایہ دار کو وغیرہ تو یہ درست ہے، اور اگر یہ کہا جائے کہ اس سرمایہ سے کاروبار کرو، اور منافع میں سے آپ کو دو ہزار ملے گا تو مضاربت کا معاملہ فاسد ہو جائے گا۔

اسی طرح یہ کہنا کہ آدھا نفع اور اس کے علاوہ ایک ہزار تو یہ صورت بھی جائز نہیں۔ (۲)

⑥ مضارب کا حصہ نفع میں سے طے کیا جائے گا اصل سرمایہ میں سے نہیں، مثلاً اگر یہ کہا جائے کہ نصف سرمایہ تمہارا اور منافع سے بھی اتنا اور اتنا حصہ تو یہ درست نہیں اسی طرح مضارب کو نفع میں سے آدھے یا تیسرے حصہ کے علاوہ ماہانہ تنخواہ بھی ملے گی، یہ شرط بھی درست نہیں، اس صورت میں شرط باطل ہو جائے گی اور مضاربت کا معاہدہ صحیح رہے گا اور مضارب کو تنخواہ نہیں ملے گی البتہ نفع میں سے متعینہ حصہ ملے گا۔

---

(۱) (وكونه مسلماً إلى المضارب) ليمكنه التصرف. وفي الشامية: قوله: مسلماً) فلو شرط رب المال أن يعمل مع المضارب لاتجوز المضاربة. (الدر المختار مع الرد: (٦٤٨/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

بدائع الصنائع: (٨٤/٦) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.

البحر الرائق: (٤٤٩/٧) كتاب المضاربة، ط: رشيديه.

(۲) (وكون الربح بينهما شائعاً) فلو عين قدراً فسدت. (الدر المختار: (٦٤٨/٥) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

ومنها أن يكون المشروط لكل واحد منهما من المضارب ورب المال من الربح جزء أشائعاً نصفاً أو ثلثاً أو ربعاً فإن شرطا عدداً مقرراً بأن شرطا أن يكون لأحدهما مائة درهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للآخر لايجوز والمضاربة فاسدة... وكذلك إن شرطا أن يكون لأحدهما النصف أو الثلث ومائة درهم أو قالا: إلا مائة درهم فإنه لايجوز كما ذكرنا أنه شرط يقطع الشركة في الربح. (بدائع الصنائع: (٨٦/٦) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد.)

مجمع الأنهر: (٤٤٦/٣) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

اور اگر یہ شرط رکھی کہ مضارب کو رہنے کو مکان یا زراعت کے لئے زمین بھی دی جائے گی تو مضاربت کا معاہدہ فاسد ہوجائے گا۔ (۱)

⑦ اگر مضارب کے پاس سرمایہ کاری کا مال یا مالی ذرائع رہن کے طور پر موجود ہوں اور سرمایہ دار نے مضارب سے قرض لے رکھا ہو تو ایسے سرمایہ پر مضاربت درست نہیں۔ (۲)

مضاربت کی مدت

مضاربت کے معاہدہ کی مدت کے بارے میں یہ باتیں ذہن میں رہیں:

① مضاربت میں سرمایہ دار اور مضارب میں سے کوئی ایک فریق یا دونوں فریق جب بھی چاہیں مضاربت کے معاہدہ کو منسوخ کر سکتے ہیں، اگر مضاربت کے معاہدہ میں دو سے زائد افراد شامل ہیں تو باقی افراد مضاربت کے معاہدہ کو برقرار رکھ سکتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) وذكر محمد في المضاربة إذا قال رب المال للمضارب: لك ثلث الربح وعشرة دراهم في كل شهر ما عملت في المضاربة صحت المضاربة من الثلث وبطل الشرط... وعلى هذا الأصل قال محمد: فيمن دفع ألفاً مضاربة على أن الربح بينهما نصفين على أن يدفع إليه رب المال أرضه يزرعها سنة أو داراً يسكنها سنة فالشرط باطل والمضاربة صحيحة لأنه ألحق بها شرطاً فاسداً لا تقتضيه فبطل الشرط. ولو كان المضارب وهو الذي شرط عليه أن يدفع أرضه ليزرعها رب المال سنة أو يدفع داره إلى رب المال ليسكنها سنة فسدت المضاربة؛ لأنه جعل نصف الربح عوضاً عن عمله وعن أجرة الدار والأرض فصارت حصة العمل مجهولة العقد فلم يصح العقد. (بدائع الصنائع: (۸۶/۶) كتاب المضارب، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

تبيين الحقائق: (۵/۵۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

المبسوط للسرخسي: (۱۷/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة.

(۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة رقم: ؟؟؟؟۔ (ومنها ان يكون رأس المال)

(۳) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غير لازم ولكل واحد منهما أعني رب المال والمضارب الفسخ. (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعيد)=

⑦ مضاربت کا معاہدہ ایک خاص عرصہ کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے اور لا محدود مدت کے لئے بھی کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

⑧ اگر مضاربت کا معاہدہ دو افراد کے درمیان ہے تو کسی ایک فریق کی موت سے معاہدہ ختم ہوجاتا ہے۔ (۲) البتہ دو سے زائد افراد ہونے کی صورت میں مضاربت کے معاہدہ کو باقی افراد جاری رکھ سکتے ہیں۔ (۳)

= وكما أن لرب المال عزل المضارب فللمضارب أيضاً عزل نفسه لأنه كما ذكر أن المضاربة من العقود الغير اللازمة على الطرفين. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۴۵٦/۳) شرح المادة: ۱۴۲۴، كتاب الشركة، الباب السابع: حق المضاربة، كون المضاربة تنفسخ بعشرة اسباب، ط: دار الجيل)

الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۹۲۹/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الأول... صفة عقد المضاربة، ط: رشيديه.

وتبطل المضاربة بموت أحدهما. (الدر المختار مع الرد: (٦٥٤/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۴۵٦/۳) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) وجزم في الخانية بأنها تتوقت حيث قال: والتوقيت ليس بشرط لصحة هذه الشركة والمضاربة، وإن وقتا لذلك وقتا بأن قال: ما اشتريت اليوم فهو بيننا صح التوقيت، فما اشتراه بعد اليوم يكون للمشترى خاصة، وكذا لو وقت المضاربة لأنها والشركة توكيل والوكالة مما يتوقت... اهـ (شامي: (۳۱۲/۴)، كتاب الشركة، مطلب توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد).

فتاوى قاضيخان على هامش الهندية: (۶۱۳/۳)، كتاب الشركة، فصل في شركة العنان، ط: رشيديه)

مجمع الضمانات: (۲۹۸/۱)، باب مسائل الشركة، الفصل الثالث في شركة العنان، ط: دار الكتاب الإسلامي۔

(۲) وتبطل المضاربة بموت أحدهما. (الدر المختار مع الرد: (٦٥٤/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۴۵٦/۳) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية.

الاختيار لتعليل المختار: (۲۳/۳)، كتاب المضاربة، فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

(۳) فلو كانوا ثلاثة فمات أحدهم حتى انفسخت في حقه لا تنفسخ في حق الباقين، بحر عن الظهيرية. (شامي: (۳٦۷/۴) كتاب الشركة، مطلب يرجح القياس، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۰۸/۵) كتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، ط: رشيديه.

الفتاوى التاتارخانية: (۴۷٦/۷) كتاب الشركة، الفصل الثالث في شركة المفارضة، ط: مكتبة فاروقيه.

⑩ مضاربت کے معاہدہ کو پہلے سے طے شدہ شرائط پر مسلسل جاری رکھا جاسکتا ہے مثال کے طور پر مضاربت کا معاملہ ایک معین عرصہ کے لئے کیا گیا اور جو کام شروع کیا گیا وہ مقررہ مدت سے قبل ہی ختم ہوگیا، اس صورت میں مضارب سرمایہ کو بقیہ عرصہ کے لئے دوسرے کاروبار میں لگاسکتا ہے البتہ اس صورت میں نفع نقصان کے حوالہ سے فقہاء کرام میں اختلاف ہے۔ (۱)

مضاربت کے احکام

سرمایہ دار کسی مضارب کے ساتھ مل کر اسے مال حوالہ کر کے جو کاروبار کرتا ہے شریعت میں اس کے بھی کچھ احکام ہیں:

① مضارب کو مال حوالہ کیے جانے کے بعد کاروبار شروع کرنے سے پہلے تک اس سرمایہ کی حیثیت امانت کی ہے، اور امانت کی حفاظت مضارب کی ذمہ داری ہے، اور جب سرمایہ دار اس رقم کو واپس مانگے تو اس کی واپسی بھی مضارب کی ذمہ داری ہے البتہ نقدی مال ضائع ہوجانے کی صورت میں مضارب پر ضمان یا جرمانہ لازم نہیں ہوگا۔ (۲)

② مضاربت کا کاروبار شروع کرنے کے بعد مضارب سرمایہ دار کا وکیل

---

(۱)

(۲) (وحكمها) أنواع؛ لأنها (ايداع ابتداء... وتوكيل مع العمل... وشركة إن ربح وغصب إن خالف وإن أجاز) رب المال (بعده) لصيرورته غاصباً بالمخالفة (وإجارة فاسدة إن فسدت، فلا ربح للمضارب (حينئذ بل له أجر) مثل (عمله... ودفع المال إلى آخر مع شرط الربح) كله (للمالك بضاعة) فيكون وكيلاً متبرعاً (ومع شرطه للعامل قرض) لقلة ضرره. وفي الشامية: قوله: ايداع ابتداء) قال الخير الرملي: سيأتي أن المضارب يملك الايداع في المطلقة مع ما تقرر أن المودع لايودع، فالمراد في حكم عدم الضمان بالهلاك، وفي احكام مخصوصة لافي كل حكم فتأمل. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۶/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد) =

بن جاتا ہے۔ [۱]

⑥ کاروبار میں منافع ہونے کی صورت میں مضارب شریک بھی بن جاتا ہے اوراس کو معاہدہ کے مطابق طے شدہ نسبت سے معین منافع ملے گا۔ [۲]

⑦ اگر کسی سے مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہوجائے تو اس صورت میں یہ مضاربت کا معاہدہ نہیں ہوگا بلکہ روزگار کے معاہدہ کی شکل اختیار کرے گا، اور مضارب کی حیثیت ملازم کی ہوجائے گی، نفع ہو یا نقصان دونوں سرمایہ دار کا ہوگا او مضارب کو ملازم کی حیثیت سے اجرت مثل ملے گی۔ [۳]

⑧ اگر مضارب مضاربت کے معاہدہ کی شرائط میں سے کسی شرط کو تسلیم نہیں کرے گا تو وہ غاصب ہوگا اوراس پر اصل سرمایہ کی واپسی کی ذمہ داری ہوگی۔ [۴]

⑨ اگر مضاربت کے معاہدہ کی ایک شرط یہ ہو کہ سارا کا سارا منافع مضارب کو ملے گا تو یہ مضاربت کا معاہدہ نہیں ہوگا، اس صورت میں مضارب کی حیثیت مقروض کی ہوگی، اور یہ معاملہ قرض کا معاملہ ہوجائے گا۔ نفع اور نقصان کی ذمہ داری مضارب کی ہوگی، اور سرمایہ دار کا سرمایہ واپس کرنا مضارب پر ہوگا۔ [۵]

⑩ اوراگر مضاربت کے معاہدہ میں یہ شرط ہو کہ سارے کا سارا منافع مالک کا ہوگا تو یہ معاملہ ''عقد بضاعۃ'' کا ہوگا۔ [۶]

مضاربت کے ارکان

① ایجاب۔ ② قبول۔

اس کے لئے ایسے الفاظ کی ضرورت ہے جو دونوں جانب سے مضاربت

= مجمع الأنهر: (۳/۴۴۴) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

البحر الرائق: (۷/۴۴۹) كتاب المضاربة، ط: رشيديه.

(۱، ۲، ۳، ۴، ۵، ۶) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة.

کے معاہدہ پر رضامندی کو ظاہر کریں، مثلاً ایک فریق کہتا ہے کہ یہ رقم لو اور اس سے مضاربت کرو، یا میری یہ رقم مضاربت کے لئے لے لو، اس پر جو فائدہ اور نفع ہوگا وہ ہم آدھا آدھا یا جس نسبت سے طے ہو تقسیم کرلیں گے، اور جواب میں مضارب کہے کہ میں نے یہ رقم لے لی، یا میں اس معاہدہ پر راضی ہوں، یا میں نے آپ کی یہ پیشکش قبول کی تو مضاربت کا عقد ان دونوں میں قائم ہوجائے گا۔ (۱)

مضاربت میں ایک فریق کے لئے خصوصی نفع مقرر کرنا

مضاربت میں کسی ایک فریق کے لئے نفع کی کچھ مقدار الگ طور پر متعین کرنا جائز نہیں ہے مثلاً تجارت میں جو بھی نفع ہوگا اس میں سے ۲۰٪ فیصد پہلے رب المال کو ملے گا پھر اس کے بعد ۸۰٪ فیصد جو باقی رہے گا وہ مضارب اور رب المال کے درمیان معاہدہ کے مطابق تقسیم ہوگا۔

یا جو نفع ہوگا اس میں سے سرمایہ کا بیس فیصد رب المال کو ملے گا، اور بیس فیصد کے اوپر جو مزید نفع ہوگا، اس میں مضارب اور مالک دونوں شریک ہوں۔

یا نفع کی کوئی خاص مقدار مستثنیٰ کرنے کے بعد باقی نفع کو مضارب اور مالک کے درمیان معاہدہ کے مطابق تقسیم کیا جائے۔

---

(۱) ركن المضاربة الإيجاب والقبول، مثلاً إذا قال رب المال للمضارب: خذ رأس المال هذا مضاربة واضع واعمل على أن يقسم ربحه بيننا مناصفة أو ثلثين وثلثاً. أو قال قولاً يفيد معنى المضاربة كقوله: خذ هذه النقود واجعلها رأس مال والربح مشترك بيننا على نسبة كذا، وقبل المضارب، تنعقد المضاربة. (شرح المجلة لرستم باز: (۵۸۳/۲) المادة: ۱۴۰۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الأول، ط: مكتبه فاروقيه)

وركنها الإيجاب والقبول وهو أن يقول: دفعت إليك هذا المال مضاربة أو معاملة، أو خذ هذا المال واعمل فيه مضاربة على أن ما رزق الله من شيء فهو بيننا نصفان فيقول المضارب: قبلت أو أخذت، أو رضيت. (الجوهرة النيرة: (۳۵۰/۲) كتاب المضاربة، ط: حقانيه).

مجمع الأنهر: (۴۴۳/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

یہ تمام صورتیں ناجائز ہیں، اسی طرح کسی ایک فریق کے لئے راس المال (سرمایہ) کا فیصد مقرر کرنا بھی ناجائز ہے۔ (۱)

مضاربت میں دفتری کارروائی کے مصارف

مضارب، مضاربت میں تجارت کے کام میں سرمایہ لگانے والے کی طرف سے وکیل ہوتا ہے اس لئے مضاربت کے تمام اخراجات سرمایہ لگانے والے کے سرمایہ سے ادا کئے جائیں گے، پھر اگر تجارت میں نفع ہوا تو سب سے پہلے اصل سرمایہ پورا کیا جائے گا، پھر اس کے بعد باقی نفع مضارب اور سرمایہ لگانے والے کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم کیا جائے گا، اور اگر تجارت میں نفع نہیں ہوا تو

---

(۱) الثانی أن یکون جزءً اشائعاقل أو کثر کالنصف أو الثلث، لأن الشرکة فی الربح إنما یتحقق به حتی لو شرط لأحدهما مائة من الربح مثلاً أو مائة مع الثلث أو الثلث الا مائة، والباقی للآخر لم تجز المضاربة، لأنه یؤدی إلی قطع الشرکة فی الربح لجواز أن لا یربح الا ذٰلک القدر، "زیلعی"، وحاشیة للشلبی۔ الثالث أن یکون المشروط للمضارب مشروطًا من الربح حتی لو شرط شیئًا من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت المضاربة کما فی الهندیة عن المحیط۔ (شرح المجلة للأتاسی: (۳۲۳/۴) المادة: ۱۴۱۱، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السابع، الفصل الثانی فی بیان شروط المضاربة، ط: رشیدیه)

المضاربة تفسد بأشیاء منها إذا شرط لأحدهما من الربح مایقطع الشرکة نحو أن یجعل له دراهم مسماة مائة أو أقل أو أکثر فسدت۔ (قاضیخان علی هامش الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب المضاربة، ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۸۶/۶) کتاب المضاربة، فصل وأما بیان حکم المضاربة، ط: سعید۔)

ومن شرائطها: أن یکون الربح بینهما مشاعًا لا یستحق أحدهما دراهم مسماة من الربح، لأن شرط ذٰلک یقطع الشرکة بینهما، ولابد منها کما فی عقد الشرکة۔ الهدایة۔

وفی فتح القدیر: لأن اشتراط دراهم مسماة لأحد یتمشی فی صور متعددة مذکورة فی معتبرات الفتاوی کالبدائع والذخیرة وغیرهما: منها ان شرط أن یکون لأحدهما مائة درهم من الربح أو أقل أو أکثر والباقی للآخر، ومنها: أن شرط لأحدهما نصف الربح أو ثلثه ویزداد عشرة، وفی کل ذٰلک تفسد المضاربة بناء علی أن کل واحد من الشروط المزبورة یقطع الشرکة فی الربح لأنه ربما لا یربح الا القدر المسمی أو أقل کما صرحوا به۔ (الهدایة مع فتح القدیر: (۴۱۸/۷) کتاب المضاربة، ط: رشیدیه)

مضارب کے ذمہ کچھ لازم نہیں ہوگا، اور مضارب کو بھی عمل کا بدل نہیں ملے گا۔ (۱)

مضاربت میں شرط رکھی

اگر مضاربت میں سرمایہ دار نے ماہانہ یا سالانہ کسی مخصوص رقم کی شرط رکھی،

(۱) (ويملک المضارب في المطلقة) التي لم تقيد بمكان أو زمان أو نوع البيع... والشراء والتوكيل بهما، والسفر برا أو بحرا... والابضاع) أي دفع المال بضاعة... ويملک الايداع والرهن والارتهان والاجارة والاستئجار) الدر المختار۔ وفي رد المحتار: (قوله والاستئجار) أي استئجار العمال للأعمال والمنازل لحفظ الأموال والسفن والدواب... والأصل أن التصرفات في المضاربة ثلاثة أقسام: قسم هو من باب المضاربة، وتوابعها فيملكه من غير أن يقول له اعمل مابدالک كالتوكيل بالبيع والشراء والرهن والارتهان والاستئجار والايداع والابضاع والمسافرة۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۶۴۸) كتاب المضاربة، ط:سعيد)

وفيه أيضا: ويأخذ المالک قدر ما انفقه المضارب من رأس المال ان كان ثمة ربح، فان استوفاه أو فضل شيئ من الربح اقتسماه على الشرط؛ لأن ما انفقه يجعل كالهالک، والهالک يصرف إلى الربح وان لم يظهر ربح فلا شيئ عليه أي المضارب۔ وفي رد المحتار: قوله: ويأخذ أي من الربح، قوله من رأس)... وحاصل المسئلة أنه لو دفع له ألفا مثلاً فأنفق المضارب من رأس المال مائة وربح مائة، يأخذ المالک الربح بدل المائة التي انفقها المضارب ليستوفي المالک جميع رأس ماله، فلو كان الربح في هذه الصورة مائتين يأخذ مائة بدل النفقة ويقتسمان المائة الثانية۔ (الدر مع الرد: (۵/۶۵۸) كتاب المضارب، باب المضارب يضارب، فصل في المتفرقات، ط:سعيد)

وللمضارب أن يعمل ما هو من عادات التجار وهو... واستئجار الاجراء لحفظ المال واستئجار الدواب للحمل واستئجار المكان والسفر۔ (قاضيخان على هامش الهندية: (۳/۱۶۶) فصل فيما يجوز للمضارب على المضاربة، ط: رشيديه

الهندية: (۴/۳۱۳) كتاب المضاربة، الباب الثاني عشر في نفقة المضارب، ط: رشيديه۔

شرح المجلة للأتاسي: (۴/۳۶۳) المادة: ۱۴۲۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث: في بيان احكام المضاربة، ط: رشيديه۔

وفي المضاربة الصحيحة، إن لم يكن ربح فلا شئي للمضارب، لأنه عامل لنفسه فلا يستحق الأجر۔ (تحفة الفقهاء: (۳/۲۵) كتاب المضاربة، قبيل كتاب الصرف، ط: دار الكتب العلميه)

هذا إذا كان في المضاربة ربح، فإن لم يكن فيها ربح فلا شئي للمضارب؛ لأن الشرط قد صح فلا يستحق إلا ما شرط وهو الربح ولم يوجد۔ (بدائع الصنائع: (۶/۱۰۸) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد)

خواہ منافع کم ہو یا زیادہ، منافع ہو یا نہ ہو، یا سرمایہ کے تحفظ کی شرط رکھی، یا مضارب نے کوئی شرط رکھی، توان تمام صورتوں میں مضاربت فاسد ہوجائے گی۔ [1]

مضاربت میں مالک بلاشرط عمل کرے

اگر عقد مضاربت میں مالک پر کام کرنے کی شرط نہیں تھی، اور مالک نے مضاربت کی رقم مضارب کو حوالہ کردی اور اجنبی کی طرح ہوگیا، پھر اس کے بعد مالک مضارب کی مدد کرتا ہے، یا تبرع اور احسان کے طور پر مضارب کے ساتھ کام بھی کرتا ہے تو یہ جائز اور درست ہے اسکی وجہ سے عقد مضاربت فاسد نہیں ہوگا۔ [2]

مضاربت میں مالک کا ملازم بن کر کام کرنا

اگر عقد مضاربت منعقد ہونے کے بعد مضارب نے رب المال کو تنخواہ دار ملازم رکھا تو مضاربت فاسد ہوجائے گی، ہاں تنخواہ کے بغیر معاون کے طور پر کام

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۱، علی الصفحة رقم: ؟؟؟؟۔ (الثانی أن یکون جزءً اشائعًا)

(۲) فإن دفع شیئًا من مال المضاربة إلی ربّ المال بضاعةً، فاشتری رب المال و باع فهو علی المضاربة (أی لایفسد المضاربة)۔۔۔؛ لأنّ التخلیة فیه قد تمت و صار التصرف حقا للمضارب، فیصلح رب المال وکیلاً عنه فی التصرف، والابضاع توکیل منه فلایکون استردادا بخلاف شرط العمل علیه فی الابتداء؛ لأنّه یمنع التخلیة۔ (الهدایة: (۲۶۶/۳) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: رشیدیه)

ان الواجب هو التخلیة وقد تمت فصار التصرف حقا للمضارب، وله أن یؤکل و ربّ المال صالح لذلک، والابضاع توکیل لأنه استعانة، ولما صح استعانة المضارب بالأجنبی، فرب المال أولی لکونه اشفق علی المال فلایکون استردادًا، بخلاف شرط العمل علیه ابتداءً؛ لأنّه یمنع التخلیة، فإن قیل: ربّ المال لایصلح وکیلاً؛ لأنّ الوکیل من یعمل فی مال غیره، وربّ المال لایعمل فی مال غیره بل فی ماله۔ أجیب بأن رب المال بعد التخلیة صار کالأجنبی عن المال فجاز توکیله۔ (شرح العنایة بهامش فتح القدیر: (۴۷۳/۸) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: دار الفکر)

ولم یشترط عمله ثم استعان به علی العمل أو دفع المال بضاعة جاز؛ لأنّ الاستعانة لاتوجب خروج المال عن یده وسواء کان المالک عاقدًا أو غیر عاقد۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) کتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الرکن، ط: سعید)

کرنے کی گنجائش ہے۔[1]

مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا

مضاربت میں مالک کے لئے ماہانہ متعین رقم طے کرنا جائز نہیں ہے اس سے مضاربت فاسد ہوجاتی ہے، اور مالک کے لئے رقم سود کے مشابہ ہونے کی وجہ سے وصول کرنا حرام ہوتا ہے۔

مثلاً زید نے عمرو کو تجارت کے لئے ایک دکان فراہم کردی، اور کل سرمایہ بھی زید نے عمرو کو دے دیا، اور عمرو صرف کاروبار کرے گا، لیکن زید نے یہ شرط لگائی کہ کاروبار میں نفع ہو یا نہ ہو ماہانہ دس ہزار عمرو سے وصول کرے گا تو یہ مضاربت فاسد ہے، اور ماہانہ متعین رقم سود کے مشابہ ہونے کی وجہ سے لینا حرام ہے۔[2]

---

(۱) وقد قالوا في المضارب: إذا دفع المال إلى رب المال مضاربة بالثلث فالمضاربة الثانية فاسدة، والمضاربة الأولى على حالها جائزة والربح بين رب المال و بين المضارب على ماشرطا في المضاربة الأولى ولا أجر لرب المال،... أما فساد المضاربة الثانية فلأن يد رب المال يد ملك ويد الملك مع يد المضارب لايجتمعان فلاتصلح المضاربة الثانية وبقيت المضاربة الأولى على حالها... لأن رب المال يصير معينا للمضارب والاعانة لاتوجب إخراج المال عن يده فيبقى العقد الأول ولا أجر لرب المال، لأنه عمل في ملك نفسه فلايستحق الأجر۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۱/۴) المادة: ۱۴۱۰، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثاني: في بيان شروط المضاربة، ط: رشيديه۔

حاشية الشلبي على التبيين: (۷۰/۵) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: امداديه ملتان۔

(۲) ومن شرطها (المضاربة) أن يكون الربح بينهما مشاعًا لايستحق أحدهما دراهم مسماة من الربح؛ لأن شرط ذلك يقطع الشركة بينهما ولا بدّ منها كما في عقد الشركة، فإن شرط زيادة عشرة فله أجر مثله لفساده فلعله لايربح الا هذا القدر فيقطع الشركة في الربح ۔ (الهداية: (۲۵۶/۳) كتاب المضاربة) ط: رشيديه۔

ومن شرط المضاربة أن يكون الربح بينهما مشاعًا و معناه أن لايستحق أحدهما دراهم من الربح مسماة؛ لأن شرط ذلك ينافي الشركة المشروطة لجوازها، والمنافي لشرط جواز الشيئ مناف له، وإذا ثبت أحد المتنافيين انتفى الآخر، كما إذا ثبت الوجود انتفى العدم۔ (العناية: شرح الهداية على هامش فتح القدير: (۴۴۸/۸) كتاب المضاربة، ط: دار الفكر)=

مضاربت میں مختلف لوگوں کی رقم ملالینا

بعض مضارب مختلف لوگوں سے مضاربت پر رقم لے کر سب کو ملا لیتے ہیں، اسکے بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر اس علاقے کے لوگوں کو معلوم ہے کہ مضارب اس طرح لوگوں سے رقم لے کر تجارت کرتا ہے یا یہی عرف ورواج ہے تو یہ جائز ہے، اور اگر اس علاقے میں ایسا عرف ورواج نہیں ہے تو سرمایہ دینے والے کی اجازت کے بغیر دوسرے لوگوں کی رقم کے ساتھ ملانا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

= ومنها أن يكون المشروط لكل واحد من المضارب ورب المال من الربح جزءا شائعا نصفا أو ثلثا أو ربعا فإن شرطا عددا مقدرا بأن شرطا أن يكون لأحدهما مائة دراهم من الربح أو أقل أو أكثر والباقي للآخر لايجوز، والمضاربة فاسدة؛ لأن المضاربة نوع من الشركة وهي الشركة في الربح وهذا شرط يوجب قطع الشركة في الربح لجواز أن لايربح المضارب الا هذا القدر المذكور فيكون ذلك لأحدهما دون الآخر فلا تتحقق الشركة، فلايكون التصرف مضاربة۔ (بدائع الصنائع: (۸۵/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما شرائط الركن، ط: سعيد)

الدر مع الرد: (۶۴۸/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

الهندية: (۲۸۷/۴) كتاب المضاربة، ط: رشيديه۔

البحر الرائق: (۲۶۴/۷) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة۔

الفتاوى السراجية: (ص: ۵۳۱) كتاب المضاربة، باب ما يجوز من المضاربة وما لا يجوز، ط: دار الكتب العلمية۔

الاختيار لتعليل المختار: (۲۰/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية۔

(۱) ولايملك المضاربة والشركة والخلط بمال نفسه الا باذن ۔ الدر المختار۔ وفي رد المحتار: قوله: والخلط بمال نفسه أي أو غيره كما في البحر الا أن تكون معاملة التجار في تلك البلاد ان المضاربين يخلطون ، ولاينهونهم ، فإن غلب التعارف بينهم في مثله وجب ان لايضمن كما في التاتارخانية۔ (شامي: (۶۴۹/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

الفتاوى الهندية: (۲۹۳/۴) كتاب المضاربة، الباب الرابع فيما يملك المضارب من التفرقات، ط: رشيديه۔

شرح المجله لسليم رستم باز: (۵۸۹/۲) رقم المادة: ۱۴۱۵، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان أحكام المضاربة، مكتبه فاروقيه۔

مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم

مضاربت میں ملازم کی تنخواہ مضاربت کے مال سے ادا کی جائے گی، اس کے بعد جو نفع باقی رہے گا وہ مضارب اور رب المال کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم ہوگا اور اگر تجارت میں نفع نہیں ہوا تو اصل سرمایہ سے ملازم کی تنخواہ ادا کی جائے گی مضارب اپنے جیب سے ملازم کی تنخواہ دینے کا ذمہ دار نہیں ہوگا۔ (۱)

مضاربت میں نفع متعین نہ ہو

اگر مضاربت میں منافع کی فیصد مقرر نہ ہو تو مضاربت فاسد ہو جاتی ہے، اور مضارب کو اجرت مثل (عام طور پر اس کام کی جو اجرت دی جاتی ہے) ملتی ہے۔

مثلاً زید نے عمرو کو کاروبار کے لئے رقم دی، لیکن منافع میں سے کس کو کتنا ملے گا وہ مقرر نہیں ہوا تو مضاربت فاسد ہو جائے گی اور عمرو کو اجرتِ مثل ملے گی۔ (۲)

---

(۱) وله الابضاع والايداع واستئجار العمال للأعمال، واستئجار المنازل لحفظ الأموال واستئجار السفن والدواب، وله أن يرهن ويرتهن لها۔ (البحر الرائق: (۲۶۴/۷) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفه، بيروت)

فإن ربح أخذ المالك ما أنفق من رأس المال أي ما أنفقه المضارب فإذا استوفى رأس ماله وفضل شيئ اقتسماه؛ لأن ما أنفقه يجعل كالهالك، وأشار المصنف إلى أن للمضارب أن ينفق على نفسه من مال المضاربة في السفر قبل الربح وإلى أن لو لم يظهر ربح لا شيئ على المضارب۔ (البحر الرائق: (۲۷۰/۷) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار المعرفه، بيروت)

وسبيل النفقة أن يحتسب من الربح ان كان، وإن لم يكن فهي من رأس المال۔ (الهندية: (۳۱۴/۴) ط: ماجديه)

على كل حال يكون الضرر والخسارة على رب المال، وإذا شرط كونه مشتركا عليه وعلى المضارب فلا يعتبر ذلك الشرط؛ لأن هذا الشرط زائدا لا يوجب قطع الشركة في الربح ولا الجهالة به فلا يكون مفسدا ويبطل الشرط۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۶۴/۴)، المادة: ۱۴۲۸) الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في احكام المضاربة، ط: رشيديه)

(۲) يشترط في المضاربة كشركة العقد كون رأس المال معلوما وتعيين حصة العاقدين من الربح جزءا=

مضاربت میں نفع نقصان

مضاربت میں نفع ونقصان کے بارے میں تفصیلات یہ ہیں:

❶ شراکت میں نقصان سرمایہ کے تناسب سے سرمایہ کے مالکان کو برداشت کرنا ہوتا ہے چونکہ مضاربت میں سرمایہ ایک فریق کا ہوتا ہے اور محنت دوسرے فریق کی ہوتی ہے لہٰذا نقصان کی ذمہ داری بھی اسی سرمایہ دار پر ہوتی ہے یعنی کاروبار میں جو نقصان ہوگا وہ پہلے نفع سے پورا کیا جائے گا اگر اس سے پورا نہ ہو تو سرمایہ دار کے سرمایہ سے پورا کیا جائے گا۔(۱)

❷ نفع کی تقسیم مضاربت کے معاہدہ میں طے شدہ نسبتوں سے ہوگی، کسی

= شایعًا کالنصف والثلث... وقول هذه المادة: وتعیین حصة العاقدین من الربح الخ۔ یتضمن اشتراط ثلاثة أمور، الأول: أن یکون نصیب کل منهما من الربح معلومًا حتی لو کان مجهولًا بأن شرط للمضارب جزءًا أو شیئًا أو ردد بین النصف والثلث مثلًا تکون فاسدةً: لأن الربح هو المعقود علیه وجهالته توجب فساد العقد۔ (شرح المجلة للأتاسي: (۳۳۲/۴)، المادة: ۱۴۱۱، الکتاب العاشر في أنواع الشرکات، الباب السابع، الفصل الثاني في بیان شروط المضاربة، ط: رشیدیه۔

وکل شرط یوجب جهالة في الربح یفسده لاختلال مقصوده۔ (الهدایة: (۲۵۶/۳) کتاب المضاربة) ط: رشیدیه)

الدر مع الرد: (۶۴۸/۵) کتاب المضاربة، ط: سعید۔

الربح هو المعقود علیه وجهالة المعقود علیه توجب فساد العقد۔ (الکفایة في شرح الهدایة علی هامش فتح القدیر: (۴۲۰/۷) کتاب المضاربة، ط: رشیدیه)

(۱) (وما هلك من مال المضاربة یصرف إلی الربح) لأنه تبع (فإن زاد الهالك علی الربح لم یضمن) ولو فاسدة من عمله، لأنه أمین. (الدر المختار مع الرد: (۶۵۶/۵) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، ط: سعید)

قوله: وما هلك من مال المضاربة یصرف إلی الربح) أقول: وکذلك ما هلك من مال الشرکة فیصرف إلی الربح... فإذا زاد الهالك علی الربح فهو علیهما بقدر مالیهما (تکملة رد المحتار: (۴۴۶/۸) کتاب المضاربة، باب المضارب، ط: سعید.

مجمع الأنهر: (۴۵۸/۳) کتاب المضاربه، باب المضارب یضارب، ط: دار الکتب العلمیه.

بھی فریق کے لئے نفع میں سے کوئی متعین رقم پیشگی طے نہیں کی جاسکتی۔ [۱]

⑮ اصل سرمایہ سرمایہ دار کو حوالہ کرنے سے پہلے منافع کی تقسیم درست نہیں۔ [۲]

⑯ مسلسل کاروبار میں نقصانات کی تلافی نفع سے کی جائے گی یہاں تک کہ کاروبار ختم کر کے حسابات کر لئے جائیں۔ [۳]

---

(۱) (وما فضل) بعد إكمال رأس المال منه (قسم) بينهما على الشرط. (الدر المنتقى مع المجمع: (۳/٤٦۱) كتاب المضاربة، باب المضارب بضارب، ط: دار الكتب العلمية)

(وما فضل) من الربح (قسم) بينهما على ما شرطا. (مجمع الأنهر: (۳/٤٦۱)، ط: دار الكتب العلمية.

وكون الربح بينهما شائعاً، فلو عين قدراً فسدت. (الدر المختار مع الرد: (٥/٦٤٨)، كتاب المضاربة، ط: سعيد)

(۲) لأن قسمة الربح لا تصح قبل استيفاء رأس المال (الهدايه: (۳/۲۷۷) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رحمانيه.

قوله:) لأن قسمة الربح لا تصح قبل استيفاء رأس المال)؛ لأن الربح لا يتبين قبل وصول رأس المال إلى رب المال. (الكفايه شرح الهدايه مع الفتح: (۷/۳۳۹) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رشيديه)

الجوهرة النيرة: (۱/۳٥۷) كتاب المضاربة، ط: حقانيه.

وإذا أراد القسمة، بدأ برأس المال، فأخرج من المال، وجعلت النفقة مما بقي، فإن بقي من ذلك شيء، فهو الربح يقسم بين المضارب ورب المال على ما اشترطا۔ (المبسوط للسرخسي: (۲۲/٦۳) كتاب المضاربة، باب نفقة المضارب، ط: دار المعرفة۔

لأن قسمة الربح بعد انتهاء العقد بوصول رأس المال إلى يد رب المال أو إلى يد وكيله، فأما مع بقاء المال في يد المضارب، وقيام عقد المضاربة فلا يصح قسمة الربح بينهما (المبسوط للسرخسي: (۲۲/۱۰٥) كتاب المضاربة، باب قسمة رب المال والمضارب، ط: دار المعرفة۔

الحنفية قالوا: لا تصح قسمة الربح قبل أن يقبض صاحب المال رأس ماله فإذا قسم الربح قبل ذلك وقعت القسمة موقوفة فإن قبض المالك رأس المال صحت وإلا بطلت القسمة. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/٦۱) مباحث المضاربة، مبحث قسمة الربح في المضاربة، ط: دار احياء التراث العربي)

(۳) وما هلك من مال المضاربة يصرف إلى الربح فإن زاد الهالك على الربح لم يضمن... وإن قسم الربح وبقيت المضاربة ثم هلك المال أو بعضه ترادا الربح ليأخذ المالك رأس المال وما فضل بينهما. (الدر المختار مع الرد: (٥/٦٥٦) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد)

مجمع الأنهر: (۳/٤٥۸، ٤٥۹) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: دار الكتب العلمية.

الهداية: (۳/۲٦۷، ۲٦۹) كتاب المضاربة، فصل في العزل والقسمة، ط: رحمانيه.

۵ فریقین کے نفع ونقصان کی مقداروں کی تعیین کاروبار ختم ہونے کے بعد کی جائے گی۔[۱]

۶ کاروبار میں نفع کے حق دار، اور نفع کے مالک اس وقت قرار پائیں گے جب اصل سرمایہ سرمایہ دار کو واپس مل جائے گا خواہ اپنے سرمایہ پر اس کا قبضہ عملاً ہو یا قانوناً، مثلاً مضارب نے اصل سرمایہ سرمایہ دار کے اکاؤنٹ میں جمع کر دیا تو یہ قانونی قبضہ ہے۔[۲]

۷ نفع سرمایہ میں اضافہ کا باعث ہوگا، حقیقی منافع نہ ہونے کی صورت میں مضارب کی محنت ضائع ہو جائے گی، اس کی محنت کا ازالہ کرنا سرمایہ دار پر ضروری نہیں ہوگا۔[۳]

۸ کاروبار میں کسی قسم کے اختیارات کا حصول یا مختلف تصرفات اور معاہدات کی اجازت یا کسی قسم کی پابندیاں باہمی رضا مندی سے عائد کی جاسکتی

(۱، ۲) وإذا أراد القسمة بدأ برأس المال، فأخرج من المال، وجعلت النفقة مما بقي، فإن بقي من ذلك شيء فهو الربح يقسم بين المضارب ورب المال على ما اشترطا۔(المبسوط للسرخسي: (۲۲/۶۴) كتاب المضاربة، باب نفقة المضارب، ط: دار المعرفة۔

لأن قسمة الربح بعد انتهاء العقد بوصول رأس المال إلى يد رب المال أو إلى يد وكيله، فأما مع بقاء المال في يد المضارب، وقيام عقد المضاربة فلا يصح قسمة الربح بينهما (المبسوط لسرخسي: (۲۲/۱۰۵) كتاب المضاربة، باب قسمة رب المال والمضارب، ط: دار المعرفة۔

الحنفية قالوا: لا تصح قسمة الربح قبل أن يقبض صاحب المال رأس ماله فإذا قسم الربح قبل ذلك وقعت القسمة موقوفة فإن قبض المالك رأس المال صحت وإلا بطلت القسمة. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/۶۱) مباحث المضاربة، مبحث قسمة الربح في المضاربة، ط: دار احياء التراث العربي)

(۳) وفي المضاربة الصحيحة إن لم يكن ربح، فلا شيء للمضارب لأنه عامل لنفسه فلا يستحق الأجر. (تحفة الفقهاء: (۳/۲۵) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۲/۳۱۶) كتاب المضاربة، ط: دار احياء الكتب العربية.

شامي: (۵/۶۴۶) كتاب المضاربة، ط: سعيد.

ہیں۔ (۱)

مضاربت میں نفع نہ ہو تو فسخ کرنے کا حکم

مثلاً دو آدمیوں کے درمیان عقد مضاربت کا معاملہ ہوا کہ ایک کا مال ہوگا اور دوسرا صرف عمل کرے گا، چنانچہ ایک زمین خریدی گئی ایک لاکھ ڈالر میں جس پر چند دکانیں بنانی ہیں، اور پھر اس کو فروخت کرنے کے بعد جو نفع ہوگا وہ دونوں کے درمیان برابر تقسیم ہوگا، تعمیر کا کام تقریباً ایک سال تک جاری رہے گا، اس معاہدے کے تقریباً پانچ ماہ بعد رب المال اس کو فسخ کرنا چاہتا ہے، اتنی مدت میں راس المال سے تقریباً تیس ہزار ڈالر تعمیر کے کام میں خرچ ہوئے تو اس کے فسخ کا طریقہ یہ ہے کہ رب المال مضارب کو اطلاع دے کر مضاربت کو فسخ کرے، اور مضارب کا رب المال کو راس المال واپس کرنا ضروری ہوگا اور اس کی صورت یہ ہوگی کہ یا تو مضارب زمین کسی اور آدمی کو فروخت کر دے یا خود خرید لے اور راس المال واپس کر دے چونکہ اب تک کوئی نفع نہیں ہوا اس وجہ سے مضارب کو کچھ نہیں ملے گا۔

---

(۱) تنقسم المضاربة إلى مطلقة ومقيدة: المضاربة المطلقة: هي التي يفوض فيها رب المال المضارب في أن يدير عمليات المضاربة دون أن يقيد بقيود... المضاربة المقيدة: هي التي يقيد فيها رب المال المضارب بالمكان أو المجال الذي يعمل فيه وبكل مايراه مناسبا بمالا يمنع المضارب عن العمل. (المعايير الشرعية: (ص:۱۸٤، ۱۸۵) المعيار الشرعي رقم (۱۳) المضاربة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

شرح المجله لرستم باز: (۵۸۳/۲) المادة: ۱٤۰٦، ۱٤۰۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الأول، ط: مكتبة فاروقيه.

المضاربة قسمان: أحدهما مضاربة مطلقة أي عارية عن القيد المفيد، والآخر مضاربة مقيدة أي مقيدة بقيد مفيد وتسمي المضاربة المطلقة مضاربة عامة والمضاربة المقيدة مقيدة خاصة... ويفهم من هذا أن المضاربة تقبل التقيد لأن التجارة تختلف باختلاف الأمكنة والأمتعة والأوقات والأشخاص. (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (٤۲۷/۳) شرح المادة: ۱٤۰٦، كتاب الشركة، الباب السابع في حق المضاربة، ط: دار الجيل)

ہاں اگر راس المال سے خریدی ہوئی زمین کی قیمت بڑھ گئی، تو اس صورت میں زمین کو فروخت کرنے کے بعد جو رقم آئے گی اس سے راس المال واپس کرنے کے بعد نفع کی جو رقم باقی رہے گی وہ دونوں کے درمیان معاہدے کے مطابق تقسیم کی جائے گی۔ (۱)

مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو

اگر مضاربت میں سرمایہ دینے والا رب المال مضارب پر نقد میں کاروبار کرنے کی شرط لگا دے تو مضارب پر نقد میں کاروبار کرنا لازم ہوگا ادھار میں کاروبار کرنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ (۲)

---

(۱) وأما صفة هذا العقد فهو أنه عقد غير لازم، ولكل واحد منهما أعني رب المال والمضارب الفسخ لكن عند وجود شرطه وهو علم صاحبه لما ذكرنا في كتاب الشركة، ويشترط أيضا أن يكون رأس المال عينا وقت الفسخ دراهم أو دنانير حتى لو نهى رب المال المضارب عن التصرف ورأس المال عروض وقت النهي لم يصح نهيه، وله أن يبيعها؛ لأنه يحتاج إلى بيعها بالدراهم والدنانير ليظهر فكان النهي والفسخ ابطالا لحقه في التصرف فلايملك ذلك۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۹/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما صفة هذا العقد، ط: سعيد)

وفيه أيضا: والثاني مايستحقه المضارب بعمله في المضاربة الصحيحة هو الربح المسمى ان كان في المضاربة ربح ... فإن لم يكن فيها ربح فلاشيئ للمضارب؛ لأن الشرط قد صح، فلايستحق الا ما شرط وهو الربح ولم يوجد۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۷/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

وفيه أيضا: ويجوز شراء رب المال من المضارب، وشراء المضارب من رب المال، وإن لم يكن في المضاربة ربح في قول أصحابنا الثلاثة۔ (بدائع الصنائع: (۱۰۱/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

(۲) ولو دفعه إليه مضاربة على أن يشتري بالنقد ويبيع، فليس له أن يشتري الا بالنقد، لأن هذا تقييد مفيد في حق رب المال۔ (المبسوط للإمام السرخسي: (۴۴/۲۲) باب مايجوز للمضارب ومالايجوز، ط: دار المعرفه، بيروت)

بدائع الصنائع: (۱۰۰/۶) كتاب المضاربة، فصل وأما بيان حكم المضاربة، ط: سعيد۔

وإن قال رب المال للمضارب: لاتبع الا بالنقد لم يكن له أن يبيع الا بالنقد لأن المضاربة يدخلها=

مضارب کو ملازم رکھنا

''شریک کو ملازم رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۴)

مضارب کو نقصان کا ضامن ٹھرانا

مضارب کو کسی بھی قسم کے نقصان کا ضامن ٹھرانے کی شرط رکھنا باطل ہے چنانچہ اگر عقد مضاربت کے وقت مضارب کو نفع کے ساتھ نقصان کا بھی شریک ٹھرایا گیا تو یہ شرط باطل ہوگی، اور مضارب نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔[1]

مضارب کی حیثیت

''مضاربت کے احکام'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۵/۶)

مضارب کے اختیارات

''مضارب کے فرائض'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۱/۶)

مضارب کے اخراجات

اگر مضارب اپنے شہر میں رہ کر تجارت کرتا ہے، تو اس صورت میں کھانا پینا اور گھر کے اخراجات راس المال (اصل سرمایہ) سے وصول کرنا جائز نہیں ہے اور اس قسم

= التخصیص، وله فی ذلک منفعة وهو تعجیل المال۔ (الجوهرة النیرة: (۳۵۸/۱) کتاب المضاربة، ط: حقانیه)

(۱) وحکمها أنه أمین بعد دفع المال إلیه و وکیل عند العمل و شریک عند الربح۔ (البحر الرائق: (۷/ ۲۶۴) کتاب المضاربة، ط: دار المعرفة، بیروت)

(وبطل الشرط) کشرط الخسران علی المضارب۔ (شامی: (۶۴۸/۵) کتاب المضاربة، ط: سعید۔

علی کل حال یکون الضرر والخسارة علی رب المال، وإذا شرط کونه مشترکا علیه وعلی المضارب فلایعتبر ذلک الشرط، لأن هذا الشرط زائد لا یوجب قطع الشرکة فی الربح ولا الجهالة فیه فلایکون مفسدا ویبطل الشرط۔ (شرح المجلة للأتاسی: (۳۶۳/۴)، المادة: ۱۴۲۸) الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السابع، الفصل الثالث فی بیان احکام المضاربه، مکتبه فاروقیه۔

کے اخراجات راس المال سے لینے کی شرط لگانے سے مضاربت فاسد ہو جائے گی۔

اور اگر مضارب دوسرے شہر میں تجارت کرتا ہے تو کھانے پینے اور رہائش کا ضروری خرچہ راس المال سے وصول کر سکتا ہے، اس سے زیادہ وصول کرنا جائز نہیں ہے، پھر جب تجارت میں نفع حاصل ہوگا تو پہلے راس المال کی رقم پوری کی جائے گی، پھر اس کے بعد نفع کی جو رقم باقی رہے گی وہ حسب معاہدہ مضارب اور مالک کے درمیان تقسیم کی جائے گی۔ [1]

---

(۱) الثالث: أن یکون المشروط للمضارب مشروطا من الربح حتی لو شرطا شیئا من رأس المال أو منه ومن الربح فسدت المضاربة۔ (شرح المجلة لمحمد الاتاسی: (۳۲۳/۴) المادة: ۱۴۱۱) الکتاب العاشر الشرکات، الباب السابع، الباب الثانی فی بیان شروط المضاربة، ط: رشیدیه۔

الهندیة: (۲۸۷/۴) کتاب المضاربة، ط: رشیدیه۔

(وإذا سافر ولو یوما فطعامه وشرابه وکسوته ورکوبه، وکل مایحتاجه عادة) أی فی عادة التجار بالمعروف (فی مالها، وان عمل فی المصر) سواء ولد فیه أو اتخذه دارا (فنفقته فی ماله ... ویأخذ المالک قدر ما أنفقه المضارب من رأس المال ان کان ثمة ربح فإن استوفاه أو فضل شیئ من الربح اقتسماه علی الشرط، لأن ما أنفقه یجعل کالهالک والهالک یصرف إلی الربح۔ (الدر المختار)

قوله: ولو یوما؛ لأن العلة فی وجوب النفقة حبس نفسه لأجلها فعلم أنه لیس المراد بالسفر الشرعی بل المراد أن لایمکنه المبیت فی منزله، فإن أمکن أنه یعود إلیه فی لیلة فهو کالمصر لا نفقة له۔ (الدر مع الرد: (۶۵۷/۵) کتاب المضاربة، باب المضارب یضارب، فصل فی المتفرقات، ط: سعید)

إذا عمل المضارب فی المصر فلیست نفقته فی المال، وإن سافر فطعامه وشرابه وکسوته ورکوبه معناه شراء وکراء فی مال المضاربة فلو بقی شیئ فی یده بعد ما قدم مصره رده فی المضاربة ولو کان خروجه دون السفر ان کان بحیث یغدو ثم یروح فیبیت بأهله فهو بمنزلة السوقی فی المصر، وإن کان بحیث لا یبیت بأهله فنفقته فی مال المضاربة کذا فی الهدایة۔ والنفقة: هی مایصرف إلی الحاجة الراتبة وهی الطعام والشراب والکسوة وفراش ینام علیه والرکوب وعلف دابته کذا فی محیط السرخسی... وسبیل النفقة ان یحتسب من الربح ان کان وإن لم یکن فهی من رأس المال؛ لأن النفقة جزء هالک، والأصل فی الهلاک ان ینصرف أولا إلی الربح کذا فی المحیط ... فإن أنفق من مال المضاربة شیئا علی نفسه قبل أن یشتری به فإنه یستوفی رب المال رأس ماله بکماله کذا فی محیط السرخسی۔ (الهندیة: (۳۱۲/۴) کتاب المضاربة، الباب الثانی عشر فی نفقة المضارب) ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۱۰۵/۶، ۱۰۷) کتاب المضاربة، فصل وأما بیان حکم المضاربة، ط: سعید۔

مضارب کے فرائض

مضارب کے فرائض یہ ہیں:

① مضارب پر معاہدہ کی تمام شقوں اور شرائط کی پابندی کرنا ضروری ہے۔ (۱)

② مضارب مضاربت کی رقم سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ مضاربت کا معاملہ نہیں کرسکتا مگر یہ کہ سرمایہ دار کی جانب سے اجازت ہو۔

یا دوسرے الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ مضارب مضاربت کی رقم سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ مضاربت کا معاملہ کرسکتا ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے سے روک دیا گیا ہو، پھر نہیں کرسکتا۔ (۲)

③ کوئی تیسرا شخص بلا معاوضہ مضارب کی مدد کرسکتا ہے تاکہ وہ کاروبار کو اچھے اور بہتر طور پر چلا سکے۔ (۳)

---

(۱) يعتبر ويراعي كل ماشترطه العاقدان. (شرح المجله لرستم باز: (۲۱۱/۲) المادة: ۴۷۳، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الثالث الفصل الثاني، ط: مكتبة فاروقيه)

فقد ذكر في شرح المادة (۴۰۶) أنه اذا كان قيد وشرط رب المال مفيداً له فيكون القيد معتبراً ويقتضي مراعاته وأنه لم يراعه المضارب فيكون مخالفاً لرب المال وعاملاً بدون أجرة (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۴۵۲/۳) شرح المادة: ۱۴۲۰، كتاب الشركة، الباب السابع في حق المضاربة، ط: دار الجيل)

وفيه ايضاً: (۴۲۸/۳) شرح المادة: ۱۴۰۶، ايضاً، ط: دار الجيل.

(۲) (وليس له) أي للمضارب (أن يضارب) مال المضاربة لآخر (إلا باذن رب المال) صريحاً (أو بقوله له: اعمل برأيك). (مجمع الأنهر: (۴۴۷/۳) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه.

مذهب الحنفية: لايجوز للمضارب أن يضارب بالمال مع شخص آخر، إلا إذا فوضه رب المال. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۹۰/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الثالث: أحكام المضاربة، ط: رشديه)

الهدايه: (۲۶۴/۳) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه

(۳) (وللمضارب في مطلقها) أي مطلق المضاربة... (أن يبيع ويشتري ويؤكل بهما ويسافر... ويبضع) من الإبضاع وهو أن يدفع إلى غيره مالأ يعمل فيه ويكون الربح لرب المال. (مجمع الأنهر: =

۞ ہمارے حنفی مذہب میں سرمایہ دار مضارب کے ساتھ کاروبار میں عملی طور پر حصہ نہیں لے سکتا، کیونکہ اس سے مضارب کے اختیارات محدود ہو جائیں گے اور وہ کھل کر آزادی سے کام نہیں کر سکے گا البتہ حنبلی مذہب میں اس کی اجازت ہے، اس لئے حنفی مذہب پر عمل کرنے والوں کے لئے مضارب کے ساتھ سرمایہ دار کے لئے عملی طور پر کاروبار میں حصہ لینا درست نہیں اور حنبلی مذہب ماننے والوں کے لئے جائز ہے۔ (۱)

اور ہر مذہب والے اپنے اپنے مذہب کے مطابق عمل کریں یہاں آکر اپنا مذہب نہ بدلیں۔ (۲)

=(۴۴۷/۳) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

تبيين الحقائق: (۵۷/۵) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان.

الهدايه: (۳/۲۶۴) كتاب المضاربة، ط، رحمانيه.

(۱) رابعاً: أن يكون رأس المال مسلماً إلى العامل؛ ليتمكن من العمل فيه، ولأن رأس المال أمانة في يده، فلا يصح إلا بالتسليم وهو التخلية كالوديعة، ولا تصح المضاربة مع بقاء يد رب المال على المال، لعدم تحقق التسليم مع بقاء يده. ويترتب عليه أنه لو شرط بقاء يد المالك على المال فسدت المضاربة، إذ لا بد من استقلال العامل بالتصرف والعمل بمقتضى طبيعة التجارة وظروفها التي يتعذر فيها الاشتراك في العمل الذي يحتاج إنجازه لسرعة واهتبال الفرصة المواتية... وهذا الشرط محل اتفاق بين الجمهور (أبي حنفية وأصحابه ومالك والشافعی والأوزاعي وأبي ثور وابن المنذر) وأما الحنابلة فقد أجازوا اشتراط بقاء يد الملك على المال. (الفقه الإسلامي وادلته: (۶/۳۹۳۶) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الخامس: الشركات، المبحث الثاني، المطلب الثاني: شرائط المضاربة، ط: رشيديه)

القسم الخامس: أن يشترك بدنان بمال أحدهما. وهو أن يكون المال من أحدهما والعمل منهما... فهذا جائز ونص عليه أحمد، في رواية أبي الحارث وتكون مضاربة... وقال أبو عبد الله بن حامد والقاضي، وأبو الخطاب: إذا شرط أن يعمل معه رب المال لم يصح وهذا مذهب مالك والأوزاعي، والشافعي وأصحاب الرای وأبي ثور، وابن المنذر. (المغني لابن قدامة: (۷/۱۳۶) كتاب الشركة، فصل: القسم الخامس، ط: دار عالم الكتب)

الموسوعة الفقهية: (۳۸/۵۱) مادة: مضاربة، ط: دوزارة الأوقاف والشؤون الإسلامية، الكويت.

(۲) وفي نكاح الخلاصة: لو قيل لحنفي ما مذهب الإمام الشافعي في كذا وجب أن يقول: قال أبو حنيفة كذا. وفي الشامية: قوله: وجب أن يقول الخ) هذا مبني على قول بعض الأصوليين لا يجوز تقليد=

آج کل بڑے پیمانے کے کاروبار میں فیصلوں کا اختیار ایک فرد کے بجائے ایک بورڈ آف ڈائریکٹر کے پاس ہوتا ہے اس میں بھی احناف کے نزدیک سرمایہ دار کے لئے عملی طور پر کاروبار میں شریک ہونا جائز نہیں ہے، حنابلہ کے یہاں جائز ہے جو ہمارا مذہب نہیں۔

۵ مضاربت کے معاہدہ میں مضارب کی طرف سے سرمایہ کی بحفاظت واپسی کی ضمانت دینے سے مضاربت کا معاہدہ منسوخ ہوجائے گا۔ (۱)

البتہ مضارب کی طرف سے پوری ذمہ داری سے کام کرنے کی ضمانت لینا جائز ہے۔

۶ مضارب کو اس بات کا اختیار حاصل ہے کہ وہ کاروباری خرید وفروخت کرسکتا ہے خریدی ہوئی چیزوں کو اپنے قبضہ میں رکھ سکتا ہے، کسی فرد کے ساتھ رہن کا معاملہ کرسکتا ہے مگر یہ کہ اس کو رہن کا معاملہ کرنے سے منع کردیا گیا ہو۔ (۲)

= المفضول مع وجود الفاضل، وبني على ذلك وجوب اعتقاد أن مذهبه صواب يحتمل الخطأ، وأن مذهب غيره خطأ يحتمل الصواب، فإذا سئل عن حكم لايجيب إلا بما هو صواب عنده، فلايجوز أن يجيب بمذهب الغير. (الدر المختار مع الرد: (۳/۵۰۸) كتاب الطلاق، باب العدة، مطلب في الإفتاء بالضعيف، ط: سعيد)

لكنما القاضي به لا يقضي الخ أي لايقضي بالضعيف، وكذا بمذهب الغير. (شرح عقود رسم المفتي: (ص: ۹۰) القضاء بالضعيف وبمذهب الغير، ط: مكتبة البشرى)

(۱) (وغيره لا) أي غير ذلك من الشروط الفاسدة لايفسد المضاربة (بل يبطل الشرط كاشتراط الخسران على المضارب) لأنها جزء هالك من المال فلايجوز أن يلزم غير رب المال لكنه شرط زائد لايوجب قطع الشركة في الربح والجهالة فيه، فلايفسد المضاربة، لأنها لا تفسد بالشروط الفاسدة. (درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۳/۲۵۰) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (۳/۴۴۷) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

الهداية: (۳/۲۶۳) كتاب المضاربة، ط: رحمانيه.

(۲) وملك المضارب في المطلقة... البيع... بنقد ونسيئة متعارفة... ويملك الايداع والرهن والارتهان... لأن كل ذلک من صنيع التجار. وفي الشامية: قوله: بنقد ونسيئة) ولو اختلفا فيهما، فالقول للمضارب في المضاربة. (الدر المختار مع الرد: (۵/۶۴۹) كتاب المضاربة، ط: سعيد)=

⑦ مضارب کسی دوسرے شخص کے ساتھ بھی مضاربت کا معاملہ کرسکتا ہے مگر یہ کہ اس کو ایسا کرنے سے منع کردیا گیا ہو، پھر نہیں کرسکتا۔ (۱)

⑧ مضاربت کے معاہدہ میں سرمایہ دار کی مالی ذمہ داری اس کے فراہم کردہ سرمایہ کی حد تک محدود ہوتی ہے مگر یہ کہ سرمایہ دار نے مضارب کو قرض لینے یا ادھار خریدنے کی اجازت دی ہو۔ (۲)

⑨ مضارب کاروبار میں ادھار پر بھی فروخت کرنے کا اختیار رکھتا ہے مگر یہ کہ سرمایہ دار اس کو منع کردے۔ (۳)

= وقد تكون مقيدة بمكان أو زمان أو بضاعة فيتقيد المضارب، لان المال لغيره فله تحديد تصرف المضاربة بما يراه مصلحته، فإذا جاوز المضارب شروط رب المال ضمن. (الكافي في الفقه الحنفي (۱۱۹/۳) كتاب المضاربة، ط: مؤسسة الرسالة)

مجمع الأنهر: (۴۴۸/۳، ۴۴۹) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية.

(۱) أنظر رقم الحاشية: ۲، على الصفحة رقم: ۲۳۹ـ ((وليس له) أي للمضارب (أن يضارب))

(۲) وقال في شرح الأقطع لايجوز للمضارب أن يستدين على المضاربة، وإن فعل ذلك لم يجز على رب المال ألا ترى أنه إذا اشترى برأس المال فهلك قبل التسليم يرجع المضارب عليه بمثله وإذا كان كذلك ضرب المال لم يرض أن يضمن إلا مقدار رأس المال فلو جوزنا الاستدانة لزمه ضمان مالم يرض به... وأما إذا استدان بإذن رب المال فما يشتر به بينهما شركة وجوه. (حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۸۷/۵، ۸۸) كتاب المضاربة، ط: امدديه ملتان)

وإذا دفع إلى رجل ألف درهم مضاربة بالنصف وأمره أن يستدين على المال فهو جائز لأن الاستدانة شراء بالنسيئة... وما استدان... فهو بينهما نصفان فربحه ووضيعته بينهما نصفان، حتى لو هلكت المشتراة بالدين كان ضمان ثمنها عليهما نصفين. (المبسوط للسرخسي: (۱۷۸/۲۲، ۱۷۹) كتاب المضاربة، باب المضارب يأمره رب المال بالاستدانة على المضاربة، ط: دار المعرفة)

بدائع الصنائع: (۹۰/۶) كتاب المضاربة، فصل في بيان حكم المضاربة، ط: سعيد.

(۳) ويملك المضارب في المطلقة... البيع... بنقد ونسيئة متعارفة. (الدر المختار مع الرد: (۶۴۹/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

ومن دفع إلى غيره ألف درهم مضاربة على أن يشتري بالنقد ويبيع به فليس له أن يشتري ويبيع إلا بالنقد. (الفتاوى الهنديه: (۲۹۸/۴) كتاب المضاربة، الباب السادس فيما يشترط على المضارب من الشروط، ط: رشيديه)=

مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا

(۲۴۵) مضارب کے لئے تنخواہ مقرر کرنا جائز نہیں ہے، البتہ کام کے بدلے میں منافع کی مقدار میں اضافہ کیا جاسکتا ہے، مثلاً مضارب کو منافع میں سے ۸۰ فیصد اور رب المال کو ۲۰ فیصد دیا جائے تو یہ جائز ہے، مضارب ملازم بن جائے اور ماہانہ اجرت مقرر کرے، اور نفع میں سے کچھ نہ لے تو یہ بھی جائز ہے، مضارب اور ملازم دونوں ایک ساتھ جمع نہیں ہوسکتے۔[1]

مضارب کے لئے عقد تولیہ کا حکم

مضارب ایسا کام نہیں کرسکتا جس میں ضرر اور نقصان ہو، اور وہ کام تاجروں کے درمیان معروف نہ ہو اس کے علاوہ تجارت سے متعلق ہر کام کرسکتا ہے، لہذا ضرورت اور مصلحت کی صورت میں عقد تولیہ کرنے کی بھی اجازت ہوگی۔ مثلاً چیز کی ویلیو

= المحيط البرهاني: (۱۷۳/۸) كتاب المضاربة، الفصل التاسع فيما يشترط على المضارب من الشروط، ط: إدارة القرآن.

(۱) لا أجر للشريك في العمل بالمشترك۔ (شامی: (۳۲۶/۴) کتاب الشركة، فصل في الشركة الفاسدة، مطلب يرجح القياس، ط: سعيد۔

لو كان الطعام بين رجلين فقال أحدهما لصاحبه: احمله إلى الموضع كذا ولك في نصيبي من الأجر كذا، أو قال: اطحنه ولك في نصيبي كذا من الأجر، جاز ذلك في قول زفر رحمه الله ومحمد بن صاحب رحمه الله، ولا يجوز في قول أبي حنيفة رحمه الله وأبي يوسف رحمه الله ومحمد رحمه الله۔ (النتف في الفتاوى (ص: ۳۴۹) كتاب الإجارة، إجارة الشريك شريكه، ط: سعيد)

ولا تجوز الشركة إذا شرط لأحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر: لا خلاف في هذا لأحد من أهل العلم۔ (فتح القدير: (۲۰۲/۵) كتاب الشركة، فصل وتنعقد الشركة ــــ الخ ط: رشيديه)

شریک کا اجیر ہونا درست نہیں، بلکہ صورت جواز یہ ہے کہ جو شریک منیجر ہو اس کا حصہ منافع میں زیادہ کردیا جائے مثلاً جو شریک منیجر نہیں ان کا حصہ روپے میں دو آنہ ہے تو منیجر کا حصہ روپیہ میں چار آنہ کردیا جائے لیکن یہ جائز نہیں کہ اس کی تنخواہ مقرر کی جائے۔ واللہ اعلم۔ (امداد الاحکام: ۳۴۰/۳) کتاب الشرکۃ والمضاربۃ، زیر عنوان "شریک کو بوجہ زیادت عمل کے منافع کے علاوہ تنخواہ دینے کا حکم"، ط: مکتبہ دار العلوم کراچی)

کم ہو رہی ہے یا مشتری (خریدار) نے مضارب کو فائدہ پہنچایا ہے یا آئندہ پہنچائے گا اس لئے قیمت خرید میں فروخت کر کے مشتری پر احسان کرنا چاہتا ہے تو جائز ہوگا، لیکن ایسا عمل کبھی کبھی مصلحت کی وجہ سے کرنے کی اجازت ہوگی دائمی طور پر نہیں۔ (۱)

مضاربہ

شریعت نے مضاربت کے ذریعہ سرمایہ کاری اور کاروبار کی اجازت دی ہے، صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے مضاربہ کا معاملہ کیا ہے، حدیث اور فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیلات موجود ہیں۔ (۲)

---

(۱) وإذا دفع إلى رجل مالاً مضاربة ولم يقل: اعمل فيه برأيك، فله أن يشتري به مابدا له من أصناف التجارة، ويبيع؛ لأنه نائب عن صاحب المال في تجارة۔ (المبسوط للسرخسي: (۳۸/۲۲) كتاب المضاربة، باب مايجوز للمضارب في المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت۔

(ويملك المضارب في المطلقة) التي لم تقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع) ولو فاسداً (بنقد ونسيئة متعارفة والشراء والتوكيل بهما والسفر برا و بحرًا... ويملك الايداع والرهن والارتهان والاجارة والاستئجار...؛ لأن كل ذلك من صنيع التجار۔ وفي رد المحتار: وليس له ان يعمل بمافيه ضرر ولا مالا يعمله التجار۔ (الدر مع الرد: (۶۴۹/۵) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

قال الصدر الشهيد: التصرفات في المضاربة ثلاثة أقسام: قسم هو من باب المضاربة وتوابعها فيملكها بمطلق الايجاب وهو الايداع والابضاع والاجارة والاستئجار والرهن والارتهان وما أشبه ذلك الخ۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳۶۴/۳) كتاب المضاربة، ط: المكتبة العربية)

وللمضارب أن يعمل ما هو من عادات التجار وهو الابضاع والايداع واستئجار الاجراء لحفظ المال واستئجار الدواب للحمل الخ۔ (فتاویٰ قاضی خان علی هامش الهندية: (۱۶۶/۳) كتاب المضاربة، فصل فيما يجوز للمضارب في المضاربة، ط: رشيديه۔

(۲) كتاب المضاربة، يحتاج في هذا الكتاب إلى معرفة جواز هذا العقد... فالقياس أنه لا يجوز لأنه استئجار بأجر مجهول بل بأجر معدوم ولعمل مجهول، لكنا تركنا القياس بالكتاب والسنة والإجماع۔ أما الكتاب الكريم فقوله عز شانه: وآخرون يضربون في الأرض يبتغون من فضل الله (المزمل: ۲۰) والمضارب يضرب في الأرض يبتغي من فضل الله عز وجل۔ وقوله سبحانه وتعالى: فإذا قضيت الصلاة فانتشروا في الأرض وابتغوا من فضل الله (الجمعة: ۱۰) وقوله تعالى: ليس عليكم جناح ان تبتغوا فضلاً من ربكم (البقرة: ۱۹۸)۔ وأما السنة: فما روي عن ابن عباس ﷺ أنه قال: "كان سيدنا العباس بن =

مضاربہ صکوک

مضاربہ صکوک: وہ تمسکات ہیں جو یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ان صکوک والوں نے اتنی رقم مضاربہ کی بنیاد پر دی ہوئی ہے، یہ صکوک یا تو وہ کمپنیاں جاری کرتی ہیں جو مضاربہ کی بنیاد پر سرمایہ حاصل کرنا چاہتی ہیں، یا پھر ان کا اجراء ان مالیاتی اداروں کی جانب سے ہوتا ہے جنہوں نے مضاربہ پر رقم دے رکھی ہو۔

مثلاً ایک بینک نے پچاس ملین روپے کسی پارٹی کو تین سال کے لئے مضاربہ پر دیئے ہوئے ہیں، اور اب وہ چاہتا ہے کہ یہ رقم اسے واپس مل جائے تا کہ اس سے دیگر ضرورتیں پوری کی جاسکیں تو وہ اس رقم کے مساوی مالیت کے سرٹیفکیٹ یعنی ''مضاربہ صکوک'' بنا کر فروخت کردے گا جو لوگ یہ سرٹیفکیٹ خریدیں گے وہ اس مضاربہ سے حاصل ہونے والے منافع میں حصہ دار ہوں گے، جب مدت ختم ہوگی تو بینک وہ صکوک دوبارہ خرید لے گا۔[1]

=عبد المطلب إذا دفع المال مضاربة، اشترط على صاحبه أن لا يسلک به بحراً ولا ينزل به وادياً، ولا يشتري به دابة ذات كبد رطبة، فإن فعل ذلک ضمن فبلغ شرطه رسول الله ﷺ فأجاز شرطه" وكذا بعث رسول الله ﷺ والناس يتعاقدون المضاربة فلم ينكر عليهم وذلک تقرير لهم على ذلک، والتقرير أحد وجوه السنة۔ (بدائع الصنائع: (۶/۷۹) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

المبسوط للسرخسی: (۱۸/۲۲) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفة، بيروت۔

وبعث النبي ﷺ والناس يباشرونه فقررهم عليه، وتعاملت به الصحابة رضي الله عنهم۔ (مجمع الانهر: (۳/۴۴۴) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية)

تبيين الحقائق: (۵/۵۲) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان۔

(۱) صكوك المضاربة: المصدر لتلك الصكوك هو المضارب، والمكتتبون فيها هم أرباب المال، وحصيلة الاكتتاب هي رأس مال المضاربة، ويملك حملة الصكوك موجودات المضاربة والحصة المتفق عليها من الربح لأرباب المال، ويتحملون الخسارة، إن وقعت. (المعايير الشرعية: (ص: ۲۴۱) المعيار الشرعي رقم (۱۷) صكوك الاستثمار، ط: هيئة المحاسبات والمراجعة للمؤسسات المالية الإسلامية)

مضاربہ کی حقیقت

ایک فریق کی جانب سے سرمایہ ہوتا ہے، دوسرے فریق کی جانب سے عمل اور محنت ہوتی ہے اور کچھ منافع ملتا ہے، اس میں ہر فریق طے شدہ اصول کے مطابق آدھے کے اعتبار سے یا ایک تہائی کے اعتبار سے شریک ہوتا ہے، اس کے علاوہ کسی فریق کے لئے کسی مخصوص رقم کی شرط نہیں ہوتی۔ (۱)

مضاربہ کے احکام

❶ مضاربہ میں ایک جانب سے محنت ہوتی ہے سرمایہ نہیں ہوتا، اور دوسری جانب سرمایہ ہوتا ہے محنت نہیں ہوتی اور نفع ہو تو اس میں دونوں شریک ہوتے ہیں، نفع کم ہو یا بالکل نہ ہو تو اس میں فریقین نقصان پذیر ہوتے ہیں۔ (۲)

❷ مضاربت میں مضارب یعنی کاروبار کرنے والا امین کی حیثیت سے کام کرتا ہے چنانچہ جس نوعیت کے کاروبار کرنے کی اجازت سرمایہ کار کی جانب سے ملے گی اس طرح کا کاروبار کر سکے گا، اس سے تجاوز کرنا خیانت متصور ہوگی، ہاں اگر سرمایہ کار ہر قسم کی تجارت کی عام اجازت دیدے پھر کسی خاص نوعیت کی تجارت کی پابندی نہیں ہوگی، بلکہ مضارب ہر قسم کی جائز تجارت کرنے کا مجاز ہوگا۔ (۳)

(۱، ۲) وشرعا عقد شركة في الربح بمال من جانب... وعمل من جانب... وكون الربح بينهما شائعاً فلو عين قدراً فسدت. (الدر المختار مع الرد (۵/ ۶۴۵، ۶۴۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

قوله: شائعاً) أنصافاً أو أثلاثاً مثلاً لتحقق المشاركة بينهما في الربح قل أو كثر۔ (حاشية الطحطاوي على الدر: (۳/ ۳۶۴) كتاب المضاربة، ط: المكتبة العربية۔)

تكملة رد المحتار: (۸/ ۲۱۷) كتاب المضاربة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۷/ ۲۶۳) كتاب المضاربة، ط: دار المعرفه، بيروت۔

(۳) المضارب أمين ورأس المال في يده في حكم الوديعة۔ (شرح المجله لسليم رستم باز: (۱/ ۵۸۶) المادة: ۱۴۱۳، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في احكام المضاربة، مكتبه فاروقيه)=

⑥ اگر مضاربت میں نقصان ہوا تو سب سے پہلے اس نقصان کی تلافی نفع میں سے کی جائے گی، اور اگر نقصان نفع کے مقابلہ میں بہت زیادہ ہے تو نفع کے بعد بقیہ نقصان اصل سرمایہ میں سے برداشت کیا جائے گا۔

مثلاً دس لاکھ سے مضارب نے کام شروع کیا، پہلی دفعہ خرید وفروخت میں دو لاکھ روپے منافع ہوا، پھر مال خریدا اور فروخت کیا تو اس میں ڈھائی لاکھ روپے منافع ہوئے پھر مال خریدا اور فروخت کیا تو اس میں پانچ لاکھ روپے کا نقصان ہوا، تو پانچ لاکھ کے نقصان کو یوں تقسیم کیا جائے گا کہ ساڑھے چار لاکھ روپے تو منافع میں سے جائیں گے اور پچاس ہزار روپے اصل سرمایہ میں سے جائیں گے، اس پچاس ہزار میں مضارب شریک نہیں ہوگا، کیونکہ اس کی محنت کا ضائع ہونا یہ اس کا نقصان ہوا، پھر وہ ڈبل نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔ (1)

= ▭ والمضارب أمين وبالتصرف وكيل... وبالخلاف غاصب...) يعني بدفع المال إليه على وجه المضاربة يكون أميناً... وإنما صار غاصباً بالخلاف لوجود التعدي على مال الغير كالغصب، وهذا لأن صاحبه لم يرض أن يكون في يده إلا على الوجه الذي أمره به فإذا خالف فقد تعدى فصار غاصباً فيضمن۔ (تبيين الحقائق: (۵/۵۳) كتاب المضاربة، ط: امداديه ملتان)

▭ يلزم المضارب في المضاربة المقيدة مراعاة قيد وشرط رب المال لهما كان)... وقد ذكر في شرح المادة (۱۴۰۶) أنه إذا كان قيد وشرط رب المال مفيداً له فيكون القيد معتبراً ويقتضي مراعاته وأنه لم يرعه المضارب فيكون مخالفاً لرب المال وعاملاً بلا أجرة۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۳/ ۳۵۱، ۳۵۲) المادة: ۱۴۲۰، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: دار الجليل)

▭ (ويملك المضارب في المطلقة) التي لم تتقيد بمكان أو زمان أو نوع (البيع) ولو فاسداً (بنقد ونسيئة متعارفة... والإبضاع... والإيداع والرهن والارتهان والإجارة والاستئجار. قوله ولو فاسداً) لأن المبيع فيه يملك بالقبض فيحصل الربح بعقد المعاوضة وهو صنيع التجار، بخلاف الباطل كما في الاشباه۔ وليس المراد منه أنه يجوز له مباشرته لحرمته بل المراد أنه لا يكون مخالفاً به فلا يكون غاصباً فلا يخرج المال عن كونه في يده أمانة۔ (تكمله رد المحتار: (۸/۲۸۸) كتاب المضاربة، ط: سعيد)

(1) وما هلك من مال المضاربة فهو من الربح، دون رأس المال۔ فإذا زاد الهالك على الربح فلا ضمان على المضارب، لأنه أمين۔ (الهداية: (۳/۲۶۳) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔ =

معاملات میں توسع

بعض علماء کرام یہ فرماتے ہیں کہ معاملات کے بارے میں جس جس فقہی مسلک کے اندر سہولت اور آسانی کی بات مل رہی ہو، عقد کی تصحیح کے لئے اسے لینے میں مضائقہ نہیں بلکہ توسع ہے، لینے کی گنجائش ہے، حالانکہ یہ بات عام نہیں بلکہ چند شرائط کے ساتھ مقید ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ نے ''حیلہ ناجزہ'' نامی کتاب میں لکھا ہے کہ:

① مذاہب اربعہ میں سے صرف اس رائے کو لیا جا سکتا ہے جو ''شاذ'' اور اجماعِ امت کے خلاف نہ ہو۔

② کسی مسئلہ میں محض ''توسع'' کو ہدف بنا کر مختلف مذاہب سے سہولتیں تلاش کرنے کا عمل جائز نہیں۔

③ اجتہادی معاملات میں شرائط کے ساتھ جائز ہے قطعیہ میں نہیں۔

④ مذہب غیر پر فتوی دینے کے لئے دیگر اصحاب فتوی سے بھی رائے لینی چاہیے۔[1]

= الدر مع الرد: (٦٥٦/٥) كتاب المضاربة، باب المضارب يضارب، ط: سعيد۔

مجمع الأنهر: (٣٥٨/٣) كتاب المضاربة، ط: دار الكتب العلمية۔

يعود الضرر والخسار في كل حال على رب المال وإذا شرط أن يكون مشتركا بينهما فلا يعتبر ذلك الشرط) يعود الضرر والخسار في كل حال على رب المال إذا تجاوزا الربح إذ يكون الضرر والخسار في هذا الحال جزءا هالكا من المال فلذلك لا يشترط على غير رب المال ولا يلزم به آخر۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (٣٥٨/٣) المادة: ١٤٢٨، الكتاب العاشر في الشركات، الباب السابع، الفصل الثالث في بيان احكام المضاربة، ط: دار الجليل

(١) حیلہ ناجزہ (ص: ٣٣، ٣٥) جزو دوم، عنوان: مذہب غیر کو اختیار کرنے پر اشکال اور جواب، ط: دار الاشاعت۔

والحیلة الناجزة مع حاشیتها (ص: ١٤، ١٦) ضرورت شدیدہ میں دوسرے ائمہ کے مذہب پر فتوی دینا۔ ط: دار الاشاعت۔

معاملہ کا حکم شرط کی خلاف ورزی کی صورت میں

''شرط کی خلاف ورزی کرنے سے معاہدہ کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

معاملے ایک ساتھ دو نہ کرے

''دو معاملے ایک ہی ساتھ نہ کرے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۳۵۴)

معاملہ کا لکھنا

اگر سودا ادھار ہوا ہے یا کوئی معاملہ ہوا ہے تو اس کو لکھ لینا چاہئے اور اس پر معتبر لوگوں کو گواہ بھی بنالینا چاہئے تاکہ بعد میں کسی قسم کی پریشانی نہ ہو۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا تَدَايَنتُم بِدَيْنٍ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى فَاكْتُبُوهُ... وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِن رِّجَالِكُمْ۔[1]

ترجمہ: اے مومنو! جب تم آپس میں ادھار کا معاملہ کرو تو اسے لکھ لو، اور اپنے مردوں میں دو گواہ بھی بنالو۔[2]

معاوضہ خون

''خون دینے کا معاوضہ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۲۷۰)

معاہدہ

''ایگریمنٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۸۹)

---

(۱) (البقرۃ:۲۸۲)

(۲) تستحب كتابة العقد ومقدار الدين المؤجل، ويندب الإشهاد على البيع نسيئة (لأجل) وعلى كتابة الدين. (الفقه الإسلامي وادلته: (۵/۳۳۰۸) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الأول، المطلب الأول... أدب البيع، ط: رشيديه)

معدوم چیز کی خرید وفروخت

(۲۵۲) معدوم چیز کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔ [۱]

معیار بہتر بنانے کے لئے رنگ استعمال کرنا

''معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

معیار بہتر بنانے کے لئے کیمیکل استعمال کرنا

اگر رنگ یا کیمیکل استعمال کرنے کا مقصد ادنی قسم کو اعلی ظاہر کرنا، مشتری (خریدار) کو دھوکہ دینا ہے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز اور حرام ہوگا، اور کیمیکل استعمال کرنے کا مقصد ادنی قسم کو اعلی ظاہر کرنا نہ ہو، یا مشتری کو دھوکہ دینا مقصد نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں۔

مثلاً بعض علاقوں میں گڑ صاف کرنے کے لئے خاص قسم کا کیمیکل استعمال کیا جاتا ہے تاکہ سفید ہو کر قیمت بڑھ جائے، اور ادنی قسم کو اعلی ظاہر کیا جائے اور مشتری کو دھوکہ دیا جائے تو یہ ملاوٹ کے مترادف ہو کر ناجائز ہوگا، اور اگر یہ مقصد نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اسی طرح بعض دکاندار چائے میں رنگ ملاتے ہیں اس کا بھی یہی حکم ہے۔ [۲]

---

(۱) تخریج کے لئے ''کھیت میں بیج ڈالنے سے پہلے پیداوار کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله علیه وسلم مر برجل یبیع طعاما فسأله کیف تبیع، فأخبره فأوحی إلیه ان أدخل یدک، فأدخل یده فیه، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس منا من غش۔ (أبو داود: (۱۳۳/۲) کتاب البیوع، باب النهی عن الغش) ط: رحمانیه۔

ویکره أن یلبس الجید بالردی وان یصبغ اللحم بالزعفران۔ (الهندیة: (۲۱۵/۳) کتاب البیوع، فصل فی الاحتکار، ط: رشیدیه۔

شامی: (۱۰۲/۵) باب البیع الفاسد، بعد مطلب احکام نقصان البیع فاسدا۔ ط: سعید۔

مغربی ممالک میں سودی قرضوں کے ذریعہ گھر خریدنا

مغربی ممالک میں سودی قرض کے ذریعہ گھر خریدنے کا جو طریقہ رائج ہے، وہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے، اس طرح گھر خریدنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر گھر کے مالک سے اس طرح معاملہ ہو جائے کہ گھر کی پوری قیمت بازار سے زیادہ مقرر کر لی جائے اور پھر اس کی ادائیگی قسطوں میں ہو تو یہ صورت جائز ہے۔

اور اگر یہ معاملہ کسی بینک یا مالیاتی ادارے کے ذریعے ہو تو یہ ضروری ہے کہ وہ بینک یا مالیاتی ادارے پہلے وہ گھر خود اپنے لئے خرید لیں، اور بنا ہوا گھر ہو تو چابی وغیرہ لے کر اس پر قبضہ بھی کر لیں، پھر خریدار کو ادھار فروخت کریں، اس ادھار قیمت کا تعین کرتے وقت وہ بازاری قیمت سے جتنا اضافہ مناسب سمجھیں، اتنا اضافہ کر کے کل قیمت مقرر کریں، کل قسطیں اور مدت بھی متعین کریں، پھر اس کے بعد کوئی بھی دوسرے فریق کو اس قیمت میں کمی بیشی کرنے پر مجبور نہیں کر سکتا۔

اسی طرح کوئی ایک قسط وقت پر ادا نہ کرنے کی صورت میں جرمانہ لگا کر اضافہ نہیں کر سکتا ورنہ سود پر مشتمل ہونے کی وجہ سے سودا ہی ناجائز ہو جائے گا البتہ مذکورہ ادارہ اپنی خوشی سے قیمت میں کمی کر دے، جبر اور پیشگی معاہدہ کے بغیر تو اپنی خوشی سے کمی کر سکتا ہے۔[1]

---

(۱) عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: نہی النبی ﷺ عن بیعتین فی بیعۃ۔ (إعلاء السنن: (۱۷۳/۱۴) کتاب البیوع، باب النہی عن بیع العربون، ط: إدارۃ القرآن)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ: لا یحلّ سلف و بیع ولا شرطان فی بیع۔ (إعلاء السنن: (۱۵۳/۱۴) کتاب البیوع، باب النہی عن البیع بالشرط، ط: إدارۃ القرآن۔

قال ابن مسعود رضی اللہ عنہ: صفقتان فی صفقۃ ربا، وہذا قول أبی حنیفۃ والشافعی و جمہور العلماء... (الشرح الکبیر لابن قدامۃ: (۵۳/۴) کتاب البیع، وان باع ما یجری فیہ الربا بنسیئۃ... الخ، ط: دار الکتاب العربی۔=

مغصوبہ مال کے مالک کو راضی کرنے کے بعد اس مال کی خرید وفروخت کا حکم

''قبضہ کی ہوئی زمین خریدنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۴/۵)

مغفرت کی دعا

''قرض خواہ کو راضی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۵)

مغفرت ہو جاتی ہے

☆......حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص حلال روزی تلاش کرنے کی وجہ سے رات مشقت اور

= ومن اشتری شيئاً فلا يجوز له ان يبيعه قبل ان يقبضه لما روی أن النبی ﷺ نهی عن بيع الطعام قبل أن يقبض وكذلک ماسوی الطعام من المنقولات لا يجوز بيعه قبل القبض۔ (المبسوط للسرخسی: (۸/۱۳) كتاب البيوع، باب البيوع الفاسده، ط: دار المعرفة، بيروت۔

صح بيع عقار ... فلا يصلح ... بيع منقول قبل قبضه ولو من بائعه۔ (الدر مع الرد: (۱۴۷/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل فی التصرف فی المبيع والثمن، ط: سعيد۔

تسليم مفتاح الدار ولم يذهب إلى الدار فإن كان يتيسر له الفتح بلا كلفة فقبض وإن كان لا يتيسر الفتح بلا إعانة لا يكون قبضاً۔ (البزازيه على هامش الهنديه: (۵۰۳/۴) كتاب البيوع، الثانی عشر فی قبض المبيع، نوع آخر التسليم، ط: رشيديه۔)

وإذا عقد العقد على أنه إلى أجل كذا بكذا، وبالنقد بكذا ... فهو فاسد ... وهذا إذا افترقا على هذا فإن كان يتراضيان بينهما ولم يتفرقا حتى قاطعه على ثمن معلوم، وأتما العقد فهو جائز۔ (المبسوط للسرخسی: (۸،۷/۱۳) كتاب البيوع، باب البيوع الفاسده، ط: دار المعرفة، بيروت۔

ويزاد فی الثمن لأجله إذا ذكرا الأجل بمقابلة زيادة الثمن قصدًا۔ (شامی: (۳۶۲/۷) ط: بيروت) و: (۱۴۲/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب فی الكلام على الرد بالغبن الفاحش، ط: سعيد۔

البيع مع تأجيل الثمن وتقسيطه صحيح ... (مجلة: رقم المادة: ۲۴۵) الكتاب الأول فی البيوع، الباب الثالث، الفصل الثانی فی بيان المسائل المتعلقة بالنسيئة والتأجيل، ط: نور محمد۔

تکلیف میں گزارتا ہے رات میں اس کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (۱)

☆......حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص ہاتھ کی محنت سے کمائی کرنے کی وجہ سے تھکا ماندہ اور بوجھل ہو کر شام کرتا ہے اس کی مغفرت کر دی جاتی ہے۔ (۲)

مفت سروس

بعض کمپنی یا دکان داران سے کوئی چیز خریدنے پر ایک سال دو سال یا پانچ سال تک مفت سروس کرنے کی شرط رکھتے ہیں تا کہ لوگ مطمئن ہو کر چیز خریدیں، شرعاً یہ جائز ہے جیسے کسی دکاندار سے اس شرط پر چمڑا خریدنا جائز ہے کہ اس سے جوتا بنا دے گا اسی طرح اگر دکاندار چیز خراب ہونے پر ایک مقررہ مدت تک مفت سروس کر کے دے گا تو یہ بھی جائز ہے، ہاں اگر مشتری (خریدار) خریدی ہوئی چیز کے کسی پرزے کو توڑے گا تو کمپنی یا دکاندار اس کے ذمہ دار نہیں ہوں گے۔ (۳)

---

(۱) من بات كالاً في طلب الحلال بات مغفوراله۔ ابن عساكر عن أنس. (كنز العمال:(۴/۷) رقم الحديث:۹۷۶۵، كتاب البيوع، من قسم الأول، الباب الأول الفصل الأول: في فضائل الكسب الحلال، ط:مؤسسة الرساله)

📂تاريخ دمشق لابن عساكر:(۷۳/۲۶) المستدرك من حرف الشين، ط: دار الفكر.

(۲) عن عائشة رضي الله عنها قالت قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من امسي كالأ من عمل يده امسي مغفوراًله. رواه الطبراني في الاوسط والاصبهاني من حديث ابن عباس: (الترغيب: (۳۳۵/۲) كتاب البيوع، الترغيب في الإكتساب بالبيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

📂 كنز العمال: (۷/۴) رقم الحديث: ۹۲۱۳، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الأول: في فضائل الكسب الحلال، الفصل الأول، ط: مؤسسة الرسالة۔

📂المعجم الأوسط للطبراني:(۲۸۹/۷) رقم الحديث: ۷۵۲۰، باب الميم، من اسمه: محمد، ط: دار الحرمين۔

(۳) وحاصل ما ذكره الفقهاء في البيع مع الشرط ان الشرط الّذي يقترن به البيع، أمّا أن يقتضيه العقد، واما أن لايقتضيه العقد لكن يلائمه وأما ان لايقتضيه العقد ولا يلائمه لكن قد جرى العرف باشتراطه واما أن لايقتضيه العقد ولا يلائمه ولا جرى العرف باشتراطه لكن لا منفعة فيه لأحد، فالبيع في هذه الوجوه=

مقابلہ کرنا

"تاجروں کی مہارت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۹/۲)

مقبوض علی سوم الشراء

"قبضہ سودے کے طور پر ہوا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۵/۵)

مقبوض علی وجہ النظر

"قبضہ امانت" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۰/۵)

مقدر میں جو لکھا ہے وہ ملے گا

جو رزق مقدر میں لکھا ہوا ہے وہ موت سے پہلے پہلے ضرور ملے گا اور جب تک لکھا ہوا رزق مکمل حاصل نہیں کر لے گا تب تک موت نہیں آئے گی، اور جو رزق مقدر میں لکھا ہوا نہیں ہے وہ ہزار کوشش کرنے سے بھی نہیں ملے گا اس لئے ہمیشہ اللہ سے ڈرنا چاہئے اور شریعت کے مطابق رزق تلاش کرنا چاہئے اور حلال کو حاصل کرنا چاہئے اور حرام سے بچنا چاہئے۔

=الأربعة صحيح، والشرط معتبر في الوجوه الثلاثة الأولى منها، ويلغو في الوجه الرابع۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسي: (۵۹/۲) شرح المادة: ۱۸۶، الفصل الرابع في حق البيع بشرط، ط: رشيديه)

تكملة فتح الملهم: (۲۲۹/۱) كتاب المساقاة والمزارعة، تفصيل مسئلة الشرط في البيع، ط: دار العلوم كراچي۔

ومن اشترى نعلا على أن يحذوه البائع أو يشركه فالبيع فاسد... وفي الاستحسان يجوز للتعامل فيه۔ (الهداية: (۶۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رحمانيه)

قلت: وتدل عبارة البزازية والخانية، وكذا مسألة القبقاب على اعتبار العرف الحادث، ومقتضى هذا أنه لو أحدث عرف في شرط غير الشرط في النعل والثوب والقبقاب أن يكون معتبرا إذا لم يؤد إلى المنازعة... والعرف في الشرع له اعتبار... لذا عليه الحكم قد يدار۔ (شامي: (۸۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الشرط الفاسد إذا ذكر بعد العقد أو قبله، ط: سعيد)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رزق کو دیر سے ملنے والا نہ سمجھو کیونکہ بندے کے لئے جو رزق لکھا گیا ہے جب تک وہ اسے مکمل حاصل نہ کرلے مرے گا بھی نہیں لہٰذا روزی صحیح طریقہ سے کماؤ یعنی حلال حاصل کرو اور حرام کو چھوڑو۔ (۱)

مقدمہ کرنے کے لئے زائد کا دعویٰ کرنا

''دعویٰ زائد کا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳/۳۱۲)

مقدمہ والی زمین فروخت کرنا

اگر زمین پر مقدمہ ہے تو جب تک فیصلہ نہیں ہوگا تب تک اس کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا کیونکہ فیصلہ سے پہلے مالک کون ہے معلوم نہیں ہوگا، اگر بالفرض مالک کون ہے معلوم ہے تب بھی عدالت کے فیصلہ سے پہلے حوالہ کرنے پر قدرت نہیں ہوگی، اور مبیع (بیچی گئی چیز) کو حوالہ کرنے پر قدرت نہ ہونے کی صورت میں بیع صحیح نہیں ہوتی۔ (۲)

---

(۱) عن جابر بن عبداللہ، ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال: لا تستبطئوا الرزق، فانه لم يكن عبد ليموت حتى يبلغ آخر رزق هوله، فاجملوا في الطلب اخذ الحلال وترك الحرام. (المستدرك للحاكم: (۲/٤) كتاب البيوع، الصحة لمن اتقى خير من الغني، ط: دار المعرفة)

السنن الكبرى للبيهقي: (٥/٢٦٤) كتاب البيوع، باب الإجمال في طلب الدنيا وترك طلبها بما لا يحل، ط: إدارة تاليفات اشرفيه.

صحيح ابن حبان: (٨/٣٢) رقم الحديث: ٣٢٣٩، كتاب الزكاة، باب ماجاء في الحرص وما يتعلق به، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) وشرط المعقود عليه ستة: كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه، وكون الملك للبائع فيما يبيعه لنفسه، وكونه مقدور التسليم فلم ينعقد بيع المعدوم... ولا بيع ما ليس مملوكاً له وإن ملكه بعده... ولا بيع معجوز التسليم. (شامی: (۴/۵۰۵) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد)۔

مقررہ قیمت پر زائد رقم آدھی آدھی

(۲۵۸) اگر کسی نے کمیشن ایجنٹ سے یوں کہا کہ آپ مجھے میرے مکان یا دکان یا زمین کے اتنے پیسے دے دیں فروخت کرنے کے بعد جو اس پر زائد ملیں گے وہ میرے اور آپ کے درمیان آدھے آدھے تقسیم ہوں گے تو یہ صورت جائز نہیں کیونکہ اجرت معلوم نہیں۔ (۱)

مقررہ قیمت سے زیادہ قیمت پر مال فروخت کرنا

مالک کو شرعاً یہ حق حاصل ہے کہ اپنی ملکیت کی چیز جس قیمت پر چاہے فروخت کرے لیکن مالک اگر مال کو زیادہ قیمت پر فروخت کرے اور عام لوگوں کو زیادہ قیمت کی وجہ سے سخت پریشانی ہو تو حکومت کے لئے ماہرین سے مشورہ کر کے اس طرح نرخ متعین کرنا جائز ہے جس میں مالک کا نقصان بھی نہ ہو اور عام لوگوں کو پریشانی بھی نہ ہو۔ (۲)

= البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

بدائع الصنائع: (۱۴۷/۵) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه فانواع، ط: سعید۔

امداد الفتاویٰ: (۳/ ۳۴) کتاب البیوع، عنوان: موروث جائیداد کی بیع قبضہ سے پہلے، ط: دار العلوم کراچی۔

(۱) تفسد الإجارة بالشروط المخالفة لمقتضى العقد فكل ما أفسد البيع ... يفسدها) كجهالة مأجور.
(الدر المختار مع الرد: (٤٧/٦) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعيد)

وقد تأيد هذا المفهوم بقول ابن عباس: "لا بأس أن يقول: بع هذا الثوب فما زاد على كذا فهو لك" وحمله على المراضاة بعيد. وفي التلويح: أما قول ابن عباس وابن سيرين، وأكثر العلماء لا يجيزون هذا لأنها وإن كانت أجرة سمسرة لكنها مجهولة وشرط جوازها عند الجمهور أن تكون الأجرة معلومة.
(إعلاء السنن: (٢٠٧/١٦) كتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: إدارة القرآن)

فتح الباري: (٤٥١/٤) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: دار المعرفة.

(۲) تخریج کے لئے "ریٹ مقرر کرنا" عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

مقررہ قیمت سے کم رقم دینا

اگر کوئی شخص کسی سے کوئی چیز قیمت مقرر کر کے خریدتا ہے، پھر ادائیگی کے وقت مقررہ قیمت سے کم ادا کرتا ہے، حالانکہ بیچنے والا آدمی اس پر دل سے راضی نہیں ہے، اس کے اصرار سے مجبور ہو کر لے لیتا ہے، تو خریدار کا اس طرح قیمت کی ادائیگی میں کمی کرنا درست نہیں او جو اس نے کم دے کر کٹوتی کی ہے وہ اس کے لئے حرام ہے۔ (۱)

ہاں اگر بیچنے والا خوشی سے کچھ رقم چھوڑ دے یا اس کا عام رواج ہو اور ہر سودے میں مخصوص مقدار تک رقم کی کٹوتی ہوتی ہو اور دکانداروں اور تاجروں میں یہ معروف و مشہور ہو اور وہ سب اس پر راضی ہوتے ہوں تو یہ جائز ہے مثلاً ایک بازار کا عام دستور ہے کہ کپڑوں کے تھان کی خرید و فروخت ہوتی ہے اور خریدار قیمت ادا کرتے وقت فی تھان کچھ رقم کاٹ کر باقی رقم بیچنے والے کو ادا کرتا ہے اور اس کا عرف و رواج بھی ہے تو یہ درست ہے، گویا یہاں قیمت کم کر دی جاتی ہے اور بیچنے والے کے لئے قیمت کم کر دینا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص:۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

شعب الايمان: (۳۸۷/٤) رقم الحديث: ۵۴۹۲، الباب الثامن والثلاثون من شعب الإيمان: وهو باب في قبض اليد عن الأموال المحرمة. الخ، ط: دار الكتب العلمية.

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۰۰/٦) كتاب الغصب، باب من غصب لوحاً فأدخله في سفينة أو بنى عليه جداراً، ط: إدارة تاليفات اشرفيه

(۲) ويجوز للبائع أن يحط من الثمن. (تبيين الحقائق: (۸۳/٤) كتاب البيوع، باب التولية، فصل بيع العقار قبل قبضه، ط: امداديه ملتان)

الدر المختار مع الرد: (۱۵٤/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن. الخ، مطلب في تعريف الكره، ط: سعيد.

المعروف بين التجار كالمشروط بينهم. (شرح المجلة لرستم باز: (۳٦/۱) المادة: ٤٤) المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

مقررہ وقت پر قیمت وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا

(۲۶۰) ''قیمت مقررہ وقت پر وصول نہ ہونے پر جرمانہ وصول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۶/۵)

مقررہ وقت سے پہلے ادائیگی پر رعایت دینے کا حکم

تاجر لوگ کمپنی سے اور عام گاہک دکانداروں سے ادھار پر مال خریدتے ہیں، اور ایسے خریدار کے لئے کمپنی اور دکاندار ایک تاریخ مقرر کردیتے ہیں کہ فلاں تاریخ تک پیسے ادا کرنے ہوں گے، اور ساتھ یہ بھی بتادیتے ہیں کہ اگر فلاں تاریخ تک پیسے ادا کردیئے تو مثلاً دس فیصد رعایت ہوگی، اور اگر اس سے تاخیر کی تو یہ رعایت نہیں ملے گی، بلکہ پورے پیسے ادا کرنے ہوں گے۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر کمپنی یا دکاندار تاجر اور گاہک کو مال ادھار پر دیتے وقت یہ کہیں کہ فلاں متعین تاریخ مثلاً دو ماہ بعد اس کی قیمت ادا کرنی ہے، پھر اس معاملہ کے بعد تاجر یا گاہک کو یہ کہیں کہ اگر آپ اس تاریخ سے پہلے ایک ماہ کے اندر اندر اس کی قیمت ادا کردیں گے تو دس فیصد رعایت کردیں گے تو یہ خرید وفروخت شرعاً درست نہیں کیونکہ ایک ماہ بعد قیمت ادا کرنے کی صورت میں رعایت ختم کرکے کمپنی یا دکاندار جو رقم لیں گے، یہ مدت کے مقابلہ میں ہوگی، اور مدت کے مقابلہ میں رقم وصول کرنا سود ہے، اس لئے یہ معاملہ شرعاً جائز نہیں ہے، اور فقہی اصطلاح میں اس کو ''ضع وتعجل'' کے عنوان سے تعبیر کیا جاتا ہے۔[1]

---

(۱) وفي كتاب الرحمة: اتفقوا على أن من كان له دين على انسان إلى أجل، فلايحل له أن يضع عنه بعض الدين قبل الأجل، ليعجل له الباقي۔ (المسوى شرح المؤطا: (۳۸/۲)، كتاب البيوع والمعاملات، باب إذا ابتاع بثمن مؤجل لايجوز أن ينقد قبل الأجل على أن يحط البائع شيئاً من حقه، ط: دار الكتب العلمية)=

مقروض بھاگ گیا اس کا سامان موجود ہے

☆ اگر مقروض آدمی کسی وجہ سے بھاگ گیا اور اس کا سامان وغیرہ موجود ہیں، تو ان کو استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ہاں اپنی رقم وصول کرنے کے لئے اس کے سامان وغیرہ کو اپنے قبضہ میں رکھنا جائز ہے۔ (۲)

☆ اور اگر قرض کی وصولی کی کوئی امید نہیں ہے، تو اس سامان کو مجبوراً اپنے قرض کے بدلے میں حساب کر کے لینا بھی جائز ہوگا۔ (۳)

= الرجل يكون عليه ألف درهم دين مؤجل فيصالحه منه على خمس مأة حالة فلايجوز۔ (احكام القرآن للجصاص: (۱۸۶/۲)، باب الربا، ومن أبواب الربا الذى تضمنت الآية تحريمه، ط: دار احياء التراث العربى)

ولو كانت له ألف مؤجلة فصالحه على خمسمائة حالة لم يجز، لأن المعجل خير من المؤجل وهو غير مستحق بالعقد فيكون بإزاء ما حطه عنه، وذلك اعتياض عن الأجل وهو حرام۔ (الهداية: (۲۵۶/۳)، كتاب الصلح، باب الصلح فى الدين، ط: رحمانيه۔)

الجوهرة النيرة: (۶/۲)، كتاب الصلح، ط: حقانيه۔)

(۱) كل قرض جز منفعة فهو ربا۔ (فيض القدير: (۴۴۸۷/۹)، رقم الحديث: ۶۳۳۶، ط: نزار مصطفى الباز)

أخبرنا أبو حنيفة عن حماد، عن إبراهيم النخعى قال: كل قرض جز منفعة فلاخير فيه۔

عن فضالة بن عبيد صاحب النبى ﷺ أنه قال: كل قرض جز منفعة فهو وجه من وجوه من الربا۔ (إعلاء السنن: (۱۱۵/۱۴)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جز منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن كراچى)

شامى: (۱۶۶/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل فى القرض، مطلب كل قرض جز نفعا حرام، ط: سعيد۔

(۲)؟؟؟؟

(۳) قال الحموى فى شرح الكنز نقلا عن العلامة المقدسى عن جده الاشقر عن شرح القدورى =

مقروض قرض خواہ کی وفات کے بعد قرض کا کیا کرے

(۲۶۲) اگر قرض خواہ کا انتقال ہوگیا تو مقروض قرض کی رقم قرض خواہ کے وارثوں کو شریعت کے مطابق تقسیم کر کے دیدے،(۱) اور اگر کوئی وارث نہ ہو تو اسکی نیت سے صدقہ کردے تاکہ قیامت کے دن صدقہ کا ثواب دے کر حق ادا کرنا آسان ہو۔(۲)

مقروض کا جنازہ

''قرض دار کا جنازہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۱/۵)

مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا

حضرت ابو سلمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مقروض اگر قرض کی ادائیگی کے

= للأخصب: ان عدم جواز الأخذ من خلاف الجنس كان في زمانهم لمطاوعتهم في الحقوق، والفتوى اليوم على جواز الأخذ عند القدرة من أي مال كان، لاسيما في ديارنا لمداومتهم العقوق قال الشاعر:

عفاء على هذا الزمان فإنه — زمان عقوق لا زمان حقوق

وكل رفيق فيه غير مرافق — وكل صديق فيه غير صدوق

(شامي: (۱۵۱/۶)، كتاب الحجر، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۸۶/۴)، كتاب الحجر، ط: دار المعرفة۔

الفقه الاسلامي وأدلته: (۵۴۵۱/۷)، كتاب السرقة، ط: رشيديه۔

(۱) تخریج کے لئے ''قرض دینے والے کا انتقال ہوگیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) اللقطات والتركات التي لا وارث لها... قالوا مصرفه اللقيط الفقير والفقراء الذين لا أولياء لهم يعطون منه نفقتهم وأدويتهم ويكفن به موتاهم ويعقل به جنايتهم۔ (البحر الرائق: (۱۱۹/۵) كتاب السير باب العشر والخراج والجزية، فصل في الجزية، ط: سعيد۔)

تبيين الحقائق: (۲۸۳/۳) كتاب السير، باب العشر والخراج والجزية، فصل في الجزية، ط: امداديه ملتان۔

مجمع الأنهر: (۴۸۶/۲) كتاب السير والجهاد، فصل في الجزية، ط: دار الكتب العلمية۔)

والسبيل في المعاصي ردها وذلك هاهنا برد المأخوذ إن تمكن من رده بأن عرف صاحبه وبالتصدق به إن لم يعرفه ليصل إليه نفع ماله إن كان لا يصل إليه عين ماله۔ (الفتاوى الهندية: (۳۴۹/۵) كتاب الكراهية، الباب الخامس عشر في الكسب، ط: رشيديه)

لئے مال چھوڑے بغیر مرجاتا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس کا جنازہ نہیں پڑھاتے تھے، چنانچہ ایک مرتبہ ایک میت کو لایا گیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کیا اس کے ذمہ قرض ہے؟ صحابہ نے عرض کیا ہاں یارسول اللہ! دو دینار (دو اشرفی) ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے ساتھی پر خود ہی جنازہ کی نماز پڑھ لو، اتنے میں ابوقتادہ انصاری رضی اللہ عنہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا یارسول اللہ اس قرض کی ادائیگی کو میں اپنے ذمہ لیتا ہوں، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازہ کی نماز پڑھائی۔ (۱)

اس سے معلوم ہوا کہ قرض کی ادائیگی میں سستی نہیں کرنی چاہیے، جتنی جلدی ممکن ہو قرض ادا کر کے فارغ ہو جانا چاہیے ورنہ موت کے بعد بھی قید میں رہے گا۔ (۲)

---

(۱) عن أبي سلمة قال: كان رسول الله صلى الله عليه وسلم لا يصلي على رجل مات وعليه دين، فأتي بميت، فقال: أعليه دين؟ قالوا: نعم، ديناران، فقال صلوا على صاحبكم، فقال أبو قتادة الانصاري: هما علي يا رسول الله! فصلى عليه رسول الله صلى الله عليه وسلم. (سنن أبي داؤد: (۱۲۰/۲) كتاب البيوع، باب في التشديد في الدين، ط: رحمانيه.)

صحيح ابن حبان: (۳۳۴/۷)، كتاب الجنائز، فصل في الصلاة على الجنازة، ذكر الإباحة للمرء الصلاة على كل مسلم مات من أهل القبلة وإن كان عليه دين، ط: مؤسسة الرسالة.)

جمع الفوائد: (۲۳۰/۲) رقم الحديث: ۴۷۸۳، كتاب البيوع، الدين وآداب الوفاء۔۔۔ الخ، ط: مكتبة ابن كثير، الكويت.)

عن سلمة بن الأكوع رضي الله عنه أن النبي صلى الله عليه وسلم أتي بجنازة ليصلي عليها فقال هل عليه دين؟ قالوا نعم، قال فصلوا على صاحبكم، قال ابو قتادة على دينه يا رسول الله صلى الله عليه وسلم (صحيح البخاري: (۳۰۶/۱) كتاب الكفالة، باب من تكفل عن ميت دينا فليس له أن يرجع، ط: قديمي.)

صحيح مسلم: (۳۵/۲) كتاب الفرائض، ط: قديمي.)

جامع الترمذي: (۲۰۵/۱) ابواب الجنائز، باب ماجاء في الصلوة على المديون، ط: سعيد.)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه. (مشكوة: (ص: ۲۵۲)، كتاب البيوع، باب الافلاس والانظار، الفصل الثاني، ط: قديمي.)

جامع الترمذي: (۲۰۶/۱)، ابواب الجنائز، باب ماجاء أن نفس المؤمن معلقة بدينه حتى يقضى عنه، ط: قديمي.

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۷۴)، ابواب الصدقات، باب التشديد في الدين، ط: قديمي.

مقروض کے مال سے خفیہ خفیہ اپنا قرض وصول کرنا

(۲۶۳) اگر کسی انسان کا کسی پر قرضہ ہو تو اس کے لئے اسے خفیہ انداز میں اس سے لینا جائز ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

جس نے کوئی چیز تجھے امانت کے طور پر دی ہے، اس کی امانت واپس کرو، اور جس نے تیرے ساتھ خیانت کی ہے تو اس کے ساتھ خیانت نہ کر۔ [1]

اور اپنا حق وصول کرنا خیانت میں داخل نہیں ہے۔

مقصد حرام ہے

بیچی جانے والی چیز ایسی نہیں ہونی چاہئے جس کا حرام مقصد کے علاوہ کوئی اور

---

(١) عن يوسف بن ماهك المكي قال: كنت أكتب لفلان نفقة أيتام كان وليهم فغالطون بألف درهم فأداها إليهم فادركت لهم من مالهم مثلها، قال: قلت: أقبض الألف الي ذهَبُوا به منك؟ قال: لا، حدثني أبي أنه سمع رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أد الأمانة إلى من ائتمنك ولا تخن من خانك. (سنن أبي داود: (٢/١٤٢) كتاب الاجارات، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، ط: رحمانيه)

عن عائشة رضي الله عنها قالت: جاءت هند إلى النبي صلى الله عليه وسلم، فقالت: يا رسول الله، إن أبا سفيان رجل ممسك، فهل علي من حرج أن أنفق على عياله من ماله بغير إذنه؟ فقال النبي صلى الله عليه وسلم: "لا حرج عليك أن تنفقي بالمعروف". (سنن أبي داود: (٢/١٤٢) ايضاً، ط: رحمانيه)

قال الخطابي: هذا الحديث يعد مخالفاً في الظاهر حديث هند وليس بينهما في الحقيقة خلاف. وذلك لأن الخائن هو الذي يأخذ ماليس له أخذه ظلماً أو عدواناً، فأمامن كان مأذوناً له في أخذ حقه من مال خصمه واستدراك ظلامته منه فليس بخائن ومعناه: لا تخن من خانك بأن تقابله بخيانة مثل خيانته وهذا لم يخنه، لأنه مقتض حقاً لنفسه والأول كان مقتضياً حقاً لغيره. وكان مالك بن أنس يقول: إذا أودع رجل رجلاً ألف درهم فجحده الألف ثم أودعه الجاحد ألفاً لم يجز له أن يجحده، قال ابن القاسم: صاحبه أظنه ذهب إلى هذا الحديث، وقال أصحاب الرأي: يسعه أن يأخ ألفاً قصاصاً عن حقه ولو كان به له حنطة أو شعير لم يجز له ذلك فإن هذا بيع، أما إذا كان مثله فهو قضاء. (بذل المجهود: (١٥/٢١٦) تاب البيوع، باب في الرجل يأخذ حقه من تحت يده، ط: دار الكتب العلمية)

قوله: ولا تخن من خانك) قال القاضي: أي لا تعامل الخائن بمعاملته ولا تقابل خيانته بالخيانة فتكون مثله، ولا يدخل فيه أن يأخذ الرجل مثل حقه من مال الجاحد فإنه استيفاء وليس بعدوان والخيانة عدوان. (مرقاة المفاتيح: (٦/١٢٥) كتاب البيوع، باب الشركة والوكالة، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

جائز استعمال ہی نہ ہو جیسے خنزیر اور آلات لہو ولعب وغیرہ، ورنہ بیع صحیح نہیں ہوگی۔ (١)

مکانات زمین کے تابع ہیں

"درخت زمین کے تابع ہیں" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٣٠٤/٣)

مکان بیچ کر کرایہ پر لینا

بعض دفعہ کسی کو پیسے کی ضرورت ہوتی ہے اور قرضہ وغیرہ نہیں ملتا تو ایسا آدمی اپنا مکان یا دکان کسی آدمی کو اس شرط پر فروخت کر دیتا ہے کہ جب بھی بیچنے والا خریدار کو اتنی رقم واپس کر دے گا تو یہ دکان یا مکان وہ خریدار اسے واپس کر دے گا، اور اس دوران یہ دکان یا مکان بیچنے والے کے قبضہ میں رہے گا اور یہ ماہانہ ایک

---

(١) وبطل بيع مال غير متقوم أى غير مباح الانتفاع به وخنزير وميتة. (الدر المختار مع الرد: (٥/ ٥٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.)

وكذا يبطل بيع مال غير متقوم كالخمر والخنزير بالثمن. (مجمع الأنهر: (٧٨/٣) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية.)

وأما القرد فعن أبي حنيفة رحمه الله روايتان، وجه رواية عدم الجواز: أنه غير منتفع به شرعاً فلا يكون مالاً كالخنزير، وجه رواية الجواز: أنه إن لم يكن منتفعاً به بذاته يمكن الانتفاع بجلده، والصحيح هو الأول، لأنه لا يشترى للانتفاع بجلده عادةً بل للهو به، وهو حرام فكان هذا بيع الحرام للحرام، وأنه لا يجوز. (بدائع الصنائع: (١٤٣/٥) كتاب البيوع، فصل وأما الذى يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

ويجوز بيع آلات الملاهي من البربط والطبل والمزمار والدف ونحو ذلك عند أبى حنيفة رحمه الله لكنه يكره وعند أبى يوسف رحمه الله ومحمد رحمه الله: لا ينعقد بيع هذه الاشياء: لأنها آلات معدة للتلهى بها. (بدائع الصنائع: (١٤٣/٥) كتاب البيوع، فصل وأما الذى يرجع إلى المعقود عليه فأنواع، ط: سعيد)

ويجوز بيع البربط والطبل والمزمار والدف والنرد وأشباه ذلك عند أبى حنيفة رحمه الله وعندهما رحمهما الله لا يجوز بيع هذه الاشياء قبل الكسر... والفتوى على قولهما. (الفتاوى الهندية: (١١٦/٣) كتاب البيوع، الفصل الخامس فى بيع المحرم الصيد وبيع المحرمات، ط: رشيديه.)

فكل ما لا يباح الانتفاع به ليس متقوماً شرعاً، ولا يجوز بيعه، وهو ما كان استعماله متمحضاً فى محظور. (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (٢٩٠/١) المبحث الثالث فى احكام المبيع والثمن وما يشترط فيهما لجواز البيع، الشرط الثانى: كون المبيع متقوماً، مكتبة معارف القرآن.)

مخصوص رقم کرایہ کے طور پر ادا کرے گا، یہ بیع فاسد ہے۔ [۱] اس کو فسخ کرنا واجب ہے۔ [۲] یہ حقیقت میں رہن ہے، اور رہن سے نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہے، بلکہ یہ سود ہے۔ [۳] اس لئے خریدار کے لئے کرایہ کی رقم لینا جائز نہیں ہے۔ (اور اس کو میعادی بیع سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے)

مکان بیچتے وقت تین مہینے تک رہنے کی شرط رکھنا

''شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۳/۴)

---

(۱) ولو بشرط لا یقتضیه العقد، وفیه نفع لأحد المتعاقدین أو لمبیع یستحق فهو فاسد۔ (ملتقى الأبحر على هامش مجمع الانهر: (۹۰/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه)

درر الحكام شرح غرر الأحكام: (۱۷۳/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار إحياء الكتب العربية۔

تكملة رد المحتار: (۶۶/۸) كتاب الدعوى، باب دعوى الرجلين، مطلب لو كانت عرصة الحائط عريضة تقسم بينهما... الخ، ط: سعيد۔

(۲) ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض، ويكون امتناعا عنه أو بعده ما دام المبيع بحاله في يد المشترى اعداما للفساد، لأنه معصية فيجب رفعها۔ (الدر مع الرد: (۹۰/۵، ۹۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على الدر: (۷۹/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار المعرفة۔)

تنقيح الفتاوى الحامدية: (۱۲۰/۲) كتاب الإجارة، ط: رشيديه۔)

(۳) هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه منى متى جئت بالثمن، فهذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، وهو الصحيح۔ (شامی: (۲۷۶/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

أقول: وفي جواهر الفتاوى في الباب الأول: بيع الوفاء أن يقول بعت منك على أن تبيعه منى متى جئت بالثمن؟ قال رضى الله عنه هذا البيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، هكذا ذكروا وهو الصحيح۔ وذكر الإمام محمد بن الفضل البخارى هكذا، وقيل: بيع فاسد يوجب الملك إذا اتصل به القبض والأول أصح (حاشية جامع الفصولين: (۲۳۴/۱) الفصل الثامن عشر، ط: إسلامى كتب خانه)

لا يحل له أن ينتفع بشيء منه بوجه من الوجوه، وإن اذن له الراهن، لأنه اذن له في الربا، لأنه يستوفى دينه كاملا فتبقى له المنفعة فضلا، فيكون ربا۔ (شامی: (۴۸۲/۶) كتاب الرهن، ط: سعيد)

مکان خریدنے کے بعد قبضہ سے پہلے فروخت کرنا

''قبضہ سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۸/۵)

مکان فروخت کرتے وقت تین مہینے کے بعد قبضہ دینے کا حکم

''شرط لگا کر کوئی چیز فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۳/۴)

مکروہ بیع

☆ دوسرے خریدار کو نقصان پہنچانے کے لئے خریدنے کی نیت کئے بغیر قیمت میں اضافہ کی پیشکش کرنا جائز نہیں ہے۔

☆ اگر بائع (سیلر) اور خریدار کسی چیز کی قیمت پر راضی ہو جائیں تو پھر کسی تیسرے شخص کے لئے بائع سے اس چیز کا سودا کرنا صحیح نہیں ہے۔

☆ اگر شہر میں کوئی چیز نایاب (Short) ہو گئی تو شہر کے تاجر کے لئے باہر سے مال لانے والوں سے ان کے شہر کی منڈی میں داخل ہونے اور بازار کے نرخ معلوم کرنے سے پہلے تمام مال خریدنا مکروہ ہے۔

اور اگر چیز شہر میں کمیاب نہ ہو، نیز شہر کا تاجر باہر سے مال لانے والوں کے سامنے شہر کی منڈی کے دام غلط نہ بتائے، پھر شہر کے تاجر کے لئے ان سے مال خریدنا مکروہ نہیں ہے۔

☆ جمعہ کے دن جمعہ کی پہلی اذان کے بعد سے جمعہ کی نماز ختم ہونے تک بیع (خرید و فروخت) کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

☆ اگر عام ضرورت کی کوئی چیز شہر میں کمیاب ہو تو پھر اس چیز کی قیمت میں اضافہ کے لالچ سے ذخیرہ اندوزی کرنا مکروہ ہے۔

باقی ان تمام صورتوں میں بھی خریدار خریدی ہوئی چیز کا مالک بن جائے گا

اور بائع اس چیز کی قیمت کا مالک بن جائے گا۔ [1]

مکرَہ کی بیع

شریعت میں بیع (خرید وفروخت) صحیح ہونے کے لئے بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں کی رضامندی ضروری ہے، لہٰذا اگر کسی عقد میں بائع راضی نہیں ہے، اور قتل کی دھمکی یا جبر واکراہ سے بائع کو مجبور کر کے بیع کی گئی تو یہ خرید و فروخت صحیح نہیں ہوگی۔ [2]

مکیلی اور موزونی چیز

گندم، آٹا، کھجور اور نمک ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مکیلی ہوں گی یا موزونی اس

---

(۱) (وكره النجش)... إن زيد الثمن بأكثر من ثمن المثل ولايريد الشراء لترغيب غيره... (والسوم)... على سوم غيره... إذا رضيا... بثمن معلوم... (وتلقى الجلب) أى استقبال من فى المصر جَلَباً... من طعام أو حيوان أو غيره (لمضر... بأهل البلد) للنهى عنه، وأما إذا لم يضر بأهل البلد بأن لم يكونوا محتاجين إليه فلا بأس به إلا إذا لبس سعر البلد على الواردين فاشترى منهم بأرخص منه فإنه يكره... (والبيع عند أذان الجمعة)... وصح البيع فى الجميع أى فى جميع ماذكر من قوله: وكره النجش إلى هنا: لأن الكراهة لاتمنع الانعقاد۔ (مجمع الأنهر: (۳/ ۱۰۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔)

الاختيار لتعليل المختار: (۲/ ۲۶) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

(وكره) تحريماً مع الصحة (البيع عند الأذان الأول... وكره النجش... والسوم على سوم غيره... وتلقى الجلب... إذا كان يضر بأهل البلد أو يلبس السعر) على الواردين لعدم علمهم به فيكره للضرر والغرر۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۰۱، ۱۰۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب احكام نقصان المبيع فاسداً، ط: سعيد۔)

(۲) ومنها الرضا... فلايصح بيع المكره إذا باع مكرها وسلم مكرها لعدم الرضاء۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۷۶) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة أنواع، ط: سعيد۔)

قال النبي ﷺ: الا لاتظلموا الا لايحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشكوة المصابيح: (۱/ ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثانى، ط: قديمى۔)

شامى: (۴/ ۵۰۳) كتاب البيوع، مطلب فى بيع المكره والموقوف، ط: سعيد۔

میں فقہاء کرام کا اختلاف ہے، حضرت امام ابوحنیفہؒ اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک یہ مکیلی ہیں اور ہمیشہ کے لئے مکیلی رہیں گی، جب کہ امام ابو یوسفؒ کے نزدیک ان کا تبادلہ وزن کے ساتھ بھی جائز ہے، امام ابوحنیفہؒ اور امام محمدؒ کے قول پر عمل کرنا احتیاط ہے اور امام ابو یوسفؒ کے قول پر عمل کرنے میں سہولت اور آسانی ہے، لہٰذا حالات کے اعتبار سے امام ابو یوسفؒ کے قول پر فتویٰ دینے کی گنجائش ہوگی۔ (١)

---

(١) وما ورد النص بكيله فهو كيلي أبداً، وما ورد بوزنه فوزني أبداً؛ اتباعاً للنص۔ وعن أبي يوسف رحمه الله أنه يعتبر فيه العرف أيضاً، لأن النص ورد على عادتهم فتعتبر العادة۔ (الاختيار لتعليل المختار: (٢/ ٣١) كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية۔)

ومنه: اعتبار الكيل أو الوزن فيما تعورف كيله أو وزنه مما لا نص فيه من الأموال الربوية كالزيتون وغيره، وأما ما نص عليه فلا اعتبار للعرف فيه عند الطرفين۔ وفي الحاشية: أي عند أبي حنيفة رحمه الله ومحمد رحمه الله بل العبرة عندهما فيه للمقياس الذي ورد به النص لتحقيق التساوي في مبادلة الأموال الربوية بعضها ببعض عند اتحاد الجنس، خلافاً لأبي يوسف رحمه الله الذي يعتبر المقياس المتعارف فيهما مطلقاً في كل زمن بحسبه، ويتبدل مقياس التساوي بتغير العرف تبعاً له حيث يعلل النص بالعرف الذي كان قائماً وقت وروده۔ فلا يكون اتباع العرف عند أبي يوسف رحمه الله مخالفاً للنص، بل يراه هو الموافق للنص، وإن الثبات على المقياس القديم الذي ورد في النص هو المخالف للنص، فهو يعتبر هذا النص نصاً عرفياً بمعنى أنه ذكر فيه المقياس الذي عيّنه النص؛ لأنه كان هو المتعارف حين ورود النص، ولو كان المتعارف مقياساً آخر لورد النص بذلك الآخر، لأن مقاييس الكميات تتبع الأعراف۔ (شرح القواعد الفقهية مع حاشية: (٢٢١) القاعدة الخامسة والثلاثون: العادة محكمة، ط: دار القلم، دمشق)

وحاصله توجيه قول أبي يوسف رحمه الله أن المعتبر العرف الطاري بأنه لا يخالف النص بل يوافقه، لأن النص على كيلية الأربعة، ووزنية الذهب والفضة مبني على ما كان في زمنه صلى الله عليه وسلم من كون العرف كذلك حتى لو كان العرف إذ ذاك بالعكس لورد النص موافقاً له ولو تغير العرف في حياته صلى الله عليه وسلم لنص على تغير الحكم، وملخصه: أن النص معلول بالعرف فيكون المعتبر هو العرف في أي زمن كان ولا يخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف رحمه الله فافهم۔ (شامي: (٥/ ١٧٧) كتاب البيوع، باب الربا، مطلب في أن النص أقوى من العرف، ط: سعيد۔)

وروي عن أبي يوسف رحمه الله: أنه يعتبر في ذلك العرف، ولو على خلاف المنصوص، لأن النص على ذلك لمكان العادة، فكانت هي المنظور إليها، وقد تبدلت، فعلى هذا لو تغيرت العرف في الحنطة أو الشعير أو التمر، بأن أصبحت تباع وتشترى وزناً، جاز بيعها بجنسها متساوية وزناً، ولا يجب التساوي في الكيل، وحجة الجمهور أن النص أقوى من العرف، ولكن رجح ابن الهمام قول أبي يوسف رحمه الله =

مکینک کے لئے پرزہ دلوانے پر اجرت لینا

''بروکر ہونا بائع اور مشتری دونوں کو معلوم ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ملازمت برقرار رکھنے کے لئے رشوت دینا

بعض لوگ کسی سرکاری یا غیر سرکاری ادارہ میں اس کے قواعد وضوابط کے مطابق انٹرویو میں کامیابی حاصل کر کے نوکری حاصل کر لیتے ہیں، لیکن ملازمت کے دوران افسران بعض ناجائز وجوہات کی بنا پر تنگ کرتے ہیں، ملازمت سے نکال دینے کی دھمکیاں دیتے ہیں، اور رشوت طلب کرتے ہیں، تو ایسی صورت میں اگر ملازم کے پاس اس ملازمت کے علاوہ کوئی جائز ذریعہ معاش بھی نہ ہو تو ایسی مجبوری کی حالت میں ملازمت برقرار رکھنے کے لئے افسران کو رشوت دینے کی گنجائش ہوگی، پھر اس پر استغفار کرنا چاہیے، تاہم افسران کے لئے یہ رشوت ہے اور ان کے

= بقوله: ''ولا يخفى أن هذا لا يلزم أبا يوسف رحمه الله لأن قصاراه أنه كنصه على ذلك، وهو يقول يصار إلى العرف الطارئ بعد النص بناء على أن تغير العادة يستلزم تغير النص، حتى لو كان صلى الله عليه وسلم حياً لنص عليه على وزان ما ذكرنا في سنية التراويح، مع أنه صلى الله عليه وسلم لم يواظب عليه، بل فعله مرة، ثم ترك، لكن لما بين عذر خشية الإفتراض على معنى لولاه لواظب، حكم بالسنية مع عدم المواظبة، لأنا أمنا من بعده النسخ، فحكمنا بالسنية، فكذا هذا، لو تغيرت تلك العادة التي كان النص باعتبارها إلى عادة اخرى، تغير العرف۔''

وعلى قول أبي يوسف رحمه الله أفتى كثير من معاصري الحنفية، وقال ابن عابدين رحمه الله: ''ولا يخفى أن هذا فيه تقوية لقول أبي يوسف رحمه الله'' وقال رحمه الله في ''نشر العرف'' وعلى هذا، فلو تعارف الناس بيع الدراهم بالدراهم، أو استقراضها بالعدد، كما في زماننا، لا يكون مخالفاً للنص، فالله تعالى يجزي الإمام أبا يوسف رحمه الله عن أهل هذا الزمان خير الجزاء فلقد سدّ عنهم باباً عظيماً من الربا۔'' (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۲/ ۶۷۳، ۶۷۵) المبحث السابع، الباب الثاني في الربا في البيوع، تأثير العرف في الكيل والوزن، ط: معارف القرآن)

فتح القدير: (۷/ ۱۵، ۱۶) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

رسائل ابن عابدين: (۲/ ۱۱۸) رسالہ: نشر العرف في بناء بعض الاحكام على العرف، ط: سهيل اكيڈمی۔

لئے لینا حرام ہے۔(۱)

نیز یہ کہ افسران کے لئے ماتحت ملازم کو بلاوجہ تنگ اور پریشان کرنا، ملازمت سے فارغ کرنے کی دھمکی دینا، رشوت طلب کرنا، یہ سب ناجائز اور حرام ہیں، اس لئے افسران کے لئے ایسی ناجائز اور حرام باتوں سے بچنا ضروری ہے۔(۲)

ملازمت بینک

"بینک کی ملازمت" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۲)

ملازمت کا حق فروخت کرنا

مزدوروں اور ملازمین کی مزدوری اور ملازمت کرنے کے حقوق کی خرید و فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اس پر حاصل ہونے والی آمدنی اور منافع ناجائز اور حرام

(۱) ومن كان له حق مضيع لم يجد طريقة للوصول إليه إلا بالرشوة، أو وقع عليه ظلم فلم يستطع دفعه عنه إلا بالرشوة... فإن سلك سبيل الرشوة من أجل ذلك فالإثم على الأخذ المرتشي، وليس عليه إثم الراشي في هذه الحالة۔ (الحلال والحرام في الاسلام في العلاقات الإجتماعية: (ص:۲۷۲)، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابي الحلبي مصر۔)

لو اضطر إلى دفع رشوة لإحياء حقه جاز له الدفع، وحرم على القابض۔ (شامی: (۷۲/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

حاشية الطحطاوي على الدر: (۱۷۸/۳) كتاب القضاء، ط: دار المعرفة بيروت۔)

(۲) عن أبي بكر الصديق رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ملعون من ضار مؤمنا أو مكربه۔ (مشكاة المصابيح: (ص:۴۲۸) كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر، ط: قديمي۔)

والأظهر أن الضرر يشمل البدني والمالي والدنيوي والأخروي۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۴۴/۹) كتاب الآداب، باب ما ينهى عنه من التهاجر والتقاطع، الفصل الثاني، ط: رشيديه جديد۔)

عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الا لا تظلموا الا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص:۲۵۵)، كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي)

والأظهر أن معناه: لا تظلموا أنفسكم، وهو يشمل الظلم القاصر والمتعدي۔ (مرقاة المفاتيح: (۱۲۹/۶) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: رشيديه)

ہے، جس سے رقم لی ہے اس کو واپس کر دینا ضروری ہے۔ (۱)

ملازمت کرنا انشورنس کمپنی میں

''انشورنس کمپنی میں ملازمت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۴۹/۱)

ملازمت کرنا کافروں کے پاس

''غیر مسلم کے پاس مزدوری کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۷/۵)

ملازمت کے دوران اللہ کے حقوق ساقط نہیں ہوتے

ملازم کے ذمہ جو اللہ کے حقوق ہیں وہ ملازمت کے عقد کی وجہ سے ساقط نہیں ہوتے اور نہ ان کو مؤخر کرنے کی گنجائش ہوتی ہے جیسے نماز، روزہ، اور حج فرض ہونے کے بعد اس کو ادا کرنے کے لئے سفر کرنا ملازمت کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگا، وقت پر نماز ادا کرنا، اور روزہ رکھنا، اور حج ادا کرنے کے لئے سفر کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) وشرط المعقود عليه... كونه موجوداً مالاً متقوماً مملوكاً في نفسه۔ (شامی: (۵۰۵/۴)، كتاب البيوع، مطلب: شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔)

وفي الاشباه: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ وفي الشامية: قوله: كحق الشفعة) قال في الاشباه فلو صالح عنها بمال بطلت ورجع۔ (الدر مع الرد: (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، مطلب: لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة، ط: سعيد۔)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمي۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۹/۳)، كتاب البيوع، ط: المكتبة العربية۔

(۲) وعن النواس بن سمعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ رواه في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط: قديمي)

عن ابن عمر رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا أن يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم: (۱۲۵/۲)، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: قديمي۔)

هو... فرض... مرة... على الفور) في العام الأول عند الثاني وأصح الروايتين عن الإمام ومالك وأحمد فيفسق وترد شهادته بتاخيره أي سنيناً، لأن تأخيره صغيرة وبارتكابه مرة لايفسق إلا =

اسی طرح مسلمانوں کے علاقہ پر کفار کی طرف سے حملہ کی صورت میں مسلمان مجاہدین کی مدد کرنا یا کسی جلنے اور ڈوبنے والے کو بچانا، اسی طرح امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کرنا (نیک کام کا حکم اور برے کام سے روکنا) بشرطیکہ اس فریضہ کی ادائیگی کے لئے اس کے سوا اور کوئی نہ ہو، ملازمت کے دوران یہ تمام کام کرنا بھی لازم ہیں، البتہ یہ بھی ضروری ہے کہ ان حقوق کی ادائیگی سے ملازم کے مالک کو ایسا ضرر نہ پہنچے جو ان حقوق کے برابر یا ان سے زیادہ ہو مثلاً جیسے زید سخت بیمار ہے، بستر پر پڑا ہوا ہے، کوئی اس کا مددگار یا خادم نہیں، اب بکر جو اس کا ملازم ہے اس کو ایسی حالت میں چھوڑ کر کہیں نہیں جا سکتا، یا اس کی عورتیں چھوٹے بچے یا اس کی ماں ان سب کی دیکھ بھال ملازم کے ذمہ ہے، وہ ملازم اب کوئی ایسا کام نہیں کر سکتا جو ان کے یا مال کے ضائع ہونے کا سبب ہو، اللہ تعالیٰ مستغنی ہے، بندہ محتاج ہے، اللہ تعالیٰ اپنے حقوق معاف فرمانے والے ہیں، بندے حقوق وصول کرنے والے ہیں، اب دونوں حقوق میں تقابل ہو جائے تو حقوق العباد کی ادائیگی مقدم ہوگی، البتہ ملازم کوشش کرے کہ فرائض کو اس طرح ادا کرے کہ بندہ (آقا کی) حق تلفی نہ ہو تو یہی مناسب اور بہتر ہے۔[1]

=بالاصرار بحر۔ وفی الرد: قولہ: إلا بالاصرار)... ثم لا یخفی أنہ لا یلزم من عدم الفسق عدم الإثم فإنہ یأثم ولو بمرۃ۔ (الدر مع الرد: (۲/ ۴۵۵، ۴۵۷) کتاب الحج، مطلب فیمن حج بمال حرام، ط: سعید)

(۱) وإنما یرجح حق العبد فی مواضع یلزم من اعتبار حق اللہ تعالیٰ إهدار حق العبد لا لانتهاء وفاء لحق اللہ تعالیٰ؛ لأن اللہ غنی والعبد محتاج۔ (البنایۃ شرح الھدایۃ: (۶/ ۲۷۳) کتاب الحدود، فصل فی کیفیۃ الحدو اقامتہ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔)

وحق العبد مقدم علی حق الشرع لحاجتہ إلیہ۔ (الجوھرۃ النیرۃ: (۱/ ۲۵۰) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: حقانیہ۔)

قولہ: لتقدم حق العبد) ای علی حق الشرع لا تھاونا بحق الشرع، بل لحاجۃ العبد وعدم حاجۃ الشرع الا تری أنہ إذا اجتمعت الحدود، وفیھا حق العبد یبدأ بحق العبد لما قلنا، ولأنہ ما من شیئ إلا وللہ تعالیٰ فیہ حق، فلو قدم حق الشرع عند الإجتماع بطل حقوق العباد کذا فی شرح الجامع الصغیر =

ملازمت کے لئے ستر کھولنا

ملازمت لینے کے لئے ستر کھولنا، دکھانا، دیکھنا حرام ناجائز اور سخت گناہ ہے۔ اس قسم کی شرط مان کر گناہ کا ارتکاب کر کے ملازمت لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ملازم رکھنا شریک کو

''شریک کو ملازم رکھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۶/۴)

= لقاضی خان وأما قوله عليه الصلوة والسلام: "فدين الله أحق" فالظاهر أنه أحق من جهة التعظيم لامن جهة التقديم، ولذا قلنا لايستقرض ليحج إلا إذا قدر على الوفاء كمامر وكذا جاز قطع الصلاة أو تأخيرها لخوفه على نفسه أو ماله أو نفس غيره أو ماله كخوف القابلة على الولد والخوف من تردى أعمى وخوف الراعي من الذئب وأمثال ذلك۔ (شامي: (۴۶۲/۲، ۴۶۳) كتاب الحج، مطلب في قولهم يقدم حق العبد على حق الشرع، ط:سعيد۔)

(۱) أجمعوا على أن ستر العورة عن العيون واجب في الصلوة وغيرها (الميزان الكبرى للشعراني: (۱/ ۱۶۹) كتاب الصلاة، باب شروط الصلاة، ط:مصطفى البابي الحلبي مصر۔)

وقال ابن شريح: ستر العورة واجب اتفاقاً۔ (مرقاة المفاتيح: (۸/ ۲۷۱) كتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول، ط:رشيديه۔)

وينظر الرجل إلى الرجل إلا العورة، وهي مابين السرة والركبة... ثم حكم العورة في الركبة أخف منه في السوءة، حتى ينكر عليه في كشف الركبة برفق، وفي الفخذ بعنف، وفي السوءة بضرب إن لج۔ (تبيين الحقائق: (۱۸/۶) كتاب الكراهية، فصل في النظر والمس، ط:امداديه ملتان۔)

الفتاوى الهندية: (۳۲۷/۵) كتاب الكراهية، الباب الثامن فيما يحل للرجل النظر إليه وما لايحل له... الخ، ط:رشيديه)

أحسن الفتاوى: (۱۸۷/۸) متفرقات الحظر والإباحة، عنوان: تحصيل ملازمت كے لئے ستر كهولنا، ط:سعيد۔)

وعن النواس بن سمعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لاطاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ رواه في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط:قديمي)

عن ابن عمر رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم، أنه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا أن يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم: (۱۲۵/۲)، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط:قديمي)

ملازم کا حیلہ کرنا

بعض ملازم کمپنی یا ادارہ کی طرف سے سامان خریدنے کے وکیل ہوتے ہیں اور وہ یہ حیلہ کرتے ہیں کہ وہ چیز پہلے خرید لیتے ہیں پھر مہنگے داموں پر کمپنی یا ادارے کو فروخت کرتے ہیں یہ حیلہ بھی درست نہیں ہے کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے اس کا اپنے لئے خریدنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

ملازم کا کمیشن لینا رشوت ہے

اگر کوئی ادارہ یا کمپنی والے کسی ملازم کو کوئی چیز خریدنے کے لئے بھیجیں تو ملازم کے لئے سامان خریدنے پر کمیشن لینا جائز نہیں، یہ رشوت اور خیانت ہے، جو ناجائز اور حرام ہے، کیونکہ ملازم کو ادارہ اور کمپنی کی طرف سے باقاعدہ تنخواہ ملتی ہے، اور یہ کام اس کے فرائض منصبی میں شامل ہے، اس پر کمیشن لینا کسی حال میں بھی جائز نہیں ہے اگر ایسی رقم لے لی ہے تو کمپنی یا ادارہ میں جمع کر دے۔ (۲)

---

(۱) المال الذي قبضه الوكيل بالبيع والشراء وإيفاء الدين واستيفائه، والمال الذي قبضه الوكيل بقبض الدين بحسب وكالته هو في حكم الوديعة بيد الوكيل. (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۳/۶۱۳) المادة: ۱۴۶۳، الكتاب الحادي عشر في الوكالة، الباب الثالث: في بيان احكام الوكالة، ط: فاروقيه)

ولأن الوكيل بالقبض مؤتمن على المال. (العناية على هامش فتح القدير: (۸/۱۱۴) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالخصومة والقبض، ط: رشيديه)

لايجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي. شرح المجلة لرستم باز: (۱/۵۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية: في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه.

أحسن الفتاوي: (۸/۲۶) كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد.

(۲) والحاصل أن حد الرشوة هو مايؤخذ عما وجب على الشخص، سواء كان واجباً على العين أو على الكفاية۔ (إعلاء السنن: (۱۵/۶۱) كتاب القضاء، باب الرشوة، تحقيق معنى الرشوة لغةً وشرعاً، ط: إدارة القرآن كراچی)

والإسلام يحرم الرشوة فى أى صورة كانت وبأى اسم سميت۔ (الحلال والحرام فى الإسلام للقرضاوى: (ص: ۲۷۱)، فى العلاقات الاجتماعية، الرشوة لدفع الظلم، ط: مصطفى البابى الحلبى مصر)

ملازم کمیشن لے تو تنخواہ حرام ہے

(٢٧٦) حکومت یا ایسی پرائیویٹ کمپنی کا ملازم جس کی باقاعدہ تنخواہ مقرر ہے، بعض اوقات کمپنی یا حکومت اس کو مال خریدنے کے لئے کہتی ہے، تو یہ شخص حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کے لئے سامان وغیرہ خریدنے کے لئے وکیل بن جاتا ہے، اور یہی وکیل جس دکان یا کمپنی سے مال خریدتا ہے اس سے کمیشن بھی لیتا ہے، یہ ملازم کے لئے ناجائز اور حرام ہے، وکیل اپنی مقررہ تنخواہ لینے کا مستحق ہے اس سے زائد کمیشن وغیرہ لینا جائز نہیں ہے، اگر سامان فروخت کرنے والا دکاندار کمیشن کے طور پر کچھ دے دے تو وہ اس کے موکل حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کا حق ہے وکیل کا نہیں کیونکہ ملازم دکاندار کا وکیل اور دلال نہیں بلکہ حکومت یا پرائیویٹ کمپنی کا وکیل ہے، اور جس کا وکیل نہیں اس سے کمیشن یا اجرت لینا صحیح نہیں۔ [1] اور دکاندار کے لئے ایسے ملازم

= قال الله تعالى: یا ایها الذین آمنوا لاتأکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (سورة النساء: ٢٩)

من هدیات الآیات... حرمة اکل اموال الناس بالباطل کالسرقة والغش والرشوة۔ (أیسر التفاسیر: (١/ ٥٧٣)، سورة النساء: ١٦١، مکتبة العلوم والحکم۔)

(١) وأما الدلال فإن باع العین بنفسه بإذن ربها فأجرته علی البائع. وفی الشامیة: (قوله: فأجرته علی البائع) ولیس له أخذ شيء من المشتري؛ لأنه هو العاقد حقیقة شرح الوهبانیة، وظاهره أنه لایعتبر العرف هنا؛ لأنه لا وجه له. (الدر المختار مع الرد: (٤/٥٦٠) کتاب البیوع، مطلب فساد المتضمن یوجب فساد المتضمن، ط: سعید)

جامع الفصولین: (٢/١٦٣) الفصل الرابع والثلاثون في الأحکام، أحکام الدلال وما یتعلق به، ط: اسلامي کتب خانه.

مجمع الضمانات: (ص: ٩٨) النوع السابع عشر: الدلال ومن بمعناه، ط: دار الکتب العلمیة.

وعن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم ألا لاتظلموا ألا لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه. (مشکاة المصابیح: (ص: ٢٥٥) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثاني، ط: قدیمي)

کو کمیشن دینا بھی جائز نہیں۔ (۱)

مزید ”وکیل بالشراء کا ظلم“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۴۵/۶)

ملازم کو بکری (Sale) میں سے مثلاً پانچ فیصد دینا

اگر ملازم کی بنیادی تنخواہ مقرر ہے، پھر یہ طے ہوا کہ وہ جتنی بکری (Sale) کرائے گا اس پر اس کو مثلاً پانچ فیصد کمیشن مزید ملے گا، تو یہ بھی جائز ہے گویا کہ یہ بھی تنخواہ کا ایک حصہ ہے۔ (۲)

ملازم کو رشوت دینی پڑتی ہے

ایک شخص ایسی کمپنی میں کام کرتا ہے جو درآمد کا کام کرتی ہے، کمپنی کے اس

---

(۱) وتعاونوا على البر والتقوى ولا تعاونوا على الإثم والعدوان. (المائدة:۲)

أي ولا تعاونوا على ارتكاب المنهيات ولا على الظلم۔ (احكام القرآن للقرطبي: (۸/۳)، ط: دار الفكر.

وما كان سبباً لمحظور فهو محظور: (شامي: (۳۵۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، قبيل فصل في اللبس، ط: سعيد.

(۲) (ولا بد من كون المنافع والأجرة معلومة) قطعاً للمنازعة۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۵۱/۲) كتاب الإجارة، ط: دار الكتب العلمية۔)

يشترط أن تكون الأجرة معلومة۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۲۰۳/۱) رقم المادة: ۴۵۰، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب الثاني، الفصل الثالث في شروط صحة الإجارة، مكتبة فاروقيه۔)

ولا تصح الإجارة حتى تكون المنافع معلومة والاجرة معلومة) لما روينا من قوله ﷺ: ”من استاجر أجيراً فليعلمه أجره“ فإنه... يدل بعبارته كون معلومة الاجرة شرطاً۔ (العناية: (۶۱/۹) كتاب الإجارات، ط: رشيديه جديد)

الزيادة في الأجرة من المستاجر تصح في المدة وبعدها۔ (الدر المختار مع الرد: (۲۱/۶) كتاب الإجارة، ط: سعيد)

الفتاوى الهنديه: (۴۳۹/۴) كتاب الاجارة، الباب الرابع عشر في تجديد الإجارة بعد صحتها والزيادة فيها، ط: رشيديه۔

حاشية الطحطاوي على الدر: (۱۳/۴) كتاب الإجارة، المكتبة العربيه۔

ملازم کو اس کاروبار کے سلسلہ میں مختلف مراحل میں رشوت دینا پڑتی ہے، تو ایسی ملازمت جائز نہیں ہے، کیونکہ رشوت دینا اور لینا دونوں حرام ہیں۔ ایسی ملازمت ترک کر کے کوئی حلال ذریعہ معاش اختیار کرے۔ (۱)

ملازم کو نفع کا بھی کچھ فیصد دینا

دکان پر اجرت پر ملازم رکھا، اور یہ بھی طے ہوا کہ اجرت کے ساتھ ساتھ روزانہ یا ماہانہ جو نفع ہوگا مثلاً اس کا دس فیصد یا پانچ فیصد بھی ملازم کو ملے گا تو یہ بھی جائز ہے۔

اور اگر ملازم کے ساتھ یوں طے ہوا کہ کل آمدنی (Income) کا مثلاً دو فیصد بھی ملازم کو ملے گا تو یہ بھی جائز ہے، جس طرح ماہانہ یا روزانہ مقرر کر کے تنخواہ دینا جائز ہے اسی طرح نفع کا دس فیصد یا پانچ فیصد یا دو فیصد دینا بھی صحیح ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عبدالله بن عمرو قال: لعن رسول الله ﷺ الراشي والمرتشي، رواه ابو داود وابن ماجه ورواه الترمذي عنه وعن أبي هريرة۔ ورواه أحمد والبيهقي في شعب الايمان عن ثوبان وزاد "والرائش" يعني الذي يمشي بينهما۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶)، كتاب القضاء والإمارة، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۲۴۸/۱) كتاب الاحكام، ط: سعيد۔

حديث أبي هريرة، لعن الله الراشي والمرتشي۔ (تلخيص الحبير: (۱۵۶۵/۴) رقم الحديث: ۲۰۹۳، كتاب القضاء، باب أدب القضاء، ط: مكتبه نزار مصطفى الباز مكة المكرمه رياض)

عن علي رضي الله عنه، عن النبي ﷺ قال: "لا طاعة لمخلوق في معصية الله عز وجل۔ (مسند الإمام أحمد: (۳۳۳/۲) رقم الحديث: ۱۰۹۵، مسند علي بن أبي طالب رضي الله عنه، ط: مؤسسة الرسالة)

وعن النواس بن سمعان رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: لا طاعة لمخلوق في معصية الخالق۔ رواه في شرح السنة۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۱)، كتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثاني، ط: قديمي)

عن ابن عمر رضي الله عنه، عن النبي ﷺ، أنه قال: على المرء المسلم السمع والطاعة فيما أحب وكره إلا أن يؤمر بمعصية فإن أمر بمعصية فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحيح لمسلم: (۱۲۵/۲)، كتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غير معصية وتحريمها في معصية، ط: قديمي)

(۲) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

ملازم کی تنخواہ

تجارت میں کامیابی کا ایک ظاہری راز یہ ہے کہ ملازمین کو کارکردگی کے مطابق تنخواہ دی جائے اور وقتاً فوقتاً بہتر کارکردگی پر انہیں انعام دیا جائے، کیونکہ پرکشش تنخواہ ہی ملازم کو زیادہ کام کرنے پر اکساتی ہے، اس لئے ملازمین اور نمائندوں کی اتنی تنخواہ ہونا ضروری ہے، کہ وہ لوگ ادارے کے ساتھ وفادار رہیں، اور دل لگا کر پورے جذبہ کے ساتھ کام کریں، ورنہ تنخواہ کم ہونے کی صورت میں دل لگا کر کام بھی نہیں کریں گے، ہوسکتا ہے شدید مجبوری کے وقت خورد برد کردیں، جو تنخواہ میں اضافہ کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔ (۱)

ملازم کی تنخواہ کا حکم مضاربت میں

''مضاربت میں ملازم کی تنخواہ کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳۳/۶)

ملازم کی ذمہ داری

ملازم پر معاہدہ کے مطابق اپنی ذمہ داری بہترین طریقہ سے ادا کرنا فرض ہے کام چوری سے پرہیز کرنا، بدیانتی کا مرتکب نہ ہونا، اور وقت کی پابندی

---

(۱) وهل للقاضي أن يأخذ الرزق؟ فإن كان فقيراً له أن يأخذ، لأنه يعمل للمسلمين فلابد له من الكفاية، ولا كفاية له، فكانت كفايته من بيت المال... وينبغي للإمام أن يوسع عليه وعلى عياله كي لا يطمع في أموال الناس۔ (بدائع الصنائع: (۱۳/۷)، كتاب آداب القاضي، فصل وأما آداب القضاء، ط: سعيد۔)

الفتاوى الهندية: (۳/ ۳۲۹)، كتاب آداب القاضي، الباب التاسع في رزق القاضي وهديته... الخ، ط: رشيديه۔

قال ﷺ: (وإلا نصب قاسماً يقسم بأجرة بعدد الرؤوس) يعني إن لم ينصب قاسماً رزقه من بيت المال نصبه وجعل الرزق على المتقاسمين لأن النفع لهم على الخصوص... ويقدر له القاضي أجرة كي لا يطمع في أموالهم ويتحكم بالزيادة۔ (البحر الرائق: (۱۴۸/۸)، كتاب القسمة، ط: سعيد۔)

کرنا، اور امانت داری سے کام کرنا ضروری ہے۔[۱] اور مالک کی تعظیم اور عزت کرنا لازم ہے۔[۲]

ملازم کے حقوق

تاجر اور دکانداروں پر اپنے ملازم اور نوکر کے حقوق کا مکمل خیال رکھنا لازم ہے ملازم اور نوکروں کے حقوق یہ ہیں:

① ملازم اور نوکروں سے ان کی طاقت کے مطابق کام لیا جائے۔[۳]

عقد اجارہ کے وقت جو کام کرنا طے ہوا ہے اس سے زیادہ کام نہ لیا

---

(۱) قال الله تعالیٰ یاایها الذین امنوا أوفوا بالعقود. (المائدہ:۱)

وقال تعالیٰ ایضاً: وأوفوا بالعهد إن العهد کان مسؤلا. (الإسراء:۳٤)

قال النبي صلی الله علیه وسلم: المسلمون عند شروطهم (صحیح بخاري: (۳۰۳/۱) کتاب الإجارة، باب أجرة السمسرة، ط: قدیمي)

یعتبر ویراعي کل ما اشترط العاقدان. (شرح المجله لرستم باز: (۲۱۱/۱) المادة: ۷۳، الکتاب الثاني: في الإجارة، الباب الثالث: في المسائل التي تتعلق بالاجرة، الفصل الثاني، ط: فاروقیه)

(۲) وعن ابن عباس رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لیس منا من لم یرحم صغیرنا ولم یوقر کبیرنا ویامر بالمعروف وینه عن المنکر. (مشکاة المصابیح: (ص: ۴۲۳) کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الثاني، ط: قدیمي)

جامع الترمذي: (۱٤/۲) أبواب البر والصلة، باب ماجاء في رحمة الصبیان، ط: سعید.

(لیس منا) أي من خواصنا، وهو کنایة عن التبرئة... ولم یوقر) أي لم یعظم (کبیرنا) وهو شامل للشاب والشیخ. (مرقاة المفاتیح: (۱۸۳/۹) کتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة علی الخلق، الفصل الثاني، ط: رشیدیه)

(۳) قال الله تعالیٰ: إن الله یامر بالعدل والاحسان. (النحل: ۹۰)

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: "إخوانکم جعلهم الله فتنة تحت أیدیکم، فمن کان أخوه تحت یده فلیطعمه من طعامه ولیلبسه من لباسه ولا یکلفه مایغلبه، فإن کلفه مایغلبه فلیعنه. (جامع الترمذي: (۱٦/۲) ابواب البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان إلی الخدم، ط: سعید)

سنن أبي داود: (۳٦۱/۲) کتاب الأدب، باب في حق المملوك، ط: رحمانیه)

جائے۔ (۱)

اگر کسی وجہ سے زیادہ کام لینا پڑے تو اس کی اضافی اجرت دے۔ (۲)

⑭ ملازم اور نوکروں کے ساتھ اچھے اخلاق سے پیش آئے، بلاوجہ سختی کرنا اور بات بات پر ڈانٹ پلانا، گالی دینا بداخلاقی ہے، اگر معاملہ اس کا الٹ ہوتا یعنی ملازم مالک ہوتا اور مالک ملازم ہوتا اور بلاوجہ سختی کرتا، اور بات بات پر ڈانٹ پلاتا گالی دیتا تو مالک کے دل میں کیا گزرتی، اس لئے اللہ کی جانب سے ملازم اور نوکر نہ بنا کر مالک بنانے پر شکر ادا کرے، اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہو کر مالداری کو فقر و غربت میں بدل دیں۔ (۳)

⑮ ملازم کو معاوضہ (سیلری) وقت پر ادا کرے اس میں تاخیر نہ کرے۔

---

(۱) قال اللہ تعالی: یاایها الذین امنوا أوفوا بالعقود. (المائدة:۱)

وقال النبي صلى الله عليه وسلم: المسلمون عند شروطهم. (صحيح بخاري: (۳۰۳/۱) كتاب الإجارة، باب أجر السمسرة، ط: قديمي)

(۲) قال اللہ تعالی: إن الله يامر بالعدل والاحسان. (النمل: ۹)

وقال اللہ تعالی: هل جزاء الإحسان إلا الاحسان. (الرحمن:۶۰)

عن أبي ذر رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "إخوانكم جعلهم الله فتنة تحت أيديكم، فمن كان أخوه تحت يده فليطعمه من طعامه وليلبسه من لباسه ولا يكلفه مايغلبه، فإن كلفه مايغلبه فليعنه. (جامع الترمذي: (۱۶/۲) ابواب البر والصلة، باب ماجاء في الإحسان إلى الخدم، ط: سعيد)

سنن أبي داود: (۳۶۱/۲) كتاب الأدب، باب في حق المملوك، ط: رحمانيه)

(۳) عن أبي الدرداء رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: مامن شئ أثقل في ميزان المؤمن يوم القيامة من خلق حسن، فإن الله تعالى يبغض الفاحش البذئ. (جامع الترمذي: (۲۰/۲) أبواب البر والصلة، باب ماجاء في خلق الحسن، ط: سعيد.

مشكاة المصابيح: (ص:۴۳۱) كتاب الأدب، باب الرفق والحياء وحسن الخلق، الفصل الثاني، ط: قديمي.

السنن الكبرى للبيهقي: (۱۹۳/۱۰) كتاب الشهادات، باب بيان مكارم الأخلاق... الخ، ط: إدارة القرآن.

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ملازم کو اس کی تنخواہ اس کا پسینہ خشک ہونے سے پہلے دے دیا کرو۔[1]

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تین بندے ایسے ہیں کہ میں قیامت کے دن ان کے خلاف مقدمہ لڑوں گا۔

ایک وہ جسے میرے نام پر کچھ دیا گیا پھر اس نے دھوکہ کیا۔

اور ایک وہ آدمی ہے جس نے آزاد آدمی کو فروخت کر کے رقم کھالی۔

اور ایک وہ آدمی ہے جس نے ملازم رکھا اور ملازم نے پورا کام کیا اور اس نے اس کی تنخواہ نہ دی۔[2]

ملازم کے لئے جماعت چھوڑنا جائز نہیں

☆ملازم کے لئے پانچوں وقت کی نمازیں، سنتوں کے ساتھ، اسی طرح جمعہ اور اس کے مقدمات جیسے غسل، استنجاء، وضو اور مسجد میں حاضری وغیرہ، سارے کام ملازمت کے دوران جائز ہیں، مالک کے لئے ملازم کو ان عبادات کی ادائیگی

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعط الأجير أجره قبل أن يجف عرقه. السنن الكبرىٰ للبيهقي: (۶/۱۲۱) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارہ تالیفات اشرفیہ۔

عن عبدالله بن عمرو قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: أعطوا الأجير أجره قبل أن يجف عرقه. (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷۶) كتاب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمی)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۸) كتاب البيوع، باب الإجارة، الفصل الثاني، ط: قديمی۔

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة أنا خصمهم يوم القيامة: رجل أعطى بي ثم غدر، ورجل باع حرًا فأكل ثمنه، ورجل استأجر أجيرا فاستوفى منه ولم يعط أجره. (صحيح البخاري: (۱/۲۹۷) كتاب البيوع، باب إثم من باع حرًا، ط: قديمی)

سنن ابن ماجه: (ص: ۱۷۶) أبواب الرهون، باب أجر الأجراء، ط: قديمی۔

السنن الكبرى للبيهقي: (۶/۱۲۱) كتاب الإجارة، باب إثم من منع الأجير أجره، ط: إدارة تاليفات اشرفيه۔

سے منع کرنا جائز نہیں۔ (۱)

☆ اگر ملازمت کے وقت ان عبادات سے روکنے کی شرط لگائے، یا شرط لگائے بغیر روکے تو ملازم کے لئے مالک کا حکم ماننا جائز نہیں، کیونکہ مالک کا ہر وہ حکم جو اللہ کے حکم کے مقابل ہو اس کا ماننا شرعاً جائز نہیں۔ (۲)

---

(۱) واعجب من ذلک أنه إذا غضب علی شخص یمنعه دخول المسجد خصوصاً بسبب أمر دنیوی، وهذا کله جهل عظیم، ولا یبعد أن یکون کبیرة، فقد قال الله تعالی: "وأما المساجد لله" ..... فلا یجوز لأحد مطلقاً أن یمنع مؤمناً من عبادة یأتی بها فی المسجد، لأن المسجد ما بنی الا لها من صلاة واعتکاف وذکر شرعی۔ (البحر الرائق: (۳۴/۲) کتاب الصلاة، فصل لما فرغ من بیان الکراهة فی الصلوة، ط: سعید)

◻ غمز عیون البصائر علی الاشباه: (۶۳/۴) القول فی احکام المسجد، ط: ادارة القرآن۔

◻ ووجب سعی إلیها وترک البیع) ولو مع السعی، الدر المختار۔ قوله: وترک البیع) أراد به کل عمل ینافی السعی وخصه اتباعاً للآیة۔ (الدر المختار مع الرد: (۱۶۱/۲) کتاب الصلوة، باب الجمعة، مطلب فی حکم المرقی بین یدی الخطیب، ط: سعید)

◻ قوله ولیس للخاص أن یعمل لغیره) بل ولا أن یصلی النافلة، قال فی التاتار خانیة: وفی فتاوی الفضلی: وإذا استاجر رجلاً یوماً یعمل کذا فعلیه أن یعمل ذلک العمل إلی تمام المدة ولا یشغل لشئی آخر سوی المکتوبة، وفی فتاوی سمرقند: وقد قال بعض مشایخنا: له أن یؤدی السنة أیضاً۔ واتفقوا أنه لا یؤدی نفلاً وعلیه الفتوی۔ وفی غریب الروایة قال ابو علی الدقاق: لا یمنع فی المصر من اتیان الجمعة ویسقط من الأجر بقدر اشتغاله ان کان بعیداً، وإن قریباً لم یحط شئی فإن کان بعیداً واشتغل قدر ربع النهار یحط عنه ربع الأجرة۔ (شامی: (۷۰/۶) کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، مطلب ولیس للأجیر الخاص أن یصلی النافلة، ط: سعید)

◻ والأصح وجوبها علی مکاتب ومبعض وأجیر ویسقط من الأجر بحسابه لو بعیداً وإلا لا۔ قوله: وأجیر) مفاده أنه لیس للمستاجر منعه وهو أحد قولین وظاهر المتون یشهد له کما فی البحر۔ قوله: بحسابه لو بعیداً) فإن کان قدر ربع النهار حط عنه ربع الأجرة ولیس للأجیر أن یطالبه من الربع المحطوطة بمقدار اشتغاله بالصلاة۔ (الدر مع الرد: (۱۵۴/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ط: سعید)

◻ البحر الرائق: (۱۵۱/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: سعید)

◻ حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۵۰۴)، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قدیمی)

(۲) وعن النواس بن سمعان رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: لا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق رواه فی شرح السنة۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۳۲۱)، کتاب الإمارة والقضاء، الفصل الثانی، ط: قدیمی) =

☆☆ملازمت کے دوران مالک کی اجازت کے بغیر نوافل پڑھنا جائز نہیں۔ [۱]

☆☆اگر مسجد دور ہو تب بھی جمعہ کی نماز چھوڑنا جائز نہیں۔ [۲]

☆☆اسی طرح مالک کے لئے روکنا جائز نہیں، البتہ اتنے وقت کی تنخواہ کاٹی جاسکتی ہے۔ [۳]

ملازم میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑ دے

''میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۵/۶)

= وعن ابن عمر، عن النبی ﷺ، أنه قال: علی المرء المسلم السمع و الطاعة فیما أحب و کره إلا أن یؤمر بمعصیة فإن أمر بمعصیة فلا سمع ولا طاعة۔ (الصحیح لمسلم (۱۲۵/۲) کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة و تحریمها فی معصیة، ط: قدیمی)

ولا طاعة لمخلوق فی معصیة الخالق فلا تجوز إجابته۔ (الشامیة: (۵۲/۲) کتاب الصلوة، باب إدراک الفریضة، ط: سعید)

(۱، ۲، ۳) قوله ولیس للخاص أن یعمل لغیره) بل و لا أن یصلی النافلة قال فی التاتار خانیة: وفی فتاوی الفضلی: وإذا استاجر رجلاً یوماً یعمل کذا فعلیه أن یعمل ذلک العمل إلی تمام المدة ولا یشغل لشئی آخر سوی المکتوبة، وفی فتاوی سمر قند: وقد قال بعض مشایخنا له أن یوذی السنة ایضاً۔ واتفقوا أنه لا یؤدی نفلاً وعلیه الفتوی۔ وفی غریب الروایة قال ابو علی الدقاق: لا یمنع فی المصر من اتیان الجمعة، ویسقط من الأجر بقدر اشتغاله إن کان بعیداً، وإن قریباً لم یحط شئی فإن کان بعیداً واشتغل قدر ربع النهار یحط عنه ربع الأجرة۔ (شامی: (۷۰/۶) کتاب الإجارة، باب ضمان الأجیر، مطلب ولیس للأجیر الخاص أن یصلی النافلة، ط: سعید)

والأصح وجوبها علی مکاتب ومبعض وأجیر ویسقط من الأجر بحسابه لو بعیداً وإلا لا۔ قوله: وأجیر) مفاده أنه لیس للمستاجر منعه وهو أحد قولین وظاهر المتون یشهد له کما فی البحر۔ قوله: بحسابه لو بعیداً) فإن کان قدر ربع النهار حط عنه ربع الأجرة ولیس للأجیر أن یطالبه من الربع المحطوطة بمقدار اشتغاله بالصلاة۔ (الدر مع الرد: (۱۵۴/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، مطلب فی شروط وجوب الجمعة، ط: سعید)

البحر الرائق: (۱۵۱/۲) کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: سعید۔

حاشیة الطحطاوی علی المراقی: (ص: ۵۰۴)، کتاب الصلاة، باب الجمعة، ط: قدیمی)

ملازم نے چوری چھپے سامان زیادہ دے دیا

''سامان زیادہ دے دیا ملازم نے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۰۷/۴)

ملازم نے زیادہ قیمت میں بیچ دی

''قیمت زیادہ لے لی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۵)

ملازمین جماعت کے ساتھ نماز پڑھیں

''جماعت سے نماز پڑھنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۳/۳)

ملامسہ

''ملامسہ'' جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے اور وہ یہ ہے کہ خریدار کپڑا بیچنے والے کے کپڑے کو رات یا دن میں ہاتھ لگاتا ہے اور اسے الٹ پلٹ کر نہیں دیکھتا، صرف ہاتھ لگانے سے سودا ہو جاتا تھا اس کو بیع ملامسہ کہتے ہیں اور یہ دھوکہ اور جہالت کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۱)

---

(۱) وعن أبي سعيد قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الملامة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... وروي أحمد عن معمر أنه فسر المنابذة:... والملامسة. أن يلمس بيده ولا ينشره ولا يقلبه إذا مسه وجب البيع... والعلة في النهي عن الملامسة والمنابذة الغرر والجهالة. (نيل الأوطار: (۴۴۰/۶، ۴۴۱) كتاب البيوع، باب النهي عن بيوع الغرر، ط: دار ابن القيم)

▭ فتح الباري: (۳۵۹/۴) كتاب البيوع، باب بيع الملامسة، ط: دار المعرفة.

▭ ولم يجز بيع الميتة... والملامسة وإلقاء الحجر) وهذه من البيوع التي كانت في الجاهلية، وهو أن يستام الرجل فإذا المسها المشتري... لزم البيع... وقد نهى عليه السلام عنها بما روينا وعن أبي سعيد أنه عليه السلام نهى عن الملامسة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... ولأن فيه تعليقا للتمليك بالخطر فيكون قماراً، فصار في المعنى كأنه. (تبيين الحقائق: (۴۸/۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امدادیہ ملتان)

▭ ويلاحظ أن هذه البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر، منها الباطل، ومنها الفاسد في اصطلاح الحنفية. والفاسد منها فقط هو بيع ضربة القانص والغائص والمزابنة والمحاقلة والملامسة=

ملاوٹ

اگر کسی چیز میں ملاوٹ ہے، خالص نہیں ہے تو فروخت کرتے وقت خریداروں پر ظاہر کردے کہ یہ خالص نہیں ہے اس میں فلاں چیز کی ملاوٹ ہے تو یہ جائز ہے۔ (۱)

اور اگر ملاوٹ والی چیز کو خالص کہہ کر فروخت کرے گا تو جھوٹ اور دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور گناہ ہوگا۔ (۲)

ملاوٹ کا نتیجہ

''بندر کا واقعہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۱۴۱)

ملاوٹ کرنے والے کو چیز فروخت کرنا

جان بوجھ کر ایسے دکانداروں کو بھی اصلی چیز بیچنا جائز ہے جو ملاوٹ کر کے فروخت کرتے ہیں۔

= (الفقه الإسلامي وأدلته: (٣٤١٣/٥) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه).

قال الله تعالى: { يا أيها الذين امنوا لاتأكلوا أموالكم بينكم بالباطل الا أن تكون تجارةً عن تراض منكم} [سورة النساء: ٢٩]

(٢) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله ﷺ مرّ برجل يبيع طعاما فسأله: كيف تبيع؟ فاخبره، فأوحى إليه أن ادخل يدك فيه، فأدخل يده، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله ﷺ: ليس منا من غش۔ (بذل المجهود: (٢٧٣/٥) كتاب الإجارة، باب في النهي عن الغش، ط: امداديه ملتان)

عن أبي هريرة رضي الله تعالى عنه أن رسول الله ﷺ مرّ على صبرة طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللا، فقال: ماهذا يا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! فقال أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس؟ من غش فليس مني۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ٢٤٨) كتاب البيوع، باب المنهي عنها من البيوع الفصل الأول، ط: قديمي)

لايحل لمسلم باع من أخيه بيعاً وفيه عيب الا بينه له (تبيين الحقائق: (٣٣٥/٤) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

ملاوٹ کرنے والے دکاندار ملاوٹ کرنے کے بعد اصلی کہہ کر فروخت کرنے کی صورت میں دھوکہ دینے کی وجہ سے خود گناہ گار ہوں گے۔[۱]

باقی اصلی چیز فروخت کرنے والا گناہ گار نہیں ہوگا۔[۲]

ملاوٹ کے وصول

ملاوٹ کی دو صورتیں ہیں اور وہ یہ ہیں:

❶ ملاوٹ کی پہلی قسم وہ ملاوٹ ہے جو ضرورت کی وجہ سے کی جاتی ہے ورنہ دکاندار کو نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، جیسے مارکیٹ میں نیا مال آگیا تو پرانا مال ضائع ہوسکتا ہے، اور دکاندار کا نقصان ہوسکتا ہے، اور اگر پرانے مال کو نئے مال میں ملا کر شامل کرلیا جائے تو فروخت ہوسکتا ہے، ایسی صورت میں پرانا اور نیا مال مکس کر کے فروخت کرنا جائز ہے لیکن اس کے جائز ہونے کے لئے دو شرائط ہیں:

❶ گاہک کو صاف بتادیا جائے کہ یہ مکس مال ہے۔

❷ نئے مال کی قیمت نہ لگائی جائے، پرانے مال، یا پرانے اور نئے دونوں مال کے حساب سے قیمت لگائی جائے۔

اگر ان دونوں شرائط کے ساتھ معاملہ کیا جائے تو درست ہے یہ حقیقت میں ملاوٹ نہیں خلط ہے، خلط جائز ہے اور ملاوٹ حرام ہے۔[۳]

---

(۱) تخریج کے لئے "دھان میں پانی ملا کر فروخت کرنا" عنوان کے تحت حاشیہ نمبر (۱) دیکھیں۔

(۲) قوله تعالى: {ولا تزر وازرة وزر أخرى} [سورة فاطر: ۱۸]

(۳) عن حكيم بن حزام عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما وإن كذبا وكتما محقت بركة بيعهما. (صحيح مسلم: (۶/۲) كتاب البيوع، باب ثبوت خيار المجلس للمتبايعين، ط: قديمي)

قوله: صلى الله عليه وسلم: البيعان بالخيار ما لم يتفرقا، فإن صدقا وبينا بورك لهما في بيعهما) أي بين كل واحد لصاحبه وما يحتاج إلى بيانه من عيب ونحوه في السلعة والثمن، وصدق في ذلك وفي الإخبار بالثمن وما يتعلق بالعوضين. (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۶/۲) ايضا، ط: قديمي)

Ⓒ اگر ملاوٹ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں پھر بھی ملاوٹ کرے تو یہ ناجائز اور حرام ہے جیسے دودھ میں پانی یا پاؤڈر ڈالنا ناجائز اور حرام ہے، ملاوٹ پر جو وعیدیں آئی ہیں وہ اس کو شامل ہیں۔[1]

اناج چاول وغیرہ دوسری چیزوں میں زیادہ اور کم قیمت کی جنسوں کو ملا کر بیچنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ خریداروں کو اس کا علم ہو یا بازار میں لوگوں کے سامنے ملایا جاتا ہو، دھوکہ نہ دیا جاتا ہو اور خریداروں کو حقیقت بتا کر فروخت کیا جاتا ہو تو یہ جائز ہے۔[2]

ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی

ملاوٹ کے بقدر نقصان وصول کرنا جائز ہے، مثلاً کسی نے آٹا خرید کر پکایا تو

= من علم بسلعته عيباً لم يجز بيعهما حتى يبينه للمشتري، فإن لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه أحمد. (إعلاء السنن: (۵۸/۱٤) كتاب البيوع، أبواب بيع العيب، باب خيار العيب، ط: إدارة القرآن)

ولا بأس ببيع المغشوش إذا بين غشه أو كان ظاهراً يري، وكذا قال أبو حنيفة رحمه الله تعالى: في حنطة خلط بها الشعير والشعير يري لابأس ببيعه، وإن طحنه لايبيع. قوله: وإن طحنه لايبيع) أي إلا أن يبين، لأنه لايري. (الدر المختار مع الرد: (۲۳۸/۵) كتاب البيوع، باب المتفرقات، مطلب شري شجرة، وفي قلعها ضرر، ط: سعيد)

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فأدخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: ياصاحب الطعام ماهذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس. ثم قال: من غش فليس منا. (جامع الترمذي: (۲٤۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

وعن ابن مسعود رضي الله عنه، قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس عنا، والمكر والخداع في النار (الترغيب والترهيب: (۵۰/۲) الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية)

كنز العمال: (۵۵/۳) الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) أنظر رقم الحاشية: ۳، تحت نفس العنوان.

معلوم ہوا کہ اس میں میل کچیل شامل ہے، خریدار نے بیچنے والے کو واپس کیا اور اس نے ملاوٹ ہی کے بقدر آٹا دے دیا تو یہ معاوضہ لینا درست ہے ملاوٹ کی مقدار سے زیادہ لینا درست نہیں، نیز اگر فرق بہت کم ہے تو اس کے عوض بھی تاوان لینا درست نہیں۔ (۱)

ملاوٹ معمولی ہے

اگر کسی چیز میں ملاوٹ معمولی ہے، عرف ورواج میں اس کا اعتبار نہیں ہوتا تو اس سے بیع (خرید وفروخت) پر اثر نہیں پڑے گا اور مشتری کو مبیع (بیچی گئی چیز) واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔ (۲)

ملاوٹ نہ کرنے والے سے بائیکاٹ کرنا

ملاوٹ نہ کرنے والے سے قسم اٹھا کر بائیکاٹ کرنا بہت بڑا گناہ ہے، ایسے لوگوں پر بائیکاٹ ختم کر کے قسم کا کفارہ دینا اور اس سے توبہ استغفار کرنا لازم

---

(۱) رجل اشتري حنطة فوجد فيها تراباً قال الشيخ الإمام هذا رحمه الله تعالى: إذا كان التراب مثل مايكون في الحنطة ولا يعد عيباً عند الناس ليس له أن يرد، وإن كان يعد عيباً عند الناس إلا أنه ليس بفاحش كان له أن يرد وإن كان التراب فاحشاً كان الخيار للمشتري إن شاء أخذ الحنطة بقسطها من الثمن وإن شاء رد الحنطة ويأخذ كل الثمن كما لو اشتري حنطة على أنها عشرة أقفزة فوجدها تسعة كان له الخيار على هذا الوجه. (قاضيخان على هامش الهندية: (۱۹۹/۲) كتاب البيع، فصل في العيوب، ط: رشيديه)

وفي الخانية: لو لم يعد ذلك التراب عيباً فلا رد، وإلا فإن لم يفحش يرد، وإن فحش خير المشتري بين أخذ الحنطة بحصتها من الثمن أو ردها وأخذ كل الثمن. (شامي: (۳۶/۵) كتاب البيوع، باب خيار العيب، مطلب وجد في الحنطة تراباً، ط: سعيد)

(۲) اشترى خمس مائة قفيز حنطة فوجد فيها ترابا، ان كان ذلك التراب مثل مايكون في مثل تلك الحنطة، ولا يعده الناس عيبا ليس له أن يرد۔ (الهندية: (۷۴/۳) كتاب البيوع، باب خيار العيب، الفصل الثاني في معرفة عيوب الدواب وغيرها، ط رشيديه)

اشترى القفزة حنطة او سمسم فوجد فيه ترابا، ان كان يوجد مثله عادة لا يرد۔ (الفتاوى البزازية على هامش الفتاوى الهندية: (۳۴۱/۴) كتاب البيوع، السادس في العيب، نوع منه اشترى تركية، ط: رشيديه)

فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى الهندية: (۱۹۹/۲) كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: رشيديه۔

ہے۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے ہم کو دھوکہ دیا وہ ہم میں سے نہیں۔ (۲)
ایک اور حدیث میں ہے کہ اگر کسی نے عیب دار چیز کو عیب ظاہر کئے بغیر فروخت کیا، تو یہ شخص ہمیشہ اللہ کے غضب میں رہتا ہے اور اس پر فرشتے لعنت بھیجتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) ومن حلف علی معصیة مثل أن لا یصلی أو لا یکلم أباه أو لیقتلن فلانا ینبغی أن یحنث نفسه ویکفر عن یمینه لقوله علیه الصلاة والسلام: من حلف علی یمین ورأی غیرها خیراً منها فلیأت بالذی هو خیر ثم لیکفر عن یمینه۔ (الهدایه: (۲/۴۷۹) کتاب الایمان، فصل فی الکفارة، ط: رحمانیه)

ومن حلف علی معصیة ینبغی أن یحنث ویکفر) أی یجب علیه أن یحنث لما روینا ولقوله علیه الصلاة والسلام: لا نذر ولا یمین فیما لا یملک ابن آدم ولا فی معصیة ولا فی قطعیة رحم، رواه النسائی وابو داود۔ (تبیین الحقائق: (۳/۱۱۴) کتاب الایمان، ط: امدادیه ملتان)

شامی: (۳/۷۲۹) کتاب الأیمان، مطلب فی تحریم الحلال، ط: سعید۔

(۲) عن أبی هریرة رضی الله عنه أنّ رسول الله ﷺ مرّ برجل یبیع طعامًا فسأله: کیف ،تبیع؟ فاخبره، فأوحی إلیه أن ادخل یدک فیه، فأدخل یده، فإذا هو مبلول، فقال رسول الله ﷺ: لیس منا من غش۔ (بذل المجهود: (۵/۲۷۳) کتاب الإجارة، باب فی النهی عن الغش، ط: امدادیه ملتان)

عن أبی هریرة رضی الله تعالی عنه أنّ رسول الله ﷺ مرّ علی صبرة طعام، فأدخل یده فیها، فنالت أصابعه بللا، فقال: ماهذا یا صاحب الطعام؟ قال: أصابته السماء یا رسول الله! فقال أفلا جعلته فوق الطعام حتی یراه النّاس؟ من غش فلیس منی۔ (مشکوٰة المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع الفصل الأوّل، ط: قدیمی)

لا یحل لمسلم باع من أخیه بیعاً وفیه عیب إلا بینه له۔ (تبیین الحقائق: (۴/۳۳۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: دار الکتب العلمیة بیروت)

(۳) عن واثلة بن الأسقع، قال: سمعت رسول الله ﷺ یقول: من باع عیباً لم یبینه، لم یزل فی مقت الله، ولم تزل الملائکة تلعنه۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۶۲)، ابواب التجارات، باب من باع عیباً فلیبنه، ط: قدیمی)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۹)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثالث، ط: قدیمی۔

کنز العمال: (۴/۵۹) رقم الحدیث: ۹۵۰۱، کتاب البیوع، الفصل الثانی فی محظورات البیع، الفصل الثالث فی الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة۔)

ایک اور حدیث میں ہے کہ جو شخص جھوٹی قسم کھا کر مال فروخت کرتا ہے قیامت میں اللہ تعالیٰ اس کی طرف نظر بھر کر بھی نہیں دیکھے گا۔[1]

ملبوسات کفار

''کفار کے ملبوسات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۸/۵)

ملٹی لیول مارکیٹنگ

ملٹی لیول مارکیٹنگ (Multi Level Marketing) کا طریقہ ابتداء میں بڑے پیمانے پر مصنوعات فروخت کرنے کی غرض سے اختیار کیا گیا، لیکن آہستہ آہستہ عملی دشواریاں اور انتظامی مشکلات کی وجہ سے اسے ترک کر دیا گیا، اس کے بعد یہ تیکنیک جواریوں کے ہاتھ آ گئی، اور انہوں نے مختلف حیلے اور نئے نئے پیچیدہ قسم کی صورتوں میں اسے پیش کرنا شروع کر دیا، اور انہوں نے اس کے ذریعے ایک اسکیم شروع کی، جس کے تحت وہ لوگوں کو ایک مخصوص رقم مثلاً سو روپے کے عوض میں ممبر بناتے ہیں، اور اپنے ممبر بن جانے والوں کو مزید آدمی کو لا کر ممبر بنانے کی صورت میں کمیشن دینے کا وعدہ کرتے ہیں، اس طرح کوئی بھی شخص متعینہ رقم ادا کر کے ممبر بن جاتا ہے اور اسکیم کی ممبر شپ حاصل کرنے کے بعد یہ ممبر مزید ممبر لانے کا اہل ہوتا ہے، اور ہر ممبر لانے پر اسے ایک سو روپے میں بیس یا پچیس روپے کمیشن ملتا ہے، باقی روپے اسکیم چلانے والی ملٹی لیول مارکیٹنگ کمپنی کے پاس چلے

---

(۱) عن أبي هريرة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: ثلاثة لا يكلمهم الله يوم القيامة ولا ينظر إليهم: رجل حلف على سلعة لقد أعطى بها أكثر مما أعطى وهو كاذب... الحديث۔ (صحيح بخاری: (۳۱۹/۱)، كتاب المساقات، باب من رأى أن صاحب الحوض والقربة أحق بمائه، ط: قديمی۔)

جامع الترمذی: (۲۳۰/۱)، أبواب البيوع، باب ماجاء فيمن حلف على سلعته كاذباً، ط: قديمی۔

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۹)، كتاب البيوع، باب احياء الموات والشرب، الفصل الأول، ط: قديمی۔

جاتے ہیں، چونکہ اس اسکیم میں صرف فارم کی خرید وفروخت ہوتی تھی اس وجہ سے اس طرح کی اسکیمیں حکومت کی نظر میں آگئیں، اور مالیاتی نظم وضبط کے نگران اداروں نے ان کمپنیوں سے یہ پوچھنا شروع کردیا کہ ایسی ممبر شپ کے بدلے میں آپ اپنے ممبر کو کیا دیتے ہیں؟ یہ کمپنیاں ممبر شپ کے بدلے میں کچھ نہیں دیتی تھیں، ممبران کو صرف اپنے نام اور ممبر شپ فارم کے استعمال کی اجازت تھی صرف ممبر شپ دینا چونکہ کوئی حقیقی معاشی مادی سرگرمی نہیں ہے، لہٰذا تمام حکومتوں نے ایسی کمپنیوں کے خلاف ایکشن لیا اور انہیں غیر قانونی قرار دے دیا۔

پیسے لے کر ممبر شپ دینا اور اس ممبر شپ کے بدلے میں صرف مزید ممبران لانے کی اجازت دینا چونکہ محض پیسے کے گھمانے کا عمل تھا، اس لئے ان کمپنیوں کو جوا کھیلنے والی کمپنیاں قرار دے دیا گیا، اس لئے ان کمپنیوں نے اپنا طریقہ کار بدلا اور تجارت کا سہارا لیتے ہوئے ممبران کو فارم کے ساتھ اپنی کوئی چیز فروخت کرنی شروع کردی، اور انہیں یہ ترغیب دی کہ اگر وہ یہ چیز آگے فروخت کریں گے تو انہیں کمیشن ملے گا اس طرح یہ کمپنیاں اپنے آپ کو حقیقی تجارتی کمپنیوں کے طور پر پیش کرنے لگیں اور لوگوں کو ممبر بنانے کا کام بھی جاری رہا۔

پاکستان میں "دشنیل"، گولڈن کی (Golden Key) نامی اسکیم، اور انٹرنیٹ پر "بزناس" (Blsnas) نامی اسکیم یہ کام کرتی رہی ہے۔

ان کمپنیون کا کاروبار درست نہیں ہے کیونکہ ایسی تمام کمپنیاں دھوکہ دہی اور جوئے کی ایک جدید صورت کی موجد ہیں، لہٰذا ان کا کاروبار، ان کے نیٹ ورک کا حصہ بننا، دوسروں کو اس میں شامل کرا کے کمیشن وصول کرنا سب ناجائز ہے۔ [1]

---

(۱) یا أیها الذین آمنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوه لعلکم تفلحون۔ (سورۃ المائدۃ: ۹۰)=

اس اسکیم میں بہت ساری خرابیاں ہیں ان میں سے ایک خرابی یہ ہے کہ جب اس کا نیٹ ورک اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ اس کو برقرار رکھنا ناممکن ہو تو اسے چلانے والے کمپنی ختم کر دیتے ہیں، اور کسی نئے علاقے میں نئے نام سے اپنی مصنوعات بدل کر کام کر دیتے ہیں، اس طرح بہت سارے لوگوں کی رقم ڈوب جاتی ہے جو انہوں نے اس امید پر لگائی تھی کہ ہم خود ممبر بننے کے بعد دوسروں کو ممبر بنائیں گے اور راتوں رات امیر بن جائیں گے۔

مُلک ایک ہے

اسلام نے تمام مسلمان ممالک کو ایک ہی ملک قرار دیا ہے، اسلامی خلافت میں تمام مسلمان کہیں کے بھی ہوں ایک ہی ملک کے تصور ہوتے ہیں۔ آج مسلمان غیر مسلموں کی سازش اور دین کی کمزوری کی وجہ سے کئی ممالک میں بٹ گئے۔ اور کمزور ہو کر کافروں کے ہاتھ میں کھلونے بن کر رہ گئے۔

ایک ملک سے دوسرے ملک سامان پہنچانے کو آج کل ''برآمدات'' کہا جاتا ہے۔ تمام مسلمان ممالک میں سامان پہنچانے اور وہاں رہنے والے مسلمان بھائیوں

= عن عبدالله بن عمرو رضي الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم على أمتي الخمر والميسر۔ (مسند أحمد: (۱۰۵/۱۱) رقم الحديث: ٦٥٤٧، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله عمرو بن العاص رضي الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

وسمي القمار قمارا: لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص۔ شامي: (۴۰۳/٦) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

وعن ابن مسعود الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا، والمكر والخداع في النار... ورواه أبو داود في مراسيله عن الحسن مرسلاً مختصراً قال: المكر، والخديعة، والخيانة في النار. الترغيب والترهيب: (۲/٤٥٠) رقم الحديث: ۲۷٤۳، الترهيب من الغش والترغيب في النصيحة في البيع وغيره، ط: دار الكتب العلمية.

كنز العمال: (۳/٥٤٥) رقم الحديث: ۷۸۲۹، ۷۸۲۳، الكتاب الثالث: في الأخلاق، الباب الثاني، الفصل الثاني في الأخلاق والأفعال المذمومة، ط: مؤسسة الرسالة.

کی ضروریات کو پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے، اسی طرح غیر مسلم ممالک میں رہنے والے انسان بھی ہمارے انسانی بھائی ہیں، ان کی ضروریات کو بھی پورا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے اور سچائی، امانت اور دیانت کے ساتھ کاروبار کر کے لوگوں کو دین کی طرف راغب کرنا چاہیے، اور مسلمانوں کو کاروبار اپنے ہاتھ میں لینا چاہیے۔ (۱)

مِلک کے اسباب

مِلک کے اسباب تین ہیں: ① ناقل۔ ② خلافت۔ ③ اصالت۔

''ناقل'' سے مراد یہ ہے کہ ایک کی مِلک سے دوسرے کی ملک میں منتقل کرنا۔ جیسا کہ خرید وفروخت اور ھبہ سے ایک کی ملک سے دوسرے کی ملک میں منتقل کرنا۔

خلافت: نائب اور خلیفہ بن کر مالک ہونا۔ جیسا کہ وراثت اور صدقہ کے طور پر مالک ہونا۔

اصالت: یعنی اصل سے مالک ہونا یعنی غیر مملوکہ چیز پر سب سے پہلے قبضہ

---

(۱) وعن النعمان بن بشير قال: قال رسول الله ﷺ: ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد إذا اشتكى عضو أتداعى له سائر الجسد بالسهر والحمى۔ متفق عليه۔

وعن أبي موسى عن النبي ﷺ: قال المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا ثم شبك بين أصابعه۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۲)، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الاول، ط: قديمي۔)

وعنه (أنس) وعن عبد الله قالا: قال رسول الله ﷺ: الخلق عيال الله فأحب الخلق إلى الله من أحسن إلى عياله۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۴۲۵)، كتاب الآداب، باب الشفقة والرحمة على الخلق، الفصل الثالث، ط: قديمي۔)

والثاني: أن يقصد في صنعته وتجارته القيام بفرض من الفروض الكفايات إذ لو تركت الصناعات والتجارات كلها لبطلت المعائش وهلك الخلق، لأن انتظام أمر الكل بتعاون الكل۔ (مجالس الابرار: (ص: ۵۴۳)، المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي كسب أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی۔)

ہونا یا جال وغیرہ سے کسی شکار کو پکڑنا۔[1]

مِلک میں موجود نہ ہو

جو چیز آدمی کی مِلک میں موجود نہیں، اس امید سے کہ یہی چیز بازار میں موجود ہے، اس کو خرید کر قبضہ دے سکتا ہوں، بیچنا جائز نہیں، اور اس طرح بیع کرنے سے بیع نہیں ہوتی اور یہ بیع معدوم ہے۔

مثلاً ایک شخص دکان لے کر بیٹھا ہوا ہے، اس کے پاس گاہک آتا ہے یا ٹیلیفون کرتا ہے کہ مجھے اتنے تھان فلاں ملک کے فلاں کپڑے اس کوالٹی اور اس رنگ کے چاہئیں۔ دکاندار کے پاس وہی کپڑا اپنی ملکیت میں نہیں ہے، پھر بھی وہ خریدار سے بھاؤ متعین کر کے بیع کر لیتا ہے کہ وہی کپڑا میرے پاس ہیں، اس کی قیمت فی میٹر سو روپے ہوں گے، خریدار معاملہ پر راضی ہو کر سودا طے کر لیتا ہے، اور دکاندار وعدہ دیتا ہے کہ مال فلاں وقت میں آ کر اٹھا لینا، دکاندار وہی کپڑا اس کے کہنے کے مطابق ایسی دکان سے جس میں کم دام پر ملتا ہے خرید کر اپنی دکان سے خریدار کے حوالہ کرتا ہے، یا کبھی یوں کرتا ہے کہ وہ جس دکان سے خریداری کرتا ہے، اس کا حوالہ دیتا ہے کہ میرا مال فلاں دکان میں پڑا ہوا ہے وہاں سے اٹھا لینا، خریدار اسے قبول کر لیتا ہے، پھر خریدار کے مال اٹھانے سے پہلے دکاندار تیسرے شخص کو مطلع کر دیتا ہے اور اس سے چیز خرید لیتا ہے، اور اس سے کہتا ہے کہ فلاں آدمی مال

---

(۱) اعلم أن أسباب الملک ثلاثة: ناقل: کبیع وهبة، وخلافة: کإرث وإصالة وهو الاستیلاء حقیقة بوضع الید أو حکما بالتهیئة کنصب شبکة الصید۔ (الدر مع الرد: (۲۶۳/۶) کتاب الصید، ط: سعید)

امداد الفتاوی: (۳۱/۳) ط: دار العلوم کراچی۔

فالأسباب ثلاثه یثبت للملک وهو الاستیلاء، و ناقل للملک وهو البیع ونحوه، وخلافة، وهو المیراث والوصیة۔ (غمز عیون البصائر شرح الأشباه والنظائر: (۱۳۳/۳) القول فی الملک، ط: إدارة القرآن)

البحر الرائق: (۲۵۸/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

اٹھانے آئے گا اس کو حوالہ کر دینا، خریدار طے شدہ پروگرام کے مطابق تیسرے شخص کی دکان سے مال اٹھالیتا ہے، شرعاً اس طرح بیع کرنا ناجائز ہے، کیونکہ فروخت کرنے والے نے ایسی چیز کی بیع کی ہے جو کہ اس کی ملکیت میں نہ تھی۔ (۱)

ہاں یہ صورت ہوسکتی ہے کہ سودا نہ کرے بلکہ وعدہ کرے یعنی یہ کہے کہ میں آپ کو اس حساب میں دوں گا، جب چیز آجائے تو حسب وعدہ سودا کرے پھر جائز ہوگا۔ (۲)

---

(۱) عن عمرو بن شعیب رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: لا یحل سلف وبیع ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔)

عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ قال: نهانی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أن أبیع مالیس عندی۔ رواه الترمذی فی روایة له ولأبی داؤد والنسائی: قال: قلت: یارسول اللہ! یأتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع له من السوق؟ قال: لاتبع مالیس عندک۔ هذا یحتمل أمرین ـــ والثانی: أن یبیع منه متاعاً لایملکه ثم یشتریه من مالکه ویدفعه إلیه وهذا باطل؛ لأنه باع مالیس فی ملکه وقت البیع وهذا معنی قوله "قال ولا تبع مالیس عندک" أی شیئاً لیس فی ملکک حال العقد۔ (مرقاة المفاتیح: (۶/ ۷۷، ۷۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: رشیدیه۔)

ومنها وهو شرط انعقاد البیع للبائع أن یکون مملوکاً للبائع عند البیع فإن لم یکن لاینعقد ـــ وهذا بیع مالیس عنده، ونهی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع مالیس عند الإنسان۔ (بدائع الصنائع: (۵/ ۱۴۶) کتاب البیوع، فصل وأما الذی یرجع إلی المعقود علیه فأنواع، ط: سعید۔)

وشرط المعقود علیه ستة: کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه وکون الملک للبائع فیما یبیعه لنفسه وکونه مقدور التسلیم فلم ینعقد بیع المعدوم ـــ ولا بیع مالیس مملوکاً له۔ (شامی: (۴/ ۵۰۵) کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔)

وبطل بیع مالیس فی ملکه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۵۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب الآدمی مکرم شرعاً ولو کافراً، ط: سعید۔)

(۲) وعلی هذا لو قال: من جاء برمکة بعناها بعشرة، فهذا والأول سواء، لأنه وعد البیع هاهنا، ولکن فیه معنی التنفیل، فعلیه أن یفی به إذا رغب فیه الذی جاء بها۔ (السیر الکبیر: (۳/ ۳۲)، باب الأنفال بالأثمان والهبات، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الوعد أو المواعدة بالبیع لیس بیعاً، ولا یترتب علیه آثار البیع۔ (فقه البیوع: (۲/ ۱۱۳۷)، صیغة مقترحة لقانون البیع الإسلامی، ط: معارف القرآن۔)

ملکی ترقی کی فکر

''مسلمانوں کی ذمہ داری'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۸۲/۶)

ملکی کرنسی

ایک ملک کی کرنسی کو آپس میں کمی زیادتی کے ساتھ خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے اور سود لینا اور دینا دونوں حرام ہیں۔(۱)

ملکی مال کو غیر ملکی کہہ کر فروخت کرنا

''ایک نمبر کا مال چاہیئے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۸۷/۱)

ملکی مصنوعات غیر ملکی مارکہ کے ساتھ بیچنا

ایسی مصنوعات جو ملک میں تیار ہوتی ہیں، ان کو غیر ملکی مارکہ اور پیکنگ کے ساتھ فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں جھوٹ اور دھوکہ ہے، جھوٹ بولنے اور تجارت میں دھوکہ دینے کے بارے میں حدیث شریف میں سخت وعید آئی ہوئی ہے اور ایسی تجارت سے جو آمدنی حاصل ہوگی اگر چہ وہ مکمل طور پر حرام نہیں ہوگی لیکن مکمل طور پر حلال طیب بھی نہیں ہوگی، اس میں بے برکتی اور نحوست ضرور ہوگی۔(۲)

---

(۱) تخریج کے لئے ''ڈالر کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

فالصحیح الراجح فی زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها، ولا يجوز التفاضل فيها۔(بحوث فی قضایا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۴) ط: دار العلوم کراچی)

(۲) عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم... قال: من غش فليس منا۔(جامع الترمذی: (۲۴۵/۱) أبواب البيوع، باب ماجاء فی کراهية الغش فی البيوع، ط: سعيد۔)

عن واثلة بن الأسقع، قال: سمعت رسول الله صلی الله عليه وسلم يقول: من باع عيبا لم يبينه، لم يزل فی مقت الله، ولم تزل الملائكة تلعنه۔(مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۹)، كتاب البيوع، باب المنهی عنها من البيوع، الفصل الثالث، ط: قديمی۔)

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۶۲)، ابواب التجارات، باب من باع عيبا فليبينه، ط: قديمی۔=

اور اگر گاہک کو بتلا کر دیا جائے کہ یہ چیز پاکستانی ہے یا اس پر بڑے حروف سے لکھ دیا جائے کہ میڈ ان پاکستان (Made in Pakistan) تو بعض علماء کے نزدیک گنجائش ہے لیکن اکثر علماء کے نزدیک اس کی بھی گنجائش نہیں ہے کیونکہ آگے یکے بعد دیگرے بیع ہونے کی صورت میں دھوکہ دینے کا ذریعہ بنے گا اس لئے اس سے بھی بچنا ضروری ہے۔ (۱)

مملوکہ درخت سے شہد فروخت کرنا

اگر کسی شخص کی اپنی ملکیت کی زمین میں درخت ہو اور اس میں شہد کی مکھیاں شہد بنالیں تو اس شہد کو فروخت کرنے کا اختیار اور اس میں مالکانہ تصرف کرنے کا حق صرف زمین کے مالک کو حاصل ہوگا، کیونکہ شہد درخت کے تابع ہو کر درخت کے حکم میں ہے، جس طرح درخت میں تصرف کرنے کا حق صرف زمین کے مالک کو حاصل ہے، اسی طرح درخت کے شہد میں تصرف کرنے کا حق بھی صرف زمین کے مالک کو حاصل ہے، لہذا کسی دوسرے آدمی کو یہ شہد لینے کا یا اس میں تصرف کرنے کا حق نہیں ہے۔ (۲)

= عن حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ، عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار مالم یتفرقا فإن صدقا وبینا بورک۔ (الصحیح لمسلم: (۲/ ۶) کتاب البیوع، باب ثبوت خیار المجلس للمتبایعین، ط: قدیمی۔)

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: البیعان بالخیار، مالم یتفرقا، فإن صدقا: أی فی صفة المبیع والثمن وما یتعلق بهما " وبینا ": أی عیب الثمن والمبیع "بورک: " أی اکثر النفع "لهما فی بیعهما " أی شرائهما، والمراد عقدهما، وإن کتما وکذبا، محقت برکة بیعهما۔ (مرقاة المفاتیح: (۶/ ۳۶)، کتاب البیوع، باب الخیار، الفصل الأول، ط: رشیدیه۔)

(۱) وما کان سببا لمحظور فهو محظور۔ (شامی: (۶/ ۳۵۰) کتاب الحظر والإباحة، ط: سعید۔)

وکل ما أدی إلی مالا یجوز لا یجوز۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۳۶۰) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی اللبس، ط: سعید۔)

(۲) بخلاف ما إذا عسل النحل فی أرضه؛ لأنه عدّ من انزاله فیملکه تبعا لأرضه کالشجر النابت فیه والتراب المجتمع فی أرضه بجریان الماء۔ (الهدایة: (۳/ ۱۱۰) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: رحمانیه) =

ممنوع اشیاء کی خرید وفروخت

اگر ممنوع اشیاء سے مراد ایسی چیزیں ہیں جن کی خرید وفروخت اسلام میں بالکل منع ہے جیسے شراب اور خنزیر کا گوشت وغیرہ تو ان چیزوں کی خرید وفروخت جائز نہیں، اور آمدنی بھی حرام ہے۔ (۱)

اور اگر ممنوع اشیاء سے مراد ایسی چیزیں ہیں جن کی خرید وفروخت اسلام میں تو جائز ہے، لیکن حکومت وقت نے کسی مصلحت یا مفاد عامہ کی خاطر ان کی درآمد، برآمد اور خرید وفروخت پر پابندی لگادی ہے، تو ایسی صورت میں حکومت وقت کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے ان چیزوں کی خرید وفروخت نہیں کرنی چاہیے تاکہ گرفتاری وغیرہ کا خطرہ نہ ہو، (۲) تاہم ان اشیاء کی قیمت سے حاصل شدہ آمدنی جائز اور حلال

= بخلاف معسل النحل فی أرضه حیث یملکه، وإن لم تکن أرضه معدة للذلک لأنه من انزال الأرض حتی یملکه تبعا لها کالاشجار النابتة۔ (البحر الرائق: (۱۷۸/۶) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

شامی: (۲۳۴/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب فی النبهرجة والزیوف، ط: سعید۔

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ انه سمع رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم یقول: إن الله حرم بیع الخمر والمیتة والخنزیر والأصنام۔ (اعلاء السنن: (۱۰۴/۱۴) کتاب البیوع، باب حرمة بیع الخمر، إدارة القرآن۔)

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: لما نزلت آیات الربوا، قام رسول الله صلی اللہ علیہ وسلم علی المنبر، فتلاهن علی الناس، ثم حرم التجارة فی الخمر۔ (سنن النسائی: (۲۳۰/۲) کتاب البیوع، بیع الخمر، ط: قدیمی۔)

وبطل بیع مال غیر متقوم) ای غیر مباح الانتفاع به... کخمر وخنزیر ومیتة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۵/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔)

ولا یجوز بیع الخمر والخنزیر، لقوله علیه الصلوة والسلام: إن الذی حرم شربها حرم بیعها وأکل ثمنها۔ (الهدایة: (۱۰۸/۳) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: رحمانیه۔)

(۲) لأن طاعة أمر السلطان بمباح واجبة۔ (شامی: (۱۶۷/۵) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل فی القرض، مطلب کل قرض جر نفعا فهو حرام، ط: سعید۔)

المسلم یجب علیه ان یطیع أمیره فی الأمور المباحة فإن أمر الأمیر بفعل مباح وجبت مباشرته وإن نهی عن أمر مباح حرم ارتکابه... ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة واجبة... هذه الطاعة کما انها مشروطة بکون أمر الحاکم غیر معصیة فإنها مشروطة ایضا بکون الأمر صادرا عن مصلحة لا عن هوی أو ظلم لأن الحاکم لا یطاع لذاته وإنما یطاع من حیث أنه متول لمصالح العامة۔ =

ہوگی، اس کو استعمال کرنا اور اس سے نیک کام میں حصہ لینا درست ہوگا۔ (۱)

(۳۰۰) ممنوعہ اسلحے کی خرید وفروخت

اسلامی حکومت کے سربراہ کی جانب سے جس اسلحے کی خرید وفروخت ممنوع قرار دی جائے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں کیونکہ اسلامی حکومت کے سربراہ کی طرف سے اسلحے کی خرید وفروخت منع کرنے کا مقصد ملک میں امن قائم رکھنا ڈاکہ، چوری، دہشت گردی، بھتہ خوری، اغواء اور مختلف قسم کے فتنے اور فساد کے وسائل کو بند کرنا ہے، اور سربراہ مملکت کے جائز حکم کو ماننا لازم ہے، البتہ ناجائز حکم کو ماننا جائز نہیں ہے۔ (۱)

= (تکملة فتح الملهم: (۳/ ۳۲۳، ۳۲۴) کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصیة و تحریمها فی معصیة، ط: دار العلوم کراچی۔)

عن حذیفة رضی الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا ینبغی للمؤمن إن یذل نفسه قالوا: و کیف یذل نفسه؟ قال: یتعرض من البلاء لما لا یطیق۔ (جامع الترمذی: (۲/ ۵۱) أبواب الفتن عن رسول الله صلى الله عليه وسلم، باب ماجاء فی النهی عن سب الریاح، ط: سعید۔)

سنن ابن ماجة: (ص: ۲۹۰) أبواب الفتن، باب قوله تعالی یا ایها الذین آمنوا علیکم انفسکم، ط: قدیمی۔

(۱) فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذی یقابله العوض، حلال ککسبه بالبیع۔ (المبسوط للسرخسی رحمه الله: (۱۲/ ۱۱۹) کتاب البیوع، أنواع الربا، ط: دار المعرفة)

(۱) المسلم یجب علیه أن یطیع أمیره في الأمور المباحة، فإن أمر الأمیر بفعل مباح وجبت مباشرته وإن نهي عن أمر مباح حرم ارتکابه... ومن هنا صرح الفقهاء بأن طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة واجبة. (تکمله فتح الملهم: (۳/۳۲۳) کتاب الإمارة، باب وجوب طاعة الامراء في غیر معصیة وتحریمها في معصیة، ط: دار العلوم کراچي)

تجب طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة. (الدر المختار مع الرد: (۲/۱۷۲) کتاب الصلاة، باب العیدین، مطلب تجب طاعة الإمام فیما لیس بمعصیة، ط: سعید)

وفي شرح الجواهر تجب اطاعته فیما أباحه الشرع وهو مایعود نفعه علی العامة وقد نصوا في الجهاد علی امتثال أمره في غیر معصیة. (الدر المختار مع الرد: (۶/۴۶۰) کتاب الحظر والإباحة، فصل في اللبس، ط: سعید)

منابذہ

''منابذہ'' جاہلیت کے زمانہ کی بیع ہے، اور وہ یہ ہے کہ ایک شخص دوسرے شخص کی طرف اپنا فروخت کے لئے رکھا ہوا کپڑا پھینکتا ہے اور غور وفکر اور رضامندی کے بغیر ان کے درمیان سودا پختہ ہوجاتا ہے اس کو بیع منابذہ کہتے ہیں اور یہ دین اسلام میں جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور جہالت ہے۔(۱)

منافع اور سود میں فرق

''سود اور تجارتی منافع میں فرق'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۴/۴)

منافع جھوٹ کی بنیاد پر حاصل ہوا

''جھوٹ کی بنیاد پر منافع حاصل ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۴۸/۳)

---

(۱) وعن أبي سعيد قال: نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن الملامسة والمنابذة في البيع... والمنابذة أن ينبذ الرجل إلى الرجل بثوبه وينبذ الآخر بثوبه ويكون ذلك بيعهما من غير نظر ولا تراض... وروي أحمد عن معمر أنه فسر المنابذة بأن يقول: إذا نبذت هذا الثوب فقد وجب البيع... والعلة في النهي عن الملامسة والمنابذة الغرر والجهالة. (نيل الأوطار: (٦/٤٤٠،٤٤١) كتاب البيوع، باب النهي عن بيوع الغرر، ط: دار ابن القيم)

فتح الباري: (٤/٣٥٩) كتاب البيوع، باب بيع الملامسة، ط: ادار المعرفة.

ولم يجز بيع الميتة... والملامسة وإلقاء الحجر) وهذه من البيوع التي كانت في الجاهلية، وهو أن يتساوم الرجل فإذا لمسها المشتري... لزم البيع... وقد نهى عليه السلام عنها بما روينا وعن أبي سعيد أنه عليه السلام نهى عن الملامسة والمنابذة في البيع، والملامسة: لمس الرجل ثوب الآخر بيده بالليل أو بالنهار ولا يقلبه... ولأن فيه تعليقا للتمليك بالخطر فيكون قماراً، فصار في المعنى كأنه. (تبيين الحقائق: (٤/٤٨) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: امداديه ملتان)

ويلاحظ أن هذه البيوع غير الصحيحة بسبب الغرر، منها الباطل، ومنها الفاسد في اصطلاح الحنفية. والفاسد منها فقط هو بيع ضربة القانص والغائص والمزابنة والمحاقلة والملامسة. (الفقه الإسلامي وأدلته: (٥/٣٤١٣) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه).

منافع دو روپے لینے پر سودا کیا

(۳۰۲) ایک گاہک دوکاندار کے پاس آتا ہے، وہ کہتا ہے کہ مجھے فلاں مال دے دیں، اس پر آپ کو قیمت خرید پر دو روپے فی مال کمیشن اور منافع دوں گا، دوکاندار اس کو منظور کر لیتا ہے اور متعینہ مال کی واقعی قیمت خرید سے پانچ روپے زیادہ بتا کر پھر منافع دو روپے فی مال مقرر کر کے فروخت کرتا ہے، گاہک اعتماد کر کے مال لے جاتا ہے تو اس صورت میں دوکاندار نے جو منافع لیا ہے یہ ناجائز اور غلط کیا ہے اس کے لئے فی مال پانچ روپے حلال نہیں حرام ہیں، خریدار کو واپس کر دینا لازم ہے۔ (۱)

منافع زیادہ لینا

منافع زیادہ لینا ناجائز نہیں ہے۔ (۲) مگر بہت زیادہ لینا جس سے لوگوں

---

(۱) عن أبی حرة الرقاشی عن عمه ﷺ قال: قال رسول الله ﷺ: ألا لا تظلموا، ألا! لا یحل مال امرئ إلا بطیب نفسه منه.... وعن سمرة عن النبی ﷺ قال: علی الید ما أخذت حتی تؤدی۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵)، کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔)

والتصرف فی مال الغیر حرام، فیجب التحرز عنه۔ (الهدایه: (۳/ ۷۹) کتاب البیوع، باب المرابحة والتولیة، فصل، ط: رحمانیه۔)

والرابع: أن یصدق فی سعر الوقت إذ لا یجوز لأحد أن یلبس علی البائع أو المشتری سعر الوقت ویغتنم الفرصة ویخفی من البائع غلا السعر أو من المشتری انحطاطه، فإن من یفعل هذا یکون من الظالمین التارکین للنصح الواجب، وقد أمر الله بالعدل والإحسان والعدل سبب للنجاة فقط۔ (مسائل الأبرار: (ص: ۵۴۹) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وأیٔ کسب أطیب من المکاسب وأقبح منها، ط: سهیل اکیڈمی۔)

ویردونه علی أربابها إن عرفوهم، وإلا یتصدقوا به، لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق إذا تعذر الرد۔ (شامی: (۶/ ۳۸۵) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: سعید۔)

حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۴/ ۱۹۳) کتاب الحظر والإباحة، فصل فی البیع، ط: دار المعرفة، بیروت۔

(۲) کل یتصرف فی ملکه کیف شاء۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۱/ ۶۵۴) المادة: ۱۱۹۲، ط: دار الکتب العلمیة بیروت) =

کونقصان پہنچتا ہو، اور پریشانی کا باعث ہو انسانیت اور مروت کے خلاف ہے۔ (۱)
اس سے بچنا چاہیے ورنہ اللہ کی رحمت اور خیر و برکت سے محروم رہے گا۔ (۲)

منافع فروخت کرنا

''آمدنی فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۱)

منافع کا تعین

شریعت نے تجارت میں مال کے منافع کی کوئی خاص حد مقرر نہیں کی، یہ

= لأنّ الملک ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص۔ (شامی: (۵۰۲/۴) کتاب البیوع، مطلب فی تعریف المال والملک والمتقوم، ط: سعید)

أما تعريفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضی كذا فی الكافی۔ (الهندية: (۲/۳) کتاب البیوع، الباب الأول فی تعریف البیع، ط: رشیدیه)

الأصل الّذی تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترک النّاس أحرارا فی بیعهم وشرائهم وتصرفهم فی مملکاتهم وأموالهم فی إطار أحکام الشریعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملا بمطلق قول اللّٰه تعالیٰ {یٰأیها الّذین اٰمنوا لا تأکلوا أموالکم بینکم بالباطل الا أن تکون تجارةً عن تراضٍ منکم}۔ (الفقه الإسلامی وأدلّته: (۵۱۶۳/۷) کتاب البیوع، قرار رقم: ۸، بشان تحدید ارباح التجار، ط: رشیدیه)

(۱) وقد نهی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن بیع المضطر "الحدیث ... هو أن یضطر الرجل إلی طعام و شراب أو غیرها، ولا یبیعه البائع الا بأکثر من ثمنها بکثیر، وکذٰلک فی الشراء منه...

وقال الخطابی: ان عقد البیع مع الضرورة علی هٰذا الوجه جائز فی الحکم ولا یفسخ الا أن سبیله فی حق الدین والمرؤة ان لا یباع علی هٰذا الوجه وان لا یقتات علیه بماله، ولکن یعاون ویقرض ویستمهل له إلی المیسرة حتی یکون له فی ذٰلک بلاغ۔ (إعلاء السنن: (۲۱۴/۱۴) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المضطر، ط: إدارة القرآن کراچی)

بذل المجهود: (۲۵۲/۵) کتاب البیوع، باب فی بیع المضطر، ط: إمدادیه۔

(۲) وینال العامل رتبة الإحسان بواحد من عدة أمور: الأول فی الغبن فینبغی له أن لا یغبن صاحبه بما لا یتغابن به فی العادة حتی لو بذل المشتری زیادة علی الربح المعتاد لشدة حاجته فینبغی للبائع أن یمتنع عن قبوله لأن أخذ الزیادة إذ لم یکن فیه تلبیس وإن لم یکن ظلماً لکنه ترک للإحسان، مع أن من یقنع بربح قلیل یکثر معاملاته، ویستفید من تکررها ربحاً کثیرا وبه یظهر البرکة۔ (مجالس الابرار: (ص: ۵۵۰) المجلس التاسع: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال وای کسب أطیب من المکاسب وأقبح منها، ط: سهیل اکیڈمی)

دونوں عاقدین کا باہمی رضامندی کا معاملہ ہے، جس طرح طے پا جائے اسی طرح جائز ہے، البتہ اس حد تک زیادہ منافع لینا کہ جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو مروت کے خلاف ہے۔ (۱)

ایسی صورت میں حکومت پر لازم ہے وہ ناجائز منافع خوری پر قابو پانے کے لئے مناسب اقدام کرے۔ (۲)

---

(۱) وجاء تعريف البيع في كثير من الكتب الفقهية بأنه مبادلة المال بالمال بالرضاء۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۰۶/۱) مقدمة في بيان الاصطلاحات الفقهية، ط: دار الجيل۔)

هو مبادلة المال بالمال بالتراضي: (كنز الدقائق: (ص: ۲۲۷) كتاب البيوع، ط: قديمي۔)

فتح القدير: (۲۴۹/۶) كتاب البيوع، ط: رشيديه۔)

كل يتصرف في ملكه كيف شاء۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۶۵۴/۱) المادة: ۱۱۹۲، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

لأن الملك ما من شأنه أن يتصرف فيه بوصف الاختصاص۔ (شامي: (۵۰۲/۴) كتاب البيوع، مطلب في تعريف المال والملك والمتقوم، ط: سعيد)

أما تعريفه: فمبادلة المال بالمال بالتراضي كذا في الكافي۔ (الهندية: (۲/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه)

الأصل الذي تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترك الناس أحرارا في بيعهم وشرائهم وتصرفهم في مملكاتهم وأموالهم في إطار أحكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملا بمطلق قول الله تعالیٰ { يأيها الذين أمنوا لا تأكلوا أموالكم بينكم بالباطل الا أن تكون تجارةً عن تراضٍ منكم }۔ (الفقه الإسلامي وأدلته: (۵۱۶۳/۷) كتاب البيوع، قرار رقم: ۸، بشان تحديد ارباح التجار، ط: رشيديه)

(۲) إذا تعدى أرباب غير القوتين وظلموا على العامة فيسعر عليهم الحاكم بناء على ما قال أبو يوسف رحمه الله ينبغي أن يجوز۔ (الدر المختار (۴۰۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔

قوله: بناء على ما قال أبو يوسف رحمه الله) أي من أن كل ما أضر بالعامة حبسه فهو احتكار ولو ذهبا أو فضة أو ثوبا ط۔ وفيه أن هذا في الاحتكار لا في التسعير اھ قلت: نعم! ولكنه يؤخذ منه قياسا أو استنباطا بطريق المفهوم ولذا قال بناء على ما قال أبو يوسف رحمه الله، ولم يجعله قوله تامله على أنه تقدم أن الإمام يرى الحجر إذ عمم الضرر كما في المفتي الماجن والمكاري المفلس والطبيب الجاهل، وهذه قضية عامة فتدخل مسألتنا فيها لأن التسعير حجر معنى، لأنه منع عن البيع بزيادة فاحشة، وعليه فلا يكون مبنيا على قول أبي يوسف رحمه الله فقط۔ (الدر مع الرد (۴۰۰/۶، ۴۰۱) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۳۷۰/۸) كتاب الكراهية، ط: سعيد۔)

منافع کی تقسیم کا طریقہ بینک میں

بینک کی شرکت اور مضاربت میں نفع کی تقسیم روزانہ پیداوار کے حساب سے کی جاتی ہے اور اس کو ''الحساب الیومی'' کے نام سے تعبیر کرتے ہیں، حالانکہ نفع کی یہ تقسیم محض تقریری اور تخمینی ہے، اس میں کسی کے حقیقی نفع کا کچھ حصہ دوسرے کے پاس چلا جاتا ہے، اسی طرح کسی کا نقصان بھی دوسرے کے کھاتے میں چلا جاتا ہے، اس لئے شرکت و مضاربت میں نفع کی تقسیم کا یہ طریقہ درست نہیں۔ (١)

منافع کی تقسیم یومیہ پیداوار کی بنیاد پر

یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم درست نہیں ہے بلکہ مال، عمل یا ضمان کی بنیاد پر منافع کی تقسیم ہونی چاہیے۔ (٢)

مزید ''نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(١) یاایہا الذین آمنوا لاتاکلوا اموالکم بینکم بالباطل۔ (سورۃ النساء: ٢٩)

وروی عن ابن عباس رضي الله عنه والحسن رحمه الله: أن الباطل هو كل مايؤخذ من الإنسان بغير عوض۔ (التفسير الكبير: (١٠/ ٧١) سورة النساء: ٢٩، ط: دار الفكر، بيروت۔)

اللباب فی علوم الکتاب: (٦/ ٣٣٦) سورة النساء: ٢٩، ط: دار الکتب العلمیة۔)

عن عائشة رضي الله عنها، أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى أن الخراج بالضمان۔ (جامع الترمذی: (١/ ٢٤١)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی من یشتری العبد ویستغله ثم یجد به عیباً، ط: قدیمی۔)

(علی ای وجو شرط تقسیم الربح فی الشرکة الصحیحة یراعی ذلک الشرط علی کل حال إذا کان موافقا للشرع) قید الشرط بکونه موافقاً للشرع لأنه لو کان مخالفاً له فلا یصح وحینئذ یقسم الربح علی نسبة حصصهم من رأس المال۔ (شرح المجلة لرستم باز: (٢/ ٥٧٢)، رقم المادة: ١٣٦٧، الکتاب العاشر فی أنواع الشرکات، الباب السادس، الفصل السادس فی شرکة العنان، المبحث الأول فی بیان المسائل المتعلقة بشرکة الأموال، ط: مکتبة فاروقیه۔)

(٢) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: لا یحل سلف وبیع ولا شرطان فی بیع ولا ربح مالم یضمن ولا بیع مالیس عندک۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ٢٤٨) کتاب البیوع، باب المنهی عنهامن البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی) =

منافع کی حدود

(۳۰۶) شریعت میں نفع کی کوئی ایسی حد مقرر نہیں ہے جس سے زائد نفع لینا جائز نہ ہو کیونکہ اس پر متعدد قسم کے عوامل اور اسباب اثر انداز ہوتے ہیں مثلاً کسی چیز کی مستقل طلب ہو اور وہ بڑے پیمانے پر فروخت ہوتی ہو تو عام طور پر اس پر منافع کی شرح کم رکھی جاتی ہے، اور اگر کوئی چیز کم مقدار میں فروخت ہوتی ہو تو اس پر نفع زیادہ لیا جاتا ہے، اس کے علاوہ مارکیٹ، ڈالر اور ٹیکس کا اتار چڑھاؤ اور معاشی پابندی اور چیزوں کی قلت اور کثرت کی وجہ سے بھی نفع کی شرح متاثر ہوتی ہے۔

بعض اوقات خریداری کے وقت قیمتیں انتہائی نچلی سطح پر آئی ہوتی ہے، اور

= والأصل أن الربح إنما يستحق عندنا إما بالمال وإما بالعمل وإما بالضمان... فإن لم يوجد شيء من ذلک لا يستحق بدليل أن من قال لغيره: تصرف في ملكک على أن لي بعض ربحه، لم يجز، ولا يستحق شيئاً من الربح لأنه لا مال ولا عمل ولا ضمان۔ (بدائع الصنائع (۶/ ۶۲) کتاب الشرکة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الأنواع، ط: سعيد۔)

ولو شرطا العمل على صاحب الألفين والربح نصفين لم يجز الشرط والربح بينهما أثلاثاً، لأن ذا الألف شرط لنفسه بعض ربح مال الآخر بغير عمل ولا مال، والربح إنما يستحق بالمال أو بالعمل أو بالضمان۔ (شامي (۵/ ۶۳۶) کتاب المضاربة، ط: سعيد۔)

يا ايها الذين آمنوا لا تأكلوا اموالكم بينكم بالباطل۔ (سورة النساء: ۲۹)

وروى عن ابن عباس رضي الله عنه والحسن رحمه الله: أن الباطل هو كل مايؤخذ من الإنسان بغير عوض۔ (التفسير الكبير: (۱۰/ ۷۱) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الفكر، بيروت۔)

اللباب في علوم الكتاب: (۶/ ۳۳۶) سورة النساء: ۲۹، ط: دار الكتب العلمية۔)

عن عائشة رضي الله عنها، أن النبي صلى الله عليه وسلم قضى أن الخراج بالضمان۔ (جامع الترمذي: (۱/ ۲۴۱)، ابواب البيوع، باب ماجاء في من يشتري العبد ويستغله ثم يجد به عيباً، ط: قديمي۔)

(على أي وجه شرط تقسيم الربح في الشركة الصحيحة يراعى ذلک الشرط على كل حال إذا كان موافقاً للشرع) قيد الشرط بكونه موافقاً للشرع لأنه لو كان مخالفاً له... فلا يصح وحينئذ يقسم الربح على نسبة حصصهم من رأس المال۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۲)، رقم المادة: ۱۳۶۷، الكتاب العاشر في أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس في شركة العنان، المبحث الأول في بيان المسائل المتعلقة بشركة الأموال، ط: مكتبة فاروقيه)

پھر کسی وجہ سے مارکیٹ میں اچانک تیزی آجاتی ہے اور قیمتوں میں غیر معمولی اضافہ ہوجاتا ہے جس کی وجہ سے تاجروں کو سو فیصد نفع حاصل ہوجاتا ہے اور کبھی صورت حال اس کے الٹ بھی ہوجاتی ہے کہ خریداری کے وقت تو قیمتیں انتہائی اوپر کی سطح پر ہوں اور بعد میں اچانک گر جائیں جس سے تاجروں کو بھاری نقصان اٹھانا پڑتا ہے، اس لئے شریعت نے نفع کی کوئی حد یا شرح متعین نہیں فرمائی بلکہ اسے آزاد چھوڑ دیا ہے تاجر لوگ ایک دوسرے کے مقابلے میں اپنا اپنا مال فروخت کریں جس سے قیمتیں خود ہی مناسب سطح پر آجائیں گی۔ (۱)

منافع کی مقدار

تجارت میں مال میں منافع حاصل کرنے کی کوئی خاص حد متعین نہیں کہ کوئی خرید وفروخت کرنے کی صورت میں صرف اتنے فیصد نفع لے کر فروخت کرسکتا ہے اس سے زیادہ نہیں، بلکہ شریعت نے اس کو بائع اور مشتری پر چھوڑ دیا ہے کہ وہ باہمی رضامندی سے جس طرح چاہیں معاملہ طے کرلیں، البتہ اس حد تک منافع لینا جس سے لوگوں کو نقصان پہنچتا ہو اور لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھانا خلاف مروت ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عروة: أن النبي صلى الله عليه وسلم "أعطاه دينارا يشتري له به شاة، فاشترى له به شاتين، فباع إحداهما بدينار، وجاءه بدينار وشاة، فدعا له بالبركة في بيعه وكان لو اشترى التراب لربح فيه".
(صحيح البخاري: (۱/۵۱۴) كتاب المناقب، باب سوال المشركين أن يريهم النبي صلى الله عليه وسلم آية فأراهم انشقاق القمر، ط: قديمي)
سنن أبي داود: (۲/۱۲۵) كتاب البيوع، باب في المضارب يخالف، ط: رحمانيه)
جامع الترمذي: (۱/۲۳۸) أبواب البيوع، باب بعد باب ماجاء في اشتراط الولاء والزجر عن ذلك، ط: سعيد.

(۲) قال العلامة علی حیدر رحمه الله: وجاء تعريف البيع فی كثير من الكتب الفقهية بأنه مبادلة المال بالمال بالرضاء. (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱/۱۰۶) ط: دار الجليل)
الأصل الذی تقرره النصوص والقواعد الشرعية ترك الناس احرارا فی بيعهم وشرائهم وتصرفهم فی ممتلكاتهم وأموالهم فی إطار احكام الشريعة الإسلامية الغراء وضوابطها عملا بمطلق قول الله تعالى:=

البتہ مال کی بے جا تعریف کرنا، عیب چھپانا یا نقلی اور جعلی مال کو اصلی ظاہر کر کے دھوکہ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا یہ بہت بڑا گناہ ہے۔ (۱)

منافع کی مقدار مرابحہ میں

''مرابحہ میں منافع کی مقدار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۴۱/۶)

منافع لینے کی شرط لگانا وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے پر

''وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۶/۶)

= "يا ايها الذين آمنوا لا تأكلوا اموالكم بينكم بالباطل إلا أن تكون تجارة عن تراض منكم" (الفقه الإسلامي وأدلته: (۶۳۵/۷)، كتاب البيوع، قرار رقم: ۸، بشأن تحديد أرباح التجار، ط: رشيديه)

وقد نهى النبي ﷺ عن بيع المضطر "الحديث... هو أن يضطر الرجل إلى طعام وشراب أو غيرها، ولا يبيعه البائع إلا بأكثر من ثمنها بكثير، وكذلك في الشراء منه... وقال الخطابي: إن عقد البيع مع الضرورة على هذا الوجه جائز في الحكم ولا يفسخ إلا أن سبيله في حق الدين والمروءة أن لا يبايع على هذا الوجه وأن لا يفتات عليه بماله، ولكن يعاون ويقرض ويستمهل له إلى الميسرة حتى يكون له في ذلك بلاغ. (اعلاء السنن: (۲۱۴/۱۴)، كتاب البيوع، باب النهي عن بيع المضطر، ط: إدارة القرآن)

(۱) وكان ابو حنيفة رحمه الله: يكره أن يمدح الرجل سلعته عند البيع. (الملتقط في الفتاوى الحنفية: (ص: ۲۷۶) كتاب الآداب، مطلب: يكره أن يمدح الرجل سلعته عند البيع، ط: دار الكتب العلمية.)

الفتاوى الهندية: (۳۶۴/۵) كتاب الكراهية، الباب الخامس والعشرون في البيع والاستيام على سوم الغير، ط: رشيديه.)

وكره النجش)... يمدحه بما ليس فيه ليروجه. (الدر المختار مع الرد: (۱۰۱/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد.)

أن لا يثني على السلعة فإنه ان وصفها بما ليس فيها فإن لم يقبله عنه فهو كذب محض، وإن قبل منه فهو مع كونه كذباً تلبيس وظلم. (مجالس الابرار: (ص: ۵۴۶) المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي كسب أطيب من المكاسب وأصبح منها، ط: سهيل اكيڈمي.)

من علم بسلعة عيباً لم يجز بيعها حتى يبينه للمشتري فإن لم يبينه فهو اثم عاص نص عليه أحمد. (اعلاء السنن: (۵۸/۱۴) كتاب البيوع، ط: إدارة القرآن.)

منتفع بہ ہونے کا معیار

''قابل انتفاع ہونے کا معیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۲/۵)

منڈی سے فلاں سامان خرید کر لانا

زید بکر سے کہتا ہے کہ جب تم منڈی جاؤ، تو میرے لئے فلاں سامان خرید کر لانا، اس کام کے لئے کوئی اجرت طے نہیں پائی، بلکہ اس کے برعکس دونوں جانتے ہیں کہ یہ کام اجرت کے بغیر ہے۔

بکر منڈی سے اپنے تعلقات کی وجہ سے تھوک کے ریٹ سے بھی کم پر وہ سامان خرید لیتا ہے، اب بکر نے جو جائز رعایت حاصل کی ہے وہ کمیشن کے طور پر خود نہیں رکھ سکتا، کیونکہ کمیشن پر خریدنا طے نہیں ہوا، اور بکر زید سے اتنی رقم لے سکے گا جو اس سامان خریدنے میں ادا کی ہے۔

البتہ اگر بکر کا معمول اور کاروبار ہی یہ ہے کہ وہ لوگوں کو منڈی سے اجرت و کمیشن پر مال لا کر دیتا ہے، تو اس صورت میں وہ زید سے اپنا کمیشن وصول کر سکتا ہے جب کہ کمیشن کے بغیر لانا طے نہ ہوا ہو۔[1]

(نوٹ) دکان، بازار اور منڈی سب کا حکم ایک ہے۔[2]

منڈی میں آنے سے پہلے راستہ میں سودا کرنا

بعض تاجروں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ بازار اور منڈی میں سامان پہنچنے

(۱، ۲) إذا قال للحمال احمل هذا إلى بيتي أو قال للخياط خطه إن كان الخياط معروفاً بأنه يخيط بأجر والحمال كذلك يجب الأجر، وما لا فلا۔ كذا في المحيط۔ (الفتاوى الهنديه: (۵۲۱/۴) كتاب الاجارة، الباب الثاني والثلاثون في المتفرقات، ط: رشيديه)

المحيط البرهاني: (۱۱۷/۱۲) كتاب الاجارة، الفصل الرابع والثلاثون في المتفرقات، ط: إدارة القرآن۔

الفتاوى التاتارخانيه: (۳۵۸/۱۵) كتاب الإجارة، الفصل الرابع والثلاثون في المتفرقات، مكتبة فاروقيه۔

سے پہلے راستہ میں جا کر مال کا سودا کر لیتے ہیں یہ درست نہیں ہے۔ اس میں یہ بھی ہوسکتا ہے کہ مال لانے والے کو بازار کا ریٹ معلوم نہ ہوں اور وہ کم دام میں فروخت کردے اور دھوکے میں پڑ کر خسارہ اٹھائے۔

دوسری خرابی یہ ہے کہ اس طرح باہر سے آنے والا مال منڈی اور بازار میں پہنچنے کے بجائے چالاک ہوشیار سرمایہ داروں کے ہاتھ میں چلا جائے گا، پھر وہ من مانے دام میں فروخت کریں گے جس سے عام بازار پر خراب اثر پڑے گا، اور لوگوں کو مہنگی قیمتوں پر چیز خریدنی پڑیں گی۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجارت کے سامان کو آگے بڑھ کر مت لو، یہاں تک کہ وہ منڈی میں نہ آجائے۔ [1]

منشیات کی خرید وفروخت

منشیات نشہ آور ہونے کی وجہ سے حرام ہیں، ان کی خرید وفروخت کرنا گناہ کے کام میں اعانت اور مدد ہے، اور انسان کی دینی اور دنیوی اعتبار سے تباہی اور

---

(۱) عن عبدالله بن عمر رضي الله عنهما أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا يبع بعضكم على بيع بعض ولا تلقوا السلع حتى يهبط بها الاسواق. (سنن أبي داود: (۲/۱۳۶) كتاب الإجارة، باب في التلقي، ط: رحمانيه)

السنن الكبرىٰ للبيهقي: (۵/۳٤۷) كتب البيوع، باب النهي عن تلقي السلع، ط: إداره تاليفات اشرفيه۔

(ولا تلقوا السلع) بكسر المهملة وفتح اللام جمع سلعة وهي متاع التجارة... والمراد ها هنا المتاع المجلوب الذي يأتي به الركبان إلى البلدة ليبيعوا فيها، وفي استقبالها تضييق على أهل السوق وغدر بالجالبين عادة فلا ينبغي... قال في الهداية: ونهي عن تلقي الجلب، وهذا إذا كان يضر بأهل البلد فإن كان لا يضر فلا بأس به إلا إذا لبس السعر على الواردين فحينئذ يكره لما فيه من الغرر والضرر. (بذل المجهود: (۱۵/۱۰٤) كتاب الإجارة، باب في التلقي، ط: دار الكتب العلمية)

بربادی ہے اس لئے ان چیزوں کی تجارت سے بچنا چاہیے۔ (١)

منفعت

منفعت یہ ہے کہ کسی چیز کے استعمال کرنے سے استعمال کرنے والے کے بدن کو فائدہ پہنچے گا لیکن نہ کرنے سے کوئی سخت تکلیف یا ہلاکت کا خطرہ نہیں جیسے عمدہ قسم کے کھانے اور مقوی غذائیں، اس حالت کے لئے نہ کوئی حرام حلال ہوتا ہے، نہ روزہ کا افطار جائز ہوتا ہے، مباح اور جائز طریقوں سے یہ چیزیں حاصل ہو سکیں تو استعمال کرے اور نہ حاصل ہو سکیں تو صبر کرے۔ (٢)

منی چینجر (Money Changer) کا کاروبار

منی چینجر کے کاروبار سے مراد مختلف ممالک کی کرنسی کے باہم تبادلہ کا کام ہے، مثلاً پاکستانی روپیہ کے عوض سعودی ریال یا امریکی ڈالر کے عوض پاکستانی روپے کا تبادلہ کرنا، اگرچہ اس کاروبار میں بھی کرنسی نوٹوں کا ہی تبادلہ کیا جاتا ہے لیکن چونکہ ان کی جنس مختلف ہے لہٰذا ان میں کمی بیشی کے ساتھ نقد میں تبادلہ کرنا جائز ہے، ادھار

---

(١) وصح بيع غير الخمر لمامر، ومفاده صحة بيع الحشيشة والافيون، قلت: وقد سئل عن بيع الحشيشة هل يجوز فكتب لايجوز، فيحمل على ان مراده بعدم الجواز: عدم الحل، قاله المصنف۔ (الدر مع الرد: (٦/٤٥٤) كتاب الأشربة، ط:سعيد۔)

ولايجوز أكل البنج والحشيشة والافيون، وذلك كله حرام۔ (الجوهرة النيرة: (٢/٢٧٠) كتاب الأشربة، ط:حقانيه۔)

خلاصة الفتاوى: (٤/٢٠٥) كتاب الأشربة، ط:رشيديه۔)

(٢) جواهر الفقه: (٧/٣٥) كتاب الحظر والإباحة، باب التداوى، تنشيط الاذهان في الترقيع باعضاء الانسان، حاجت، ضرورت ومنفعت میں فرق، ط:دار العلوم کراچی۔

والمنفعة: وهى ما كان اشتهاء، كمن يشتهى خبز البر، ولحم الغنم، والطعام الدسم۔ (القواعد الفقهية وتطبيقاتها في المذاهب الأربعة: (١/٢٨٥) القاعدة: ٣٤، الضرورات تقدر بقدرها، ط: دار الفكر، دمشق)

غمز عيون البصائر: (١/٢٧٧) القاعدة الخامسة: الضرر يزال، ط:إدارة القرآن۔

میں حرام ہے۔

مثلاً ایک امریکی ڈالر نقد دے کر پاکستانی ایک سو دس روپیہ نقد وصول کرنا جائز ہے البتہ ادھار جائز نہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کرنسی کا سودا ادھار کرنے سے منع فرمایا۔ (۱)

موبائل

''ٹیلی فون'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳/۳)

موبائل سے سودا کرنا

''ٹیلی فون سے سودا کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۵/۳)

موبائل کی ایسسریز

ہر قسم کے موبائل کی ایسسریز (اسپیئر پارٹس) کی تجارت جائز ہے اور اس کی آمدن بھی حلال ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواء بسواء يداً بيد، فاذا اختلف هذه الاصناف فبيعوا كيف شئتم اذا كان يداً بيد. (مسلم: (۲/۲۵) كتب المساقات، باب الربا، ط: قديمي)

جامع الترمذي: (۱/۲۳۵) أبوب البيوع، باب ماجاء أن الحنطة بالحنطة مثلاً بمثل و كراهية التفاضل فيه، ط: سعيد.

سنن أبي داود: (۲/۱۲۷) كتاب البيوع، باب في الصرف، ط: رحمانيه.

(۲) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع. (الدر المختار مع الرد: (۵/۶۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط: سعيد)

والضابط عندهم (أي عند الحنفية): أن كل ما فيه منفعة شرعاً، فإن بيعه يجوز؛ لأن الأعيان خلقت لمنفعة الإنسان۔ (الفقه الإسلامي وادلته: (۵/۳۴۲۶)

القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد البيع، المبحث الرابع: البيع الباطل والبيع الفاسد، ط: رشيديه)

أنظر ايضاً رقم الحاشية الآتية.

موبائل کی خرید وفروخت

ہر قسم کے موبائل کی تجارت اور کاروبار جائز ہے خواہ کیمرے والا موبائل ہو یا سادہ، باقی موبائل میں جائز ناجائز ہر قسم کے پروگرام ہوتے ہیں، اور جائز ناجائز دونوں طریقوں سے استعمال کیا جاسکتا ہے، لہٰذا اس کی تجارت جائز ہے البتہ غلط استعمال کرنے والا خود گناہ گار ہوگا۔[1]

موبائل کے اسپئیر پارٹس

''موبائل کے ایسسریز''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۱۲/۶)

موبائل کے ذریعہ ایجاب ہوا

''ٹیلیفون کے ذریعہ ایجاب ہوا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۶۶/۳)

موٹا آٹا اور باریک آٹا

''چھنا ہوا آٹا اور بے چھنا ہوا آٹا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۶۸/۳)

موٹرسائیکل کی تجارت کا ایک خاص طریقہ

''اسکیم کے تحت گاڑی خریدنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۷۴/۱)

---

(۱) وكذا لايكره بيع الجارية المغنية والكبش النطوح والديك المقاتل والحمامة الطيارة لأنه ليس عينها منكرا وإنما المنكر في استعمالها المحظور اه. قلت: لكن هذه الاشياء تقام المعصية بعينها، لكن ليست هي المقصودة الأصلي منها، فإن عين الجارية للخدمة مثلاً والغناء عارض فلم تكن عين المنكر.
(شامي: (۲۶۸/٤) كتاب البيوع، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)
مجمع الأنهر: (۱۸۷/۴)، كتاب الكراهية، فصل في الكسب، ط: دار الكتب العلمية۔
تبيين الحقائق: (۲۹۷/۳) كتاب السير، باب البغاة، ط: امداديه.

مورتی چھپی ہوئی چیز بیچنا

کسی بھی چیز پر جاندار کی تصویر اور مورتی کی تصویر اور مارکہ چھاپنا اور بنانا ناجائز اور حرام ہے، ایسا آدمی سخت گنہگار ہوگا۔ (۱)

البتہ جاندار کی تصویر یا مورتی چھپی ہوئی چیز کو خرید کر بیچنے کے بارے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس چیز کی خرید وفروخت جاندار کی تصویر اور مورتی کی تصویر کی وجہ سے ہوتی ہے چیز کی وجہ سے نہیں تو ایسی چیز کی خرید وفروخت ناجائز اور حرام ہے اور آمدنی بھی حرام ہے اور اگر اس چیز کی خرید وفروخت جاندار یا مورتی کی تصویر کی وجہ سے نہیں ہوتی بلکہ اس چیز کی وجہ سے ہوتی ہے تو اس صورت میں ایسی چیز کی خرید وفروخت کرنا جائز ہوگا، کیونکہ اس صورت میں اصل مقصود تصویر نہیں بلکہ خود وہ چیز ہے۔ (۲)

---

(۱) عن نافع أن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. (صحيح مسلم: (۲/۲۰۱)، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان... الخ، ط: قديمي)

قال: أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها. شرح النووي على صحيح مسلم: (۲/۱۹۹) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، الخ، ط: قديمي.

شامي: (۱/۶۴۷) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد.

(۲) ولما هو من القواعد المسلمة من فقه الاحناف ان كثيراً من الأفعال لا يجوز قصداً ويجوز تبعاً، كما صرحوا في جواز بيع الحقوق تبعاً للدار لا اصالة وقصداً۔ (جواهر الفقه: (۷/۳۶۳) باب التصاوير، تصاوير كي تجارت، ط: دار العلوم كراچي)

القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها. وذكر قاضي خان في فتاواه: إن بيع الخمر ممن يتخذه خمراً إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم. (الاشباه والنظائر: (ص:۲۶)، ط: قديمي)=

مورتی کی تجارت

مورتی کی تجارت کرنا جائز نہیں اور آمدنی حرام ہے۔(۱)

مورتیوں کی خرید وفروخت

''مجسمے کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۱۱/۶)

مورتیوں والے زیور

مورتیوں والے زیور بنانا ناجائز اور حرام ہے، اور اس کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے البتہ سونے کے وزن کے عوض جو قیمت آئے گی وہ حرام نہیں ہوگی۔(۲)

= (وإن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال فلا بأس باستعماله) لأن مواضع الضرورة مستثناة من الحرمة كما في تناول الميتة. (شرح السير الكبير:(۲۸/۴) باب مايكره في دارالحرب ومالايكره، ط: دارالكتب العلمية)

قال الخطابي: يدخل في النهي كل صورة مصورة في رق أوقرطاس مما يكون المقصود منه الصورة وكان الرق تبعاً له فأما الصور المصورة في الأواني والقصاع فإنها تبع لتلك الظروف بمنزلة الصورة على جدر البيوت والسقوف وفي الأنماط والستور فبيعها صحيح.(مرقاة المفاتيح: (۱۳/۶) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيديه جديد)

عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: قال: "إن الله تعالى إذا حرم شيئاً حرم ثمنه" (سنن الدارقطني: (۲۸۸/۳) رقم الحديث: (۲۸۱۵)، كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

(۱) تخریج کے لئے ''پوجا میں کام آنے والی چیزیں فروخت کرنا'' عنوان کے تحت حاشیہ نمبر ۲ دیکھیں۔

(۲) وفي نوادر هشام عن محمد رحمه الله تعالى رجل استأجر رجلاً ليصور له صوراً أوتماثيل الرجال في بيت أوفسطاط فإني اكره ذلك واجعل له الأجرة. (الفتاوى الهندية: (۴۵۰/۴) كتاب الاجارة، الفصل الرابع، فساد الاجارة اذا كان المستاجر مشغولاً بغيره، ط: رشيديه)

ولو استاجر الذمي مسلماً ليبني له بيعة او كنيسة جاز ويطيب له الاجر كذا في المحيط. (الفتاوى الهندية: (۴۵۰) ط: رشيديه)

عن نافع أن ابن عمر أخبره أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: الذين يصنعون الصور يعذبون يوم القيامة، يقال لهم: أحيوا ما خلقتم. صحيح مسلم: (۲۰۱/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان... الخ، ط: قديمي) =

موزونی اشیاء کو اپنی ہم جنس میں بلا وزن فروخت کرنا

''ہم جنس موزونی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

موزونی اور مکیلی اشیاء

''مکیلی اور موزونی چیز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (٢٦٨/٦)

= قال: أصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم، وهو من الكبائر؛ لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث، وسواء صنعه بما يمتهن أو بغيره فصنعته حرام بكل حال؛ لأن فيه مضاهاة لخلق الله تعالى، وسواء ما كان في ثوب أو بساط أو درهم أو دينار أو فلس أو إناء أو حائط أو غيرها. شرح النووي على صحيح مسلم: (١٩٩/٢) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم صورة الحيوان، الخ، ط: قديمي.

شامي: (٦٤٧/١) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، مطلب إذا تردد الحكم بين سنة وبدعة كان ترك السنة أولى، ط: سعيد.

ولما هو من القواعد المسلمة من فقه الاحناف ان كثيراً من الأفعال لا يجوز قصداً ويجوز تبعاً، كما صرحوا في جواز بيع الحقوق تبعاً للدار لا اصالة وقصداً (جواهر الفقه: (٣٦٣/٧) باب التصاوير، تصاوير كي تجارت، ط: دار العلوم كراچي)

القاعدة الثانية: الأمور بمقاصدها. وذكر قاضي خان في فتاواه: إن بيع الخمر ممن يتخذه خمراً إن قصد به التجارة فلا يحرم وإن قصد به لأجل التخمير حرم. (الاشباه والنظائر: (ص: ٣٦)، ط: قديمي)

(وإن تحققت الحاجة له إلى استعمال السلاح الذي فيه تمثال فلا بأس باستعماله) لأن مواضع الضرورة مستثناة من الحرمة كما في تناول الميتة. (شرح السير الكبير: (٢٨/٤) باب مايكره في دار الحرب وما لا يكره، ط: دار الكتب العلمية)

قال الخطابي: يدخل في النهي كل صورة مصورة في رق أو قرطاس مما يكون المقصود منه الصورة وكان الرق تبعاً له فأما الصور المصورة في الأواني والقصاع فإنها تبع لتلك الظروف بمنزلة الصورة على جدر البيوت والسقوف وفي الأنماط والستور فبيعها صحيح. (مرقاة المفاتيح: (١٣/٦) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: رشيديه جديد)

عن ابن عباس رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم: قال: "إن الله تعالى إذا حرم شيئاً حرم ثمنه" (سنن الدارقطني: (٣٨٨/٣) رقم الحديث: (٢٨١٥) كتاب البيوع، ط: مؤسسة الرسالة)

موسم کی بنیاد پر قیمت میں کمی کرنا

''قیمتوں میں کمی کرنے کی مختلف صورتیں''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۱/۵)

موسیقی کے آلات

''آلات موسیقی کی خرید وفروخت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۷۳/۱)

موسیقی کے اعلانات

موسیقی اور ناچ گانے کی مشہوری کے اعلانات اور ان کے دعوتی کارڈ تیار کرنا اور رائج کرنا ناجائز اور حرام ہے۔[1]

موقوفہ چیز فروخت کرنا

''اوقاف کو فروخت کرنا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۶۰/۱)

موکل کا مال وکیل کے پاس امانت ہوتا ہے

''وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔

موکل کا وکیل کو دوبارہ فروخت کرنا

اگر وکیل سامان خرید کر موکل کو حوالہ کردے، اور موکل وکیل کو اس کا ثمن ادا کر

---

(۱) قال اللہ تعالیٰ: وتعاونوا علی البر والتقویٰ، ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان۔(المائدۃ:۲)

فیہ تصریح بتحریم کتابۃ المترابین والشھادۃ علیھما، وبتحریم الإعانۃ علی الباطل۔(شرح النووی علی مسلم:(۲۸/۲)، کتاب البیوع، باب الربا، ط:قدیمی۔)

الإعانۃ فی المعصیۃ وترویجھا وتقریب الناس إلیھا معصیۃ وفساد فی الأرض (حجۃ اللہ البالغۃ: (۱۲۹/۲)، من ابواب ابتغاء الرزق، البیوع المنھی عنھا، ط:دار الجیل۔)

وما کان سبباً لمحظور، فھو محظور۔(شامی:(۳۵۰/۶)، کتاب الحظر والإباحۃ، قبیل فصل فی اللبس، ط:سعید۔)

دے تو اس کے بعد موکل کے لئے وکیل کو وہ چیز نفع کے ساتھ فروخت کرنا جائز ہے۔[1]

موکل کے مال سے وکیل کے لئے کچھ لینا

''وکیل کا موکل کے مال سے کچھ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۵۱/۶)

موہوبہ زمین کی خرید وفروخت

موہوبہ (گفٹ کی گئی) زمین کی با قاعدہ ھبہ مکمل ہونے کے بعد خرید و فروخت کرنا جائز ہے، اور فروخت ہونے کے بعد ھبہ (گفٹ) کرنے والے کو رجوع کرنے کا حق باقی نہیں رہے گا۔[2]

مہر کی زمین شوہر کے لئے فروخت کرنا

''حق مہر میں دی ہوئی زمین'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۱/۳)

---

(۱) وفسد شراء ما باع بنفسه أو بوكيله من الذى اشتراه . . . بالأقل من قدر الثمن الأول قبل نقد كل الثمن الأول، الدر المختار۔

وفى رد المحتار: قيد به، لأن بعده لا فساد۔ (شامى: (۷۳/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فى التداوى بلبن البنت للرمد، ط: سعيد)

قوله بالأقل من قدر الثمن الأول . . . وقيد بالأقل لأنه لو كان بمثله أو بأكثر منه جاز؛ لأن الفضل فى الأكثر يحصل للمشترى والمبيع داخل فى ضمانه . . . وقيد بكونه قبل النقد؛ لأنه إذا كان بعده لا فساد۔ (حاشية الطحطاوى على الدر المختار: (۷۳/۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: المكتبة العربية)

البحر الرائق: (۸۲/۶، ۸۳) كتاب البيع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۲) إذا باع الموهوب له الموهوب أو أخرجه من ملكه بالهبة والتسليم لايبقى للواهب صلاحية الرجوع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۳۸۱/۱) المادة: ۸۷۰، الكتاب السابع فى الهبة، الباب الثانى فى احكام الهبة، ط: مكتبة فاروقيه۔)

خروج الهبة من ملك الموهوب له بالكلية بأن يكون خروجا عن ملكه من كل وجه۔ (شامى: (۷۰۳/۵) كتاب الهبة، باب الرجوع فى الهبة، ط: سعيد۔)

البحر الرائق: (۲۹۳/۴) كتاب الهبة، باب الرجوع فى الهبة، ط: سعيد۔

مہلت ختم کرنا قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے

(۳۱۹) ’’قسطوں کی ادائیگی میں تاخیر کی وجہ سے مہلت ختم کرنا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۰۷/۵)

مہلت دینے کی وجہ سے قیمت میں اضافہ کرنا

ایک مہینے کے وعدہ پر کوئی چیز خریدی، پھر ایک مہینہ ہو چکا، تب بات چیت کر کے کچھ اور مدت بڑھوالی کہ پندرہ دن کی مہلت اور دے دیں تو آپ کی رقم ادا کردوں، اور وہ بیچنے والا بھی اس پر راضی ہو گیا، تو پندرہ دن کی مہلت اور مل جائے گی اور اگر وہ راضی نہ ہو تو وہ رقم ابھی مانگ سکتا ہے، البتہ اگر بیچنے والا مزید مہلت کے ساتھ قیمت میں بھی اضافہ کرنا چاہتا ہے تو یہ سود ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔(۱)

مہلت کی شرط رکھنا مبیع حوالہ کرنے کے لئے

’’مبیع حوالہ کرنے کے لئے چند دن کی مہلت کی شرط لگانا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔

---

(۱) قال اللّٰہ تعالیٰ: أحل اللّٰہ البیع وحرم الربا۔ (سورۃ البقرۃ: ۲۷۵)

مالک عن زید بن اسلم: أنہ قال: کان الربا فی الجاھلیۃ، أن یکون للرجل علی الرجل الحق إلی أجل فإذا حل الأجل۔ قال: أتقضی أم تربی؟ فإن قضی، أخذ وإلا زادہ فی حقہ، وأخر عنہ فی الأجل۔ قال مالک: والامر المکروہ الذی لا اختلاف فیہ عندنا۔ أن یکون للرجل علی الرجل الدین إلی أجل فیضع عنہ الطالب ویعجلہ المطلوب، وذلک عندنا بمنزلۃ الذی یؤخر دینہ بعد محلہ عن غریمہ، ویزیدہ الغریم فی حقہ قال: فھذا الربا بعینہ، لا شک فیہ۔ (مؤطا للامام مالک رحمہ اللہ: (ص: ۶۰۲)، کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط: قدیمی۔)

(مالک عن زید بن أسلم أنہ قال: کان الربا فی الجاھلیۃ أن یکون للرجل علی الرجل الحق إلی أجل، فإذا حل الأجل قال: أتقضی أم تربی؟) بضم فسکون أی تزید حتی أصبر علیک (فإذا قضی أخذ، وإلا زادہ فی حقہ وأخر عنہ) بمعنی زاد لہ (فی الأجل) ولا خلاف أن ھذا الربا الذی حرمہ اللّٰہ تعالیٰ ولم تعرف العرب الربا إلا فی النسیئۃ، فنزل القرآن بذلک۔ (شرح الزرقانی علی الموطا: (۳/ ۱۳۹) کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط: المطبعۃ الخیریۃ۔)

اوجز المسالک: (۱۲/ ۱۵۱) کتاب البیوع، باب ماجاء فی الربا فی الدین، ط: دار القلم، دمشق۔

مہوا کی تجارت

’’مہوا‘‘ خود ناپاک یا نشہ آور نہیں ہے، اس کی خرید و فروخت جائز ہے پھر خریدار اپنے عمل سے خود اس سے شراب بناتا ہے، تو یہ اس کا عمل ہے، مہوا فروخت کرنے والے پر اس کی ذمہ داری نہیں۔ (۱)

باقی فروخت کرنے والا خود یہ نیت نہ کرے کہ شراب بنانے کے لئے فروخت کر رہا ہے۔ (۲)

(نوٹ) ’’مہوا‘‘ ایک درخت ہے جس کا پھل کھاتے، بیجوں سے تیل نکالتے اور پھولوں کی شراب بناتے ہیں۔ (۳)

مہینے کے اعتبار سے قیمت مقرر کرنا

’’قیمت متعین ہونا ضروری ہے‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۲/۵)

---

(۱) وجاز بيع العصير من خمار؛ لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره . . . ولأن العصير يصلح الأشياء كلها جائز شرعا، فيكون الفاسد إلى اختيار۔ (تبيين الحقائق: (۶۳/۷) كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط: دار الكتب العلمية، بيروت)

ويجوز بيع عصير العنب ممن يعلم أنه يتخذه خمرا؛ لأن المعصية لاتقوم بنفس العصير، بل بعد تغيره، فصار عند العقد كسائر الأشربة من عسل ونحوه۔ (مجمع الانهر: (۲۱۳/۴) كتاب الكراهية، فصل فى البيع، ط: غفارية كوئٹه)

ويجوز بيع عصير ممن يعلم أنه يتخذ خمرا؛ لأن المعصية لاتقوم بعينه بل بعد تغيره۔ (الدر مع الرد: (۳۹۱/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل فى البيع، ط: سعيد)

(۲) ان بيع العصير ممن يتخذه خمرا، ان قصد به التجارة، فلا تحرم وان لأجل التخمير حرم۔ (الاشباه والنظائر: (۹۷/۱) الفن الأول: مباحث النية، ط: إدارة القرآن)

ولكن الإعانة حقيقة هو ما قامت المعصية بعين فعل المعين ولا يتحقق الا بنية الإعانة، أو التصريح بها، أو تعينها فى استعمال هذا الشيئ بحيث لا يحتمل غير المعصية۔ (جواهر الفقه: (۴۵۳/۲) تفصيل الكلام فى مسئلة الإعانة على الحرام، أقسام السبب وأحكامه، القسم الثانى، ط: مكتبة دار العلوم كراچى)

(۳) فیروز اللغات: (ص: ۱۳۲۲)، ط: فیروز سنز۔

میچورٹی (Maturity)

''بل آف ایکسچینج''،بل کی ادائیگی کی جو تاریخ لکھی ہوئی تھی،اس تاریخ کے آجانے کو انگریزی میں (Maturity) کہتے ہیں۔[۱]

میچورٹی ڈیٹ (Maturity Date)

''بل آف ایکسچینج'' میں بل ادا کرنے کی جو تاریخ لکھی ہوئی ہوتی ہے،اس ادائیگی کی تاریخ کو (Maturity Date) کہتے ہیں۔[۲]

میڈیکل انشورنس کا حکم

میڈیکل انشورنس کی صورت یہ ہے کہ انشورنس کروانے والا شخص انشورنس کمپنی کو ماہانہ یا سالانہ رقم دیتا ہے جس کے بدلے میں جب ضرورت پیش آئے تو کمپنی اپنے خرچے پر اس شخص کا علاج کرواتی ہے،لیکن اگر علاج کی ضرورت پیش نہ آئے تو کمپنی نے انشورنس کی جو قسطیں وصول کی ہوتی ہیں وہ واپس نہیں کرتی۔اس قسم کی انشورنس کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں دھوکہ اور اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنا ہے،ممکن ہے کہ انشورنس کروانے والا اکثر بیمار پڑا رہے اور جتنی رقم اس نے انشورنس کمپنی کو جمع کروائی ہے اس سے زیادہ کا علاج کروالے،اور وہ اضافہ ادا کرنا اس پر لازم نہیں ہوتا تو یہ سود ہے اور یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بیمار ہی نہ ہو،اور اس کی رقم سے علاج کرانے کی ضرورت ہی نہ ہو،اس صورت میں انشورنس کمپنی کو چاہئے کہ وہ رقم جو قسطوں (پریمیم) کی صورت میں وصول کی ہیں وہ واپس کردے لیکن وہ یہ رقم واپس نہیں کرتی تو یہ جوا ہے،سود اور جوا دونوں اسلام میں حرام ہیں۔[۳]

(۲،۱) اسلام اور جدید معیشت وتجارت: (ص:۱۲۳)،عنوان:بل آف ایکسچینج،ط:معارف القرآن۔

(۳) قال اللہ تعالی: أحل اللہ البیع وحرم الربو۔=

میراث کا حق

میراث کا حق جو مستقبل میں ثابت ہوتا ہے وہ مادی چیز نہیں ہے اس کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے،[1] البتہ میت کے ترکہ میں جو حصہ ہے اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔[2]

میٹر اور گز

کپڑے اور تھانوں کو گزوں اور میٹروں کے حساب سے فروخت کرتے

= عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا و موكله و كاتبه و شاهديه، وقال: هم سواء. (صحيح مسلم: (۲/۲۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: قديمي)

يا أيها الذين آمنوا إنما الخمر والميسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون. (سورة المائدة: ۹۰)

عن عبدالله بن عمرو رضى الله عنهما قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: إن الله حرم على أمتي الخمر والميسر. (مسند أحمد: (۱۱/۱۰۵) رقم الحديث: ۶۵۴۷، مسند المكثرين من الصحابة، مسند عبدالله عمرو بن العاص رضى الله عنهما، ط: مؤسسة الرسالة)

وسمى القمار قماراً: لأن كل واحد من المقامرين ممن يجوز أن يذهب ماله إلى صاحبه ويجوز أن يستفيد مال صاحبه وهو حرام بالنص. شامي: (۶/۴۰۳) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۱) وقال في "الزيادات": بيع الحقوق لايجوز. (البناية شرح الهداية: (۱۱/۴۴۰)، كتاب القسمة، فصل في كيفية القسمة، ط: دار الكتب العلمية)

فتح القدير: (۶/۴۳۰) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الفكر.)

لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة. (الدر المختار مع الرد: (۴/۵۱۸) كتاب البيوع، ط: سعيد.)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمي.)

(۲) فشركة الاملاك: العين يرثها رجلان أو يشتريانها، فلا يجوز لأحدهما أن يتصرف في نصيب الاخر إلا بإذنه... ويجوز بيع أحدهما نصيبه من شريكه في جميع الصور ومن غير شريكه بغير إذنه الا في صورة الخلط والاختلاط فإنه لا يجوز إلا بإذنه. (الهداية: (۲/۶۰۵) كتاب الشركة، ط: رحمانيه)

البحر الرائق: (۵/۱۶۷) كتاب الشركة، ط: سعيد)

شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۳۸۳)، رقم المادة: ۱۰۸۸، الكتاب العاشر =

وقت صحیح گنتی اور پیمائش کر کے خریدار کو دینا ضروری ہے، ورنہ کم دینے کی صورت میں چوری اور خیانت ہوگی، اور یہ دونوں کام حرام ہیں اور ایسی آمدنی بھی حرام ہوگی۔ (۱)

میٹر پر کپڑا خرید کر گز پر فروخت کرنا

مشتری (خریدار) سے ناپ تول کی حقیقت کو چھپانا دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔ (۲)

= في أنواع الشركات، الباب الأول، الفصل الثاني في كيفية التصرف في الاعيان المشتركة، مكتبة فاروقيه)

(۱) يا ايها الذين آمنوا لاتأكلوا اموالكم بينكم بالباطل۔ (سورة البقرة: ۱۸۸)

بالباطل أي: بغير حق شرعي إما بغير حق أصلاً كالغصب والسرقة والخيانة والخدع والتطفيف والغش وغير ذلك۔ (البحر المديد: (۱/۲۱۸)، سورة البقرة: ۱۸۸، ط: دار الكتب العلمية)

والآية تشمل أخذ مال الآخرين بغير حق بمختلف الوسائل، كالرشوة والقمار، والخداع... والخيانة والسرقة والربا وتطفيف الكيل والميزان بأخذ زيادة عن الحق أو نقص حق الآخرين... ـ فلا يحل لأي شخص أخذ مال غيره مهما كان صغيراً أم كبيراً... كيف يحل لإنسان أن يأخذ مال إنسان آخر بالاثم والزور... وهو يعلم أنه حرام، ولا يأكل في بطنه إلا النار۔ (التفسير الوسيط للزحيلي: (۱/۹۳)، سورة البقرة: ۱۸۸، ط: دار الفكر، دشق)

فكل من خلط بالبر تراباً أو تبناً ثم كاله يكون من المطففين في الكيل، وكل قصاب وزن مع اللحم عظماً أو شيئاً لم تجر به العادة يكون من المطففين في الوزن وقس على هذا سائر التقديرات حتى في الذراع الذي يتعاطاه البزار فإنه في وقت الذرع إن أرسل الثوب ولم يمده إذا اشتراه ومدّه ولم يرسله إذا باعه، فكل ذلك يكون من التطفيف الذي يعرض صاحبه للويل۔ (مجالس الابرار: (ص ۵۴۹)، المجلس التاسع: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي كسب أطيب من المكاسب وأقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی)

ولو مات الرجل وكسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة، يتورع الورثة، ولا يأخذون منه شيئاً، وهو أولى بهم، ويردونها على أربابها إن عرفوهم، وإلا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (شامي: (۶/۳۸۵)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔)

تبيين الحقائق: (۶/۲۲۱)، كتاب الغصب، ط: دار الكتب العلمية)

(۲) عن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام، فادخل يده فيها، فنالت أصابعه بللاً، فقال: يا صاحب الطعام، ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله، قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا۔ =

البتہ اگر بیچنے والے نے خریدار کو بتادیا کہ گز کے حساب سے بیچ رہا ہوں اور اس پر خریدار راضی ہوگیا تو میٹر کے حساب سے خرید کر گز کے حساب سے فروخت کرنا جائز ہوگا۔[1]

میٹر چھوٹا ہے

''چھوٹے گز سے کپڑا ناپ کر دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۹/۳)

میٹر غلط لگا کر اجرت زیادہ لینا

ٹیکسی رکشہ اور دوسری گاڑیاں چلانے والے غلط میٹر لگا کر زائد پیسے

=وقال الترمذی: حدیث أبی ہریرة ﷺ حدیث حسن صحیح، والعمل علی هذا عند أهل العلم کرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة الغش فی البیوع، ط:سعید۔)

مشکاة المصابیح: (ص:۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

لایحل کتمان العیب فی مبیع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۴۷/۵) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط:سعید۔)

(۱) قال اللہ تبارک وتعالی: {یٰأیها الّذین اٰمنوا لاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل الاّ أن تکون تجارةً عن تراضٍ منکم ولاتقتلوا أنفسکم إن اللہ کان بکم رحیمًا} [سورة النساء: ۲۹]

إذا وجدت الإجازة من المالک فی الانتهاء وبین وجود الرضا فی التجارة عند العقد أو بعده فیجب العمل باطلاقها۔ (بدائع الصنائع: (۱۴۹/۵) کتاب البیوع، فصل: وأمّا الّذی یرجع إلی المعقود علیه فانواع، ط:سعید۔)

تبیین الحقائق: (۳/۴)، کتاب البیوع، ط:دار الکتب العلمیة۔)

یجوز بیع الطعام والحبوب مکایلة و مجازفة ... قال ویجوز باناء بعینه لایعرف مقداره وبوزن حجر بعینه لایعرف مقداره، لأنّ الجهالة لاتفضی إلی المنازعة۔ (الهدایة: (۲۲/۳) کتاب البیوع، ط: رحمانیه)

یباع الطعام کیلا أی من حیث الکیل ویباع أیضا جزافًا؛ لأنّ بکل منهما یصیر معلوما اما المکایلة فظاهر، وأمّا الجزاف فلأنّه بالاشارة ترتفع الجهالة۔ (عینی شرح کنز: (۳/۲)، کتاب البیوع ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (۲۸۲/۵) کتاب البیوع، ط:سعید)

وصول کرتے ہیں یہ ''تطفیف'' میں داخل ہے، ناجائز اور حرام ہے ایسی آمدنی بھی حرام ہے۔[1]

میعاد سے پہلے ملازمت چھوڑنے پر جرمانہ لگانا

اگر ملازم میعاد پورا ہونے سے پہلے چلا گیا تو اس پر مالی جرمانہ عائد کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ عقد اجارہ کے تقاضے کے خلاف ہے، ملازم نے جتنی مدت کام کیا ہے اس کو اس حساب سے مقررہ تنخواہ ملے گی، موجودہ دور میں بعض نام نہاد اسلامی ادارے بھی ملازم کے ساتھ اس قسم کا معاہدہ کرتے ہیں، یہ درست نہیں۔[2]

میعاد مجہول

بیع (خرید وفروخت) صحیح ہونے کے لئے مبیع یا ثمن ادا کرنے کے لئے وقت اور میعاد متعین کرنا ضروری ہے اگر سودا کرتے وقت میعاد اور وقت متعین نہیں

(۱) ویل للمطففین، الذی إذا اکتالوا علی الناس یستوفون، وإذا کالوھم أو وزنوھم یخسرون۔ ألا یظن أولئک أنھم مبعوثون، لیوم عظیم، یوم یقوم الناس لرب العالمین۔ (المطففین: ۱، ۲)

وفی ھذا دلالة علی عظیم ذنب التطفیف، ومزید إثمه، وشدة عقابه، لما فیه من خیانة الأمانة وأکل حق الغیر... یستفاد من الآیات ما یأتی:

۱۔ التطفیف: وھو إنقاص حق الآخر فی الکیل أو الوزن ونحوھما من المقاییس حرام شرعاً، موجب للإثم الشدید والعذاب الألیم فی الآخرة...

۲۔ المراد بالتطفیف ھنا: الزیادة فی الکیل أو الوزن ونحوھما عند استیفاء الحق، ونقص الکیل أو الوزن ونحوھما عند إیفاء الحق۔ (التفسیر المنیر للزحیلی: (۱۱۴/۳۰)، سورة المطففین، ط: دار الفکر، دمشق)

أیسر التفاسیر: (۱۷۳۷/۲) سورة المطففین، ط: مکتبة العلوم والحکم)

(۲) والحاصل أن المذاھب عدم التعزیر بأخذ المال۔ (شامی: (۶۲/۴) کتاب الحدود، باب التعزیر، مطلب فی التعزیر بأخذ المال، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۴۱/۵) کتاب الحدود، فصل فی التعزیر، ط: سعید۔

لا یجوز لأحد من المسلمین أخذ مال أحد بغیر سبب شرعی۔ (الفتاوی الھندیه: (۱۶۷/۲) کتاب الحدود، الباب السابع فی حد القذف والتعزیر، فصل فی التعزیر، ط: رشیدیه۔

أحسن الفتاوی: (۳۱۸/۷) کتاب الإجارة، عنوان: قبل المیعاد ملازمت چھوڑنے پر مالی جرمانہ، ط: سعید۔

ہوا تو یہ معاملہ جھگڑے کی طرف لے جائے گا، جس کی وجہ سے بیع فاسد ہو جائے گی۔

مثلاً ایک شخص نے کسی کے ساتھ معاملہ طے کیا کہ مجھ سے کچھ رقم لے لو اور اس کے بدلے میں آئندہ گندم کے موسم میں جو نرخ ہوگا اس کے مطابق مجھے گندم دے دینا تو یہ معاملہ وقت متعین نہ ہونے کی وجہ سے فاسد ہو جائے گا۔ [۱]

میعادی بیع

مثلاً زید نے اپنا مکان یا دکان وغیرہ دس لاکھ کے عوض میں عمرو کو اس شرط پر بیچ دی کہ زید مثلاً دس سال کے اندر دس لاکھ عمرو کو ادا کر دے گا تو عمرو وہ چیز زید کو واپس کر دے گا اور زید کے حق میں ''بیعانہ'' تحریر کر دے گا، تو یہ بیع شرعاً صحیح نہیں ہے، بلکہ یہ رہن کے حکم میں ہے۔ [۲] اور عمرو مشتری (خریدار) جو کہ حقیقت میں مشتری نہیں بلکہ مرتہن (گروی رکھنے والا) ہے، اس کے لئے اس چیز سے دس سال

---

(۱) وقد أجمعوا على فساد السلم إلى أجل مجهول، ففساد البيع كذلك۔ (إعلاء السنن: (۵/۱۴) أبواب البيع، دليل فساد البيع إلى أجل مجهول، ط: إدارة القرآن۔)

رجل باع شيئاً بيعاً جائزاً، أو أخر الثمن إلى الحصاد أو الدياس قال يفسد البيع في قول أبي حنيفة۔ (شامي: (۵۳۲/۴) كتاب البيوع، مطلب في التأجيل إلى أجل مجهول، ط: سعيد)

الخانية على هامش الهنديه: (۱۴۳/۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: رشيديه۔)

(۲) وفي حاشية الفصولين: هو أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، فهذا بيع باطل، وهو رهن، وحكمه حكم الرهن وهو الصحيح۔ (شامي: (۲۷۶/۵) كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب في بيع الوفاء، ط: سعيد)

أقول: وفي جواهر الفتاوى في الباب الأول: بيع الوفاء: أن يقول: بعت منك على أن تبيعه مني متى جئت بالثمن، قال رضي الله عنه: هذا البيع باطل وهو رهن، وحكمه حكم الرهن، هكذا ذكروا، وهو الصحيح۔ وذكر الإمام محمد بن الفضل البخاري هكذا، وقيل: بيع فاسد يوجب الملك إذا اتصل به القبض، والأول أصح۔ (حاشية جامع الفصولين: (۲۳۴/۱) الفصل الثامن عشر، ط: إسلامي كتب خانه بنوري ٹاؤن)

المحيط البرهاني: (۳۶۰/۸) كتاب البيع، الفصل العشرون في البيعات المكروهة، ط: غفارية كوئٹه۔

کی میعاد میں کسی قسم کا نفع حاصل کرنا جائز نہیں۔ [۱] اور اس چیز سے جس قدر آمدنی ہوگی وہ اصل مالک زید کی ہوگی اور وہ آمدنی بھی مذکورہ جائید کے ساتھ رہن رہے گی۔ [۲] جب زید دس لاکھ کی رقم عمرو کو واپس کردے گا تو اس وقت وہ جائیداد اور اس کی آمدنی واپس لینے کا حقدار ہوگا۔ [۳]

میعادی بیع اور اس کا نفع

میعادی بیع باطل ہے اور اس کا نفع حلال نہیں ہے۔ [۴]

میعادی بیع سے نفع حاصل کرنا

''بیع میعادی سے نفع حاصل کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۱/۲)

---

(۱) ولا ينتفع المرتهن استخداما وسكنى ولبسا وإجارة وإعارة، لأن الرهن يقتضي الحبس إلى أن يستوفي دينه دون الانتفاع۔ (البحر الرائق: (۳۳۸/۶) كتاب الرهن، ط: رشيديه)

تبيين الحقائق: (۶۷/۶۰)، كتاب الرهن، ط: امداديه، ملتان۔

مجمع الأنهر: (۲۷۳/۴) كتاب الرهن، ط: دار الكتب العلميه۔)

(۲) ونماء الرهن كالولد ولا الثمر ولا اللبن والصوف والوبر والأرش ونحو ذلك للراهن، لتولده من ملك۔ وهو رهن مع الأصل تبعا له۔ (الدر مع الرد: (۵۲۱/۶) كتاب الرهن، باب الرهن يوضع على يد عدل، فصل في مسائل متفرقة، ط: سعيد)

ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۳۰۴/۴) كتاب الرهن، فصل في المتفرقات، ط: غفارية كوئٹه۔

تبيين الحقائق: (۹۴/۶)، كتاب الرهن، ط: امداديه، ملتان۔)

(۳) ونماؤه للراهن يكون رهناً مع الأصل) يعني إن شاء المرتهن أخذه وإن شاء تركه عند الراهن، والنماء مثل اللبن والولد والصوف وثمار الشجر والنخيل فأما غلة الدار وأجرة العبد كسباً أو وهب له هبة فإن آجره المرتهن بغير إذن الراهن كانت الاجرة للمرتهن وعليه أن يتصدق بها لأنها حصلت له من وجه محظور۔ (الجوهرة النيرة: (۲۸۷/۱)، كتاب الرهن، ط: حقانيه۔)

وأما إذا آجره المشتري وفاءً بإذن البائع فهو كإذن الراهن للمرتهن بذلك، وحكمه أن الأجرة للراهن وإن كان بغير إذنه يتصدق بها أو يردها على الراهن المذكور وهو أولى صرح به علماؤنا۔ قلت: وإذا آجره بإذنه يبطل الرهن كما ذكره في حاشيته على الفصولين۔ (شامي: (۲۷۸/۵)، كتاب البيوع، باب الصرف، مطلب باع داره وفاءً ثم استأجر، ط: سعيد۔)

(۴) تخریج کے لئے ''مکان بیچ کر کرایہ پر لینا'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

میعادی چیک کم قیمت میں فروخت کرنا

(۳۲۸) موجودہ دور میں میعادی چیک کے خرید و فروخت کرنے کا طریقہ رائج ہو چکا ہے، مثلاً پچاس ہزار کا چیک ہے اور پندرہ دن کے بعد وصولی کا وقت ہے، چیک کا مالک مقررہ وقت سے پہلے اس پچاس ہزار کے چیک کو ۴۵ ہزار میں فروخت کر دیتا ہے، تو اس صورت میں فروخت کرنے والے کو وہ رقم کم ملتی ہے لیکن وقت سے پہلے مل جاتی ہے، خریدار کو رقم دیر سے وصول ہوتی ہے لیکن نفع کے ساتھ حاصل ہوتی ہے۔

یہ معاملہ ''بیع صرف'' ہے اور بیع صرف روپے سے روپے کی خرید و فروخت کو کہتے ہیں، چیک میں بھی چونکہ کاغذ مقصود نہیں بلکہ اس میں لکھی ہوئی رقم ہی مقصود ہوتی ہے۔

لہٰذا دونوں طرف سے روپے کا تبادلہ ہوا، شرعاً دونوں طرف سے دیا جانے والا عوض ایک جنس ہونے کی صورت میں برابر ہونا اور نقد ہونا بھی ضروری ہے، یہاں ایک طرف رقم زیادہ ہے اور دوسری طرف کم، اور ایک جانب سے ادائیگی نقد ہے اور دوسری جانب سے ادھار، لہٰذا اس طرح کا معاملہ قطعاً حرام اور سود پر مبنی ہے اور یہ بالاتفاق ناجائز ہے۔[1]

---

(۱) عن عبادة بن الصامت قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: الذهب بالذهب والفضة بالفضة والبر بالبر والشعير بالشعير والتمر بالتمر والملح بالملح مثلاً بمثل سواءً بسواءٍ يداً بيد... الحديث۔ (الصحيح لمسلم: (۲/۲۵)، كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: قديمی۔)

▭ فلو تجانسا شرط التماثل والتقابض) أى النقدان بأن بيع أحدهما بجنس الآخر فلا بد لصحته من التساوى وزناً ومن قبض البدلين قبل الافتراق۔ (البحر الرائق: (۶/۱۹۲) كتاب الصرف، ط: سعيد)

▭ تبيين الحقائق: (۴/۱۳۵)، كتاب الصرف، ط: امداديه، ملتان۔)

▭ وإذا وجدا (الوصفان) حرم التفاضل والنساء، لوجود العلة۔ (الهداية: (۳/۸۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔

میگزین کی خرید وفروخت

''اخبارات کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۲/۱)

میموری کارڈ

خالی میموری کارڈ کی تجارت جائز ہے، اور اگر خالی نہیں ہے بلکہ اس میں کچھ چیزیں ڈالی گئی ہیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر اس میں قرآن مجید، آیات، سورتیں، نظمیں نعت اور تقاریر ڈالی گئی ہیں تو اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور آمدن بھی حلال ہے، اور اگر اس میں فلم، ڈرامے، جاندار کی تصاویر، فحش مواد اور ناچ گانے ڈالے ہوئے ہیں تو ایسے میموری کارڈ کی تجارت اور خرید وفروخت جائز نہیں ہے اور اس کی آمدن حرام ہے۔[1]

---

(۱) جواز البيع يدور مع حل الانتفاع به وحرمة الانتفاع بها. (مجمع الأنهر: (۱۰۷/۳) كتاب البيوع، مسائل شتى، ط: دار الكتب العلمية)

والضابط عندهم (أي عند الحنفية): أن كل ما فيه منفعة تحل شرعاً، فإن بيعه يجوز، لأن الأعيان خلقت لمنفعة الانسان. (الفقه الإسلامي وأدلته: (۳۴۲۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنية المالية، الفصل الأول: عقد المبيع، المبحث الرابع: البيع الباطل البيع الفاسد، ط: رشيديه)

أن ما قامت المعصية بعينه يكره بيعه تحريماً والإفتنزيهاً. (الدر المختار مع الرد: (۲۶۸/۴) كتاب الجهاد، باب البغاة، مطلب في كراهة بيع ماتقوم المعصية بعينه، ط: سعيد)

عن أبي أمامة رضي الله عنه، عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: لا تبيعوا القينات ولا تشتروهن ولا تعلموهن ولا خير في تجارتهن وثمنهن حرام. وفي مثل هذا انزلت هذه الآية: "ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله إلى آخر الآية. (جامع الترمذي: (۱۵۴/۲) أبواب التفسير، ومن سورة لقمان، ط: سعيد)

مشكاة المصابيح: (ص: ۲۴۲) كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الثاني، ط: قديمي.

الفتح الكبير في ضم الزيادة إلى الجامع الصغير: (۳۶۴/۳) حرف اللام، ط: دار الكتاب العربي.

میمورنڈم میں لکھی ہوئی شرائط

کسی کمپنی کے حصص خریدتے ہوئے وہ شرائط جو کمپنی کے میمورنڈم میں لکھی ہوتی ہیں ان کا اطلاق عقد کے وقت ہی معتبر ہے، کیونکہ ان شرائط کو قانونی طور پر معتبر سمجھا جاتا ہے، لہذا اس میں جو ناجائز شرائط درج ہوں گی وہ معاملہ کو فاسد کردیں گی۔ (۱)

مینڈک

احناف کے نزدیک مینڈک حرام ہے، کھانا جائز نہیں ہے، البتہ اگر یہ جانور کسی ضرورت مثلا دوا کے طور پر خارجی استعمال میں مفید ہو تو اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) كل شرط اشترط في البيع ليس من البيع، فيه منفعة للبائع أو للمشترى له فالبيع فاسد: (كتاب الآثار: (ص: ۱۶۲)، باب التجارة والشرط في البيع، ط: إدارة القرآن۔)

☜ ولو كان البيع بشرط لايقتضيه العقد، وفيه نفع لأحد المتعاقدين... أو لمبيع يستحق النفع بأن يكون آدميا، فهو أى هذا البيع فاسد۔ (مجمع الأنهر: (۳/ ۹۰)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔)

☜ الفتاوى الهندية: (۳/۳)، كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط: رشيديه۔)

☜ خلاصة الفتاوى: (۳/ ۵۰)، كتاب البيوع، الفصل الخامس في البيع، ط: رشيديه۔)

(۲) والحاصل أن جواز البيع يدور مع حل الانتفاع۔ (الدر المنتقى مع مجمع الانهر: (۳/ ۸۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: غفارية كوئته)

☜ يجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها للأدوية، وما جاز الانتفاع بجلده أو عظمه، أى من حيوانات البحر أو غيرها، قال الحاوى: ولايجوز بيع الهوام كالحية والفارة والوزغة والضب والسلحفاة والقنفذ، وكل مالاينتفع به ولا بجلده، وبيع غير السمك من دواب البحر ان كان له ثمن كالسقنقور وجلود الخز ونحوها يجوز۔ (شامی: (۵/ ۶۸)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

☜ ويجوز بيع الحيات إذا كان ينتفع بها في الأدوية، وإن كان لاينتفع بها لايجوز، والصحيح أنه يجوز بيع كل شيئ ينتفع به... ويجوز بيع جميع الحيوانات سوى الخنزير، وهو المختار۔ (الهندية: (۳/ ۱۱۴) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالايجوز، الفصل الرابع في بيع الحيوانات، ط: رشيديه)

نابالغ

نابالغ بچہ یا بچی اگر سمجھ دار ہے تو اس کی خرید و فروخت صحیح ہے۔ (۱)

نابالغ بچوں کی خرید و فروخت

نابالغ بچوں کی خرید و فروخت صحیح نہیں ہے البتہ اگر بچے کے ولی کی طرف سے اجازت ہو تو اس صورت میں بچے کے ہاتھ چیز فروخت کرنا درست ہے۔ ماں باپ بچوں کو رقم دے کر دکان بھیج دیتے ہیں تو یہ ماں باپ کی طرف سے اجازت ہے۔ (۲)

نابالغ بھائی کی زمین بیچنا

ماں باپ کے انتقال کے بعد ترکہ میں سے چھوٹے بھائیوں کی زمین بڑے بھائی کے لئے بیچنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر شدید مجبوری ہو تو عدالت کے جج

---

(۱) فشرائط العاقد اثنان: العقل والعدد، فلا ينعقد بيع مجنون وصبي لا يعقل... ولا يشترط فيه البلوغ ولا الحرية؛ فيصح بيع الصبي أو العبد لنفسه موقوفاً أو لغيره نافذاً۔ (شامي: (۴/۵۰۴، ۵۰۵)، كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع أنواع أربعة، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۵/۲۵۸، ۲۵۹)، كتاب البيع، ط: سعيد۔

بدائع الصنائع: (۵/۱۳۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الركن، ط: سعيد۔

(۲) ومن البيع الموقوف بيع الصبي المحجور الذي يعقل البيع والشراء يتوقف بيعه وشراءه على إجازة والده أو وصيه أو جده أو القاضي۔ (الفتاوى الهندية: (۳/۱۵۴) كتاب البيوع، الباب الثاني عشر في أحكام البيع الموقوف وبيع أحد الشريكين، ط: رشيديه)

وليس من شرائط العاقد البلوغ ، فانعقد بيع الصبي و شراوه موقوفا على اجازة وليه۔ (البحر الرائق (۵/۲۵۸) كتاب البيع، ط: سعيد)

فتاوى قاضيخان على هامش الهنديه: (۲/۱۷۲) كتاب البيع، فصل في البيع الموقوف ط: رشيديه

بدائع الصنائع: (۵/۱۳۵) كتاب البيوع، فصل، اما شرائط الركن، ط: سعيد۔

سے اجازت لے کر بیچنا جائز ہوگا۔[1]

نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا

”نابالغ غیر مسلم کی زمین ولی سے خریدنا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۲/۶)

نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا

کسی اجنبی کے لئے نابالغ کی جائیداد فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

البتہ باپ کو نابالغ اولاد کے فائدہ کے پیش نظر تصرف کا حق حاصل ہے۔[2]

نابالغ کی خرید وفروخت میں عرفی اجازت کافی ہے

گاؤں دیہاتوں میں بعض اوقات چھوٹے بچے اور بچیاں دوکان میں بیٹھ کر

---

(۱) قلت: وهذا لو البائع وصيا لا من قبل أم أو أخ، فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقا ولا شراء غير طعام وكسوة، ولو البائع أباً فإن محموداً عند الناس أو مستور الحال يجوز، ابن الكمال۔ و قال الشامي تحت (قوله: مطلقًا) أي ولو في هذه المستثنيات وإذا احتاج الحال إلى بيعه يرفع الأمر إلى القاضي۔ (الدر مع الرد: (۷۱۱/۶) كتاب الوصايا، فصل: في وصايا الذمي وغيره، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۴۶۸/۸)، كتاب الوصايا، باب الوصي وما يملكه، ط: سعيد۔

تنقيح الحامدية: (۳۲۲/۲، ۳۲۳)، كتاب الوصايا و مطالبه، باب الوصي و مطالبه، ط: رشيديه۔

(۲) لا يجوز التصرف في مال غيره بلا اذنه ولا ولايته... (الدر مع الرد: (۲۰۰/۶)، كتاب الغصب، مطلب فيما لا يجوز من التصرف بمال الغير بدون إذن صريح، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسي: (۲۶۲/۱)، المادة: ۹۶، ط: رشيديه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۵۱/۱)، المادة: ۹۶۔ ط: فاروقيه كوئٹه۔

قلت: وهذا لو البائع وصيا لا من قبل أم أو أخ، فإنهما لا يملكان بيع العقار مطلقا ولا شراء غير طعام وكسوة، ولو البائع ابا فإن محموداً عند الناس أو مستور الحال يجوز ابن الكمال۔ و قال الشامي تحت (قوله: مطلقًا) أي ولو في هذه المستثنيات وإذا احتاج الحال إلى بيعه يرفع الأمر إلى القاضي۔ (الدر مع الرد: (۷۱۱/۶) كتاب الوصايا، فصل: في وصايا الذمي وغيره، ط: سعيد۔

البحر الرائق: (۴۶۸/۸)، كتاب الوصايا، باب الوصي وما يملكه، ط: سعيد۔

تنقيح الحامدية: (۳۲۲/۲، ۳۲۳)، كتاب الوصايا و مطالبه، باب الوصي و مطالبه، ط: رشيديه۔

کھانے پینے کی چیزیں فروخت کرتے ہیں، گاہک کو معلوم نہیں ہوتا کہ بچوں کا والد یا سرپرست اس پر راضی ہے یا نہیں؟ جبکہ بچوں کا باپ یا سرپرست ان کو فروخت کرنے سے منع کرتا ہے تو ایسی صورت میں اگر بچے یا بچیاں نقصان کی تمیز کر سکتے ہیں تو باپ یا سرپرست کی اجازت سے ان کے لئے خرید و فروخت کرنا جائز ہوگا اور بیع نافذ ہوگی، اور اجازت صراحت کے طور پر ہو یا دلالت کے طور پر دونوں طرح درست ہے، اور اگر بچوں کے والدین یا سرپرست خاموش رہتے ہیں اور خرید و فروخت سے منع نہیں کرتے تو یہ بھی دلالت کے طور پر اجازت میں داخل ہے، اور ایسے بچوں سے خرید و فروخت کرنا درست ہے۔ (۱)

نابالغ کی زمین فروخت کرنے کا حکم

اگر ولی کی شفقت نابالغ پر معروف و مشہور ہے، یا مستور الحال ہے اور زمین فروخت کرنے میں مصلحت پیش نظر ہے تو ولی کے لئے بچے کی زمین فروخت کرنا جائز ہے۔ (۲)

---

(۱) إذا اذن لصبی یعقل البیع والشراء یجوز، یرید به انه یعقل معنی البیع والشراء بأن عرف ان البیع سالب للملک، والشراء جالب، عرف الغبن الیسیر من الفاحش لا نفس العبارة کذا فی الصغری۔ (الهندیة: (۱۱۰/۵) کتاب الماذون، الباب الثانی عشر فی الصبی أو المعتوه، ط: رشیدیه)

البحر الرائق: (۸۷/۸) کتاب الماذون۔ ط: سعید۔

ثم الاذن کما یثبت بالصریح یثبت بالدلالة کما إذا رأی عبده یبیع ویشتری فسکت یصیر ماذونا عندنا۔ (الهدایة: (۳۶۲/۳)، کتاب الماذون، ط: رحمانیة)

(۲) ولو البائع أبا فإن محمودا عند الناس أو مستور الحال یجوز، ابن کمال۔ الدر المختار۔

(قوله: یجوز) فلیس للصغیر نقضه بعد بلوغه إذ للأب شفقة کاملة ولم یعارض هذا المعنی معنی آخر، فکان هذا البیع نظرا للصغیر، وإن کان الأب فاسقا لم یجز بیعه العقار فله نقضه بعد بلوغه هو المختار الا إذا باعه بضعف القیمة إذ عارض ذلک المعنی معنی آخر۔

تنبیه: ظاهر کلامهم هنا أنه لا یفتقر بیع الأب عقار ولده إلی المسوغات المذکورة فی الوصی، ونقل الحموی فی حواشی الاشباه من الوصایا ان الأب کالوصی لا یجوز له بیع العقار الا فی المسائل =

نابالغ یتیموں کی جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم

☆ اگر کسی وجہ سے نابالغ یتیموں کی جائیداد فروخت نہ کرنے کی صورت میں نقصان ہوگا مثلا جائیداد پر قبضہ ہو جائے گا، غاصب غصب کر لے گا تو اس صورت میں بالغ بھائی یا چچا یا ماں کے لئے فروخت کرنے کی اجازت ہوگی، اور فروخت کرنے کے بعد حاصل ہونے والی رقم سے ان کے لئے کوئی دوسری محفوظ جائیداد مثلا پلاٹ، مکان یا زمین خرید لی جائے یا وہ صورت اختیار کی جائے جس میں ان یتیموں کو فائدہ ہو نقصان نہ ہو۔

☆ اور اگر نابالغ یتیموں کی جائیداد فروخت نہ کرنے کی صورت میں نقصان

= المذکورة کما أفتی به الحانوتی۔ ثم رأیت فی مجموعة شیخ مشایخنا ملا علی الترکمانی قد نقل عبارة الحموی المذکورة ثم قال: مانصه: وهو مخالف لاطلاق ما فی الفصول و غیره، ولم یستند الحانوتی فی ذلک إلی نقل صحیح، ولکن إذا صارت المسوغات فی بیع الأب أیضا کما فی الوصی صار حسنا مفیدا أیضا لأن الأخذ بالاتفاق أوفق هکذا أفادنیه شیخنا الشیخ محمد مرادا السقامینی رحمه اللّٰه تعالیٰ۔ (الدر مع الرد: (۷۱۱/۶، ۷۱۲)، کتاب الوصایا، ط: سعید۔

🗀 (قوله ولو مصلحا) انما ذکره لأنهم صرحوا بأن شرط بیع الاب عقار الصغیر بمثل القیمة کونه محمودا أو مستورا فلو کان مفسدا لایجوز الا بضعف القیمة۔ (شامی: (۴۲۶/۵)، کتاب القضاء مطلب فی حبس الصبی، قبیل باب التحکیم، ط: سعید)

🗀 (قوله علی المتاخرین) أی فی وصی الیتیم أنه لیس له بیع العقار الا فی المسائل السبع الآتیة وهو المفتی به، وعند المتقدمین له البیع مطلقا، واختاره الاسبیجابی وصاحب المجمع وکثیر کما فی التحفة المرضیة (قوله سبع مسائل) ونصه، وجاز بیعه عقار صغیر من أجنبی لا من نفسه بضعف قیمته أو لنفقة الصغیر أو دین المیت أو وصیة مرسلة لا انفاذ لها الا منه أو تکون غلته لا تزید علی مؤنته أو خوف خرابه أو نقصانه أو کونه فی ید متغلب۔ (شامی: (۱۸۳/۴) کتاب الجهاد، باب العشر والخراج، ط: سعید)

🗀 الفتاویٰ الخانیة علی هامش الهندیة: (۵۱۷/۳، ۵۱۸)، کتاب الوصایا، باب الوصی، فصل: فی تصرفات الوصی فی مال الیتیم وتصرف الوالد فی مال ولده الصغیر، ط: رشدیه۔

🗀 شرح العنایة علی هامش فتح القدیر: (۵۴۲/۱۰)، کتاب الوصایا، باب الوصی ومایملکه، ط: رشیدیه۔

کا خطرہ نہیں ہے تو اس صورت میں بیچنے کی اجازت نہیں ہوگی۔[1]

نابینا کی خیار رؤیت

☆ نابینا شخص اپنے لئے اور دوسرے کے لئے خرید وفروخت کرسکتا ہے، البتہ اگر اس نے چیز کو اس کی صفت معلوم کئے بغیر اور اسے جانچے بغیر خریدا ہے تو صفت معلوم ہوجانے کے بعد اسے چیز واپس کرنے کا اختیار حاصل ہوگا۔

☆ ہر چیز کی صفت اور اس کے جانچنے کا معیار اس چیز کے مطابق ہوگا، نابینا کے سامنے اگر چیز کی مکمل صفت بیان کردی گئی، اس کے بعد اس نے چیز کو خریدا تو اسے خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا، البتہ اگر نابینا نے اس چیز کو بیان کردہ صفت کے خلاف یا اس سے بہت کم پایا تو اسے خیار عیب حاصل ہوگا۔[2]

☆ اگر نابینا کوئی چیز فروخت کرے تو بینا کی طرح اسے بھی خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔[2]

---

(۱) (وجاز شراء مالابدّ للصغير منه وبيعه) أي بيع مالا بدّ للصغير منه (لأخ وعم وأم۔ (الدر مع الرد: (۳۹۰/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط:سعيد۔

▭ وشراء مالابدّ للصغير منه و بيعه للعم والأم والملتقط لو في حجرهم يعني يجوز لهؤلاء الثلاثة ان يشتروا للصغير ويبيعوا مالابدّ منه وذلك مثل النفقة والسكونة، ولأنه لو لم يكن لهم ذلك لتضرر الصغير وهو ممنوع۔ (البحر الرائق: (۲۰۹/۸) كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط:سعيد۔

▭ فتح القدير: (۷۹/۱۰)، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: رشيديه۔

(۲) (وصح عقد الأعمى) ولو لغيره وهو كالبصير إلا في اثنتي عشرة مسألة مذكورة في الأشباه، (وسقط خياره بجس مبيع وشمه وذوقه) فيما يعرف بذلك (ووصف عقار) وشجر وعبد، وكذا كل مالا يعرف بجس وشم وذوق، حدادي، أو بنظر وكيله ولو أبصر بعد ذلك فلا خيار له، وهذا كله (إذ وجدت) المذكورات... (قبل شرائه، ولو بعده له الخيار بها) أي بالمذكورات... (الدر مع الرد: (۶۰۰/۴)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، مطلب: الأعمى كالبصير إلا في مسائل، ط:سعيد۔

▭ قوله: ولا خيار لبائع مالم يره في الأصح) بان ورث عيناً فباعها لا خيار له بالاجماع السكوتي درمنتقى، أي وقع الحكم بمحضر من الصحابة ﷺ ولم يرو عن أحد منهم خلافه فكان اجماعاً سكوتيا كما بسطه في الفتح۔ (الدر مع الرد: (۵۹۶/۴)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط:سعيد۔=

ناپاک تیل

(۳۳۶) اگر پاک اور حلال تیل ناپاک چیز گرنے سے ناپاک ہوگیا تو اس کو کھانے پینے میں استعمال کرنا جائز نہیں ہے البتہ خارجی کام مثلاً چراغ جلانا وغیرہ کے لئے استعمال کرنا جائز ہے۔ اس لئے اس کی خرید وفروخت بھی جائز ہے لیکن بائع (بیچنے والے) پر ضروری ہے کہ فروخت کرتے وقت اس کی وضاحت کرے۔ (۱)

= البحر الرائق: (۲۷/۶، ۳۲)، کتاب البیع، باب خیار الرویة، ط: سعید۔

تبیین الحقائق: (۴/ ۳۲۲، ۳۲۹)، کتاب البیوع، باب خیار الرویة، ط: دار الکتب العلمیة / اشرفیة کوئٹہ۔

(۱) الفارة لو ماتت فی السمن... وإن کان مائعًا لم یؤکل وینتفع به من غیر جهة الاکل مثل الاستصباح۔ (الفتاوی الهندیة: (۴۵/۱) کتاب الطهارة، الباب السابع فی النجاسة وأحکامها، ط: رشیدیه)

ویجوز بیع الدهن النجس لأنّه ینتفع به للاستصباح فهو کالسرقین۔ (البحر الرائق: (۱۷۲/۶) کتاب البیوع، باب المتفرقات، ط: سعید)

فتح القدیر: (۱۱۸/۷) کتاب البیوع، مسائل منثورة، ط: دار الفکر۔ و: (۱۱۱/۷) ط: رشیدیه)

الموسوعة الفقهیة الکویتیة: (۱۰۲/۴۰) باب بیع النجاسات، ط: الکویت۔

انه لیس من ضرورة حرمة التناول حرمة البیع، فإنّ الدهن النجس لا یحلّ تناوله ویجوز بیعه وکذلک بیع السرقین جائز وان کان تناوله حراما والسرقین محرم العین ومع ذلک کان بیعه جائزًا۔ (المبسوط للسرخسی: (۲۷/۲۴) کتاب الاشربة، ط: دار الفکر بیروت)

واستثنی الاحناف والظاهریة کل ما فیه منفعة تحل شرعًا فجوزوا بیعه فقالوا: یجوز بیع الارواث والازبال النجسة الّتی تدعوا الضرورة إلی استعمالها فی البساتین، وینتفع بها وقودًا وسمادًا، وکذلک یجوز بیع کل نجس ینتفع به فی غیر الأکل والشرب کالزیت النجس یستصبح به ویطلی به۔ (فقه السنة لسید سابق: (۵۴/۳) البیع، باب شروط العاقد، ط: دار الکتاب العربی)

وممن أجاز الاستصباح مما یقع فیه الفارة علی وابن عباس وابن عمر رضی الله عنهم... قال القرطبی: اختلف فی جواز بیع کل محرم نجس فیه منفعة ... وأجازه الکوفیون۔ (عمدة القاری: (۷۸/۱۲) کتاب البیوع، باب بیع المیتة والأصنام، ط: دار الکتب العلمیة)

(ویجوز بیع دهن نجس) أی متنجس کما قدمناه فی البیع الفاسد (وینتفع به للاستصباح) (قوله: وینتفع به للاستصباح)... لأن الانتفاع به علة جواز البیع۔
(قوله: کما مر) إلا دهن ودک میتة، لأنه عین النجاسة۔ الدر المختار مع الرد: (۵/ ۲۲۹) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب فی التداوی بالمحرم، ط: سعید)

ناپاک چیز

جو چیزیں ناپاک ہونے کی وجہ سے مال نہیں ہیں جیسے شراب، خنزیر، مردار اور خون وغیرہ، ان چیزوں کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ ان چیزوں کی بیع باطل ہے۔ شریعت نے ان حرام اور ناپاک چیزوں سے فائدہ اٹھانے کی اجازت نہیں دی۔ (۱)

ناپ تول کی مزدوری

''ناپ تول کی مزدوری'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۶)

ناپ تول میں ڈنڈی کرنا

ناپ تول میں ڈنڈی مارنا دھوکہ ہے، اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے، اگر دنیا میں کم دیا تو آخرت میں دینا پڑے گا اور آخرت میں دینا آسان نہیں ہوگا، اس لئے گناہ سے بچیں، تاکہ آخرت میں پریشانی نہ ہو اور لوگوں کے اعتماد میں بھی کوئی فرق نہ آئے۔ (۲)

ناپ تول میں کمی زیادتی کرنا

خرید وفروخت کے دوران ناپ تول میں دیتے وقت کم دینا اور لیتے وقت

---

(۱) بطل بیع ما لیس بمال... کالدم والمیتہ... وبطل بیع مال غیر متقوم ای غیر مباح الانتفاع بہ... (کخمر وخنزیز ومیتۃ لم تمت حتف أنفہا)۔ الدر المختار مع الرد: (۵/۵۰، ۵۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب فی تعریف المال، ط: سعید)

فتاوی قاضیخان علی ہامش الھندیہ: (۱۳۳/۲) کتاب البیع، فصل فی البیع الباطل، ط: رشیدیہ۔

مجمع الأنہر: (۷۷/۳، ۷۸) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیہ۔

(۲) ویل للمطففین، الذین إذا اکتالوا علی الناس یستوفون، وإذا کالوھم أو وزنوھم یخسرون، الا یظن اولئک انہم مبعوثون لیوم عظیم، یوم یقوم الناس لرب العلمین۔ (سورۃ المطففین: الآیۃ: ۱ سے ۶)

عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال: لما قدم نبی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ کانوا من اخبث الناس کیلاً فانزل اللہ "ویل للمطففین" فحسنوا الکیل بعد ذلک۔ (تفسیر ابن کثیر: (۳۳۶/۸)، سورۃ المطففین، ط: دار طیبۃ۔

الجامع لأحکام القرآن: (۲۱۸/۱۹)، سورۃ المطففین، ط: رشیدیہ۔

زیادہ لینا ناجائز اور حرام ہے، قرآن مجید میں سورہ مطففین میں اس پر سخت وعید کا ذکر آیا ہے۔[1]

ناپ تول میں کمی کرنے سے عذاب آتا ہے

حضرت شعیب علیہ السلام کو جس قوم میں بھیجا گیا تھا ان میں شرک کے علاوہ ایک بیماری یہ بھی تھی کہ وہ ناپ تول میں کمی کرتے تھے، حالانکہ یہ بڑے آسودہ حال تھے حضرت شعیب علیہ السلام نے انکو ناپ تول میں کمی نہ کرنے کے بارے میں نصیحت کی لیکن وہ حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت پر بھی باز نہ آئے تو اللہ تعالی نے ان پر آگ برسا کر ان کو مال و دولت سمیت تباہ کر دیا یہ عذاب اس طرح آیا کہ پہلے سات دن ان پر سخت گرمی اور دھوپ مسلط کر دی گئی اس کے بعد بادلوں کا سایہ نمودار ہوا، چونکہ یہ لوگ سات دن کی سخت گرمی سے بلبلائے ہوئے تھے، بیقرار ہو گئے تھے اس لئے سب سائے تلے جمع ہو گئے تاکہ ٹھنڈی ہواؤں کا لطف اٹھائیں، لیکن چند لمحے کے بعد ہی آسمان سے آگ کے شعلے بھڑکنا شروع ہو گئے، زمین زلزلے سے لرز اٹھی اور ایک سخت اور خوفناک آواز نے انہیں ہمیشہ کی نیند سلا دیا، قرآن حکیم نے اس واقعہ کی طرف ان الفاظ سے اشارہ کیا ہے:

فَكَذَّبُوهُ فَأَخَذَهُمْ عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ إِنَّهُ كَانَ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيمٍ۔[2]

ترجمہ: پھر انکو سائبان کے واقعہ نے آپکڑا بے شک وہ بڑے سخت عذاب کا دن تھا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔
(۲) (الشعراء ۱۸۹)

و لم ینقصوا المکیال و المیزان الا اخذوا بالسنین وشدة المؤنة وجور السلطان علیهم۔ [1]

ترجمہ: جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس پر قحط سالی، سخت محنت اور حکمرانوں کا ظلم مسلط کر دیا جاتا ہے۔ [2]

خرید وفروخت اور دوسرے معاملات میں دوسروں سے لینے کا موقع آئے تو اپنے حق سے زیادہ لینا، اور جب دوسروں کو دینے کا موقع آئے تو اس میں کمی کرنا ناجائز اور حرام ہے۔ ناپ کر دینے کی چیز ہے تو اس میں چوری اور خیانت کرنا، اور جب لینے کا وقت ہوتا ہے تو اس میں بھی کوئی ایسا طریقہ استعمال کرنا کہ مال حق سے زیادہ مل جائے تو یہ حرام ہے۔ قرآن مجید میں سورہ مطففین میں اس پر سخت وعید کا ذکر آیا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص ناپ تول میں کمی کرتا ہے وہ چور اور عادی مجرم ہے۔

حدیث میں ہے کہ جس علاقہ میں یا ملک میں کم تولنے، کم ناپنے، کم پیمائش کرنے اور چوری اور خیانت سے زیادہ پیسے اور مال وصول کرنے کی عادت پائی جائے گی، وہاں پر مہنگائی زیادہ ہوگی، قحط سالی شروع ہوگی، گذشتہ امتوں میں ناپ

---

(۱) (سنن ابی ماجة: (ص: ۲۹۰) ابواب الفتن باب العقوبات، ط: قدیمی)

(۲) والی مدین اخاهم شعیبا قال یا قوم اعبدو الله ما لکم من اله غیره و لا تنقصوا المکیال والمیزان انی اراکم بخیر وانی اخاف علیکم عذاب یوم محیط (سورة هود: ۸۴)

(انی اراکم بخیر) قال ابن عباس: کانوا موسرین فی نعمة۔ وقال مجاهد کانوا فی خصب وسعة فحذرهم زوال تلک النعمة وغلاء السعر وحصول النقمة ان لم یتوبوا ولم یؤمنوا۔ (تفسیر الخازن: (۴۹۸/۲) سورة هود: ۸۴، ط: دار الکتب العلمیة)

فان الله سبحانه وتعالی جعل عقوبتهم ان اصابهم حر عظیم مدة سبعة ایام لا یکنهم منه شیء ثم اجتلت الیهم سحابة اظلتهم، فجعلوا ینطلقون الیها یستظلون بظلها من الحر، فلما اجتمعوا کلها تحتها، ارسل الله علیهم منها شرارا من نار ولهبا ووهجا عظیما، ورجفت بهم الارض، واجائتهم صیحة عظیمة أزهقت ارواحهم۔ (تفسیر ابن کثیر: (۱۴۴/۶) سورة الشعراء: الایة: ۱۸۹، ط: دار الکتب العلمیة)

تول میں کمی کرنے کی بنا پر عذاب نازل ہوا تھا، ان کو سور بنا دیا گیا تھا، لہذا جو لوگ اس میں مبتلا ہیں ان کے لئے ان تمام باتوں کو سوچنا چاہئے، اور دل میں اللہ کا خوف پیدا کرنا چاہئے، ورنہ قیامت کے دن اللہ کے سامنے جواب دینا مشکل ہو جائے گا۔

ناپسند اللہ کا

''اللہ کا ناپسند'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۱/۱)

ناپ کر اشیاء فروخت کرنا

''تول کر اشیاء فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۲)

ناپ کر اشیاء فروخت کرنا

''تول کر اشیاء فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۸/۲)

ناجائز طریقے سے آئی ہوئی رقم غلطی سے استعمال ہو جائے

اگر کبھی کاروبار وغیرہ میں غلطی سے کوئی ناجائز اور حرام رقم آجائے، اور استعمال بھی ہو جائے تو توبہ واستغفار کرنا چاہیے، اور تلافی کے لئے اتنی حلال رقم اگر مالک معلوم ہو تو اس کو واپس کردے اور اگر مالک یا اس کے ورثاء معلوم نہیں تو مستحق زکوٰۃ لوگوں کو صدقہ کردے، اور آئندہ کے لئے احتیاط کرے اور حرام اور ناجائز رقم لینے سے بچے ورنہ آخرت کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ [1]

---

(۱) والملک الخبیث سبیلہ التصدق بہ، ولو صرفہ فی حاجۃ نفسہ جاز، ثم ان کان غنیا تصدق بمثلہ، وإن کان فقیرًا لا یتصدق۔ (الاختیار لتعلیل المختار۔ (۶۱/۳) کتاب الغصب، ط: دار الفکر)

▭ والسبیل فی المعاصی ردھا، وذلک ھھنا برد الماخوذ ان تمکن من ردہ بان عرف صاحبہ، وبالتصدق بہ إن لم یعرفہ لیصل إلیہ نفع مالہ... (الھندیۃ: (۳۴۹/۵) کتاب الکراھیۃ، الباب الخامس عشر فی الکسب، ط: رشیدیہ)=

ناجائز قبضہ

"قانونی قبضہ" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۵/۵)

ناجائز قبضہ ہو گیا

"قبضہ ناجائز" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۹/۵)

ناجائز کاروبار سے لکھ پتی بننا

کسی ناجائز کاروبار کے ذریعہ لکھ پتی بننے کے بجائے حلال طریقے سے محنت مزدوری کر کے اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنا ہزار درجہ بہتر ہے، حلال روزی کمانے والے کے لئے احادیث طیبہ میں بے شمار فضائل بیان کئے گئے ہیں، اور حلال رزق کے لئے محنت ومشقت برداشت کرنے کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔ [1]

= والحاصل انه ان علم أرباب الأموال وجب رده عليهم وإلا فإن علم عين الحرام لا يحل له، ويتصدق به بنية صاحبه... ومفاده الحرمة وإن لم يعلم اربابه، وينبغي تقييده بما إذا كان عين الحرام ليوافق ما نقلناه اذ لو اختلف بحيث لا يتميز۔ بملكه ملكا خبيثا لكن لا يحل له التصرف فيه ما لم يؤد بدله۔ (شامي: (۹۹/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب فيمن ورث مالا حراماً، ط: سعيد۔)

ويردونها على أربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها؛ لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه۔ (شامي: (۳۸۵/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد۔)

(۱) قال رسول الله ﷺ: "إن أطيب ما أكلتم من كسبكم وإن أولادكم من كسبكم... وفيه تحريض على الكسب الحلال لأن المراد بالطيب ههنا الحلال، ومعنى الكسب الطلب والسعي في تحصيل الرزق... (مجالس الأبرار: (ص: ۵۴۰)، المجلس التاسع والستون: في بيان لزوم طلب كسب الحلال وأي أطيب من المكاسب واقبح منها، ط: سهيل اكيڈمی لاهور۔)

عن المقدام بن معديكرب قال: قال رسول الله ﷺ: ما أكل أحد طعاماً قط خيراً من أن يأكل من عمل يده وإن نبي الله داؤد عليه السلام كان يأكل من عمل يديه ۔رواه البخاري۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۴۱)، كتاب البيوع، باب الكسب وطلب الحلال، الفصل الأول، ط: قديمي۔)

صحيح البخاري: (۵۵۱/۱)، رقم الحديث: ۲۰۷۲، كتاب البيوع، باب كسب الرجل وعمله بيده، ط: الطاف اينڈ سنز)

ناجائز کام میں دلالی ناجائز ہے

''دلالی جائز کام میں جائز ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۰/۳)

ناچ گانے کے اعلانات

''موسیقی کے اعلانات''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۷/۶)

ناخن پالش

ایسی ناخن پالش جو ناخن پر جم جاتی ہو، اور اس کے نیچے پانی پہنچنے کے لئے آڑ بن جاتی ہو تو ایسی ناخن پالش استعمال کرنا جائز نہیں گناہ ہے، وضو اور جنابت کا غسل درست نہیں ہوگا، ایسی ناخن پالش نہیں بیچنی چاہئے کیونکہ یہ گناہ کے کام میں تعاون ہے۔ اور اگر کسی نے ایسی ناخن پالش لگائی ہے تو وضو اور غسل سے پہلے اس کو اتارنا لازم ہوگا۔ (۲)

ناخن پالش کی تجارت

عام حالات میں ناخن پالش کی خرید و فروخت جائز ہے۔ ہاں اگر یہ معلوم ہو

---

(۲) "ولاتعاونوا علی الإثم والعدوان، واتقوا اللہ إن اللہ شدید العقاب" (الآیة: ۲، المائدة)

الإعانة فی المعصیة وترویجها وتقریب الناس إلیها معصیة وفساد فی الأرض... (حجة اللہ البالغة: (۲/ ۲۰۹)، مبحث فی البیوع المنهی عنها، ط: میر محمد۔)

ما حرم أخذه حرم اعطاؤه، وکما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ، إذ الحرام لایجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسی: (۱/ ۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۲۷) المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد الکلیة، ط: فاروقیه کوئٹه۔

(ویجب) أی یفرض (غسل) کل ما یمکن من البدن بلا حرج مرة کأذن... (ولا یمنع) الطهارة (ونیم) أی خرء ذباب وبرغوث لم یصل الماء تحته (وحناء) ولو جرمه، به یفتی (ودرن ووسخ) عطف تفسیر وکذا دهن ودسومة (وتراب) وطین ولو (فی ظفر مطلقا)... ولا یمنع (ما علی ظفر صباغ) ولا (طعام بین أسنانه) أو فی سنه المجوف، به یفتی وقیل إن صلبا منع وهو الأصح۔ (الدر مع الرد: (۱/ ۱۵۱، ۱۵۴)، کتاب الطهارة، مطلب فی أبحاث الغسل، ط: سعید)

کہ خریدار اس کو نا جائز طریقے سے استعمال کرے گا یعنی وضو و غسل کے وقت اتار نے کا اہتمام نہیں کرے گا تو اس وقت بیع مکروہ تنزیہی ہوگی، کیونکہ ناخن پالش اپنی ذات کے اعتبار سے معصیت اور گناہ کی چیز نہیں ہے البتہ خریدار کے عمل سے معصیت اور گناہ کی چیز بن جاتی ہے، لہذا عام حالات میں اسکی خرید و فروخت جائز ہے۔[۱]

واضح رہے کہ کاسمیٹک اور بیوٹی پارلر کی تمام چیزوں کا حکم بھی یہی ہے۔

نام سرکاری کاغذ میں اندراج نہیں ہوا

"سرکاری کاغذات میں اندراج" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۰/۴)

نام کرائے پر دینا

"ٹیکنیشن وغیرہ کا اپنا نام کرائے پر دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۳/۳)

ناموں کا رجسٹریشن

ناموں کے رجسٹریشن کی صورت یہ ہوتی ہے کہ کوئی ادارہ یا دکاندار اپنے نام کو قانونی طور پر محفوظ کر لیتا ہے، اب دوسروں کے لئے اس نام سے فائدہ اٹھانے کی گنجائش باقی نہیں رہتی، اس کو اصطلاح میں گڈول (GOODWILL) کہا جاتا ہے۔

اس طرح حق محفوظ کرنا درست ہے،[۲] کیونکہ اس سے اپنے مفادات کا

---

(۱) (ویجوز بیع العصیر ممن یتخذہ خمراً) ای من ذمی فلو من مسلم کرہ بالاتفاق، لأنہ إعانۃ علی المعصیۃ، ومفادہ أنہ إن لم یعلم ذلک لم یکرہ بلاخلاف۔ (الدر المنتقی علی ہامش مجمع الأنہر: (۴/ ۲۱۲)، کتاب الکراہیۃ، فصل: فی البیع، ط: غفاریہ کوئٹہ)

☜ جواہر الفقہ: (۳۵۲/۲)، تفصیل الکلام فی مسئلۃ الاعانۃ علی الحرام، اقسام السبب واحکامہ، ط: دار العلوم کراچی۔

☜ شامی: (۳۹۱/۶)، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید۔

(۲) عن أسمر بن مضرس رضی اللہ عنہ قال: أتیت النبی صلی اللہ علیہ وسلم فبایعتہ فقال: من سبق إلی ما لم یسبقہ إلیہ مسلم فہو لہ (سنن ابی داؤد: (۸۶/۲)، کتاب الخراج، ط: رحمانیہ)

تحفظ کیا جا سکتا ہے، عوام کو دھوکہ دہی سے بچایا جا سکتا ہے کہ اگر ایسا نہ ہو تو دوسرے لوگ اس کا نام کا استعمال کر کے اس کو نقصان پہنچا سکتے ہیں کہ لوگ جس کمپنی کی مصنوعات کو پسند کرتے ہیں اس کا نام لے کر نقلی اور اس سے کمتر معیار کا مال ان کو دیا جائے۔

اس سے تجارتی منفعت تو حاصل ہوتی ہے لیکن یہ حقوق مجردہ میں سے ہے اس لئے دکان، ادارہ یا کارخانہ کے بغیر صرف ''گڈول'' کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے۔[1]

ناول ڈائجسٹ

''ڈائجسٹ ناول'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۳/۳)

ناول کرایہ پر دینا

بعض لوگ دکان میں مختلف قسم کے فحش ناول، قصہ کہانی کی کتابیں رکھتے ہیں، ان کو کرایہ پر دے کر آمدنی حاصل کرتے ہیں، پہلی بات تو یہ کہ فحش تصاویر والے لیٹریچر، اسی طرح ناول اور جرائم پیشہ لوگوں کے حالات پر مشتمل قصے یا فحش اشعار وغیرہ اسی طرح اہل باطل کے خیالات کا مطالعہ کرنا عوام کے لئے گمراہی کا سبب ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے، مزید یہ کہ اس سے برائی پھیلتی ہے، اور یہ شیطان اور اس کے

= (من سبق إلى مالم يسبقه إليه مسلم فهو له)... ويحتمل كون ما موصولة وجملة لم يسبق صلتها وكونها نكرة موصوفة بمعنى شيء، والأخيران أولى كأنها أعم والحمل عليه أكمل وأتم فيشمل "ما" كل عين وبئر ومعدن كملح ونفط فالناس فيه سواء ومن سبق لشيء منها فهو أحق به... (فيض القدير للمناوى: (۱۴۸/۶)، رقم الحديث: ۸۷۳۹، حرف الميم، ط: دار المعرفة بيروت)

(۱) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۱۸/۴)، كتاب البيوع، ط: سعيد)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۱۰)، كتاب البيوع، ط: قديمى۔

بدائع الصنائع: (۴۸/۶)، كتاب الصلح، فصل وأما الذى يرجع إلى المصالح عنه فانواع، ط: سعيد۔

چیلوں کا کام ہے، اور اللہ تعالی نے اس سے منع فرمایا ہے، ان کاموں کے لئے کتابیں فراہم کرنا یہ ناجائز کام میں تعاون ہونے کی وجہ سے گناہ کا کام ہے۔ (۱)

دوسری بات یہ کہ کتابوں کو کرایہ پر دے کے اجرت حاصل کرنا جائز نہیں ہے، خواہ وہ کتابیں اچھی ہوں، چہ جائے کہ ایسی اخلاق خراب کرنے والی کتابوں کو کرایہ پر دیا جائے، کتابوں کو کرایہ پر دے کے جو آمدنی حاصل ہوتی ہے وہ حرام ہے۔ (۲)

نبی آخر الزمان علیہ السلام کا پیشہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں دوسرے ذرائع معاش کو اختیار فرمایا تھا وہاں تجارت کو بھی اپنا پیشہ بنایا تھا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعثت سے بارہ سال پہلے مکہ مکرمہ کی مالدارترین خاتون حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے مضاربت پر

(۱، ۲) "ان الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرة والله یعلم وأنتم لاتعلمون۔" (النور: ۱۹)

قوله تعالی "إن الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا" أبان الله بهذه الآیة وجوب حسن الاعتقاد فی المؤمنین ومحبة الخیر والصلاح لهم فأخبر فیها بوعید من أحب اظهار الفاحشة والقذف والقول القبیح للمؤمنین وجعل ذلک من الکبائر التی یستحق علیها العقاب۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۳/ ۴۵۰)، سورة النور، الآیة: ۱۹، قبیل باب الاستئذان، ط: قدیمی)

ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان. (المائدة: ۲)

ولو استاجر کتباً لیقرأ فیها شعراً کان أو فقها أو غیر ذلک لایجوز ولا أجر له وإن قرأ... ولا تجوز الإجارة علی شیئ من الغناء والنوح والمزامیر والطبل وشیئ من اللهو... ولا أجر له۔ (الهندیة: (۴/ ۴۴۹)، کتاب الإجارة، الباب الخامس عشر: فی بیان مایجوز من الإجارة ومالایجوز، الفصل الرابع: فی فساد الإجارة، ط: رشیدیه۔)

(ولا یجوز علی الغناء والنوح، والملاهی) لأن المعصیة لایتصور استحقاقها بالعقد فلایجب علیه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لایحل له ویجب علیه رده علی صاحبه۔ (تبیین الحقائق (۵/ ۱۲۵) کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادیة)

البحر الرائق: (۸/ ۲۰، ۲۱)، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: سعید۔)

المبسوط للسرخسی رحمه الله: (۱۶/ ۴۰)، کتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: دار الکتب العلمیة۔

مال لیا تھا اور تجارت کا سامان فروخت کر کے بہت نفع کمایا آپ کی دیانت امانت سچائی معاملات کی صفائی اور تقوی پر ہیز گاری کو دیکھ کر حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح کا ارادہ فرمایا اور اس طرح حضرت خدیجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے عقد میں آئی۔ (۱)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم اور شرکت

''شرکت اور نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۹/۴)

نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بازار جاتے تھے

ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اناج کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک اس میں ڈالا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انگلیاں تر ہو گئیں، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا کہ اے اناج بیچنے والے یہ کیا ہے؟

---

(۱) قال ابن اسحاق: وكانت خديجه بنت خويلد امراة تاجرة ذات شرف ومال، تستأجر الرجال على مالها مضاربة۔ فلما بلغها عن رسول الله صلى الله عليه وسلم ما بلغها من صدق حديثه وعظم امانته وكرم اخلاقه، بعثت اليه فعرضت عليه ان يخرج لها في مال تاجرا الى الشام وتعطيه افضل ما تعطي غيره من التجار۔ مع غلام لها يقال له ميسرة۔ فقبله رسول الله صلى الله عليه وسلم وخرج في مالها ذلك وخرج معه غلامها ميسرة حتى نزل الشام... فلما قدم مكة على خديجة بمالها باعت ما جاء به فأضعف او قريبا۔ وحدثها ميسرة عن قول الراهب، وعما كان يرى من اظلال الملائكة اياه وكانت خديجة امراة حازمة شريفة لبيبة، مع ما اراد الله بها من كرامتها، فلما اخبرها ميسرة ما اخبرها بعثت الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقالت له فيما يزعمون، يا ابن عم اني قد رغبت فيك لقرابتك ووسطتك في قومك، وامانتك وحسن خلقك وصدق حديثك ثم عرضت نفسها عليه... فلما قالت ذلك لرسول الله صلى الله عليه وسلم ذكر لاعمامه، فخرج معه حمزة حتى دخل على خويلد ابن اسد فخطبها اليه فتزوجها عليه الصلاة والسلام۔ (السيرة النبوية لابن كثير: (۱/۲۶۲، ۲۶۳) فصل في تزويجه عليه الصلاة والسلام خديجة بنت خويلد بن اسد۔ ط: دار المعرفة)

السيرة النبوية لابن اسحاق: (ص: ۱۲۸) حديث خديجة ابنة خويلد، ط: دار الكتب العلمية۔

السيرة النبوية لابن هشام: (۱/۱۸۷) حديث تزويج رسول الله صلى الله عليه وسلم خديجة رضى الله عنها، ط: مصطفى البابي الحلبي۔

اس نے عرض کیا کہ اس اناج کو بارش کا پانی لگ گیا تھا (جس کی وجہ سے یہ گیلا ہو گیا)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ تم نے اس گیلے اناج کو ڈھیر کے اوپر نہیں رکھا، تا کہ لوگ اسے دیکھ لیتے، جو ملاوٹ کرے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خود بھی بازار میں تشریف لے جاتے تھے اور نامناسب کاموں کی اصلاح فرماتے۔ [1]

نبی کا حکم ماننا لازم ہے

"شریعت کا حکم ماننا لازم ہے" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴/۳۷۵)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے نبوت اور شادی سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے ساتھ مضاربت یا شرکت پر کام کیا تھا، اور اس تجارتی سلسلے میں شام کے علاقے میں تشریف لے گئے تھے، خوب نفع کے ساتھ واپس مکہ مکرمہ تشریف لائے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو دوگنا نفع ہوا، جتنا اور لوگوں کی تجارت سے ہوتا تھا، پھر انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا بھی دوگنا دیا جتنا طے کیا تھا۔

نفیسہ جو یعلی بن منیر کی بہن ہیں کہتی ہے جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر پچیس سال کی ہوئی تو ابو طالب نے کہا میں غریب آدمی ہوں کچھ وقت سے ہم پر

---

(۱) عن ابی ہریرة رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی صبرة من طعام فادخل یده فیھا فنالت اصابعہ بللاً، فقال: یا صاحب الطعام ما ھذا؟ قال: اصابتہ السماء یا رسول اللہ! قال: افلا جعلتہ فوق الطعام حتی یراہ الناس، ثم قال: من غش فلیس منا... (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۵)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی)

صحیح المسلم: (۱/ ۹۵) کتاب الایمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیہ۔

مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنھی عنھا من البیوع، ط: قدیمی۔

مصائب آئے ہوئے ہیں آپ کی قوم تجارتی سلسلے میں شام جارہی ہے، اور حضرت خدیجہ ایک مالدار عورت ہیں مضاربت پر تجارتی سامان بھیجا کرتی ہیں، لوگوں کو شام تجارتی قافلے میں بھیج رہی ہیں اگر آپ حضرت خدیجہ سے اس سلسلے میں کچھ بات کرلیں تو وہ ضرور آپ کو بھیجنے کے لئے تیار ہوجائیں گی، چنانچہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کو یہ خبر ملی، انہوں نے ایک آدمی بھیجا کہ آپ میرے تجارتی سامان کو لے جائیں جتنا میں اوروں کو دیتی ہوں اس سے دوگنا میں آپ کو دوں گی چنانچہ نفیسہ کی ایک دوسری روایت ہے کہ اس تجارت میں آپ کو بہت نفع ہوا اور حضرت خدیجہ نے اس سے بہت زائد دیا جو مقرر کیا تھا۔ (۱)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنازے کی نماز پڑھانے سے انکار کردیا

''مقروض کا جنازہ پڑھانے سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انکار کیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۲/۶)

نجس چیزوں کی بیع

''ناپاک چیز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۶/۶)

(۱) عن ام سعد بنت سعد عن نفیسة بنت منیة اخت یعلی بن منیة قالت: لما بلغ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خمسا وعشرین سنة ولیس لہ بمکة اسم الا الامین۔ لما تکامل من خصال الخیر۔ فقال ابو طالب: یا ابن اخی لا مال لی وقد اشتد الزمان علینا وألحت علینا سنون منکرة ولیست لنا مال ولا تجارة۔ وھذہ عیر قومک قد حضر خروجھا الی الشام۔ وخدیجة ابنة خویلد تبعث رجالا من قومک فی عیراتھا، فلو تعرضت لھا وبلغ خدیجة ذلک فارسلت الیہ وأضعفت لہ ما کانت تعطی غیرہ... وربحت فی تلک المرة ضعف ما کانت تربح، واضعفت لہ ضعف ما سمت لہ۔ (الطبقات الکبری لابن سعد: (۱۲۳/۱، ۱۲۴) ذکر علامات النبوة فی رسول اللہ قبل ان یوحی۔ ط: دار الکتب العلمیة)

سبل الھدی والرشاد: (۱۵۸/۲) الباب الثالث عشر فی سفرہ صلی اللہ علیہ وسلم مرة ثانیة الی الشام، ط: دار الکتب العلمیة۔

دلائل النبوة للاصبھانی: (ص: ۱۷۲) الفصل الحادی عشر فی ذکر نشوہ...الخ، ذکر خروج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی الشام، ط دار النفائس۔

نجش

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خرید وفروخت میں ''نجش'' سے منع فرمایا ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے فرمایا کہ ''نجش'' کا معنی ہے خرید وفروخت میں خریدار کو دھوکہ دینا خواہ کسی بھی نوعیت سے ہو۔

خریدار کو دھوکہ دینا باطل اور ناجائز ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دھوکہ دینے والا جہنم میں جائے گا۔

حضرت عبداللہ بن اوفیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ''ناجش'' یعنی خریدار کو دھوکہ دینے والا سود کھانے والا ہے، دھوکہ باز اور خائن ہے۔[1]

نجش کی صورت

نجش (تیسرے شخص کا قیمت بڑھانا) اس کی صورت یہ ہے کہ دکاندار اور خریدار کسی چیز کے بارے میں بھاؤ تاؤ کر رہے ہیں اور خریدار مناسب قیمت دے رہا ہے اس دوران تیسرا شخص آ کر زیادہ قیمت لگاتا ہے تاکہ خریدار بھی زیادہ قیمت دینے پر راضی ہو جائے۔ تیسرا شخص خود خریدنا نہیں چاہتا صرف خریدار کے ساتھ دھوکہ، فریب اور سامان کی بے جا تعریف کر کے قیمت بڑھانا چاہتا ہے لہذا تیسرے شخص کا یہ عمل مکروہ تحریمی ہے۔

---

(۱) قال ابن أبی أوفی: الناجش أکل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لایحل، قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ''الخدیعة فی النار ومن عمل عملاً لیس علیه أمرنا فهو رد''... عن نافع عن ابن عمر رضی اللہ عنہما قال: نهی النبی صلی اللہ علیہ وسلم عن النجش۔ (صحیح البخاری: (۱/۵۶۹)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش ومن قال: لایجوز ذلک البیع، ط: الطاف اینڈ سنز۔)

صحیح المسلم: (۲/۳)، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیه وسومه علی سومه وتحریم النجش وتحریم التصریة، ط: قدیمی۔

جامع الترمذی: (۱/۲۴۴)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراهیة النجش، ط: قدیمی۔

اگر تیسرے شخص سے فروخت کرنے والے کی ساز باز نہیں تو صرف تیسرا شخص گناہ گار ہوگا فروخت کرنے والا گناہگار نہیں ہوگا اور اگر تیسرا شخص فروخت کرنے والے کا شریک اور پاٹنر ہو یا فروخت کرنے والے نے اس کو قیمت بڑھانے کے لئے کہا ہو جیسا کہ بعض اوقات نیلامی وغیرہ کے موقع پر کچھ مہرے کھڑے کردئے جاتے ہیں اور وہ قیمت بڑھاتے جاتے ہیں تو اس صورت میں بیچنے والا گناہ گار ہوگا۔

اس طرح تیسرے آدمی کے دھوکہ کی وجہ سے بیچنے والے کو جو زیادہ رقم ملی ہے وہ خبیث مال ہے۔اس کو صدقہ کردینا یا ازسرنو صحیح طریقہ سے بیع کرنا ضروری ہے۔[1]

نرخ دو مہینے کے بعد والی مقرر کرنا

کسی کو اس شرط پر سامان دینا کہ مثلاً دو مہینے کے بعد اس چیز کی مارکیٹ میں جو قیمت ہوگی وہ ادا کرنا ہے، یہ جائز نہیں ہے کیونکہ سودا کرتے وقت چیز کی قیمت

---

(۱) واما معناه الاصطلاحی فهو ان یزید الرجل فی ثمن السلعة لا لرغبة فی شرائها، بل لیخدع غیره لیزید و یشتریها... واماحکمه فهو حرام بالاجماع، فان کان الناجش فعل ذلک من عند نفسه، ولم یعلم به البائع أو لم یأمره فالاثم علی الناجش وحده، وان وقع ذلک لمواطاة من قبل البائع فالاثم علیهما... واما حکم بیع الذی عقد بطریق النجش، فالبیع صحیح مع الاثم عند الحنیفة والشافعیة... ثم ان مثل هذا البیع یجب فسخه عندنا دیانة یرتفع الاثم، کما حققه ابن عابد فی رد المحتار: ۱۸۶/۴ قبیل فصل فی الفضولی۔(تکمله فتح الملهم: (۳۲۷/۱، ۳۲۸) کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه وسومه علی سومه وتحریم النجش، ط: دار العلوم کراچی)

فقه البیوع علی المذاهب الاربعة: (۹۸۷/۲، ۹۸۸) المبحث الثامن، الباب السادس فی بیع المکروه، ط: مکتبه معارف القرآن۔

عمدة القاری: (۲۶۳/۱۱) کتاب البیوع، باب النجش، ط: دار احیاء القرات العربی۔

الدر مع الرد: (۱۰۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب احکام نقصان المبیع فاسدا، ط: سعید۔

لو مات الرجل و کسبه من بیع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة یتورع الورثة ولا یأخذون منه شیئا وهو أولی بهم و یردونها علی اربابها ان عرفوهم والا تصدقوا بها لأن سبیل الکسب الخبیث التصدق اذا تعذر الرد علی صاحبه۔(شامی: (۳۸۵/۶) کتاب الحظر والاباحة، فصل فی البیع، ط: سعید)

متعین نہیں ہوئی، سودا کرتے وقت قیمت مقرر نہ ہونے کی صورت میں جہالت کی وجہ سے بیع فاسد ہو جاتی ہے۔[1]

نرخ کم کرنے کے لئے بائیکاٹ کرنا

''بائیکاٹ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۸/۲)

نرخ متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا

نرخ متعین ہونے سے پہلے مبیع میں تصرف کرنا جائز نہیں ہے۔

بعض علاقہ میں زمین دار کپاس یا دھان (چاول) وغیرہ کی فصل تیار ہونے پر کپاس اور دھان کارخانہ میں بھیج دیتے ہیں، کارخانہ والے مال تول کر اپنے استعمال میں لاتے ہیں، اور اس کے بعد زمیندار کسی بھی وقت جا کر نرخ طے کر لیتے ہیں، تو یہ بیع فاسد ہے درست نہیں ہے کپاس اور دھان وغیرہ کے استعمال سے پہلے نرخ مقرر کرنا

---

(۱) (قوله: وشرط لصحته معرفة قدر مبيع و ثمن)... وخرج أيضا ما لو كان الثمن مجهولاً كالبيع بقيمته أو برأس ماله أو بما اشتراه أو بمثل ما اشتراه فلان۔ فإن علم المشتري بالقدر في المجلس جاز، ومنه أيضا ما لو باعه بمثل ما يبيع الناس، الا أن يكون شيئًا لا يتفاوت۔ (شامي: (۵۲۹/۴) كتاب البيوع، مطلب: مايبطل الإيجاب سبعة، ط: سعيد)

وأما جهالة الثمن فمانعة أيضا كما إذا باع شيئا بقيمته أو بحكم المشتري أو فلان... وبيع الشيء برقمه أو برأس ماله، ولم يعلم المشتري كذلك۔ (البحر الرائق: (۴۵۹/۵) كتاب البيوع، ط: رشيديه) و: (۵/ ۲۷۴، ۲۷۵)، ط: سعيد۔)

يلزم أن يكون الثمن معلوما، فلو جهل الثمن، فسد البيع۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (ص: ۱۲۲) رقم المادة: (۲۳۸) البيوع، الباب الثالث في بيان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الأول، ط: مكتبه حنفيه كوئته) و: (۹۸/۱)، ط: فاروقيه۔)

حاشية الشلبي على تبيين الحقائق: (۲۸۰/۴) كتاب البيوع، ط: دار الكتب العلمية بيروت۔

مجمع الانهر شهر ملتقى الابحر: (۱۲/۳) كتاب البيوع، ط: غفارية كوئته۔

الهندية: (۱۲۷/۳) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه وما لا يجوز، الفصل الخامس في جهالة المبيع أو الثمن، ط: رشيديه۔

لازم ہے۔[۱]

اور اگر کارخانہ والے مال وصول کر کے امانت کے طور پر اپنے پاس رکھیں اور باقاعدہ طور پر نرخ مقرر کر کے اور رقم کی ادائیگی کی تاریخ طے کر کے اس کو استعمال میں لائیں تو یہ جائز ہے۔[۲]

نرخ مقررہ سے زیادہ پر فروخت کرنا

''حکومت کے مقرر کردہ نرخ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۱۷/۳)

نرخ مقرر کرنا

کسی چیز کی خرید وفروخت جائز ہونے کا دارومدار بائع اور مشتری کی آپس کی رضامندی پر ہے خواہ قیمت زیادہ ہو یا کم اس سے کوئی فرق نہیں آتا، بعض چیزوں کی کوالٹی میں تفاوت کی وجہ سے ان کے نرخوں میں بھی تفاوت ہوجاتا ہے، اس لئے حکومت کو شرعاً چیزوں کے نرخ متعین کر کے پابندی لگانے کا حق حاصل نہیں ہے۔ کیونکہ اس قسم کی پابندیوں سے عوام پر تکلیف کا اندیشہ ہوتا ہے، لیکن بعض اوقات تاجر لوگ ضروری چیزوں کی قیمتوں میں بے تحاشا اضافہ کر کے عوام کو پریشان

---

(۱) منها أن يكون المبيع معلوما و ثمنه معلوما علما يمنع من المنازعة۔ (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵) كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة فأنواع، ط:سعيد۔)

ومنها - أن يكون المبيع معلوما، والثمن معلوما علما يمنع من المنازعة۔ (الهندية: (۳/۳) كتاب البيوع، الباب الأول في تعريف البيع، ط:رشيديه۔)

شامي: (۵۰۵/۴) كتاب البيوع، مطلب شرائط البيع، أنواع أربعة، ط:سعيد۔)

(۲) وذكر في الذخيرة: إذا اشترى ما هو أمانة في يده من وديعة أو عارية فإنه لا يكون قابضا إلا إذا ذهب المودع أو المستعير إلى العين، وانتهى إلى مكان يتمكن من قبضه الآن يصير المشتري قابضا بالتخلية۔ (البحر الرائق: (۱۳۱/۶)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:رشيديه۔)

شامي: (۷۰/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في بيع دودة القرمز، ط:سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۲۴۸/۵)، كتاب البيوع، فصل وأما حكم البيع، ط:سعيد۔)

کرتے ہیں، اور لوگوں کی مجبوری سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور لوگوں کو کم قیمت کی چیزیں مجبوراً زیادہ قیمت پر لینا پڑتی ہیں اس سے ملک کی معیشت متاثر ہوتی ہے تو ایسی صورت حال میں حکومت معاشیات اور اقتصادیات کے ماہرین، سمجھ دار لوگ اور تاجروں کے مشورے سے ضروری چیزوں کی مناسب قیمت مقرر کر کے اس سے زائد قیمت وصول کرنے پر پابندی لگا سکتی ہے تاکہ عام لوگ پریشان نہ ہوں اور ملک کا سرمایہ دار طبقہ غریب لوگوں کی مجبوری سے فائدہ نہ اٹھا سکے۔ (۱)

مزید ''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶۴/۴)

نرم برتاؤ کرنا قرض دار کے ساتھ

''قرض دار کے ساتھ نرم برتاؤ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۳/۵)

نرمی سے کام لینا

ہر تاجر کو تجارت میں نرم رویہ اختیار کرنا چاہیے، اور دوسرے فریق کے ساتھ چشم پوشی کا معاملہ کرنا چاہیے ، چنانچہ بیچنے والے کو چاہیے کہ ثمن کے پیسے کم کر دیا کرے، اور خریدار کو چاہیے کہ وہ ثمن کے پیسے میں اضافہ کر دے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ اس آدمی پر رحم کرے جو بیچتے وقت،

---

(۱) (ولا يسعر حاكم) لقوله عليه الصلاة والسلام " لاتسعروا فإن الله هو المسعر القابض الباسط الرازق " الا إذا تعدى الارباب عن القيمة تعديا فاحشا فيسعر بمشورة أهل الرای۔ (شامی: (۴۰۰/۶) كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد۔)

(ولا ينبغي للسلطان أن يسعر على الناس) لما بينا قال (الا أن يتعدى أرباب الطعام تعديا فاحشا في القيمة فلا بأس بذلك بمشورة أهل الخبرة به)؛ لأن فيه صيانة حقوق المسلمين عن الضياع۔ (الاختيار لتعليل المختار: (۱۶۱/۴) كتاب الكراهية، فصل في الاحتكار، ط: دار الفكر العربي۔)

البحر الرائق: (۲۰۲/۸)، كتاب الكراهية، فصل في البيع، ط: سعيد۔)

مزید ''ریٹ مقرر کرنا'' عنوان کے تحت بھی تخریج دیکھیں۔

خریدتے وقت اور اپنا قرض مانگنے وقت چشم پوشی سے کام لے۔ (۱)

نرمی کرنا قرض طلب کرنے میں

''قرض طلب کرنے میں نرمی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۷/۵)

نرودھ کی خرید و فروخت

''کنڈوم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۹/۵)

نرمی کی درخواست

حضرت حسن بصریؒ نے ایک مرتبہ اپنا خچر چار سو درہم میں فروخت کیا، جب خریدار نے چار سو درہم ادا کر کے خچر لے لیا، تو اس نے کہا: اے ابو مسعود (یہ حسن بصری کی کنیت ہے) ذرا نرمی کیجیے، حسن بصریؒ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے آپ کو دو سو درہم ہدیہ کر دیے، کسی نے حضرت حسنؒ سے کہا آپ تو اپنا خچر آدھی قیمت میں دے رہے ہیں، تو حضرت حسنؒ نے فرمایا کہ بھلائی اور خیر خواہی تو اسی طرح ہوتی ہے۔ (۲)

---

(۱) عن جابر رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، قال رحم اللہ رجلا سمحا اذا باع و اذا اشتری و اذا اقتضی۔ (بخاری: (۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب السهولة والسماحة فی الشراء والبیع، ومن طلب حقا فلیطلبه فی عفاف، ط قدیمی)

مشکاة المصابیح: (ص: ۲۴۳) کتاب البیوع، باب المساهلة فی المعاملة، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

الترغیب والترهیب: (۴۴۶/۲) کتاب البیوع، الترغیب فی البیع والشراء وحسن التقاضی والقضاء، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۲) وروی أن الحسن البصری باع بغلة له بأربعمائة درهم فلما استوجب المال قال له المشتری: اسمح یا أبا سعید، قال: قد أسقطت عنک مائة۔ قال له: فاحسن یا أبا سعید، فقال: قد وهبت لک مائة أخری فقبض من حقه مائتی درهم، فقیل له: یا أبا سعید، هذا نصف الثمن، فقال: هکذا یکون الإحسان، وإلا فلا۔ (احیاء علوم الدین: (۸۱/۲)، کتاب أدب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الإحسان فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

نضرة النعیم: (۱۶۳۸/۵)، حرف الحاء، حسن المعاملة، ط: دار الوسیلة۔

نسخے بھیجنے پر فیصد کے حساب سے رقم لینا

(۳۵۵) حکیم یا ڈاکٹر کسی دوا فروش یا میڈیسن کی دکان والے سے یوں معاملہ طے کرے کہ جتنے نسخے ہم تمہارے پاس بھیجیں گے ان کا پانچ فیصد ہم کو دینا، تو اگر چہ دوا بیچنے والا اس بات کو تسلیم بھی کر لے تب بھی یہ معاملہ درست نہیں کیونکہ آدمی بروکر اور دلال اس وقت بنتا ہے جب بائع (سیلر) اور مشتری (خریدار) دونوں کو علم ہو کہ درمیان کا آدمی دلال ہے۔ (۱)

نسوار

نسوار کی تجارت ناپسندیدہ ہے اگر چہ کمائی حلال ہے، اگر اس کی تجارت کے بغیر گذارہ ہوسکتا ہے تو چھوڑ دے ورنہ تجارت کی گنجائش ہے۔ (۲)

---

(۱) إذا باع العين بنفسه بإذن مالكه ليس له أخذ الدلالية من المشتري، إذ هو العاقد حقيقةً وتجب الدلالية على البائع إذ قبل بأمر البائع ولو سعى الدلال بينهما فباع المالك بنفسه يعتبر العرف فتجب الدلالية على البائع أو على المشتري أو عليهما بحسب العرف... (جامع الفصولين: (۲/ ۱۵۳)، الفصل الرابع والثلاثون: في الاحكامات، أحكام الدلال وما يتعلق به، ط: اسلامی کتب خانہ۔)

شامی: (۴/ ۵۶۰)، کتاب البیوع، قبیل مطلب فی حبس المبیع لقبض الثمن، ... ط: سعید۔

المبسوط للسرخسی رحمہ اللہ: (۱۵/ ۱۱۵)، کتاب الاجارات، باب السلمار، ط: دار المعرفۃ۔)

(۲) وبالجملة ان ثبت في هذا الدخان اضرار صرف خال من المنافع، فيجوز الافتاء بتحريمه۔ وان لم يثبت انتفاعه فالاصل حله مع ان في الافتاء بحله دفع الحرج عن المسلمين فان اكثرهم مبتلون بتناوله مع ان تحليله ايسر من تحريمه وما خير رسول الله صلى الله عليه وسلم بين الامرين الا اختار ايسرهما۔ (تنقيح الفتاوى الحامدية: (۲/ ۳۶۶) مسائل و فوائد شتى من الخطر والاباحة، ط: امداديه)

واما بيعهما و شرائهما فيجوز لامكان الانتفاع بها۔ (مجموع الفتاوى: (۲/ ۱۲۷) كتاب البيع، ط: سعيد)

شامی: (۶/ ۴۵۹) کتاب الاشربۃ، ط: سعید۔

فتاوی عثمانی: (۳/ ۸۹) کتاب البیوع، ط: معارف القرآن۔

نشاندہی کرنے کی اجرت

''زمین کی نشاندہی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۹/۴)

نشہ آور چیزوں کا اعلان

شراب اور نشہ آور چیزوں کا اعلان کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے۔[۱]

نشہ آور چیزیں

چار قسم کی شراب حرام ہے۔[۲] اس کی خرید وفروخت بھی حرام ہے۔[۳]

---

(۱) "ولا تعاونوا على الاثم والعدوان واتقوا الله إن الله شديد العقاب" (المائدة: ۲)

الإعانة في المعصية وترويجها وتقريب الناس إليها معصية وفساد في الأرض... (حجة الله البالغة: (۲۰۹/۲)، مبحث في البيوع المنهي عنها، ط: مير محمد۔)

ماحرم أخذه حرم اعطاؤه، وكما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذا الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسي: (۱/۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشيديه)

ولا يجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها والتقوم يشعر بعزتها وقال عليه السلام ان الّذى حرم شربها، حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: (۳۹۱/۴) كتاب الاشربة، ط: رشيديه۔)

ولا يجوز بيعها لحديث مسلم "الّذى حرم شربها، حرم بيعها"۔ (الدر مع الرد: (۴۴۹/۶) كتاب الاشربة، ط: سعيد)

فتاوى قاضي خان على هامش الفتاوى العالمگيرية: (۲۲۳/۳) كتاب الاشربة، فصل في معرفة الاشربة، ط: رشيديه۔

(۲) الاشربة المحرمة أربعة: الخمر: وهي عصير العنب إذا غلا واشتدّ أو قذف بالزبد، والعصير إذا طبخ، حتى يذهب أقلّ من ثلثيه... ونقيع التمر، وهو السكر، ونقيع الزبيب إذا اشتد و غلا۔ (الهداية: (۳۸۹/۴) كتاب الأشربة، ط: رشيديه)

البحر الرائق: (۳۹۹/۸) كتاب الاشربة، ط: رشيديه، و: (۲۱۷/۸، ۲۱۸)، ط: سعيد۔)

الدر مع الرد: (۴۴۸/۶) كتاب الاشربة، ط: سعيد۔

(۳) ولا يجوز بيعها لأن الله تعالى لما نجسها فقد أهانها والتقوم يشعر بعزتها وقال عليه السلام ان الّذى حرم شربها، حرم بيعها وأكل ثمنها۔ (الهداية: (۳۹۱/۴) كتاب الاشربة، ط: رشيديه)=

اوراس کے علاوہ جو چیزیں نشہ آور ہیں، ان کا ضرورت کے وقت دوا کے طور پر اتنی مقدار استعمال کرنا جائز ہے جتنی مقدار میں نشہ نہ آتا ہو۔[1] اور ایسے چیزوں کی تجارت حرام نہیں مکروہ ہے۔[2]

نفع

کسی چیز کو اس کی قیمتِ خرید، اور اس خرید پر ہونے والے اخراجات، اسی طرح اس کے فروخت کرنے کے اخراجات کے مجموعہ سے زائد رقم پر فروخت کیا

= ولا یجوز بیعها لحدیث مسلم "الّذی حرم شربها، حرم بیعها"۔ (الدر مع الرد: (۶/۴۴۹) کتاب الاشربة، ط:سعید)

فتاویٰ قاضی خان علی هامش الفتاویٰ العالمگیریة: (۳/۲۲۳) کتاب الاشربة، فصل فی معرفة الاشربة، ط: رشیدیه۔

(۱) وان البنج ونحوه من الجامدات، انّما یحرم إذا أراد به السکر، وهو الکثیر منه دون القلیل، المراد به التداوی ونحوه کالتطیب بالعنبر وجوزة الطیب۔ (شامی: (۴/۴۲) کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط:سعید)

الفقه الإسلامی وأدلّته: (۷/۵۵۰۵) الفصل الخامس: حد الشرب وحد السکر والاشربة، المبحث الرابع: أحکام الاشربة المسکرة غیر الخمر، ط: رشیدیه۔

البزازیة علی هامش الفتاویٰ العالمگیریة: (۶/۱۲۶) کتاب الاشربة، ط: رشیدیه۔

(۲) (وصح بیع غیر الخمر) ممامرّ، ومفاده صحة بیع الحشیشة والافیون، قلت: وقد سئل ابن نجیم عن بیع الحشیشة، هل یجوز؟ فکتب لا یجوز فیحمل علی أنّ مراده بعدم الجواز عدم الحل۔)

(قوله: وصح بیع غیر الخمر) أی عنده، خلافا لهما فی البیع والضمان لکن الفتویٰ علی قوله فی البیع، وعلی قولهما فی الضمان ان قصد المتلف الحسبة، وذٰلک یعرف بالقرائن، والا فعلی قوله، کما فی التاتارخانیة وغیرها، ثم ان البیع وان صح لکنه یکره۔ (شامی: (۶/۴۵۴) کتاب الاشربة، ط: سعید)

منحة الخالق علی هامش البحر الرائق: (۳/۲۹۲) کتاب النکاح، باب المهر، ط: رشیدیه)

وان البنج ونحوه من الجامدات، انّما یحرم إذا أراد به السکر، وهو الکثیر منه دون القلیل، المراد به التداوی ونحوه کالتطیب بالعنبر وجوزة الطیب۔ (شامی: (۴/۴۲) کتاب الحدود، باب حد الشرب المحرم، ط:سعید)

جائے، تو یہ زائد رقم نفع ہے۔ (۱)

۳۵۸ نفع تھوڑا بھی ہو تو بیچ دے

اگر کاروبار میں تھوڑا اور معمولی نفع ہو جائے تو سامان بیچ دو زیادہ نفع کے لئے مت رکھو، ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ تھوڑے نفع کی وجہ سے فروخت نہ کرے اور بعد میں بکے نہیں اور نقصان ہو جائے یا اس میں خرابی پیدا ہو جائے یا مارکیٹ ڈاون ہو جائے اور قیمت گر جائے تو نفع تو دور کی بات اصل سے ہاتھ بھی نہ دھونا پڑے۔

دوسری بات یہ ہے کہ تھوڑا نفع زیادہ بکری یہ بہتر ہے، زیادہ نفع کم بکری ہے، اس سے خریدار کم ہو جائیں گے اور نفع کا تناسب کم ہو جائے گا۔

مزید یہ کہ کم نفع لینے میں مخلوق کی خیر خواہی اور رعایت بھی ہے اور ثواب کا کام بھی ہے۔ (۲)

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تھوڑے پر گاہک کو واپس مت کرو، ورنہ زیادہ سے محروم رہو گے۔ (۳)

---

(۱) المرابحة... (بيع ما ملكه)... (بما قام عليه وبفضل) مؤنة وإن لم تكن من جنسه كأجر قصار ونحوه ثم باعه مرابحة على تلك القيمة جاز... (قوله: ثم باعه مرابحة) أى بزيادة ربح على تلك القيمة... (الدر مع الرد: (۵/۱۳۳)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

البحر الرائق: (۶/۱۰۷)، كتاب البيع، باب المرابحة والتولية، ط: سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۵/۲۲۱، ۲۲۲)، كتاب البيوع، فصل: وأما الشرائط الخ، ط: سعيد۔)

(۱) فهذا احسان فى ان لا يربح على العشرة الا نصفا او واحدا على ما جرت به العادة فى مثل ذلك المتاع فى ذلك المكان۔ ومن قنع بربح قليل كثرت معاملاته واستفاد من تكررها ربحا كثيرا وبه تظهر البركة۔ (احياء علوم الدين: (۲/۸۰) كتاب ادب الكسب والمعاش، الباب الرابع فى الاحسان فى المعاملة، ط: دار المعرفة)

(۲) عن على رضى الله عنه... قال: لا تردوا قليل الربح فتحرموا كثيرة۔ (شرح احياء علوم الدين: (۵/ ۴۹۷) كتاب اداب الكسب المعاش، الباب الرابع: فى الاحسان فى المعاملة، ط: موسسة التاريخ العربى)

كنز العمال: (۱۰/۲۸۲) رقم الحديث: ۲۹۳۵۱، حرف العين، كتاب العلم من قسم الافعال، فصل فى العلوم المذمومة والمباحة، ط: مؤسسة الرسالة۔

نفع حلال طیب ہونے کے ضوابط

نفع حلال اور پاکیزہ ہونے کے ضوابط یہ ہیں:

① جائز اور حلال اشیاء کی تجارت ہو، چنانچہ حرام اشیاء مثلاً شراب، خنزیر، آلات لہو ولعب، ہیروئن وغیرہ کی تجارت سے حاصل ہونے والا نفع حرام ہے۔

② تجارتی معاملات سود سے پاک ہوں۔

③ تجارتی معاملات جھوٹ سے پاک ہوں۔

④ اشیاء ملاوٹ سے پاک ہوں۔

⑤ کسی کو دھوکہ نہ دیا جائے۔

⑥ تجارتی معاملات غرر اور جوئے سے پاک ہوں۔

⑦ زیادہ نفع ناجائز ذرائع وغیرہ کی بنا پر نہ ہو۔

⑧ زیادہ نفع لینے کے لئے خریدار کی غفلت اور ناتجربہ کاری سے فائدہ نہ اٹھایا جائے۔

⑨ سامان کے عیب کو نہ چھپایا جائے۔

⑩ کھانے پینے کی اشیاء میں زیادہ نفع نہ لیا جائے۔[1]

---

(۱) ثم ينبغي للمكتسب أن يراعي في معاملته العدل ويجتنب الظلم لأن المعاملة قد تجري على وجه يحكم المفتي بصحتها وانعقادها لكنها تشتمل على ظلم يتعرض به العامل لسخط الله تعالى إذ ليس كل نهي مقتضياً لفساد العقد، والمراد من الظلم مايتضرر به الغير، فكل مايستضر به الغير فهو ظلم... أما التفصيل ففي عدد أمور: الأول: ألا يثني على السلعة فإنه إن وصفها بماليس فيها فان لم يقبله عنه فهو كذب محض، وإن قبل منه فهو مع كونه كذبا تلبيس وظلم... والثاني: أن لايكتم من عيوبها وخفايا صفتها شيئاً أصلاً... لأنه إن اخفى شيئاً منها يكون ظالماً غاشا تاركا للنصح والغش حرام... والثالث: أن لايجوز في المقدار وذلك بتعديل المكيال والميزان، والاحتياط فيهما إذ قال الله تعالى "ويل للمطففين الذين إذا اكتالوا على الناس يستوفون وإذا كالوهم أو وزنوهم يخسرون"... والرابع: أن يصدق في سعر الوقت إذ لايجوز لأحد أن يلبس على البائع أو المشتري سعر الوقت ويغتنم الفرصة ويخفي من البائع غلا السعر أو من المشتري انحطاطه... فينبغي له أن لايغبن صاحبه بما لايتغابن به=

نفع دوبارہ تجارت میں لگانا

اگر مضاربت اور شراکت میں شرکاء منافع کو تقسیم نہ کریں، اور منافع کو دوبارہ تجارت میں لگا دیں تو یہ جائز ہے، اور منافع کے ساتھ اصل سرمایہ کا حساب ہوگا، مثلاً حامد اور محمود نے ایک ایک لاکھ تجارت میں لگائے آدھے آدھے نفع کی شرط پر اور پچاس ہزار کا نفع ہوا چنانچہ انہوں نے تقسیم کرنے کے بجائے اس پچاس ہزار کو تجارت میں لگا دیا تو اب دونوں کا سرمایہ ایک لاکھ پچیس ہزار ہو جائے گا۔[1]

نفع زیادہ نہ لینا

کاروبار اور تجارت کا بنیادی مقصد نفع حاصل کرنا ہے، لیکن حد سے زیادہ نفع حاصل کرنا درست نہیں ہے، دنیا کا کوئی مذہب بھی اس عمل کی اجازت نہیں دیتا، اگرچہ نفع پر حرام ہونے کا حکم نہیں لگایا جاتا، ہاں حد کے اندر رہتے ہوئے نفع حاصل کرنا درست ہے، کاروبار کا اہم ادب یہ ہے کہ خریدار سے زیادہ نفع نہ لیا جائے، اس

= فی العادۃ... (مجالس الأبرار: (ص: ۵۴۵، ص: ۵۴۶، ص: ۵۴۸، ص: ۵۴۹، ص: ۵۵۰)، المجلس التاسع والستون: فی بیان لزوم طلب کسب الحلال، وأی اطیب من المکاسب واقبح منھا، ط: سہیل اکیڈمی، لاہور)

انظر الحواشی المتقدمة علی الصفحة رقم: أیضاً۔

(۱) (ولو شری مضارب بالنصف بألف المضاربة بزا وباعه) أي البز (بألفين واشترى بهما عبدا فضاعا) أي الألفان (في يده) أي المضارب (قبل نقدهما) أي ألفين (يغرم المضارب ربعهما) أي ربع الألفين وهو خمسمائة (و) يغرم (المالك الباقي) وهو ألف وخمسمائة؛ لأن المال لما صار ألفين ظهر الربح في المال، وهو ألف فكان بينهما نصفين، فنصيب المضارب منه خمسمائة، فإذا اشترى بالألفين عبداً صار مشتركاً بينهما فربعه للمضارب وثلاثة أرباعه للمالك۔ (مجمع الأنهر: (۳/ ۳۶۱)، كتاب المضاربة، فصل، ط: دار الكتب العلمية)

شرح الوقاية: (۳/ ۳۶۶)، كتاب المضاربة، باب المضارب الذی یضارب، ط: إدارة الحرم۔

تبیین الحقائق: (۵/ ۷۲)، كتاب المضاربة، فصل: اعلم أن ما يفعله المضارب ثلاثة انواع، ط: امدادیہ ملتان۔

کے متعدد فوائد بھی ہیں اور وہ یہ ہیں:

① اس میں خیر و برکت ہے۔

② خریدار کے لئے خریدنے میں آسانی ہوتی ہے، اور مال زیادہ فروخت ہوتا ہے۔

③ اس میں دکاندار کے اندر قناعت کا مادہ پیدا ہوتا ہے، مال میں اضافہ کا ہوس پیدا نہیں ہوتا۔

④ دکاندار میں احسان تعاون اور ہمدردی کا جذبہ پیدا ہوتا ہے۔

⑤ جو دکاندار نفع کم کماتا ہے اس کی طرف لوگوں کا رجحان بڑھ جاتا ہے، اور گاہکوں میں اضافہ ہوتا ہے، اس میں مجموعی اعتبار سے فائدہ زیادہ ہوتا ہے، ساتھ ساتھ لوگوں کی دعائیں بھی ملتی ہیں۔

⑥ اس طرح بازار آباد ہوتے ہیں، برکت اور ہمدردی والی تجارتی سرگرمیاں وجود میں آتی ہیں۔(١)

نفع کا بھی کچھ فیصد دینے کا معاہدہ کرنا ملازم کے ساتھ

"ملازم کو نفع کا کچھ بھی فیصد دینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔(٢٧٨/٦)

---

(١) والاحسان سبب الفوز و نیل السعادة وهو يجرى من التجارة مجرى الربح... ونعنى بالاحسان فعل ماينتفع به المعامل وهو غير واجب عليه ولكنه تفضل منه، فان الواجب يدخل فى باب العدل وترك الظلم وقد ذكرناه و تنال رتبة الاحسان بواحد من سته امور۔ الاول: فى المغابنة، فينبغى أن لا يغبن صاحبه بما لا يتغابن به فى العادة فاما أصل المغابنة فمأ دون فيه، لأن البيع للربح ولا يمكن ذلك الا بغبن ما ولكن يراعى فيه التقريب، فان بذل المشترى زيادة على الربح المعتاد اما لشدة فى الحال اليه فينبغى ان يمتنع من قبوله فذلك من الاحسان... فهذا احسان فى ان لا يربح على العشرة الا نصفا أو واحدا على ما جرت به العادة فى مثل ذلك المتاع فى ذلك المكان ومن قنع بربح قليل كثرت معاملاته واستفاد من تكرارها ربحا كثيرا وبه تظهر البركة، (احياء العلوم الدين: (٧٩/٢، ٨٠) كتاب آداب الكسب والمعاش، الباب الرابع فى الاحسان فى المعاملة، ط: دار المعرفة)

نفع کم لینا صدقہ ہے

(۳۶۲) خرید و فروخت کے معاملہ میں نفع کم لینا بھی صدقہ ہے اور ثواب کا کام ہے مثلاً ایک چیز ایک ہزار سے بارہ سو تک بکتی ہے، اگر کوئی شخص بارہ سو پر فروخت کر کے سو روپے صدقہ کرتا ہے یہ ثواب اور صدقہ کا کام ہے اسی طرح شروع میں گیارہ سو میں فروخت کرے اور سو روپے گاہک کو کم کردے، یہ بھی صدقہ اور ثواب کا کام ہے۔ [1]

نفع کم میں چیز فروخت کرنا

''بھلائی دوسروں کے ساتھ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۳۴/۲)

نفع کی تقسیم

کاروبار میں نفع ہونے کی صورت میں نفع کو شرکاء کے درمیان تقسیم کرتے وقت مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے گا:

① نفع شرکاء کے درمیان طے شدہ نسبتوں کے حساب سے تقسیم ہوگا اور ہر شریک کا حصہ فیصد یا نسبت کی صورت میں تقسیم کیا جائے گا اور کسی بھی شریک کے لئے نفع میں سے کوئی رقم پہلے سے متعین نہیں کی جائے گی۔ [2]

---

(۱) وعن جابر وحذيفة رضي الله عنهما ،قالا: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم : كل معروف صدقة۔ (مشكاة المصابيح: (ص:۱۶۷) كتاب الزكاة، باب الصدقة، الفصل الاول، ط: قديمی۔

صحيح بخاری: (۸۹۰/۲) كتاب الادب، باب كل معروف صدقة، ط: قديمی۔

(كل معروف) أی ما عرف من جملة الخيرات من عطية مال أو خلق حسن... (صدقة) أی: ثوابه كثواب الصدقة۔ (مرقاة المفاتيح: (۳۴۴/۴) كتاب الزكاة، باب فضل الصدقة، ط: رشيديه)

(۲) على أی وجه شرط تقسيم الربح فی الشركة الصحيحة يراعى ذلك الشرط على كل حال اذا كان موافقا للشرع۔ (شرح المجله لرستم باز: (۵۷۲/۲) المادة :۱۳۶۷، الباب العاشر فی انواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فی شركة العنان، المبحث الاول، ط مكتبه فاروقيه)

(ولا تجوز الشركة اذا شرط لاحد دراهم مسماة من الربح) قال ابن المنذر : لا خلاف فی هذا لأحد من أهل العلم ووجهه ما ذكره المصنف بقوله: لأنه شرط يوجب انقطاع الشركة فعساه لا يخرج=

نفع کی تقسیم میں شرکاء کا سرمایہ، عملی محنت اور ذمہ داری کے پیشِ نظر نفع کی نسبت متعین کی جائے گی، البتہ ان باتوں کو نظر انداز کر کے بھی نفع کو تقسیم کرنا جائز ہے۔(١)

تمام شرکاء کی سرمایہ کاری برابر اور مساوی ہونے کے باوجود نفع کی نسبتیں مختلف ہوسکتی ہیں۔(٢)

حسابات کرتے وقت پہلے اصل سرمایہ علیحدہ کیا جائے گا اس کے بعد زائد رقم بچی ہے یا نہیں دیکھا جائے گا، اگر رقم بچی ہے تو وہ منافع ہے اور اگر اصل سرمایہ پورا نہیں ہوا تو وہ نقصان ہے۔(٣)

= الا قدر المسمى فيكون اشتراط جميع الربح لاحدهما على ذلك التقدير واشتراطه لاحدهما يخرج العقد عن الشركة الى قرض أو بضاعة على ماتقدم۔ (فتح القدير: (١٧٠/٦) كتاب الشركة، ط: رشيديه)

الدر المختار مع الرد: (٣٠٥/٤) كتاب الشركة ط: سعيد۔

(١، ٢) اذا كان رأس مال الشركين في شركة عنان متساويا وكان مشروطا عمل كليهما فاذا شرط لاحدهما حصة زائدة في الربح جاز۔ لانه يجوز ان يكون احدهما اكثر مهارة من الاخر في البيع والشراء وعمله أزيد وانفع) حتى لو شرط اكثر الربح لأدناهما عملا صح على الصحيح (شرح المجله لرستم باز: (٥٢٤/٢) المادة: ١٣٣٥، الكتاب العاشر في انواع الشركات، الباب السادس، الفصل الرابع في بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشركة، ط: مكتبة فاروقيه۔

الدر المختار مع الرد: (٣١٢/٤) كتاب الشركة، مطلب في توقيت الشركة روايتان، ط: سعيد۔

الاختيار للتعليل المختار: (١٥/٣) كتاب الشركة، ط: دار الكتب العلمية۔

(٣) تنتهي الشركة بانتهاء مدتها، أو قبل ذلك باتفاق الشركاء... واذا كانت التصفيه بانتهاء المدة فانه يتم بيع بقية الموجودات بالسعر المتاح في السوق و تستخدم حصيلة تصفية الشركة على النحو الآتي: (ا) دفع تكاليف التصفية، (ب) اداء الالتزامات المالية من اجمالي موجودات الشركة۔ (ج) تقسيم باقي الموجودات بين الشركاء بنسبة حصة كل منهم في رأس المال، واذا لم تكف الموجودات لاسترداد راس المال فانها تقسم بينهم بالنسبة والتناسب (قسمة غرماء) (المعايير الشرعية (ص: ١٢٦) المعيار الشرعي رقم (١٢) الشركة (المشاركة) والشركات الحديثة، ط: هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية الاسلامية)

⑤ مسلسل جاری کاروبار میں نقصانات کا ازالہ آئندہ آنے والے منافع سے بھی کیا جاسکتا ہے۔ (۱)

⑥ کاروبار کے نفع کے حق دار اور نفع کے مالک اس وقت قرار پائیں گے جب اصل سرمایہ، سرمایہ کے مالکان کو واپس مل جائے، مالکان کا اپنے سرمایہ پر قبضہ عملاً بھی ہوسکتا ہے اور قانونی بھی۔ (۲)

نفع کی تقسیم میں ''وزن''

بینک والے کسی پروجیکٹ وغیرہ میں تاخیر سے شریک ہونے والے، یا مقررہ مدت سے پہلے شراکت ختم کرنے والے شریک کو ''وزن'' کی بنیاد پر نفع دیتے ہیں، یہ بھی حقیقی نفع کے بجائے تخمینی نفع کی صورت بنتی ہے، اور ''وزن'' دے کر دوسروں کے مال کو ناجائز طریقے سے کھانے کا ایک راستہ ہے، اس لئے نفع کو وزن کی بنیاد پر تقسیم کرنے کا طریقہ شرعا درست نہیں۔ (۳)

(۱، ۲) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۳، علی الصفحۃ السابقۃ۔

(۳) یکون الاستحقاق للربح احیانا بالمال أو بالعمل واحیانا ایضا بالضمان... فلذلک یستحق فی المضاربۃ رب المال للربح بمالہ والمضارب بعملہ، واذا وضع احد من ارباب الصنائع تلمیذاً عندہ وأعملہ فیما تقبلہ وتعھدہ من العمل بنصف أجرتہ جاز، والکسب ای الأجرۃ الماخوذۃ من اصحاب العمل کما یستحق التلمیذ نصفھا بعملہ یستحق الاستاذ نصفھا الآخر بضمانہ العمل وتعھدہ إیاہ... إذا لم یوجد واحد من الأمور الثلاثۃ السالفۃ الذکر ای المال والعمل والضمان فلا استحقاق للربح، مثلا إذا قال أحد لآخر اتجر انت بمالک علی أن یکون الربح مشترکا بیننا فلا یوجب الشرکۃ، وفی ھذہ الصورۃ لایأخذ حصۃ من الربح۔ (درر الحکام إلی مجلۃ الاحکام: (۳/ ۳۶۲، ۳۶۳)، المادۃ: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، الشرکات، الباب السادس فی بیان شرکۃ العقد، الفصل الرابع: فی بعض الضوابط المتعلقۃ بعقد الشرکۃ، ط: دار عالم الکتاب۔/مکتبہ سلطانیہ کوئٹہ)

شرح المجلۃ لرستم باز: (۲/ ۵۶۵)، المادۃ: ۱۳۴۸، ۱۳۴۷، ایضاً، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔)

شرح المجلۃ للاتاسی: (۴/ ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳)، المادۃ: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، ایضاً، ط: رشیدیہ۔

نفع کی حد

☆ تجارت میں نفع لینے کی حد شریعت میں مقرر نہیں ہے۔[(۱)] البتہ عام مارکیٹ کے رواج سے زیادہ لینا مروت اور اعتماد کے خلاف ہونے کی وجہ سے مکروہ ہے، اور یہ غبن فاحش ہے۔ اور غبن فاحش یہ ہے کہ سامان کی قیمت مقرر کرنے والوں کے اندازہ کے دائرے سے بھی زیادہ ہو۔[(۲)]

☆ دکاندار خریدار سے اتنا منافع لینا پسند کرے جتنا دوسروں کو یہ دینا پسند کرتا ہے، یہ تو اللہ تعالیٰ کا احسان ہے کہ دکاندار کو اللہ تعالیٰ نے مال بیچنے والا بنایا اور دوسروں کو خریدار بنانا، اگر معاملہ اس کا برعکس ہوتا اور دکاندار خریدار ہوتا اور خریدار دکاندار ہوتا تو اس وقت دکاندار اس سے جتنا منافع لینا پسند کرتا یہ بھی کسٹمرز سے اتنا ہی

---

(۱) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال غلا السعر علی عهد رسول اللہ فقالوا: یا رسول اللہ! قد غلا السعر فسعر لنا، فقال: ان اللہ هو المسعر القابض الباسط الرازق۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) أبوب التجارة، باب من ذکره ان یسعر، ط: قدیمی)

من اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه جاز... (الهندية: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولية، ط: رشیدیه)

بدائع الصنائع: (۳۹/۵)، کتاب الاستحسان، ط: سعید۔

(۲) وعرف الفقهاء الحنفية الغبن الفاحش بأنه مالا یدخل تحت تقویم المقومین من أهل الخبرة، فلو قوم السلعة احدهم بمائة درهم، وقومها الثانی بخمسة وتسعین، وقومها الثالث بتسعین مثلاً، فبیعها بما بین التسعین والمائة فیه غبن یسیر، وبالتسعین فما دونها غبن فاحش بالبائع، وبالمائة فما فوقها غبن فاحش بالمشتری۔

ثم حدد المتاخرون من الفقهاء الغبن الفاحش للتیسیر فی الفتویٰ والقضاء والتطبیق انه ما بلغ خمس القیمة فی العقار وعشرها فی الحیوان، ونصف العشر فی العروض وسائر المنقولات، وبهذا اخذت مجلة الاحکام العدلیة فی المادة: (۱۶۵) منها۔ (الفقه الحنفی فی ثوبه الجدید: (۱۹۳/۴) البیوع، بیع المرابحة والتولية، خیار التغریر، ط: دار القلم۔)

شرح المجله للاتاسی: (۲۶/۲) المادة: ۱۶۵۔ الکتاب الاول: البیوع، المقدمة، ط: رشیدیه۔)

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۱/ ۱۳۱)، المادة ۱۶۵، البیوع، المقدمة، ط: دار عالم الکتاب/ سلطانیه کوئٹه۔

لے۔ (۱)

نفع کی حد مقرر نہیں

کاروبار میں شریعت کی رو سے نفع کی کوئی حد مقرر نہیں ہے۔ (۲) البتہ دھوکہ نہیں ہونا چاہیے۔ (۳) پھر اپنے حالات کے لحاظ سے جتنا نفع کوئی تاجر لینا چاہے لے سکتا ہے، اس میں شریعت کے نقطہ نظر سے کوئی پابندی نہیں ہے۔ (۴)

(۱) عن أنس عن النبی ﷺ قال: لا یؤمن أحدکم حتی یحب لأخیہ مایحب لنفسہ۔ (صحیح البخاری: (۱/۱۰) رقم الحدیث: ۱۳، کتاب الأیمان، باب من الأیمان أن یحب لأخیہ مایحب لنفسہ، ط: الطاف اینڈ سنز)

مشکوۃ المصابیح: (ص: ۴۲۲) باب الشفقۃ والرحمۃ، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۱/ ۵۰)، کتاب الأیمان، باب الدلیل علی أن من خصال الإیمان أن یحب لأخیہ مایحب لنفسہ من الخیر، ط: قدیمی۔

(۲، ۳) عن انس بن مالک رضی اللہ عنہ قال: غلا السعر علی عہد رسول اللہ ﷺ فقالوا: یا رسول اللہ! قد غلا السعر، فسعر لنا، فقال: ان اللہ ہو المسعر القابض الباسط الرزاق۔ (سنن ابن ماجہ: (ص: ۱۵۹) باب من کرہ ان یسعر، ط: قدیمی)

من اشتری شیئا وأغلی فی ثمنہ جاز.... (الھندیۃ: (۳/ ۱٦۱)، کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحۃ... ط: رشیدیہ)

ولا ینبغی للسلطان أن یسعر علی الناس لقولہ علیہ السلام: لاتسعروا فإن اللہ ھو المسعر القابض الباسط الرزاق، ولأن الثمن حق العاقد فالیہ تقدیرہ فلاینبغی للإمام ان یتعرض لحقہ الا إذا تعلق بہ دفع ضرر العامۃ۔ (الھدایۃ: (۴/ ۴۷۲) کتاب الکراھیۃ، فصل فی البیع، ط: رحمانیۃ)

بدائع الصنائع: (۵/ ۱۲۹)، کتاب الاستحسان، ط: سعید۔)

الدر مع الرد: (٦/ ۳۹۹)، کتاب الحظر والإباحۃ، فصل: فی البیع، ط: سعید۔)

(۳) عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ ﷺ... قال: من غش فلیس منا۔ و قال الترمذی: حدیث أبی ہریرۃ حدیث حسن صحیح، والعمل علی ھذا عند أھل العلم کرھوا الغش۔ و قالوا: الغش حرام۔ (جامع الترمذی: (۱/ ۲۴۵) باب ماجاء فی کراھیۃ الغش فی البیوع، ط: سعید)

مشکوۃ المصابیح: (۱/ ۲۴۸)، باب المنھی عنھا من البیوع، الفصل الأول، ط: سعید۔)

المسلم أخو المسلم، لا یحل لمسلم باع من أخیہ بیعا فیہ عیب الا بینہ لہ۔ (جمع الفوائد: (۲/ ۲۱۰) رقم الحدیث: ۴٦٦۷، کتاب البیوع، باب مالا یجوز فعلہ فی البیع،... ط: مکتبۃ ابن کثیر)

☆ شریعت میں منافع کی حد مقرر نہیں ہے لیکن بازار کی عام اور متعارف قیمت سے زیادہ وصول کرنا، اور لوگوں کی لاعلمی اور مجبوری سے غلط فائدہ اٹھانا جائز نہیں۔ (۱)

نفع کی زیادہ سے زیادہ مقدار

شریعت نے زیادہ نفع کی کوئی مقدار مقرر نہیں کی، البتہ تجارت میں نفع حلال اور پاکیزہ ہونے کے لئے کچھ شرعی واخلاقی پابندیاں عائد کی ہیں، ان پابندیوں کی رعایت کرتے ہوئے نفع لینا جائز ہے، چاہے اس کی مقدار کچھ بھی ہو۔

بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ سو فیصد نفع لینا بھی درست ہے یعنی سو روپے میں کوئی چیز خرید کر دو سو روپے میں بھی بیچنا جائز ہے، جیسا کہ امام بخاری رحمہ اللہ نے حضرت عروہ رضی اللہ عنہ سے نقل کیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں ایک دینار

---

(۱) عن انس رضی اللہ عنہ قال: غلا السعر علی عهد النبی صلی اللہ علیه وسلم، فقالوا: یا رسول اللہ سعر لنا، فقال النبی صلی اللہ علیه وسلم: ان اللہ هو المسعر القابض الباسط الرازق وانی لأرجو ان ألقی ربی ولیس أحد منکم یطلبنی بمظلمة بدم ولا مال۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۱) کتاب البیوع، باب الحتکار، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

ومن اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز، وقال أبو یوسف رحمه اللہ تعالی: إذا زاد زیادة لا یتغابن الناس فیها فإنی لا أحب أن یبیعه مرابحة حتی یبین ... والاصل أن عرف التجار معتبر فی بیع المرابحة۔ (الفتاوی الهندیة: (۱۶۱/۳) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر: فی المرابحة التوالیة، ط: رشیدی)

أن عقد البیع مع الضرورة علی هذا الوجه جائز فی الحکم، ولا یفسخ إلا أن سبیله فی حق الدین والمروءة أن لا یباع علی هذا الوجه، وأن لا یقتات علیه بماله۔ (إعلاء السنن: (۲۱۳/۱۴) کتاب البیوع، باب النهی عن بیع المضطر، ط: ادارة القرآن)

فهذه الاخبار فی المناهی والحکایات تدل علی أنه لیس له أن یغتنم فرصة و ینتهز غفلة صاحب المتاع ویخفی من البائع غلاء السعر أو من المشتری تراجع الأسعار فإن فعل ذلک کان ظالما تارکا للعدل والنصح للمسلمین۔ (احیاء علوم الدین: (۷۹/۲) کتاب آداب الکسب المعاش، الباب الثالث: فی بیان العدل فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

دیا تاکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک بکری خریدیں، حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ایک دینار کے بدلے میں دو بکریاں خریدیں، پھر ایک بکری ایک دینار کے بدلے میں فروخت کردی اور ایک دینار اور ایک بکری لاکر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی، چنانچہ اس کے بعد حضرت عروہ رضی اللہ عنہ مٹی بھی خرید لیتے تو ان کو نفع ہوتا۔[1]

اسی طرح صحابہ کرام کے بعض معاملات سے معلوم ہوتا ہے کی شرعی ضوابط اور اخلاقی پابندیوں کی رعایت کرتے ہوئے سو فیصد سے زیادہ نفع لینا بھی جائز ہے، جیسا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے مدینہ منورہ کے اطراف میں غابہ کی زمین ایک لاکھ ستر ہزار میں خریدی، بعد میں اسی زمین کو حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما نے سولہ لاکھ میں فروخت کردیا۔[2]

واضح رہے کہ ان دونوں واقعات کو اگر جانور، زمین اور مکان کے ساتھ خاص رکھا جائے تو زیادہ بہتر ہوگا کیونکہ یہ چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی ضرورت کبھی کبھار ہی کسی کو پڑتی ہے باقی روزمرہ کی ضرورت کی اشیاء مثلاً کھانے پینے کی اشیاء میں زیادہ نفع لینا مناسب نہیں۔[3]

---

(۱) ... عن عروة هو البارقي ان النبي صلى الله عليه وسلم اعطاه دينارا ليشترى له به شاة فاشترى له به شاتين فباع إحداهما بدينار فجاءه بدينار وشاة فدعا له بالبركة في بيعه فكان لو اشترى التراب لربح فيه...
(صحيح البخاري: (۱/ ۹۸۷) رقم الحديث: ۳٦۴۲، كتاب المناقب، باب بعد باب سوال المشركين... ط: الطاف اينڈ سنز)
سنن أبي داؤد: (۲/ ۱۲۳)، كتاب البيوع، باب في المضارب يخالف، ط: حقانية۔)
سنن ابن ماجة: (ص: ۱۷۳)، أبواب الصدقات، باب الحواله، ط: قديمي۔)
(۲) وكان الزبير اشترى الغابة بسبعين ومائة ألف، فباعها عبدالله بألف ألف وست مائة ألف...
(صحيح البخاري: (۱/ ۸۴۷)، رقم الحديث: ۳۱۲۹، كتاب الجهاد، باب فرض الخمس، ط: الطاف اينڈ سنز)
(۳) وأحب أن أنبه هنا على أن دلالة الوقائع التي ذكرناها من العصر النبوي والعصر الراشدي، على =

نفع کی شرط پر گاہک کو قرض پر رقم دینا

مثلاً ایک شخص کسی دکاندار سے کوئی چیز قرض پر خریدنا چاہتا ہے، لیکن وہ چیز دکاندار کے پاس نہیں ہے، اور دکاندار گاہک کو اس شرط پر رقم قرض دیتا ہے کہ آپ مجھے اس رقم پر اتنا نفع دیں گے، یہ ناجائز ہے، اس طرح گاہک کے لئے نفع دینا اور دکاندار کے لئے نفع لینا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔(۱)

نفع کی کم سے کم مقدار

نفع کی کم سے کم مقدار یہ ہے کہ سالانہ زکوۃ اور مال دار کا خرچ نکالنے کے بعد اصل مال کم نہ ہو۔ امام ترمذی رحمہ اللہ نے ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"الا من ولی یتیما له مال فلیتجر فیه ولا یترکه حتی تاکله الصدقة"(۲)

ترجمہ: جو شخص کسی ایسے یتیم کا سرپرست ہے، جس کی ملکیت میں کوئی مال ہو،

=جواز بلوغ الربح في بعض الأحيان إلى ضعف رأس المال، أو أضعافه، لاتعني أن كل صفقة يجوز فيها الربح إلى هذا الحد، فإن الوقائع التي ذكرناها من حديث عروة، وحديث حكيم بن حزام، إن صح وحديث عبدالله بن الزبير، هي في الحقيقية وقائع أعيان أو أحوال لا عموم لها. ولا يمكن أن يؤخذ منها حكم عام دائم مطرد، لكل تجار الأمة في كل زمان ومكان، وفي كل الأحوال، وكل السلع، ولا سيما اللذين يتاجرون في السلع الضرورية لجماهير الناس۔ (مجلة مجمع الفقه الإسلامي: (۵/ ۲۲۶۲) موضوع: تحديد أرباح التجار)

(۱) قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: كل قرض جر منفعة فهو ربا۔ (نصب الراية: (۴/ ۶۰) كتاب الحوالة، ط: مؤسسة الريان۔

القرض بالشرط حرام والشرط لغو۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۱۶۶) باب المرابحة والتولية، فصل في القرض، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۶/ ۱۸۷) كتاب البيوع، باب المتفرقات، ط: سعيد۔

(۲) سنن الترمذي: (۱/ ۱۳۹)، كتاب الزكاة، باب ما جاء في زكاة مال اليتيم، ط: قديمي۔

مشكوة المصابيح: (ص: ۱۵۷)، كتاب الزكاة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

تو اس سرپرست کو چاہیے کہ اس کے مال میں تجارت کرے، اور اس کو یونہی نہ چھوڑے رکھے کہ پڑے پڑے اس مال کو زکوۃ ختم کر ڈالے۔

اس حدیث میں اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ کسی کے مال میں تجارت کے دوران اتنا نفع ہونا چاہیے کہ اس سے ڈھائی فیصد زکوۃ بھی ادا ہو جائے اور مال کے مالک کا خرچہ بھی اس نفع سے نکل جائے۔

نفع کی کوئی تحدید نہیں

شریعت نے نفع کے بارے میں ایسی کوئی حد بندی نہیں کی جو ہر زمانے، ہر علاقے اور ہر قسم کی اشیاء کو شامل ہو۔ اور اس پر اضافہ نہ ہو سکتا ہو، اگر جھوٹ خیانت اور دھوکہ نہ ہو تو بیچنے والا اور خریدنے والا جس حد تک نفع پر راضی ہو جائیں وہ جائز اور درست ہے۔[1]

نفع کے بارے میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فرمان

حضرت علی رضی اللہ عنہ تاجروں سے فرمایا کرتے تھے: اے تاجروں! اپنا حق ہی لیا کرو اس میں سلامتی ہے، تھوڑا نفع مت لوٹاؤ، ہوسکتا ہے زیادہ نفع سے بھی ہاتھ دھو بیٹھو۔[2] اس سے معلوم ہوا کہ نفع تھوڑا بھی ہو سودا کر لینا چاہیئے زیادہ سے

---

(۱) یاایھا الذین امنوا لا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل الا ان تکون تجارۃ عن تراض منکم (سورۃ النساء ایت: ۲۹)

فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل الذی یقابله العوض حلال۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۱/ ۱۱۹) کتاب البیوع، ط: دار المعرفة)

وللبائع أن یبیع بضاعته بما شاء من ثمن ولا یجب علیه أن یبیعه بسعر السوق دائما، وللتجار ملاحظ مختلفة فی تعیین الأثمان وتقدیرها... ولا یمنع الشرع من أن یبیع المرء سلعة بثمن فی حالة، وبثمن اخری فی حالة اخری... مالم یکن فیه غش او خداع۔ (بحوث فی قضایا فقهیه معاصرة: (ص: ۸، ۹) احکام البیع بالتقسیط، ط: دار العلوم کراچی)

(۲) یا معشر التجار! خذوا الحق تسلموا، لا تردوا قلیل الربح فتحرموا کثیرة۔ (احیاء العلوم:=

زیادہ نفع کا انتظار نہیں کرنا چاہیے۔

نفع کے ساتھ ادھار بیچنا نقد خرید کر

''نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۳۷۵/۶)

نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزیں ہیں

نفع کے مستحق ہونے کے لئے تین چیزوں میں سے کسی ایک چیز کا پایا جانا ضروری ہے۔

☆ ''مال'' جیسا کہ عقد مضاربہ میں رب المال (سرمایہ دینے والا) صرف اپنے مال کی کمائی ہونے کی وجہ سے نفع کا مستحق ہوتا ہے، حالانکہ اس نے خود کاروبار اور عمل نہیں کیا۔

''عمل'' جیسا کہ مضاربت میں مضارب اپنے عمل و کاروبار کی وجہ سے نفع کا مستحق ہوتا ہے، حالانکہ مال اس کا نہیں ہوتا کسی اور کا ہوتا ہے۔

☆ ''ضمان'' جیسا کہ درزی نے کسی سے پانچ سو روپے کی اجرت پر ایک کپڑا سینے کے لئے لیا، لیکن اس نے وہ کپڑا خود نہیں سیا، بلکہ دوسرے درزی سے چار سو روپے کے بدلے سلوایا، تو پہلا درزی سو روپے کے نفع کا اس لئے حقدار بنا کہ وہ اس کپڑے کا ضامن ہے، کیونکہ یہاں اس کی طرف سے نہ کوئی مال ہے اور نہ کوئی عمل۔

نوٹ: اگر ان تین چیزوں میں سے کوئی ایک چیز بھی نہ ہو تو نفع کا مستحق نہیں ہوتا۔ مروجہ مالیاتی نظام میں ان اصولوں کے خلاف ''یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع

=(۸۰/۲) کتاب آداب الکسب والمعاش، الباب الرابع فی الإحسان فی المعاملة، ط: دار المعرفة)

کنز العمال: (۲۸۲/۱۰) رقم الحدیث: ۲۹۳۵۱، حرف العین، کتاب العلم من قسم الأفعال، فصل فی العلوم المذمومة المباحة، ط: مؤسسة الرسالة۔

تقسیم کرنے کا رواج ہے'' یہ درست نہیں ہے۔ (۱)

نفع لینا قرض دے کر

''قرض دے کر کمائی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۵/۵)

نفع لینے میں خیر خواہی کرنا

تجارت میں خریدار اور بیچنے والے کی رضامندی سے نفع لینا جائز ہے، البتہ نفع لیتے ہوئے اپنے مسلمان بھائی کی مکمل خیر خواہی اور بھلائی کا خیال رکھنا اعلیٰ درجہ کا احسان ہے۔ بعض علماء کا قول ہے کہ بازار میں کمائی کے لئے جائے اور اس کو اپنا مال دوسرے کے مال سے زیادہ محبوب ہو، یعنی اس کی چاہت ہو کہ دوسرے کا مال اس کا بن جائے تو اس نے خرید وفروخت میں مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہی نہیں کی۔ (۲)

---

(۱) یکون الاستحقاق للربح احیانا بالمال أو بالعمل و احیانا ایضا بالضمان... فلذلک یستحق فی المضاربة رب المال للربح بماله و المضارب بعمله، واذا وضع أحد من أرباب الصنائع تلمیذا عنده وأعمله فیما تقبله وتعهده من العمل بنصف أجرته جاز، والکسب أی الأجرة الماخوذة من اصحاب العمل کما یستحق التلمیذ نصفها بعمله یستحق الاستاذ نصفها الآخر بضمانه العمل وتعهده إیاه... إذا لم یوجد واحد من الأمور الثلاثة السالفة الذکر أی المال والعمل والضمان فلا استحقاق للربح، مثلا إذا قال أحد لآخر اتجر انت بمالک علی أن یکون الربح مشترکا بیننا فلا یوجب الشرکة، وفی هذه الصورة لایأخذ حصة من الربح۔ (درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۳/ ۳۶۲، ۳۶۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، الشرکات، الباب السادس فی بیان شرکة العقد، الفصل الرابع: فی بعض الضوابط المتعلقة بعقد الشرکة، ط: دار عالم الکتاب۔ / مکتبہ سلطانیہ کوئٹہ)

شرح المجلة لرستم باز: (۵۶۵/۲)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، أیضاً، ط: فاروقیہ کوئٹہ۔

شرح المجلة للاتاسی: (۴/ ۲۷۱، ۲۷۲، ۲۷۳)، المادة: ۱۳۴۷، ۱۳۴۸، أیضاً، ط: رشیدیہ۔

(۲) وقد قال بعض العلماء: إن العبد إذا دخل السوق للتکسب فکان درهمه أحب إلیه من درهم غیره، لم ینصح للمسلمین فی المبایعة۔ (قوت القلوب فی معاملة المحبوب: (۲۸/۲)، الفصل الثانی والثلاثون شرح مقامات الیقین وأحوال الموقنین، ذکر التکسب والتصرف فی المعاش، ط: دار الکتب العلمیة)

احیاء علوم الدین: (۴/ ۲۶۸)، کتاب التوحید والتوکل، الشطر الثانی من الکتاب فی أحوال التوکل، بیان اعمال المتوکلین، ط: دار المعرفة۔

نفع متعین نہ ہو مضاربت میں

''مضاربت میں نفع متعین نہ ہو''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۳/۶)

نفع نقصان مضاربت میں

''مضاربت میں نفع نقصان''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۳۴/۶)

نفع نقصان میں مضارب کو شریک ٹھرانا

مضارب نفع میں حسب معاہدہ شریک ہوتا ہے لیکن مضارب کو نقصان میں شریک کرنا یا اس کی شرط رکھنا باطل ہے، اس لئے مضارب کسی بھی صورت میں نقصان میں شریک نہیں ہوگا۔ [۱]

نفع نہیں لے گا

''خرید کے دام پر دینا''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۵۳/۳)

نقد

☆ ہر وہ عقد نقد ہے، جس میں ایجاب وقبول کرتے وقت نقد کا لفظ بولا جائے، مثلا یہ چیز تین ہزار روپے میں لی ہے۔

☆ یا لیتے وقت قیمت پیش کر دی جائے کہ یہ ہزار روپے لے لو اور کپڑے کا یہ تھان دیدو۔

☆ یا مال کسی کے ہاتھ بھیجا جائے، اور اس سے کہا جائے کہ قیمت لے کر واپس آنا۔

☆ کچھ تصریح نہ کرے، مثلا یوں کہے کہ یہ گھڑی سو کی خریدی۔

(۱) تخریج کے لئے''مضارب کو نقصان کا ضامن ٹھہرانا''عنوان کے تحت دیکھیں۔

☆ جو مال، ریلوے، ٹرک، ڈاک، یا بائع کے نمائندہ کے ہاتھ منگوایا جائے۔

☆ مطلقا عقد کر کے مال لے لیا، مثلا ایک تھان کپڑا دو ہزار میں طے کر کے مال اٹھالیا اور چلا گیا بائع نے کچھ مزاحمت نہیں کی۔

پہلی تین صورتیں یقینی طور پر نقد ہیں، اور آخری تین صورتیں یقینی طور پر نقد تو نہیں لیکن نقد کے حکم میں ہیں، لہذا اگر اسی مجلس میں قیمت کا ذکر ہوا، کہ بائع نے پوچھا قیمت کب دیں گے؟ یا خریدار نے خود ہی کہا: مہینہ کے آخر میں دوں گا تو سودا ادھار ہو جائے گا ورنہ نقد ہی رہے گا،

☆ زید نے مال خریدا اور کہا کہ جب تم آدمی بھیجو گے یا حساب کر کے دو گے رقم بھیج دی جائے گی تو یہ نقد ہے۔[1]

☆ نقد اس کرنسی کو کہتے ہیں جس کے ذریعے لین دین ہوتا ہو، خواہ سونے کی بنی ہو یا چاندی کی یا ان کے علاوہ کسی دوسری چیز سے بنی ہو۔

عمدہ اور ردی، صحیح اور فاسد کلام کے درمیان امتیاز کرنے کے فن کو بھی ''نقد''

---

(۱) البیع المطلق ینعقد معجلاً أما إذا جری العرف فی محل علی أن یکون البیع المطلق مؤجلاً أو مقسطا بأجل معلوم ینصرف البیع المطلق إلی ذلک الأجل، مثلاً لو اشتری رجل من السوق شیئاً بدون أن یذکر تعجیل الثمن ولا تأجیله لزمه علیه أداء الثمن فی الحال، أما إذا جری العرف والعادة فی ذلک المحل باعطاء جمیع الثمن أو بعض معین منه بعد اسبوع أو شهر لزم اتباع العادة والعرف فی ذلک۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۳)، المادة: ۲۵۱، البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثانی: فی بیان المسائل المتعلقة بالنسیئة والتأجیل، ط: فاروقیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۲/ ۱۷۰)، المادة: ۲۵۱، ایضاً، ط: رشیدیه۔

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۱/ ۲۳۲)، المادة: ۲۵۱، ایضاً، ط: دار عالم الکتاب / سلطانیه کوئٹه۔

تقسیم البیع باعتبار کیفیة الثمن: ۱۔منجز الثمن، وهو مالا یشترط فیه تأجیل الثمن، ویسمی بیع النقد، أو البیع بالثمن الحال۔ (الموسوعة الفقهیة (۹/ ۹) مادة: البیع، تقسیم البیع، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة)

کہتے ہیں۔[1]

نقد خرید کر نفع کے ساتھ ادھار بیچنا

مثلاً زید نے بکر سے کہا عمر جو مال بیچتا ہے میں اسے خریدنا چاہتا ہوں، مگر میرے پاس نقد رقم نہیں ہے اور عمر ادھار پر بیچتا نہیں ہے، لہذا آپ عمر سے مال نقد خرید کر مجھ پر نفع کے ساتھ ادھار میں فروخت کر دیں، اگر بکر عمر سے مال خرید کر قبضہ کر کے نفع کے ساتھ قیمت مقرر کر کے زید پر ادھار فروخت کر دے تو یہ معاملہ جائز ہے۔[2]

نقد رقم حاصل کرنے کا طریقہ

''نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید وفروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۶/۶)

نقد رقم قرض دینے کی بجائے کوئی چیز مہنگی بیچ دینا

مثلاً ایک آدمی نے کسی سے پانچ ہزار روپے قرض لینا چاہا، اور اس نے قرض کی رقم دینے کے بجائے ایک کپڑا ساڑھے پانچ ہزار روپے میں اس کے ہاتھ ادھار فروخت کیا، حالانکہ بازار میں اس کپڑے کی قیمت پانچ ہزار ہے، ضرورت مند آدمی

---

(۱) النقد: (فی البیع) خلاف النسیئة ویقال: درهم نقد: جید لا زیف فیه (ج) نقود۔ والعملة من الذهب أو الفضة وغیرها مما یتعامل به وفن تمیز جید الکلام من ردیئه، وصحیحة من فاسده۔ (المعجم الوسیط: (۲/ ۹۴۴) باب النون، ط: دار الدعوة)

(۲) ومن اشتری شیئا وأغلی فی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز (الفتاوی الهندیه: (۳/ ۱۶۱) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر: فی المرابحة والتولیة۔ اخ، ط: رشیدیه)

فالبیع ما شرع إلا لطلب الربح والفضل، فالفضل الذی یقابله العوض حلال، (المبسوط للسرخسی: (۱۲/ ۱۱۹) کتاب البیوع، ط: دار المعرفة۔

وللبائع أن یبیع سلعته بما شاء من ثمن... ولا یمنع الشرع من أن یبیع المرء سلعة بثمن فی حالة، ولمن آخر فی حالة آخر۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۸، ۹) أحکام البیع بالتقسیط، ط: دار العلوم کراجی)

نے کپڑا لیکر بازار جا کر پانچ ہزار میں فروخت کر دیا، اس صورت میں کپڑے بیچنے والے کو پانچ سو روپے کا فائدہ ہوا، اور ضرورت مند کو پانچ ہزار روپے ملے، اور کپڑا لینے والا پانچ ہزار کے بجائے ساڑھے پانچ ہزار روپے ادا کرے گا، تو اس کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس صورت میں قرض دے کر ضرورت مند کی خیر خواہی کے بجائے مفاد پرستی واضح طور پر نظر آتی ہے لیکن بیع کی جملہ شرائط موجود ہونے کی وجہ سے یہ بیع (خرید وفروخت) جائز ہے، اس سے مشتری کی ضرورت پوری ہو جاتی ہے، اور بائع (بیچنے والے کے لئے) کو ادھار پر فروخت کرنے کی وجہ سے نقد کی نسبت سے زیادہ قیمت مقرر کرنا بھی جائز ہے لیکن یہ طریقہ پسندیدہ نہیں ہے، یہ انسانیت اور مروت کے خلاف ہے۔[1]

نقد رقم کے لئے منصوبہ کے ساتھ خرید وفروخت کرنا

عام طور پر نقد رقم کے لئے اس طرح منصوبہ بناتے ہیں، مثلاً زید کو کاروبار کے لئے نقد رقم کی ضرورت ہے، وہ بکر سے کہتا ہے کہ آپ کے پاس رقم ہے، آپ عمر کی دکان سے اتنا مال خرید لو، میں وہ مال آپ سے چھ مہینے کے ادھار پر دس فیصد

---

(۱) کان یحتاج المدیون، فیأبی المسؤل أن یقرض بل أن یبیع مایساوی عشرۃ بخمسۃ عشر إلی أجل، فیشتریہ المدیون، ویبیعہ فی السوق بعشرۃ حالۃ، ولا بأس فی ھذا، فإن الأجل قابلہ قسط من الثمن، والقرض غیر واجب علیہ دائما بل ھو مندوب، فإن ترکہ بمجرد رغبۃ منہ إلی زیادۃ الدنیا فمکروہ أو لعارض یعذر بہ فلا ... وما لم ترجع إلیہ العین التی خرجت منہ لایسمی بیع العینۃ، لأنہ من العین المسترجعۃ لا العین مطلقًا والا فکل بیع بیع العینۃ۔ (فتح القدیر: (۱۹۹/۷) کتاب الکفالۃ، ط: رشیدیہ)

فإن لم یعد کما إذا باعہ المدیون فی السوق فلا کراھۃ فیہ بل خلاف الأولی، فإن الأجل قابلہ قسط من الثمن والقرض غیر واجب علیہ دائما، بل ھو مندوب، ومالم ترجع إلیہ العین التی خرجت منہ لایسمی بیع العینۃ، لأنہ من العین المسترجعۃ لا العین مطلقًا والا فکل بیع بیع العینۃ واقرہ فی البحر والنھر والشرنبلالی وھو ظاھر، وجعلہ السید ابو السعود محمل قول أبی یوسف، وحمل قول محمد والحدیث علی صورۃ العود۔ (شامی: (۳۲۶/۵) کتاب البیوع، باب المتفرقات، مطلب بیع العینۃ، ط: سعید)

البحر الرائق: (۲۳۵/۶) کتاب الکفالۃ۔ فصل: ولو اعطی المطلوب الکفیل، ط: سعید۔

اضافی منافع پر خریدلوں گا چنانچہ بکر نے وہ مال عمر سے خرید کر زید کو دے دیا، پھر زید نے وہی مال عمر کو اتنی رقم یا اس سے کم رقم میں فروخت کر دیا، اور اس سے رقم وصول کر کے اپنی ضرورت پوری کر لی۔

واضح رہے کہ زید، بکر اور عمر کے درمیان پہلے سے اس طرح معاملہ کرنے کی بات طے ہوتی ہے، اور ایسا کرنے کی وجہ یہ ہوتی ہے کہ آج کل ضرورت کے وقت کوئی بھی رقم ادھار دینے کے لئے تیار نہیں ہوتا، اور نقد حاصل کرنے کے لئے لوگ اس طرح معاملہ کرتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ پہلا عقد بکر اور عمر کے درمیان نقد قیمت پر مال کی خرید و فروخت کا ہے، ان دونوں نے جب آپس میں ایجاب اور قبول سے نقد قیمت پر مال بیچنے اور خریدنے کا معاملہ کیا ہے تو یہ شرعاً جائز ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں۔ (۱)

دوسرا عقد بکر اور زید کے درمیان ہوا ہے، اگر بکر نے اسی خریدے ہوئے مال پر باضابطہ قبضہ کرنے کے بعد ادھار پر اضافی قیمت کے ساتھ فروخت کیا، اور زید نے اپنی خوشی سے اسی قیمت پر قبول کیا تو شرعاً یہ معاملہ بھی درست ہے، (۲)

---

(۱) البیع ینعقد بإیجاب وقبول۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۲۱)، رقم المادة: ۱۶۷، الکتاب الأول: فی البیوع، الباب الأول، الفصل الأول فیما یتعلق برکن البیع، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

الهداية: (۳/ ۱۹)، کتاب البیوع، ط: رحمانیہ۔

حاشیہ الشلبی علی التبیین: (۴/ ۴) کتاب البیوع، ط: امدادیہ ملتان۔

(۲) ومن اشتری شیئاً وأغلی فی ثمنه فباعه مرابحة علی ذلک جاز۔ (الفتاوی الهندیة: (۳/ ۱۶۱) کتاب البیوع، الباب الرابع عشر فی المرابحة والتولیة، ط: رشیدیہ)

وإذا عقد العقد علی أنه إلی أجل کذا وکذا وبالنقد بکذا، أو قال: إلی شهر بکذا أو إلی شهرین بکذا، فهو فاسد، لأنه لم یعاطه علی ثمن معلوم، ونهی ﷺ عن شرطین فی بیع، وهذا هو تفسیر الشرطین فی البیع ومطلق النهی یوجب الفساد فی العقود الشرعیة۔ وهذا إذا افترقا علی هذا، فإن کان یتراضیان بینهما ولم یتفرقا حتی قاطعه علی ثمن معلوم وأتما العقد علیه، فهو جائز، لأنهما ما افترقا إلا بعد تمام شرط صحة العقد۔ (المبسوط للسرخسی: (۱۳/ ۸)، کتاب البیوع، باب البیوع الفاسدة، ط: دار المعرفة)=

لیکن اگر پہلے عقد میں بائع عمر نے یہ شرط لگائی کہ یہ مال بیچنا ہو تو مجھے ہی بیچا جائے، اسی طرح دوسرے عقد میں اگر بائع بکر نے یہ شرط لگائی کہ یہ مال عمر ہی کو بیچا جائے تو چونکہ اس طرح کی شرط رکھنے سے عقد فاسد ہو جاتا ہے، اس لئے اگر ایسی شرط لگائی گئی ہو تو یہ معاملہ درست نہیں ہوگا۔ (۱)

نقد کاروبار کی شرط رکھنا مضاربت میں

''مضاربت میں نقد کاروبار کرنے کی شرط ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے

نقد کا لفظ تین معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ اور وہ یہ ہیں:

① سونے اور چاندی کی دھاتیں خواہ وہ ڈلی کی شکل میں ہوں یا ڈھلے ہوئے سکوں کی صورت میں ہوں، فقہاء کرام کی عبارات میں ''النقدان'' کا لفظ سونے چاندی کے لئے کثرت سے استعمال ہوا ہے۔

② سونے چاندی کے سکوں کے لئے نقد کا لفظ استعمال ہوتا ہے، چاہے وہ عمدہ ہوں یا عمدہ نہ ہوں، سونے چاندی کے علاوہ کسی دوسری دھات سے بنے ہوئے سکوں کو ''فلوس'' کہتے ہیں، اس معنی کے اعتبار سے ''فلوس'' ''نقد'' میں شامل نہیں۔

③ ہر وہ چیز جو اشیاء اور خدمات کے عوض میں دی جائے، خواہ وہ سونا ہو یا

= أما الأئمة الأربعة وجمهور الفقهاء المحدثين، فقد أجاز و البيع المؤجل بأكثر من سعر النقد بشر
ط أن يبت العاقدان بأنه بيع مؤجل بأجل معلوم وبثمن متفق عليه عند العقد ـ (بحوث في قضايا فقهية
معاصرة: (ص: ٧) احكام البيع بالتقسيط ,زيادة الثمن لأجل الأجل، ط: دار العلوم كراجي)
(١) (ولا بيع بشرط)... (لا يقتضيه العقد ولا يلائمه وفيه نفع لأحدهما)۔ (الدر مع الرد: (٥/ ٨٤،
٨٥) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔
البحر الرائق: (٦/ ٨٤، ٨٥)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔
الهندية: (٣/ ١٣٤)، كتاب البيوع الباب العاشر: في الشروط التي تفسد البيع والتي لا تفسده،
ط: رشيديه

چاندی، چمڑا ہو یا پیتل اور کاغذ وغیرہ بشرطیکہ اس کو عام طور پر قبولیت حاصل ہو موجودہ دور میں ''زر'' اور ''نقد'' کا لفظ اس تیسرے معنی کے لئے استعمال ہوتا ہے۔ [۱]

نقدلین دین لکھنے کی ضرورت نہیں

نقدلین دین میں فریقین کے درمیان اختلاف اور جھگڑا کا اندیشہ کم ہوتا ہے اس لئے قرآن مجید نے لکھنے کا حکم نہیں دیا، البتہ اگر فروخت کی گئی چیز بڑی مالیت کی ہو تو رسید کا اہتمام ضروری کرنا چاہیے تاکہ بعد میں کوئی نقص سامنے آئے تو مشتری کے پاس خریداری کا ثبوت موجود ہو جو فروخت کرنے والے کے سامنے پیش کیا جاسکے جبکہ حضرت عداء بن خالد بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک غلام یا لونڈی خریدی اور آپؐ نے ثبوت کے طور پر مجھے یہ تحریر دی:

هذا ما اشترى العداء بن خالد بن هوذة من محمد رسول الله صلى الله عليه وسلم اشترى منه عبدا أو أمة لا داء ولا غائلة ولا خبثة بيع المسلم المسلم۔ [۲]

یہ وہ خریداری ہے جو عداء بن خالد بن ہوذہ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ

---

(۱) والنقد في الاصطلاح يأتي بمعان: الأول: انها المعدني الذهب والفضة ومن هنا يكثر في كلام الفقهاء المتقدمين "النقدان" ــ بالتثنية ــ إشارة إلى المعدنين۔ ويطلق الاسم عليها سواء أكانا مضروبين "أي مسكوكين" أم غير مضروبين بأن كانا سبائك أو تبرا أو حليا أو غير ذلك ۔ فاما في المسكوكين فكثير۔ الثاني: انها اسم من الذهب والفضة خاصة، أطلق عليها الإسم لانهاهي التي كانت تنقد في الاثمان عادة۔ سواء دفعت حالا أو بعد أمد، جيدة أو غير جيدة، دون غيرهما مما يستعمل للتبادل۔ ومن عباراتهم الدالة على ذلك قول السرخسي في المبسوط: "ان الفلوس تروج في ثمن الخسيس من الأشياء دون النفيس بخلاف النقود" فباين بين الفلوس وبين النقود... الثالث: أنه اسم لكل ما يستعمل وسيطاً للتبادل سواء كان من ذهب أو فضة أو نحاس أو جلود أو ورق أو غير ذلك إذا كان يلقى قبولا عاما... وهذا الاصطلاح الثالث هو ما جرى عليه الاستعمال في هذا العصر۔ (الموسوعة الفقهية: (۱۷۳/۴۱) حرف النون، مادة: نقود، ط: وزارة الأوقاف والشئون الاسلامية، الكويت)

(۲) جامع الترمذي: (۲۳۰/۱) ابواب البيوع، باب ماجاء في كتابة الشروط، ط: سعيد۔

وسلم سے کی ہے، اس نے آپ سے ایک ایسا غلام یا لونڈی خریدی ہے جس میں نہ کوئی عیب ہے اور نہ ہی اخلاقی برائی اور دھوکہ دہی ہے یہ ایک مسلمان کی مسلمان کے ساتھ بیع ہے۔

نقد معاملہ ہوگا

اگر بیع کرتے وقت ''نقد'' کا لفظ بول دیا یا قیمت ادا کر دی، یا بینک وغیرہ کے ذریعہ قیمت وصول ہوگئی، یا نقد و ادھار کی صراحت نہ کی، اور مال لے لیا، تو ان تمام صورتوں میں معاملہ نقد ہوگا، اور بائع (سیلر) کو ہر وقت قیمت کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہوگا۔ (۱)

نقد میں اتنی اور ادھار میں اتنی قیمت ہے

''قیمت متعین ہونا ضروری ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۲/۵)

نقد میں قیمت کم ادھار میں زیادہ لینا

نقد میں قیمت کم اور ادھار میں زیادہ لینا جائز ہے، البتہ ادھار ہونے کی

---

(۱) البیع المطلق ینعقد معجلاً أما إذا جری العرف فی محل علی أن یکون البیع المطلق مؤجلاً أو مقسطا بأجل معلوم ینصرف البیع المطلق إلی ذلک الأجل، مثلاً لو اشتری رجل من السوق شیئاً بدون أن یذکر تعجیل الثمن ولا تأجیله لزمه علیه أداء الثمن فی الحال، أما إذا جری العرف والعادة فی ذلک المحل بإعطاء جمیع الثمن أو بعض معین منه بعد اسبوع أو شهر لزم اتباع العادة والعرف فی ذلک۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۰۲)، المادة: ۲۵۱، البیوع، الباب الثالث: فی بیان المسائل المتعلقة بالثمن، الفصل الثانی: فی بیان المسائل المتعلقة بالنسیئة والتأجیل، ط: فاروقیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۲/ ۱۷۰)، المادة: ۲۵۱، ایضاً، ط: رشیدیه۔)

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۱/ ۲۳۲)، المادة: ۲۵۱، ایضاً، ط: دار عالم الکتاب/ سلطانیه کوئٹه۔

تقسیم البیع باعتبار کیفیة الثمن: ۱۔ منجز الثمن، وهو ما لا یشترط فیه تأجیل الثمن، ویسمی بیع النقد، أو البیع بالثمن الحال۔ (الموسوعة الفقهیة (۹/ ۹) مادة: البیع، تقسیم البیع، ط: وزارة الأوقاف والشؤون الإسلامیة)

صورت میں مجلس عقد میں ادھار کی کل قیمت، مدت اور قسط مقرر کرنا ضروری ہے۔ [1]

نقصان ایک چیز میں کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا

''ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۹/۱)

نقصان کا تاوان تمام شرکاء پر ہوتا ہے

اگر چند افراد مل کر شراکت کے طور پر کام کر رہے ہیں اور اس میں نقصان ہوا، تو تاوان تمام شرکاء پر رقم کے تناسب سے تقسیم ہوگا، اگر تمام شرکاء کی رقم برابر ہے تو تاوان بھی تمام شرکاء پر برابر تقسیم ہوگا، اگر تمام شرکاء کی رقم برابر نہیں ہے تو نقصان تمام شرکاء میں برابر تقسیم نہیں کیا جائے گا بلکہ اصل رقم کے تناسب سے تقسیم کیا جائے گا۔

مثلاً پانچ افراد شریک ہیں اور ہر ایک نے ایک ایک لاکھ جمع کئے اور اتفاقاً ایک لاکھ کا نقصان ہوا تو صرف ایک شریک کو ذمہ دار ٹھہرانا درست نہیں ہوگا بلکہ ہر ایک شریک بیس ہزار کا ذمہ دار ہوگا۔

اور اگر ایک کاروبار میں پانچ افراد شریک ہیں اور ایک شریک نے دو لاکھ جمع کئے اور دو شریکوں نے ایک ایک لاکھ جمع کئے اور دوسرے دو شریکوں نے پچاس پچاس ہزار جمع کئے، اور اتفاقاً ایک لاکھ کا نقصان ہوا تو دو لاکھ والے چالیس ہزار کا اور ایک ایک لاکھ والے بیس بیس ہزار کے اور پچاس پچاس ہزار والے دس دس ہزار کے ذمہ دار ہوں گے۔ [2]

---

(۱) تخریج کے لئے ''ادھار میں قیمت زیادہ لینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) مطلب اشتراط الربح متفاوتا صحیح، بخلاف اشتراط الخسران:... فما کان من ربح فهو بینهما علی قدر رؤوس أموالهما، وما کان من وضیعة أو تبعة فکذلک، ولا خلاف ان اشتراط الوضیعة بخلاف قدر رأس المال باطل، واشتراط الربح متفاوتا عندنا صحیح۔ (شامی: (۳۰۵/۴)، کتاب الشرکة، ط: سعید)=

نقصان کا سودا ہے

خریدار نے بائع (بیچنے والے) سے اقالہ کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ یہ نقصان کا سودا ہے، تو بائع نے کہا اس کو بیچو! جو نقصان ہوگا وہ میں ادا کروں گا، خریدار نے فروخت کیا اور نقصان اٹھایا تو بائع پر کچھ دینا لازم نہیں ہوگا۔ کیونکہ اقالہ نہیں ہوا اور خریدار اس چیز کا مالک رہا، اور نقصان بھی اسی کا ہوگا بائع کا نہیں، ہاں اگر اقالہ ہوجاتا تو اس صورت میں نقصان کا ذمہ دار بائع ہوتا۔ (۱)

نقصان کا عوض مشتری سے لینا

اگر اقالہ میں بائع (سیلر) کے مالی نقصان ہونے کی صورت میں وہ مشتری سے اس کا عوض لینا چاہے تو یہ شرعاً جائز نہیں ہے، بلکہ مشتری (خریدار) مبیع (بیچی گئی چیز) واپس کرے گا اور بائع نے جو ثمن لیا تھا وہ پورا پورا واپس کرے گا اس میں کانٹ چھانٹ کر کم کر کے واپس کرنا جائز نہیں، اور نقصان کی تلافی مشتری سے کرنا جائز نہیں ہے۔ (۲)

= شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۲)، المادة: ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، أنواع الشركات، الباب السادس: فی بیان شرکة العقد، الفصل السادس فی شرکة العنان، المبحث الأول... ط: فاروقیه کوئٹه۔
شرح المجلة للاتاسی (۴/ ۲۹۳، ۲۹۴)، المادة: ۱۳۶۹، ۱۳۷۰، أیضاً، ط: رشیدیه۔

(۱) (سئل): فی رجل باع ثمرة کرمه البارزة من زید فقال زید إنها تخسر فقال البائع: بعها فإن خسرت فعلی فباعها ویزعم أنه خسر وأنها تلزم البائع فهل لا تلزمه؟ (الجواب): نعم قال المشتری إنه یخسر فیه فقال البائع: بعه فإن خسر فعلی فباع لا یلزمه شیئ- بزازیة من نوع الإقالة۔ (تنقیح الفتاوی الحامدیة: (۱/ ۲۶۰) کتاب البیوع، ط: امدادیه)
قال المشتری أنه یخسر فقال البائع: بعه فإن خسر فعلی فباع فخسر لا یلزمه شیئ۔ (الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیه: (۴/ ۳۷۱) کتاب البیوع، الثانی فیما یکون بیعاً... الخ، ط: رشیدیه۔
شامی: (۵/ ۱۲۰) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: سعید۔

(۲) (فرع) باع صابوناً رطباً تقایلا بعد ما جف فنقص وزنه لا یجب علی المشتری شیئ لأن کل المبیع باق۔ (فتح القدیر: (۶/ ۴۵۲)، کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: رشیدیه جدید) =

اور اگر بائع اقالہ کرنے کی صورت میں نقصان ہونے کی وجہ سے اقالہ پر راضی نہیں، اور مشتری نقصان کا ازالہ کر کے بھی اقالہ کرنا چاہتا ہے اور جس طرح بھی ممکن ہو وہ اس سودے سے جان چھڑانا چاہتا ہے تو اس طرح کرنا ممکن ہے کہ مثلاً پچاس ہزار کا نقصان بائع کو پہنچا ہے یعنی مارکیٹ میں قیمت گرنے کی وجہ سے اگر مبیع (بیچی گئی چیز) واپس لے کر فروخت کرے گا تو پچاس ہزار کم میں فروخت ہوگی، تو اس صورت میں اقالہ کرنے سے پہلے بائع مشتری سے پچاس ہزار روپے قرض لے، اور اس کے بعد مشتری اپنے اس قرض سے بائع کو بری کردے (معاف کردے)، پھر بائع مبیع کا اقالہ ثمن اول (سودے کے وقت طے کی گئی رقم) پر کر کے بیعانہ کی رقم بھی مشتری کو واپس کردے، اس طرح اقالہ بھی صحیح ہو جائے گا اور بائع کے نقصان کی بھی تلافی ہو جائے گی، اور مشتری کا مقصد بھی پورا ہو جائے گا۔[1]

نقصان کا مطلب موجودہ دور میں

''وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۳۰/۶)

نقصان کر کے تلافی کرنا

''ایک چیز میں نقصان کر کے دوسری چیز میں تلافی کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۷۹/۱)

= البحر الرائق: (۱۷۵/۶)، کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: رشیدیه۔

الفتاوی الهندية: (۱۳۶/۳)، کتاب البیوع، قبیل احادی عشر، ط: رشیدیه۔

(۱) الساقط لایعود۔ (الأشباه والنظائر: (ص: ۳۱۱) الفن الثالث، بیان ان الساقط لایعود، ط: قدیمی)

الساقط لایعود کما ان المعدوم لایعود۔۔۔ ویتفرع علیها مسائل۔۔۔ ومنها لو ابرأ الدائن مدیونه من الدین الذی علیه سقط الدین، ولا تسمع الدعوی به۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (۳۰/۱) المادة: ۵۱، المقالة الثانية، ط: دار الکتب العلمية بیروت)

شامی: (۶۲۲/۵) کتاب الاقرار، فصل فی مسائل شتی، ط: سعید۔

نقصان کی تلافی کی شرط لگانا خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت

''خراب ہونے والی چیز فروخت کرتے وقت شرط لگائی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نقصان کی ذمہ داری شراکت میں

جس طرح کاروبار میں نفع ہوتا ہے اسی طرح کاروبار میں نقصان کا احتمال بھی ہوتا ہے۔ اور اصل سرمایہ ڈوب جانے کو نقصان کہتے ہیں۔ نقصان کی ذمہ داری کے سلسلے میں مندرجہ ذیل امور کا خیال رکھا جائے گا۔

① نقصان ہمیشہ کاروبار میں لگے ہوئے سرمایہ کی نسبت سے تقسیم کیا جائے گا۔ اور ہر شریک اپنے نسبتی حصہ کے نقصان کی ذمہ داری سے نہیں بچ سکتا۔ (۱)

② جس فریق نے کاروبار میں سرمایہ نہیں لگایا، اس کو نقصان برداشت کرنا نہیں ہوگا جیسا کہ مضاربت میں مضارب کو نقصان برداشت کرنا نہیں ہوگا۔ (۲)

---

(۱) الضرر والخسارة التى تحصل بلاتعدو لا تقصر تقسم فى كل حال بنسبة مقدار رؤس الأموال... لحديث: الربح على ماشرطا والوضيعة على قدر المالين۔ (شرح مجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۲) المادة: ۱۳۶۹، الكتاب العاشر فى أنواع الشركات، الباب السادس، الفصل السادس فى شركة العنان، المبحث الأول، ط: مكتبة فاروقيه)

فتح القدير: (۶/ ۱۶۵) كتاب الشركة، فصل: ولا تنعقد الشركة إلا بالدراهم والدنانير، ط: رشيديه جديد۔

حاشية الشلبى على تبين الحقائق: (۳/ ۳۲۰) كتاب الشركة، ط: امداديه ملتان۔

(۲) يعود الضرر والخسارة فى كل حال على رب المال وإذا شرط أن يكون مشتركا بينهما فلا يعتبر ذلك الشرط۔ (شرط المجله لرستم باز: (۲/ ۵۹۳) المادة: ۱۴۲۸، الكتاب العاشر فى أنواع الشركات، الباب السابع فى حق المضاربة، الفصل الثالث فى بيان احكام المضاربة، ط: مكتبة فاروقيه)

يعود الضرر والخسارة فى كل حال على رب المال إذا تجاوز الربح إذ يكون الضرر والخسارة فى هذا الحال جزءا هالكا من المال فلذلك لا يشترط على غير رب المال ولا يلزم به آخر۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳/ ۴۵۹) شرح المادة: ۱۴۲۸، ايضا، ط: دار الجيل)

مجمع الأنهر: (۳/ ۴۵۸) كتاب المضاربة، قبيل فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

مسلسل ہونے والے نقصان کو آئندہ ہونے والے منافع سے آہستہ آہستہ منہا کیا جا سکتا ہے، اور اس طریقے سے نقصان کا ازالہ کیا جا سکتا ہے۔[1]

نقصان کی وصولی ملاوٹ کے بقدر

"ملاوٹ کے بقدر نقصان کی وصولی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۸/۶)

نقلی چیز اصلی ڈیزائن میں فروخت کرنا

بازار میں ایک چیز کمپنی کی اصلی ہوتی ہے، اور دوسری چیز اس کی نقل بکتی ہے، اس طرح گاہک کو دھوکے سے نقلی چیز دے دیتے ہیں، چیز پہ ڈیزائن بالکل اصلی چیز کا ہوتا ہے اور پیکٹ بھی اسی طرح کا بنایا جاتا ہے، لیکن اگر گاہک پڑھا لکھا نہیں ہے تو اسکو دکاندار نقلی چیز دے دیتا ہے، اور وہ دکاندار پر اعتماد کر کے لے جاتا ہے، اور بعض دفعہ نام بھی ایک ہوتا ہے، تو اس طرح نقلی چیز کو اصلی کہہ کے فروخت کرنا دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے اور ایسی آمدنی میں خبث اور بے برکتی ہوتی ہے، (یاد رہے کہ جو دھوکہ کرتا ہے اس کے ساتھ بھی ایک دن دھوکہ ہوتا ہے پھر سنبھلنا مشکل ہوتا ہے، اس وقت افسوس کے علاوہ کچھ بھی باقی نہیں رہتا) اگر گاہک کو معلوم ہو جائے کہ یہ نقلی ہے تو خریدا ہوا مال دکاندار کو واپس کر سکتا ہے اور بیع (سودا) فسخ

---

(۱) وإن قسم الربح وبقيت المضاربة ثم هلک المال أو بعضه ترادا الربح ليأخذ المالک رأس المال وما فضل بينهما۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۵۶/۵) کتاب المضاربة، قبيل فصل في المتفرقات، ط: سعيد)

والأصل أن تقسيم الربح قبل قبض رب المال رأس ماله موقوف إن قبض رأس المال صحت القسمة وإن لم يقبض بطلت۔ وذلک لو بقيت المضاربة بعد تقسيم الربح وتلف مؤخرا كل رأس المال أو بعضه فيرد الربح المأخوذ ويعاد إلى رأس المال ويكمل رأس المال رب المال وإذا زاد شيء عن ذلک فيأخذ رب المال والمضارب على الوجه المشروط۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۴۵۸/۳) شرح المادة: ۱۴۲۷، کتاب الشركة، الباب السابع: حق المضاربة، ط: دار الجيل)

مجمع الأنهر: (۳۵۹/۳) کتاب المضاربة، قبيل فصل، ط: دار الكتب العلمية۔

(ختم) کر سکتا ہے۔[1]

نکاح کافر

''کافر کا نکاح'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۶۷/۵)

نگران مقرر کیا تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بازاروں میں

'' تجارت کی اجازت کے لئے مسائل سے واقف ہونا ضروری ہے''
عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۲)

نگرانی

دکان اور کارخانہ میں فروخت کرنے والی جماعت یا ملازمین کی نگرانی بھی ضروری ہے لیکن اسلام نے نگرانی کا طریقہ غیروں کی طرح کیمرہ وغیرہ نہیں سکھایا، بلکہ اسلام نے نگرانی کا طریقہ یہ سکھایا کہ دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہو اور خود احتسابی کا عمل جاری ہو، تو اس سے دھوکہ، فریب، جھوٹ اور خورد برد سب سے نجات مل

---

(۱) "من غش فلیس منا"... (جامع الترمذی: (۲۴۵/۱)، ابواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔

صحیح مسلم: (۶۵/۱)، کتاب الایمان، باب قول النبی ﷺ: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیہ۔

قال ابن أبی أوفی: الناجش آکل الربوا، خائن، وھو خداع باطل لا یحل، قال النبی ﷺ: الخدیعة فی النار... (صحیح البخاری: (۵۶۹/۱)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش... ط: الطاف اینڈ سنز۔

قال العبد الضعیف:... "من علم بسلعته عیباً لم یجز بیعھا حتی یبینه للمشتری، فان لم یبینه فھو آثم عاص، نص علیه أحمد۔ لما روی حکیم بن حزام عن النبی ﷺ أنه قال: "البیعان بالخیار مالم یتفرقا فان صدقا وبینا بورک لھما وان کذبا وکتما محق برکه بیعھما... قال الموفق۔ وأنه متی علم بالمبیع عیباً لم یکن عالماً به فله الخیار بین الامساک والفسخ... (اعلاء السنن: (۵۸/۱۴)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: ادارة القرآن۔

الدر مع الرد: (۴۷/۵)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

جائے گی۔[۱]

نگینہ والا زیور کا تبادلہ

''زیور جڑاؤ ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۴)

نماز اور کمائی

''حلال کمائی ایک فریضہ ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۱/۳)

نماز کا اہتمام تجارت کے دوران

مسلمان پر متعین اوقات میں نماز ادا کرنا فرض ہے،[۲] کاروبار کے دوران بھی نماز کا وقت آنے کی صورت میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کرنا لازم ہے، کاروباری مصروفیات کی وجہ سے نماز چھوڑنا اور جماعت ترک کرنا درست نہیں بلکہ بہت بڑا گناہ ہے۔[۳]

---

(۱) عن شداد بن أوس عن النبی ﷺ قال: الکیس من دان نفسہ وعمل لما بعد الموت والعاجز من اتبع نفسہ ھواھا وتمنی علی اللہ، ھذا حدیث حسن۔ ومعنی قولہ من دان نفسہ یقول حاسب نفسہ فی الدنیا قبل أن یحاسب یوم القیامة۔ ویروی عمر بن الخطاب قال: حاسبوا أنفسکم قبل أن تحاسبوا وتزینوا للعرض الأکبر وإنما یخف الحساب یوم القیامة علی من حاسب نفسہ فی الدنیا۔ ویروی عن میمون بن مہران قال: لا یکون العبد تقیاً حتی یحاسب نفسہ کما یحاسب شریکہ من این مطعمہ وملبسہ۔ (جامع الترمذی: (۷۲/۲)، أبواب صفة القیامة، باب بلا عنوان، ط: قدیمی)

محاسبة النفس لابن أبی الدنیا: (ص: ۲۲)، ط: دار الکتب العلمیة۔

الفقہ الاقتصادی لعمر بن الخطاب: (ص: ۵۲۲)، الباب الثالث: مراقبة الدولة للاقتصاد، الفصل الأول، المبحث الأول: الحسبة ومراقبة الأسواق، ط: دار الاندلس الخضراء۔

(۲) قال اللہ تعالی: إن الصلاة کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا۔ (سورة النساء: ۱۰۳)

(۳) (وتارکھا عمدا مجانة) أی تکاسلا فاسق (یحبس حتی یصلی) لأنہ یحبس لحق العبد فحق الحق أحق۔ وقیل یضرب حتی یسیل منہ الدم۔ وعند الشافعی یقتل بصلاة واحدة حدا وقیل کفرا (الدر المختار مع الرد: (۳۵۲/۱) کتاب الصلاة، ط: سعید) =

قرآن مجید میں ہے کہ "رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ" (۱) (اللہ تعالیٰ کے نیک بندے وہ ہیں جنہیں تجارت اور خرید وفروخت کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ذکر (نماز) سے غافل نہیں کرتی۔

حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا نے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ قیامت کے دن سب لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا جائے گا۔۔۔ ایک پکارنے والا پکارے گا وہ لوگ کہاں ہیں جنہیں تجارت اور کاروباری لین دین کی مشغولیت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کرتی تھی؟ چنانچہ تھوڑے سے لوگ کھڑے ہوجائیں گے، اللہ تعالیٰ ان کو حساب کتاب کے بغیر جنت میں داخل فرما دیں گے، پھر سارے لوگ کھڑے ہوں گے ان کے ساتھ حساب و کتاب ہوگا (۲) اس لئے مسلمان تاجروں کو چاہیے کہ پہلی جماعت میں شریک ہوکر تمام لوگ ایک ساتھ نماز ادا کریں۔

= (فتسن أو تجب) ثمرته تظهر في الإثم بتركها مرة۔

قوله: بتركها مرة بلا عذر۔ هذا عند العراقيين۔ وعند الخراسانيين إنما يأثم إذا اعتاده (الدر المختار مع الرد: (۱/۵۵۴) كتاب الصلاة، باب الإمامة، مطلب في تكرار الجماعة في المسجد، ط: سعيد۔

حلبی کبیر: (ص: ۵۰۹) فصل في الإمامة، وفيها مباحث، ط: سهيل اکیڈمی۔

(۱) سورة النور آيت: (۳۷)

(۲) عن اسماء بنت يزيد قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم "يجمع الله الناس يوم القيامة في صعيد واحد يسمعهم الداعي وينفذهم البصر فيقوم منادى... فينادى أين الذين كانوا لا تلهيهم تجارة ولا بيع عن ذكر الله؟ فيقومون وهم قليل فيدخلون الجنة بغير حساب ثم يقوم سائر الناس فيحاسبون۔ (تفسير الدر المنثور (۶/۲۰۸) سورة النور آيت: ۳۷، ط: دار الفكر)

كنز العمال: (۱۵/۸۵۳) رقم الحديث: ۴۳۳۹۲، الكتاب الخامس من حروف الميم في المواعظ والحكم من قسم الأحوال، الفصل الثالث من الثلاثيات، ط: مؤسسة الرسالة۔

شعب الايمان للبيهقي: (۱/ ۴۵۳، ۴۵۴) رقم الحديث: ۶۹۳، العاشر من شعب الايمان: وهو باب في محبة الله عز وجل، فصل في ذكر اثار و اخبار وردت في ذكر الله عز وجل، ط: دار الكتب العلمية۔

نمائش میں سٹال لگانے کے لئے زیادہ آمدورفت والی جگہ کا انتخاب

''زیادہ آمدورفت والی جگہ کا انتخاب کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۲/۴)

نمبر اول کا مال چاہیے

''ایک نمبر کا مال چاہیے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۷/۱)

نمبر خریدنا

موجودہ دور میں پیسوں کے عوض نمبر خریدے جاتے ہیں، اور نمبروں کا ٹوکن ملتا ہے اس کے بعد مقررہ وقت پر قرعہ اندازی کی جاتی ہے، اور جاری کئے گئے نمبروں میں سے ایک دو تین یا اس سے کچھ زیادہ خاص نمبر نکالے جاتے ہیں اور درجے کے حساب سے ان کو انعام دیا جاتا ہے اور باقی لوگوں کو کچھ نہیں ملتا، اور پیسے بھی ڈوب جاتے ہیں، یہ سراسر جوا ہے، شیطانی کام ہے، اس سے بچنا تمام مسلمانوں پر فرض ہے کاروبار بھی ناجائز اور آمدنی حرام ہے۔[1]

---

(۱) یا ایھا الذین امنوا إنما الخمر والمیسر والأنصاب والأزلام رجس من عمل الشیطان فاجتنبوہ لعلکم تفلحون (المائدۃ: ۹۰)

عن عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی علیہ وسلم: إن اللہ حرم علی أمتی الخمر و المیسر۔ (مسند احمد بن حنبل: (۱۴۴/۱۱) رقم الحدیث: ۶۵۶۴، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند عبد اللہ بن عمرو بن العاص، ط: مؤسسۃ الرسالۃ)

القمار کلہ من المیسر۔۔۔ وھو السھام التی یجیلونھا فمن خرج سھمہ استحق منہ ما توجبہ علامۃ السھم۔۔۔ وحقیقتہ تملیک المال علی المخاطرۃ، وھو أصل فی بطلان عقود التملیکات الواقعۃ علی الأخطار۔ (أحکام القرآن للجصاص: (۴۶۵/۲) المائدۃ: ۹۰، ط: دار الکتب العربی)

وسمی القمار قمارا؛ لأن کل واحد من المقامرین ممن یجوز أن یذھب مالہ إلی صاحبہ ویجوز أن یستفید مال صاحبہ وھو حرام بالنص۔ (شامی: (۴۰۳/۶) کتاب الحظر والاباحۃ، فصل فی البیع، ط: سعید)

عن عباس قال: ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال: ان اللہ إذا حرم شیئا حرم ثمنہ۔ (إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) کتاب البیوع، باب حرمۃ بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام، ط: ادارۃ القرآن)

نمک لگائے ہوئے چمڑے کی خرید و فروخت

جس جانور کو شرعی طریقے سے ذبح کیا گیا ہے اس کے چمڑے کی خرید و فروخت دباغت سے پہلے اور دباغت کے بعد ہر حالت میں جائز ہے، البتہ مردار جانور کی کھال دباغت سے پہلے بیچنا اور خریدنا جائز نہیں ہے، اور چمڑے پر نمک لگانے سے دباغت ہو جاتی ہے اس لئے مردار جانور کی کھال پر نمک لگانے کے بعد بیچنا اور خریدنا جائز ہے۔ (1)

نمونوں کے ہدیے

مختلف ادارے اپنی مصنوعات کے لئے نمونے خریداروں کو ہدیے کے طور پر دیتے ہیں تاکہ خریدار لوگ ادارے کی مصنوعات کے فوائد، خصوصیات، اور ان مصنوعات کے استعمال کے طریقے پہچان لیں، اب اس کی دو صورتیں ہیں۔

① ہدیہ لینے والا اس چیز کا خود خریدار ہو اور اس کا مقصد یہ ہو کہ خریدار چیز کو خریدنے سے پہلے اچھی طرح دیکھ لے، پھر اس سے مطمئن ہو کر اس کا سودا کرلے تو یہ ھبہ ہے، لینا اور دینا دونوں جائز ہے، البتہ ادارے کے لئے ضروری ہے کہ ساری

---

(۱) (وجلد ميتة قبل الدبغ لو بالعرض ولو بالثمن فباطل... (وبعده) الدبغ (يباع) إلا جلد انسان وخنزير وحية... (الدر مع الرد: (۵/۷۳)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔

الهندية: (۳/۱۱۵) كتاب البيوع، الباب التاسع فيما يجوز بيعه ومالا يجوز الفصل الرابع: في بيع الحيوانات، ط: رشيديه۔

استمتعوا بجلود الميتة اذهي دبغت ترابا كان او رمادا او ملحا أو ما كانّ بعدان يزيل صلاحه۔ (فتح القدير: (۱/۹۵)، كتاب الطهارة، باب الماء الذى يجوز به الوضوء ومالا يجوز، قبيل فصل: في البئر، ط: دار الفكر / رشيديه۔

ثم الدباغ هو ما يمتنع عود الفساد إلى الجلد عند حصول الماء فيه، والدباغ على ضربين حقيقى و حكمى، فالحقيقى: هو أن يدبغ بشيئ له قيمه كالشب والقرظ والعفص، وقشور الرمان، ولحى الشجر والملح وما اشبه ذلك۔ (البحر الرائق: (۱/۱۷۹)، كتاب الطهارة، ط: رشيديه۔

مصنوعات ان نمونوں کے معیار کے مطابق ہوں، ایسا نہ ہو کہ نمونے اعلیٰ معیار کے ہوں اور باقی مصنوعات گھٹیا معیار کی ہوں، ورنہ دھوکہ اور جھوٹ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

ہدیہ لینے والا خود خریدار نہیں ہے، بلکہ وہ دوسرے کو خریدنے میں رہنمائی یا مدد کرنے والا ہو، جیسے ڈاکٹر مریضوں کو دواؤں کے بارے میں رہنمائی کرتا ہے، اور ان کو ان کے مرض کے لحاظ سے دوائی لکھ کر دیتا ہے، تو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر یا معالج نمونہ جاتی ہدیہ لینے سے احسان مند ہو کر ہدیہ کرنے والے ادارے کی ہی دوائی مریضوں کے لئے تجویز کرے جبکہ اس ادارے کی دواؤں سے دوسرے

---

(۱) کان رسول اللہ ﷺ یقبل الهدية ويثيب عليها۔ (صحيح البخاري: (۱/۳۵۲)، كتاب الهبة... باب المكافأة في الهبة، ط: قديمي۔

أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس۔ (الهندية: (۵/۳۴۲)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر: في الهدايا والضافات، ط: رشيديه۔

البزازية على هامش الهندية: (۶/۳۶۰)، كتاب الكراهية، الفصل الرابع: في الهدية والميراث، ط: رشيديه۔

"من غش فليس منا"... (جامع الترمذي: (۱/۲۴۵)، ابواب البيوع، باب ماجاء في كراهية الغش في البيوع، ط: قديمي۔

صحيح مسلم: (۱/۹۵)، كتاب الايمان، باب قول النبي ﷺ: من غشنا فليس منا، ط: رحمانيه۔

قال ابن أبي أوفى: الناجش آكل الربوا، خائن، وهو خداع باطل لا يحل، قال النبي ﷺ: الخديعة في النار... (صحيح البخاري: (۱/۵۶۹)، رقم الحديث: ۲۱۴۲، كتاب البيوع، باب النجش... ط: الطاف اينڈ سنز۔

قال العبد الضعيف:... "من علم بسلعته عيباً لم يجز بيعها حتى يبينه للمشتري، فان لم يبينه فهو آثم عاص، نص عليه أحمد۔ لما روى حكيم بن حزام عن النبي ﷺ أنه قال: "البيعان بالخيار مالم يتفرقا فان صدقا وبينا بورك لهما وان كذبا وكتما محق بركة بيعهما... قال الموفق۔ وأنه متى علم بالمبيع عيباً لم يكن عالماً به فله الخيار بين الامساك والفسخ... (اعلاء السنن: (۱۴/۵۸)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: ادارة القرآن۔

الدر مع الرد: (۵/۴۷)، كتاب البيوع، باب خيار العيب، ط: سعيد۔

ادارے کی دوائیں زیادہ معیاری یا کم قیمت کی ہیں، اور ان کو نظر انداز کر کے ہدیہ دینے والے ادارے کی دوائی لکھ کر دیتا ہے تو اس قسم کا ہدیہ لینا جائز نہیں ہوگا کیونکہ اس سے مریضوں کا نقصان ہے اور نقصان پہنچانا جائز نہیں ہے۔

اور اگر ہدیہ دینے والے اداروں کی دوائی معیاری اور ضرورت ہونے کی بنا پر مریضوں کو لکھ کر دیتا ہے بلا ضرورت نہیں تو اس صورت میں نمونہ جاتی ہدیہ لینا جائز ہوگا۔[1]

نمونہ دکھا کے بیع کرنا مال کے بغیر

بعض کاروباری لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے پاس مال موجود نہیں ہوتا، وہ اپنے پاس مال کا نمونہ (سیمپل) رکھتے ہیں، گاہک کو سیمپل دکھا کر سودا کر لیتے ہیں، اور معاملہ طے ہونے کے بعد دوسرے دکاندار یا مل والے سے مال خرید کر مہیا کرتے ہیں۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ جو مال اپنے پاس موجود نہ ہو صرف اس کا سیمپل دکھا کر سودا کرنا جائز نہیں ہے، شرعاً یہ بیع منعقد نہیں ہوگی، کیونکہ ایسی چیز کا بیچنا جو اپنی ملکیت میں نہ ہو شرعاً جائز نہیں ہوتا، البتہ اس کی جائز صورت یہ ہے کہ دکاندار یا کاروباری حضرات گاہک سے نمونہ دکھا کر مال کا آرڈر لے لے، اور یہ بیع کا وعدہ

---

(۱) "ملعون من ضار مؤمناً أو مكر به رواه الترمذی: (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۲۸)، كتاب البيوع، باب ما ينهى عنه من التهاجر... ط: قديمی۔

والأظهر أن الضرر يشمل البدنى والمالى، والدينوى والأخروى۔ (مرقاة المفاتيح: (۸/۴۷۷)، تحت رقم الحديث: ۵۰۳۲، باب ما ينهى عنه من التهاجر، ط: رشيديه۔

وما كان سببا المحظور فهو محظور... وكل ما أدى إلى ما لا يجوز لا يجوز... (الدر مع الرد: (۶/۳۵۰، ۳۶۰)، كتاب الحظر والإباحة، وفصل: فی اللبس، ط: سعيد۔

شرح المجلة للاتاسی: (۱/۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۴، ۳۵، القواعد، ط: رشيديه۔

ہوگا، بیع نہیں ہوگی، اور اس بیع پر احکام بھی جاری نہیں ہوں گے۔

مثلا دکاندار گاہک سے یوں کہے کہ اس نمونہ کے مال کا آرڈر مجھے دے دو، میں اسے مہیا کر کے آپ کو دے دوں گا۔

اور اگر گاہک اس آرڈر پر مال کی قیمت کی رقم پہلے ادا کرے تو اس کے بارے میں صراحت کردیں کہ یہ امانت ہے یا قرض ہے، اور بیع (سودا) اس وقت ہوگی جس وقت مال وصول ہوگا، یا جس وقت آرڈر لیا جائے اس وقت بالکل پیسے نہ لیں، بلکہ مال دلانے کے بعد قیمت وصول کریں، ان دونوں صورتوں میں نمونہ دکھا کر معاملہ کرنا جائز ہوگا۔[1]

نمونہ دکھا کر خرید وفروخت کرنا

موجودہ دور میں کارخانوں میں جو اشیاء بنائی جاتی ہیں وہ کمپیوٹرائز نظام کے مطابق مشین سے بنائی جاتی ہیں، یا بنے ہوئے فریم یا ڈائی پر بنتی ہیں، اس لئے ان کی مصنوعات کو فروخت کرتے ہوئے نمونہ دکھانے پر اکتفاء کر دیا جاتا ہے، اور خریدار اسی کو دیکھ کر سامان کا آرڈر دیتا ہے، تو اگر تمام مال نمونہ کے مطابق ہے تو خریدار کے لئے معاملہ ختم کر کے مال واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر سامان نمونہ کے مطابق

---

(۱) عن حکیم بن حزام قال: نھانی رسول اللہ ﷺ أن ابیع مالیس عندی رواہ الترمذی فی روایۃ لہ ولأبی داؤد والنسائی، قال: قلت یا رسول اللہ! یأتینی الرجل فیرید منی البیع ولیس عندی فابتاع لہ من السوق، قال: لا تبع مالیس عندک۔ (مشکوۃ المصابیح: (ص:۲۴۸)، کتاب البیوع، باب المنھی عنھا من البیوع، ط: قدیمی۔

ان البیع انما ینعقد بصیغۃ تدل علی إنشاء العقد فی الحال، ولذلک لا ینعقد البیع بصیغۃ تتمحض للاستقبال، مثل قولنا "سوف ابیعک کذا" او سوف اشتری منک کذا" وانما تنبئ ھذہ الصیغۃ عن الوعد بانجاز البیع فی المستقبل، ولیس بیعاً... (فقہ البیوع: (۱/۷۷)، المبحث الأول، حکم الوعد أو المواعدۃ فی البیع، ط: معارف القرآن۔

درر الحکام إلی مجلۃ الاحکام: (۱/۱۳۰)، المادۃ: ۱۷۱، البیوع، الباب الأول، الفصل الأول: فیما یتعلق برکن البیع، ط: دار عالم الکتب / سلطانیہ کوئٹہ۔

نہیں بلکہ اس سے کمتر درجہ کا ہے تو عیب کی بنا پر واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

نمونہ سے گھٹیا نکلا

نمونہ دیکھ کر چیز خریدنے کے بعد، اگر چیز نمونہ سے گھٹیا اور کم درجہ کی نکلی، تو خریدار کو واپس کرنے کا اختیار ہوگا، چیز میں اس کے نمونہ سے کمی اگر تاجروں کے عرف کے مطابق عیب کے درجہ میں ہے، تو خریدار کو خیار عیب حاصل ہوگا، اور خریدار کی وفات سے یہ اختیار ختم نہیں ہوگا، اور اگر وہ کمی عیب کے درجہ میں نہیں ہے تو صرف خیار رؤیت حاصل ہوگا،، اور خریدار کی وفات کی صورت میں یہ اختیار ختم ہو کر سودا پکا ہو جائے گا۔ (۲)

---

(۱) فإن كان لاتتفاوت آحادها كالمكيل والموزون، وعلامته ان يعرض بالنموذج يكتفي برؤية واحد منها الا إذا كان الباقي أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار۔ (الهداية: (۳/۳۹)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه۔

المحيط البرهاني: (۶/۵۳۸، ۵۳۹)، كتاب البيع، الفصل الثالث عشر: في خيار الرؤية، ط: دار الكتب العلميه۔

مجلة الأحكام العدلية (۱/ ۶۵)، المادة: ۳۲۴، ۳۲۵، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الخامس: في حق خيار الرؤية، ط: نور محمد كتبخانه كراچی۔

(۲) العيب هو ما ينقص ثمن المبيع عند التجار وأرباب الخبرة۔ ولو يسيراً۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۲۹۴)، المادة: ۳۳۸، البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: رشيديه۔

وهو أي خيار العيب يثبت بلا شرط... ويورث ويثبت في البيع... (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۲۸۹)، أيضاً، ط: رشيديه۔

وخيار الرؤية لا ينتقل إلى الوارث فإذا مات المشتري قبل أن يرى المبيع لزم البيع ولا خيار لوارثه (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۲۷۰)، المادة: ۳۲۱، البيوع، الباب السادس، الفصل الخامس: في بيان خيار الرؤية، ط: رشيديه۔

فإن كان لاتتفاوت آحادها كالمكيل والموزون، وعلامته ان يعرض بالنموذج يكتفي برؤية واحد منها الا إذا كان الباقي أردأ مما رأى فحينئذ يكون له الخيار۔ (الهداية: (۳/۳۹)، كتاب البيوع، باب خيار الرؤية، ط: رحمانيه۔=

نمونہ کی دوا فروخت کرنا

دوا ساز کمپنی کی طرف سے جو دوا ڈاکٹروں کو نمونہ اور سیمپل کے طور پر ملتی ہے تا کہ مریضوں کو مفت دیں، اور فروخت نہ کریں، جیسا کہ ان دواؤں پر جملہ لکھا ہوتا ہے کہ ''فروخت کے لئے نہیں'' تو ڈاکٹروں کے لئے سیمپل یا دوائیں کمپنی سے لے کر فروخت کرنا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے، ساتھ ساتھ یہ دھوکہ اور خیانت بھی ہے، اس لئے ڈاکٹر حضرات ایسی دوائیں فروخت کرنے سے بچیں ورنہ آخرت میں سخت پکڑ ہوگی اور وہاں نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہوگا۔ (۱)

نمونہ کے مطابق مال نہیں بنایا

اگر کسی شخص نے کسی کمپنی یا کاریگر کو مال بنانے کا آرڈر دیا، اور اس نے وہ مال نمونہ کے مطابق نہیں بنایا تو واپس کرنا درست ہے، ہاں اگر نمونہ کے مطابق بنایا تو

= المحیط البرهانی: (۶/ ۵۳۸، ۵۳۹)، کتاب البیع، الفصل الثالث عشر: فی خیار الرؤیة، ط: دار الکتب العلمیه۔

مجلة الأحکام العدلیة (۱/ ۶۵)، المادة: ۳۲۴، ۳۲۵، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل الخامس: فی حق خیار الرؤیة، ط: نور محمد کتبخانه کراچی۔

(۱) وشرط المعقود علیه ستة کونه موجوداً مالاً متقوماً مملوکاً فی نفسه وکون الملک للبائع فیما یبیعه لنفسه... فلم ینعقد بیع المعدوم وماله خطر العدم... ولا بیع مالیس مملوکاً له۔ (شامی: (۴/ ۵۰۵)، کتاب البیوع، مطلب شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید)

هذا إذا اعطاه علی وجه القضاء لدینه وإن دفع إلیه علی وجه الرسالة، لا یطیب له الربح بالإتفاق لأنه لا یملکه، ویتعلق العقد بعینه لتعینه فتکون الحرمة فیه حقیقة کالمغصوب المتعین إذا ربح فیه۔ (تبیین الحقائق: (۴/ ۱۶۲)، کتاب الکفالة، فصل: ولو اعطی المطلوب الکفیل... ط: امدادیه/ المطبعة الکبری الأمیریه مصر۔

فتح القدیر: (۶/ ۴۳۴)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل: فی أحکامه، ط: رشیدیه۔

عنایة علی هامش الفتح: (۶/ ۴۳۴، ۴۳۵)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، فصل فی أحکامه، ط: رشیدیه۔

واپس کرنا درست نہیں ہے۔

واضح رہے کہ آرڈر دے کر مال بنوانے کو شریعت کی اصطلاح میں استصناع کہا جاتا ہے اور عقد استصناع میں جب نمونہ کے مطابق مال نہ بنایا گیا ہو تو واپس کرنا درست ہوتا ہے، ہاں اگر نمونے کے مطابق بنایا ہو تو پھر واپس نہیں کرسکتا۔ (۱)

نمونہ لے کر آرڈر پر مال تیار کرنا

کسی کمپنی وغیرہ سے نمونہ لے کر کسی گاہک کو وہ نمونہ دکھا کر مال تیار کر کے دینے کا جن چیزوں میں عام رواج ہے، انہیں کسی کارخانے والے سے نمونہ کے طور پر لے کر آرڈر لینا اور معینہ مدت میں مال تیار کر کے دینا جائز ہے، اس طرح خرید وفروخت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، جبکہ اس کی قیمت وغیرہ بھی عقد کے وقت طے ہو جائے۔ (۲)

---

(۱) اذا العقد الاستصناع فليس لأحد العاقدين الرجوع ، وإذا لم يكن المصنوع على الأوصاف المطلوبة المبينة كان المستصنع مخيرًا۔ (شرح المجلة لمحمد خالد الاتاسي: (۲/۴۰۶) المادة: ۳۹۲، البيوع: الباب السابع في بيان البيع واحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: رشيديه۔

قال: كان المستصنع مخيراً لفوات الوصف المرغوب فيه۔ (شرح المجلة لسليم رستم باز: (۱/ ۱۷۶)، المادة: ۳۹۲، البيوع، الباب السابع: في بيان البيع واحكامه، الفصل الرابع: في الاستصناع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

وذهب أبو يوسف رحمه الله إلى أنه إن تم صنعه ، و كان مطابقا للاوصاف المتفق عليها ، يكون عقدا لازما، واما ان كان غير مطابق لها فهو غير لازم عند الجميع لثبوت خيار فوات الوصف... (الموسوعة الفقهية: (۳/۳۲۹) حرف الالف، استصناع، الآثار العامة للاستصناع، ط: وزارة الاوقاف والشؤن الاسلامية كويت۔

(۲) إذا قال شخص لأحد من أهل الصنائع اصنع لي الشئ الفلاني بكذا قرشا وقبل الصانع ذلك، انعقد البيع استحسانا۔ (شرح المجلة للاتاسي: (۲/۴۰۰)، المادة: ۳۸۸، البيوع، الباب السابع: في البيع واحكامه، الفصل الرابع: في بيان الاستصناع، ط: رشيديه۔

كل شئ تعومل استصناعه يصح فيه الاستصناع على الإطلاق (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۷۵) المادة: ۳۸۸، ايضا، ط: فاروقيه كوئٹه)

الدر مع الرد: (۵/۲۲۳)، كتاب البيوع، باب السلم، مطلب في الاستصناع، ط: سعيد۔

ننانوے سال کے پٹہ پر زمین خریدنا

کے ڈی اے (کراچی کی جائیداد فروخت کرنے کے سرکاری ادارہ) کو حکومت نے متعین شرائط پر عوام کو زمین دینے کے اختیارات دیئے ہیں، کے ڈی اے کا محکمہ اگر چہ زمینوں کا مالک نہیں ہے، لیکن چونکہ گورنمنٹ کی جانب سے اختیارات دیئے گئے ہیں اس لئے اس سے زمین حاصل کرنا درست ہے۔

ننانوے سال کی لیز پر جو زمینیں دی جاتی ہیں یہ طریقہ کار خرید و فروخت کے اصولوں پر نہیں ہے، بلکہ اجارہ کی صورت ہے۔

جس کا طریقہ یہ ہے کہ حکومت کے دیئے ہوئے اختیارات سے کے ڈی اے ننانوے سال کے لئے پلاٹ دیتا ہے، اور اچھی خاصی مقدار میں اس کے کرایہ کی رقم پیشگی لیتا ہے، اور کچھ فی گز مربع کے حساب سے سالانہ وصول کرتا ہے، اور ساتھ ہی یہ اختیارات بھی دیتا ہے کہ جس شخص نے پلاٹ حاصل کیا ہے وہ دوسرے شخص کو اپنی مرضی کے مطابق یہ پلاٹ وغیرہ دے سکتا ہے، اور ہدیہ اور وقف بھی کر سکتا ہے، لیکن وہ دوسرا خریدار بھی اسی ننانوے سال کی مدت پوری ہونے تک کرایہ دار رہے گا، اور جو شرائط سب سے پہلے پلاٹ حاصل کرنے والے پر عائد ہوتی تھیں، وہی شرطیں دوسرے اور تیسرے آدمی پر بھی عائد ہوں گی۔

بہر حال کے ڈی اے سے اس طرح زمین حاصل کرنا جائز ہے، اور حاصل کرنے کے بعد دوسرے لوگوں کو زمین فروخت کرنا بھی درست ہے، خواہ اسی قدر رقم وصول کرے جو خود ادا کی تھی، یا اس سے کم و بیش کر کے لے لے، اپنی مرضی کے مطابق جتنے دام چاہے وصول کر سکتا ہے۔

اور پہلی مرتبہ زمین حاصل کرنے والے سے، زمین حاصل کرنے والا دوسرا شخص بھی لیز کی شرائط کے مطابق پورے پورے تصرف کا مالک ہوگا، اور اس زمین کو

جس طرح چاہے آگے فروخت کر سکے گا۔ (۱)

نوٹ

''نوٹ''، محض ایک اصطلاحی ثمن ہے، جو قوت خرید کی نمائندگی کرتا ہے اور بس۔ (۲)

نوٹ پرانا ہے

پھٹے پرانے نوٹ کو کم یا زیادہ قیمت پر خرید وفروخت کرنا جائز نہیں ہے ہاں پھٹے پرانے نوٹ کو نوٹ کے علاوہ کسی اور چیز یا کسی اور کرنسی کے عوض جس طرح چاہے خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (۳)

نوٹ پھٹا ہوا ہے

''نوٹ پرانا ہے''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۸/۶)

---

(۱) الإجارة عقد يرد على المنافع بعوض... ولا يصح حتى تكون المنافع معلومة والأجرة معلومة... والمنافع تارة تصير معلومة بالمدة كاستجار الدور للسكنى والارضين للذارعة، فيصح العقد على مدة معلومة أى مدة كانت... (الهداية: (۲۹۶/۳)، كتاب الاجارات، ط: رحمانيه

وإذا استأجر داراً وقبضها ثم آجرها فانه يجوز... (الهندية: (۴۲۵/۴)، كتاب الإجارة، الباب السابع فى إجارة المستأجر، ط: رشيديه۔

درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۱/۱/۶۷۱)، المادة: ۵۸۶، كتاب الاجارة، الباب السابع، الفصل الثانى: فى تصرف العاقدين فى المأجور... ط: دار عالم الكتب /سلطانيه

(يجوز استئجار دار أو حانوت بدون بيان من يسكنها) ولا بيان ما يعمل فيها فللمستاجر أن يسكنها بنفسه أو يسكنها غيره باجارة أو إعارة ونحوهما۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۲۲۵/۱)، رقم المادة: ۵۲۲، الكتاب الثانى فى الاجارة، الباب السادس فى أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الأول فى مسائل تتعلق بإجارة العقار، ط: مكتبه فاروقيه۔

(۲) جدید فقہی مسائل: ۱۵/۴، نوٹ کی شرعی حیثیت، ط: زمزم پبلشرز۔

(۳) فالصحيح الراجح فى زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها، ولا يجوز التفاضل فيها۔ (بحوث فى قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۴) ط: دار العلوم كراچى)

مزید تخریج کے لئے ''ڈالر کی بیع کمی زیادتی کے ساتھ'' عنوان کے تحت حاشیہ دیکھیں۔

نوٹ کب ایجاد ہوئے

مشہور ہے کہ چین والوں نے ۶۵۰ ء سے ۸۰۰ ء کے درمیان کاغذ ڈرافٹ بنانے شروع کئے تھے انہی ڈرافٹ نے آگے چل کر کرنسی نوٹوں کی ایجاد کا تصور دیا، اور یہ بھی مشہور ہے کہ سب سے پہلی کرنسی نوٹ ۹۱۰ ء میں چین میں ایجاد ہوئے۔ (۱)

مشہور مؤرخ ابن مقریزی رحمہ اللہ جب بغداد گئے تھے تو انہوں نے بھی وہاں چین کے نوٹوں کا مشاہدہ کیا تھا۔ (الموسوعة الفقيهة: (۴۱/ ۱۷۶، ۱۷۸)، مادہ: نقود) چین کے بعد جاپان میں چودھویں صدی عیسویں میں کرنسی نوٹ جاری ہوئے۔ یورپ میں سب سے پہلے باقاعدہ نوٹ ۱۶۶۱ء کو سٹاک ہام میں بینک آف سوئڈن نے جاری کیا، انگلینڈ نے ۱۶۹۵ ء میں کرنسی نوٹ جاری کئے۔ ہندوستان میں پہلا نوٹ ۵ جنوری ۱۸۲۵ ء کو بینک آف کلکتہ نے جاری کیا جس کی مالیت دس روپے تھی، آزادی کے بعد پاکستان میں کرنسی نوٹ یکم اکتوبر ۱۹۴۸ء کو جاری کئے گئے۔ (۱)

نوٹ کی بیع ریزگاری کے ساتھ

نوٹ کی بیع ریزگاری کے ساتھ یا نوٹ کی بیع نوٹ کے ساتھ کمی بیشی کے ساتھ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ سود ہے۔ (۲)

---

(۱) الاوراق النقدية في الاقتصاد الاسلامي قيمتها واحكامها (ص ۱۱۵)۔

(۲) ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالى والغطارفة؛ لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه، ينفتح باب الربا، (الهداية۔ (۳/ ۱۱۰) كتاب الصرف، ط: مكتبه شركت علميه ملتان/ رشيديه)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة (۱/ ۱۶۳) احكام الاوراق النقدية، ط: مكتبه دار العلوم كراچی۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: أنه لايجوز أيضا ... والذي يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ في زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة =

نوٹ مستقل کرنسی ہے

(۴۰۰) نوٹ مستقل کرنسی ہے اور سونے چاندی کی طرح ان میں بھی سود کے احکام جاری ہونگے، ربا، سود اور تلف کرنے کی صورت میں، ضمان کے مسائل میں ان پر مکمل طور پر سونے چاندی کے احکام جاری ہوں گے۔ (۱)

نوے فیصد عافیت تجارت میں ہیں

''عافیت کے نوے حصے تجارت میں ہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۸/۴)

=أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها في كل شيئ فلو أبيح التفاضل فيها ولو بتعينها، لا نفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب و دب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۵۸۸) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم كراچی)

وصح بيع الفلس المعين بفلسين معينين عندهما، وقال محمد: لايجوز؛ لأنّ الفلوس الرائجة اثمان وهو لايتعين، ولذا لاتتعين الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها كالنقدين۔ (البحر الرائق: (۶/ ۲۱۹) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

فالصحيح الراجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولا يجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۳) احكام الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچی)

(۱) وباستعراضنا لآراء العلماء في النقود الورقية ووجهة نظر كل منها ومناقشتها، فقد ترجح قول القائل: بأن الاوراق النقدية هي عملة نقدية مستقلة ويجري فيها الربا كما يجري في النقدين وينطبق عليها حكمهما سواء بسواء في الربا، وفي وجوب الزكاة وفي ضمانها بالاتلاف۔ (الربا والمعاملات المصرفية في النظر الشرعية الاسلامية (ص: ۳۳۹) الباب الثالث: المعاملات المصرفية ورأى الاسلام فيها، الفصل الثاني: النقود الورقية وهل يجري عليها أحكام الصرف، ط: دار العاصمة)

نئی مرچ میں پرانی مرچ ملا کر بیچنا

کریانہ کے بعض دکاندار نئی پسی ہوئی مرچ میں پرانی پسی ہوئی مرچ ملا کر فروخت کرتے ہیں، اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ اگر دکاندار اپنے خریداروں کو بتادیں کہ یہ ملاوٹ والی مرچ ہے تو دکاندار کے لئے ایسی ملاوٹ والی مرچ فروخت کرنا جائز ہوگا۔ اور اگر گاہکوں کو ملاوٹ کے بارے میں نہیں بتائے تو دھوکہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہوگا، اور یہ سخت گناہ اور حرام بھی ہوگا۔ اس لئے دکاندار پر لازم ہے کہ ملاوٹ والی اشیاء فروخت کرنے سے پہلے گاہک کو بتادے کہ اس میں ملاوٹ ہے۔ اور اگر دکاندار اپنی پسوائی ہوئی خالص مرچ کو مارکیٹ والی پرانی مرچ میں ملا کر ملاوٹ والی مرچ کی نرخ پر فروخت کرنا چاہے، اور گاہک کے سامنے بات واضح ہو تو دھوکہ نہ ہونے کی وجہ سے بیع جائز ہوگی۔ (۱)

نئے نوٹ دے کر زیادہ رقم وصول کرنا

ایک ملک کی کرنسی میں نئے نوٹ دے کر دوسرے فریق سے زیادہ قیمت کے پرانے نوٹ حاصل کرنا جائز نہیں سود ہے۔

البتہ یہ صورت ہوسکتی ہے کہ جس آدمی کو بینک سے پرانے نوٹ دے کر نئے نوٹ لینے کے لئے بھیجا جائے اس کی محنت کی اجرت متعین کرلی جائے، جب وہ نئے لے کر آئے تو متعین اجرت اس کو دے دی جائے، اور اگر پہلے سے اس کے پاس نئے

---

(۱) عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مرّ علی صبرۃ من طعام فادخل یدہ فیہا فنالت أصابعه بللاً، فقال: یا صاحب الطعام ماھذا؟! قال أصابته السماء یا رسول اللہ! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتی یراہ الناس، ثم قال: من غش فلیس منا... (جامع الترمذی (۱/ ۲۴۵)، أبواب البیوع، باب ماجاء فی کراھیة الغش فی البیوع، ط: قدیمی۔)

صحیح مسلم: (۱/ ۹۵)، کتاب الأیمان، باب قول النبی صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، ط: رحمانیة۔

مشکوۃ المصابیح: (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنھی عنھا من البیوع، ط: قدیمی۔

نوٹ موجود ہیں تو اس صورت میں تبادلہ کی صورت میں کمی بیشی جائز نہیں ہوگی۔ (1)

(۴۰۲) نیا اور پرانا زیور دونوں برابر ہیں مزدوری لینا کیسا ہے

نیا اور پرانا زیور دونوں ہی دس دس تولے کے ہوں، نگینے کے بغیر سادے ہوں، پرانے زیور میں خالص سونا نو تولے ہو، جبکہ نئے زیور میں خالص سونا آٹھ تولے ہو، چالیس ہزار فی تولہ کے حساب سے پرانا زیور تین لاکھ ساٹھ ہزار روپے کا ہو، اور نیا زیور تین لاکھ بیس ہزار روپے کا ہو، اور نئے زیور کی مزدوری مثلاً سولہ ہزار روپے ہو تو نیا زیور کل تین لاکھ چھتیس ہزار روپے کا بنا، اور دکاندار اپنے دس تولے کا نیا زیور دے کر گاہک سے دس تولے کا پرانا زیور اور مزید سولہ ہزار روپے مزدوری کے لیتا ہے، تو یہ جائز نہیں ہوگا، کیونکہ جب سونے کا سونے سے یا چاندی کا چاندی سے

---

(۱) ولمشايخنا لم يفتوا بجواز ذلك في العدالي والعطارفة، لأنها أعز الأموال في ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه، يفتح باب الربا، (الهداية۔ (۳/۱۱۰) كتاب الصرف، ط: مكتبه شركت علميه ملتان/رشيديه)

بحوث في قضايا فقهية معاصرة (۱/۱۶۴) أحكام الاوراق النقدية، ط: مكتبه دار العلوم كراچي۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: أنه لايجوز أيضا ... والذي يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول محمد رحمه الله تعالى أولى بالأخذ في زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها في كل شيئ فلو أبيح التفاضل فيها ولو بتعينها، لا نفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب ودب، فينبغي أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۵۸۸) كتاب المساقاة والمزارعة، باب الربا، ط: دار العلوم كراچي)

وصح بيع الفلس المعين بفلسين معينين عندهما، وقال محمد: لايجوز؛ لأن الفلوس الرائجة اثمان وهو لايتعين، ولذا لاتتعين الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها كالنقدين۔ (البحر الرائق: (۶/ ۲۱۹) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه)

فالصحيح الراجح في زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولايجوز التفاضل فيها۔ (بحوث في قضايا فقهية معاصرة: (ص: ۱۶۴) احكام الأوراق النقدية، ط: دار العلوم كراچي)

تجوز إجارة الأدمي للخدمة أو لاجراء صنعة ببيان مدة أو بتعيين العمل بصورة أخرى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۳۹) رقم المادة: ۵۶۲، الكتاب الثاني في الإجارة، الباب السادس في أنواع المأجور وأحكامه، الفصل الرابع في إجارة الأدمي، ط: مكتبة فاروقية۔)

تبادلہ کیا جائے تو مقدار میں برابری کرنا واجب ہے اگر چہ ایک طرف کا سونا چاندی خالص ہو اور دوسری طرف کے سونے چاندی میں کھوٹ ملا ہو، اس لئے دکاندار جو مزید سولہ ہزار روپے لے گا وہ سود بنے گا۔ (۱)

نیارا کی خرید و فروخت

زیورات بنانے والے لوگ جہاں زیورات بناتے ہیں وہاں سونا چاندی کے باریک ذرات مٹی میں گرتے ہیں ایسی مٹی کو اردو زبان میں نیارا اور عربی زبان میں **تراب الصاغة** (زیورات بنانے والے مٹی) کہا جاتا ہے، اس مٹی کی باقاعدہ خرید و فروخت ہوتی ہے اس کے ذرات کو جمع کر کے سونا اور چاندی حاصل کی جاتی ہے، یہ مٹی خود قیمتی نہیں ہے البتہ سونے چاندی کے ذرات کی وجہ سے وہ قیمتی ہوتی ہے۔ ان مٹیوں کا پیسے کے عوض خرید و فروخت کرنا جائز ہے البتہ دونوں طرف سے قبضہ کرنا ضروری ہے اور نیارا کو نیارا کے عوض بیچنا جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں کمی بیشی کا احتمال ہے۔ (۲)

---

(۱) (ولا يجوز بيع الجيد بالردى) إذا قوبل بجنسه مما فيه الربا (الا متساويا) لقوله عليه الصلاة والسلام: "جيدها ورديها سواء" (مجمع الأنهر: (۱۲۶/۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

الاختيار لتعليل المختار: (۳۱/۲)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: دار الكتب العلمية)

الدر مع الرد: (۱۷۹/۵)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: سعيد۔)

(۲) والمراد بتراب الصاغة: التراب الذى فيه ذرات الذهب، فلا يجوز بيعه بجنسه لاحتمال الربا ولا ينصرف إلى خلاف الجنس تحريا للجواز كما فى بيع درهم و دينارين بدينار و درهمين، لان التراب ليس بمال متقوم، كذا فى المعراج، ولو اشترى تراب الصواغين بعرض إن وجد فى التراب ذهبا أو فضة جاز بيعه؛ لانه باع مالا متقوما، وان لم يجد شيئا من ذلك لا يجوز؛ لان التراب غير مقصود وإنما المقصود ما فيه من الذهب والفضة۔ (البحر الرائق: (۳۰۵/۵) كتاب البيع، فصل يدخل البناء والمفاتيح فى بيع الدار، ط: سعيد)

وأما تراب الصاغه فإن كان فيه فضة خالصة فحكمه حكم تراب معدن الفضة وإن كان فيه ذهب خالص فحكمه حكم تراب معدن الذهب، وإن كان فيه ذهب و فضة، فإن اشتراه بذهب أو فضة لم يجز؛ لاحتمال أن يكون ما فيه من الذهب أو الفضة أكثر أو أقل أو مثله، فيتحقق الربا، ولو اشتراه بذهب و فضة جاز لانه اشترى ذهبا و فضة بذهب و فضة فيجوز، ويصرف الجنس إلى خلاف الجنس، ويراعى فيه =

نیا سامان لینا پرانا سامان دے کر

’’پرانا سامان دے کر نیا سامان لینا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۸۱/۲)

نیا عیب ختم ہوگیا

’’عیب جدید ختم ہوگیا‘‘ عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۸/۴)

نیا کاروبار شروع کرنے کی دعا

جب نیا کاروبار شروع کرے تو شروع میں چند ایام مندرجہ ذیل آیت کو ۱۴۱ بار پڑھے:

لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ إِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيدُ۔ (۱)

نیت

کاروبار شروع کرتے وقت لوگوں کی خدمت اور ان کو فائدہ پہنچانے کی نیت کرنی چاہیے نیز اپنے آپ کو لوگوں سے سوال سے بچانے، اور اہل وعیال، بیوی بچوں پر خرچ کرنے اور رشتہ داروں اور پڑوسیوں سے نیک سلوک کرنے کی نیت کرنی چاہیے۔ (۲)

= شرائط الصرف ولو اشتراه بعرض جاز لانعدام احتمال الربا. (بدائع الصنائع: (۱۹۶/۵) كتاب البيوع، فصل وأما شرائط جريان الربا، ط: سعيد)

وإذا عدم الوصفان الجنس والمعنى المضموم إليه حل التفاضل والنساء وإذا وجدا حرم التفاضل والنساء... وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر حل التفاضل وحرم النساء (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانية)

(۱) (سورة لقمان آيت ۲۶)

(۲) (إن الله يحب أن يرى عبده تعبا)... أى عيا فى (طلب) الكسب (الحلال) يعنى انه يرضى عنه فيضاف له الثواب أى إن قصد بعمله التقرب لتضمنه فوائد كثيرة كايصال النفع إلى الغير باجراء الأجرة، إن كان العمل نحو إجارة، وايصال النفع إلى الناس بتهيئة اسبابهم... وكالتعفف عن ذل=

نیت میں فتور آنے سے رزق سے محروم ہو جاتا ہے

''صدقات'' نہ کرنے سے مال تباہ ہو جاتا ہے'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

نیت ہو حلال روزی کمانے کی

''حلال روزی کمانے کی نیت ہو'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۲۰/۳)

نیٹ کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم

''برقی تحریر کے ذریعہ عقد کرنے کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۷/۲)

نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ

''نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ'' سودی اسکیم ہے، اس میں سرمایہ داری کرنا خرید وفروخت کرنا اور منافع لینا ناجائز اور حرام ہے۔(۱)

= السؤال واظهار الحاجة... (فيض القدير للمناوى :(۲/ ۳۷۲)، رقم الحديث: ۱۸۸۲، حرف الألف، ط:دار الكتب العلمية)

(۱) عن جابر رضي الله عنه قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم اكل الربا وموكله وكاتبه وشاهديه، وقال: هم سواء۔ (صحيح مسلم:(۲/۲۷)، كتاب البيوع، باب الربا، ط:قديمی۔)

مشكاة المصابيح:(ص:۲۴۴)، كتاب البيوع، باب الربا، الفصل الأول، ط:قديمی۔

فتاوىٰ عثمانی: (۳/ ۱۷۳)، كتاب البيوع، فصل فى احكام السندات المالية والصكوك والاوراق المالية، نیشنل ڈیفنس سیونگ سرٹیفکیٹ، ط:معارف القرآن۔

ومشايخنا لم يفتوا بجواز ذلک فی العدالی والعطارفة؛ لأنها أعز الأموال فی ديارنا، فلو أبيح التفاضل فيه ينفتح باب الربا، (الهداية۔ (۱۱۰/۳) كتاب الصرف، ط:مکتبہ شرکت علمیہ ملتان/رشیدیہ)

بحوث فی قضايا فقهية معاصرة (۱۶۳/۱) احكام الاوراق النقدية، ط:مکتبہ دار العلوم کراچی۔

بيع فلوس معينة بالتفاضل كبيع الفلس الواحد بعينه بالفلسين الآخرين بعينهما، وفيه خلاف مشهور، فقال محمد رحمه الله تعالى: أنه لايجوز أيضا... والذی يظهر لهذا العبد الضعيف ان قول محمد رحمه الله تعالى أولىٰ بالأخذ فی زماننا، فإنه قد نفدت اليوم دراهم أو دنانير مضروبة بالفضة أو الذهب، وصارت الفلوس بمنزلتها فی كل شیء فلو أبيح التفاضل فيها ولو بتعينها، لا نفتح باب الربا بمصراعيه لكل من هب ودب، فينبغی أن يختار قول محمد رحمه الله تعالى۔ (تكملة فتح الملهم: =

نیک تاجر کا چہرہ

(۴۰۶) ''چاند کی مانند چہرہ''عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۵/۳)

نیگوشیئشن بینک

''ایل'سی'' کے سلسلہ میں کاروائی کرتے ہوئے برآمد کرنے والے کے بینک کو''نیگوٹیشن بینک'' کہتے ہیں۔

نیلام

آج کل بہت سے سامان فروخت کرنے کے لئے بائع (سیلر) بہت سے خریداروں کو طلب کر کے سامان بولی پر بیچتا ہے،اور خریدار ایک دوسرے پر قیمتوں میں مسابقت کر کے لینے کی کوشش کرتے ہیں جو زیادہ قیمت لگائے سامان اسی کو دے دیتا ہے،عرف عام میں اس کو نیلام کہا جاتا ہے اور فقہائے کرام کی زبان میں اس کو "بیع من یزید" کہتے ہیں،شریعت کی رو سے اس طرح خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

=(۵۸۸/۱) کتاب المساقاة والمزارعة،باب الربا،ط:دار العلوم کراچی)

وصح بیع الفلس المعین بفلسین معینین عندهما ، وقال محمد : لایجوز ؛ لأنّ الفلوس الرائجة اثمان وهو لایتعین، ولذا لاتتعین الفلوس إذا قوبلت بخلاف جنسها کالنقدین۔ (البحر الرائق : (۶/ ۲۱۹) کتاب البیوع،باب الربا،ط:رشیدیه)

فالصحیح الراجح فی زماننا ان مبادلة الأوراق النقدية انما تجوز بشرط تماثلها ولا یجوز التفاضل فیها۔(بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة:(ص:۱۶۳)احکام الأوراق النقدية،ط:دار العلوم کراچی)

تجوز إجارة الأدمی للخدمة أو لاجراء صنعة ببیان مدة أو بتعیین العمل بصورة أخری۔ (شرح المجلة لرستم باز:(۲۳۹/۱) رقم المادة: ۵۶۲،الکتاب الثانی فی الإجارة،الباب السادس فی أنواع الماجور وأحکامه،الفصل الرابع فی إجارة الأدمی،ط:مکتبة فاروقیة۔)

(۱) ولا بأس ببیع من یزید وهو بیع الفقراء، وبیع من کسدت بضاعته، والاستیام علی سوم الغیر مکروه، والفرق بین المزایدة والاستیام علی سوم الغیر، أنّ صاحب المال إذا کان ینادی علی سلعته ، فطلبها انسان بثمن فکفّ عن النداء، ورکن إلی ماطلب منه ذلک الرجل، فلیس للغیر ان یزید فی ذلک ، =

نیلام کا مال خریدنا

اگر حکومت نے مدیون (مقروض) کے اموال کو نیلام کر کے فروخت کرنے کا حکم دیا ہے، تو ان اموال کو خریدنا جائز ہے، چاہے مدیون اس پر راضی ہو یا ناراض دونوں صورتوں میں جائز ہے اور یہ صاحبین کا مسلک ہے۔ (۱)

= وهذا استيام على سوم الغير، وإن لم يكف عن النداء فلا بأس لغيره أن يزيد، ويكون هذا بيع المزايدة، ولا يكون استياما على سوم الغير۔ وإن كان الدلال هو الذى ينادى على السلعة وطلبها انسان بثمن فقال الدلال: حتى أسأل المالك، فلا بأس للغير أن يزيد بعد ذلك فى هذه الحالة، فإن أخبر الدلال المالك، فقال: بعه بذلك واقبض الثمن، فليس لأحد أن يزيد بعد ذلك، وهذا استيام على سوم الغير، كذا فى المحيط۔ (الهندية: (۲۱۰/۳) كتاب البيوع، الباب العشرون فى البياعات المكروهة... ط: رشيدية)

فقه البيوع: (۱۲۳/۱، ۱۲۴)، أحكام بيع المزايدة، ط: معارف القرآن۔)

الدر مع الرد: (۱۰۲/۵، ۱۰۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد۔)

(۱) (ولو له عقار يحبسه) أى (ليبيعه ويقضى الدين) الذى عليه (ولو بثمن قليل) بزازية وسيجئ تمامه۔ (قوله: وسيجئ تمامه فى البحر) قال: المصنف رحمه الله والشارح ﷺ هناک والقاضى يحبس الحر المديون ليبيع ماله لدينه وقضى دراهم دينه من دراهمه يعنى بلا أمره، وكذا لو كان دنانير۔ وباع دنانيره بدراهم دينه وبالعكس استحسانا لاتحادهما فى الثمنية لايبيع القاضى عرضه ولا عقاره للدين خلافا لهما، وبه أى بقولهما، ببيعها للدين يفتى اختيار وصححه فى تصحيح القدورى، ويبيع كل مالايحتاجه للحال اه۔ وحاصله: أنه إذا امتنع عن البيع يبيع عليه القاضى عرضه وعقاره وغيرهما۔ وفى البزازية وفرع على صحة الحجر أنه يترك له دست من الثياب، ويباع الباقى وتباع الحسنة ويشترى له الكفاية ويباع كانون الحديد ويشترى له من طين، ويباع فى الصيف مايحتاجه للشتاء وعكسه۔ (الدر مع الرد: (۳۸۷/۵)، كتاب القضاء، فصل فى الحبس، ط: سعيد۔)

و وقع فى الاختيار ولا يبيع يعنى القاضى العروض ولا العقار؛ لأنه حجر عليه، وهذا تجارة لا عن تراض وقالا: يبيع، وعليه الفتوى، وقال أبو يوسف و محمد رحمهما الله: إذا طلب غرماء المفلس الحجر عليه حجر القاضى عليه، ويبيع ماله ان امتنع المديون من بيعه، وقال القاضى (أى قاضى خان) ولايبيع مال المديون فى قول أبى حنيفة ﷺ، وفى قول صاحبيه رحمهما الله يبيع منقوله ولا يبيع عقاره عندهما وفى رواية يبيع كما يبيع المنقول، وهو الصحيح۔ (التصحيح والترجيح للعلامة قاسم بن قطلوبغا: (ص: ۲۴۴)، كتاب الحجر، ط: دار الكتب العلمية۔)

الاختيار لتعليل المختار: (۹۸/۲) كتاب الحجر، ط: دار الكتب العلمية۔)

نیلام کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا

موجودہ دور میں خرید وفروخت کا یہ طریقہ بھی رائج ہے کہ کسی چیز کو منڈی اور مارکیٹ میں رکھ کر لوگوں میں خریدنے کا اعلان ہوتا ہے، خریدار اپنا اپنا نرخ لگا کر چیز کو خریدنے کی خواہش ظاہر کرتے ہیں، اور جو خریدار سب سے زیادہ قیمت بتاتا ہے اس کے ساتھ سودا ہو جاتا ہے، اور چیز اس کو حوالہ کر دی جاتی ہے، یہ صورت جائز ہے، اس کو ''بیع من یزید'' کہا جاتا ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے خود ایک شخص کے لئے چند اشیاء فروخت کرنے میں یہ طریقہ اپنایا تھا۔

واضح رہے کہ اگر پہلے سے کسی ایک خریدار سے معاہدہ ہو گیا ہے تو اس طرح نیلام کر کے چیز کو فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر پہلے سے کسی ایک خریدار سے باقاعدہ معاہدہ نہیں ہوا تو اس صورت میں اس طرح متعدد خریداروں کی رائے معلوم کر کے سب سے زیادہ قیمت دینے والے سے ایجاب وقبول کرنا جائز ہوگا۔ (۱)

---

(۱) عن انس بن مالک ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع حلسا وقدحا وقال: من یشتری ھذا الحلس والقدح، فقال رجل اخذتھما بدرھم، فقال النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یزید علی درھم فاعطاہ رجل درھمین فباعھما منہ۔ (ترمذی: (۲۳۱/۱) أبواب البیوع، باب ماجاء فی بیع من یزید) ط: قدیمی۔)

ولا بأس ببیع من یزید ... لأنہ بیع الفقراء، والحاجۃ ماسۃ إلیہ۔ (الھدایۃ: (۳/۷۰، ۶۹) کتاب البیوع، فصل فیمایکرہ، ط: رشیدیہ۔)

الدر مع الرد: (۵/۱۰۲، ۱۰۳)، کتاب البیوع، باب البیع الفاسد۔)، مطلب احکام نقصان المبیع فاسداً، ط: سعید۔)

وروی عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لایستام الرجل علی سوم أخیہ ... والنھی لمعنی فی غیر البیع وھو الإیذاء، فکان نفس البیع مشروعا فیجوز شراؤہ ولکنہ یکرہ، وھذا إذا جنح البائع للبیع بالثمن الّذی طلبہ المشتری الأوّل، فإن کان لم یجنح لہ فلا بأس للثانی أن یشتریہ؛ لأنّ ھذا لیس استیاما علی سوم أخیہ، فلایدخل تحت النھی - ولانعدام معنی الإیذاء أیضا، بل ھو بیع من یزید، وأنہ لیس بمکروہ؛ لما روی انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم باع قدحا وحلسا لہ ببیع من یزید، وما کان رسول اللہ لیبیع بیعا مکروھا۔ (بدائع الصنائع: (۵/۲۳۲) کتاب البیوع، فصل فی صفۃ البیع الّذی یحصل بہ التفریق، ط: سعید)

نیلام میں دھوکہ

نیلام کے ذریعہ خرید وفروخت کرنا جائز ہے، لیکن آج کل خریدار حضرات آپس میں قیمت کی ایک مقدار پر اتفاق کر لیتے ہیں، اور نیلام کے وقت کوئی بھی خریدار اس سے زائد قیمت کی بولی نہیں لگاتا، اور بائع مجبوراً اس قیمت پر چیز فروخت کر دیتا ہے، پھر اس کے بعد خریدار حضرات آپس میں دوبارہ نیلامی کی بولی لگاتے ہیں اور ان میں سے جو خریدار زیادہ قیمت کی بولی لگاتا ہے اس کو وہ چیز دے دی جاتی ہے، پھر اس کے بعد قیمت میں جو فرق آتا ہے وہ آپس میں تقسیم کر لیتے ہیں، یہ طریقہ دھوکہ دہی کی وجہ سے ناجائز ہے۔

مثلاً تمام خریداروں نے آپس میں اتفاق کر لیا کہ ہم میں سے کوئی بھی شخص نیلامی کے وقت اس چیز کی قیمت ایک ہزار سے زیادہ نہیں لگائے گا، حالانکہ اس چیز کی قیمت ڈیڑھ ہزار ہے۔ اب جب کسی بھی خریدار نے ایک ہزار سے زیادہ کی بولی نہیں لگائی تو بائع (بیچنے والے) نے آخر وہ چیز ایک ہزار میں دے دی، پھر یہ لوگ آپس میں اس چیز کی دوبارہ نیلامی کے لئے بولی لگاتے ہیں، اب اگر ان میں سے کسی نے ڈیڑھ ہزار کی بولی لگائی تو چیز اس کو دے دی جائے گی اور پانچ سو کا جو فرق آیا ہے وہ تمام شرکاء آپس میں تقسیم کر لیں گے، یہ طریقہ جائز نہیں ہے۔[1]

---

(۱) عن أبی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ملعون من ضار مؤمناً أو مکر بہ۔ (جامع الترمذی: (۲/ ۱۵)، أبواب البر والصلۃ، باب ماجاء فی الخیانۃ والغش، ط: قدیمی۔

قال ابن أبی أوفی: الناجش آکل الربوا، خائن، وھو خداع باطل لا یحل قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: الخدیعۃ فی النار ومن عمل عملا لیس علیہ أمرنا فھو رد" (صحیح البخاری: (۱/ ۵۶۹)، رقم الحدیث: ۲۱۴۲، کتاب البیوع، باب النجش، ومن قال: لا یجوز ذلک البیع، ط: الطاف اینڈ سنز۔

صحیح مسلم: (۲/ ۳)، کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع أخیہ وسومہ علی سومہ وتحریم النجش وتحریم التصریۃ، ط: قدیمی۔=

نیند فجر کے بعد

(۴۱۰) ”فجر کے بعد سونا“ عنوان کے تحت دیکھیں۔(۹۰/۵)

= ✍ وقد جرى العمل فى بعض البلاد أن المشاركين فى المزايدة يتواطئون فيما بينهم على أن لا يقدم أحد منهم عطاء أزيد على مبلغ متفق عليه۔ وإن هذا التواطؤ يؤثر على ثمن السلعة أثراً كبيراً حيث لا يبلغ الثمن أكثر مما يريد المتواطئون... أما الفقهاء الشريعة الإسلامية، فلم يذكروا حكم هذا التواطؤ فى المزايدة، ولكن يظهر من المبادئ العامة ومذاق المقاصد الشرعيه أن مثل هذا التواطؤ لا تجوزه الشريعة الإسلامية إن كان فيه ضرر بالبائع أو بالمشاركين الآخرين؛ لأن المبدأ الذى أخذت به الشريعة الإسلامية أن تكون هناک منافسة حرة فيما بين البائعين والمشترين ويقع تعيين الثمن على أساس هذه المنافسة الحرة، ولذلک منعت الشريعة الإسلامية الاحتكار، وتلقى الجلب، وبيع الحاضر للبادى... ثم إن هذا التواطؤ يقع فى بعض المزيدات على أساس أنه إن فاز أحد أعضاء الحلقة بالصفقة، فإنه يعقد مزايدة أخرى فيما بين الأعضاء، وفرق الثمن فيما بين المزايدتين يقسم فيما بين أعضاء الحلقة۔ وفيه مفسدة أخرى زيادة على التواطؤ، وهى أن مايوزع فى الشركاء من فرق الثمنين هو رشوة لهذا التواطؤ، فلايجوز شرعاً۔ (فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (۱/۱۴۲، ۱۴۳) المبحث الأول، الباب الثانى فى احكام الايجاب والقبول، أحكام المناقصة، تحت عنوان: ”تواطؤ المشاركين فى المزايدة، ط: مكتبه معارف القرآن)

واپس بیچنے کی شرط پر بیع کرنا

''بیع بالوفاء'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۷۹/۲)

واپس بیچنے کی شرط پر سودا کرنا

واپس بیچنے کی شرط پر کسی چیز کو فروخت کرنا ناجائز ہے، اس قسم کی شرط رکھنے سے بیع فاسد ہو جاتی ہے، اگر اس طرح شرط رکھ کر سودا کیا ہے تو بائع (سیلر) سے قیمت واپس لے کر مبیع (بیچی گئی چیز) بائع کو واپس کر دینا واجب ہے۔ [1] پھر اس کے بعد چاہیں تو بلا شرط دوبارہ سودا کریں۔ [2]

---

(۱) كل شرط اشترط في البيع، ليس من البيع، فيه منفعة للبائع أو المشترى أو للمشترى له، فالبيع فيه فاسد۔ (كتاب الآثار: (ص: ۱۶۲) باب التجارة والشرط في البيع، ط: إدارة القرآن)

ليس كل شرط يفسد البيع، بل لابدّ أن لايقتضيه العقد ولايلائمه ولايتعارفه وكان فيه منفعة لأحد المتعاقدين أو للمعقود عليه۔ (النهر الفائق: (۳/۳۴۴) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: إمدادية ملتان)

الدر مع الرد: (۵/۸۴، ۸۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

(۲) (ويجب على كل واحد منهما فسخه قبل القبض) أى فسخ البيع الفاسد (أو بعده مادام المبيع بحال في يد المشترى اعدامًا للفساد؛ لأنّه معصية فيجب رفعها۔ (شامى: (۵/۹۰، ۹۱) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ولكل منهما فسخه يعني على كل واحد منهما فسخه؛ لأنّ رفع الفساد واجب عليهما۔ (تبيين الحقائق: (۴/۶۲) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية بيروت)

مجمع الانهر شرح ملتقى الابحر: (۳/۹۶) كتاب البيوع، فصل، ط: غفارية كوئٹه۔

وبعد الفسخ لايأخذه بائعه حتى يرد ثمنه المنقود۔ (الدر مع الرد: (۵/۵۹) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: سعيد)

ملتقى الابحر مع مجمع الانهر: (۳/۹۶) كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، ط: غفارية كوئٹه۔

واپس دینے کا اختیار

☆ اگر کوئی چیز خریدنے کے بعد اس میں عیب نکلا، تو اس کو واپس کر دینے کا اختیار اس وقت ہوگا جب عیب دار چیز لینے پر رضا مندی ثابت نہ ہو، اگر خریدار اسی عیب دار چیز کو لینے پر راضی ہو جائے تو اب اس چیز کو واپس کرنا جائز نہیں ہوگا ہاں اگر بیچنے والا خوشی سے واپس لینے پر راضی ہو جائے تو واپس کرنا جائز ہوگا، جیسے کسی نے ایک بکری یا گائے وغیرہ کوئی چیز خریدی، جب گھر آیا تو معلوم ہوا کہ یہ بیمار ہے، یا اس کے بدن میں کہیں زخم ہے، پس اگر دیکھنے کے بعد اپنی رضا مندی ظاہر کرے کہ خیر! ہم نے عیب دار ہی لے لی، تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا اور اگر زبان سے نہیں کہا لیکن ایسے کام کئے جس سے رضا مندی ظاہر ہو جیسے اس کی دوا علاج کرنے لگا، اس صورت میں بھی واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا۔

☆ بکری کا گوشت خریدا پھر معلوم ہوا کہ بھیڑ کا گوشت ہے تو واپس کر سکتا ہے۔

☆ موتیوں کا ہار یا کوئی اور زیور خریدا اور کسی وقت اس کو پہن لیا، یا جوتا خریدا اور پہن کر چلنے پھرنے لگا تو اب عیب کی وجہ سے واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، ہاں اگر اس وجہ سے پہنا کہ پاؤں میں دیکھوں آتا ہے یا نہیں اور پاؤں کو چلنے میں کچھ تکلیف تو نہیں ہوتی، تو اس آزمائش کے لئے ذرا دیر پہننے سے واپس کرنے کا اختیار ختم نہیں ہوگا۔

☆ اگر کوئی چار پائی یا تخت خریدا، اور کسی ضرورت سے اس کو بچھا کر بیٹھا یا تخت پر نماز پڑھی اور استعمال کرنے لگا، تو اب واپس کرنے کا اختیار نہیں ہوگا، اسی طرح باقی تمام چیزوں کا حکم ہے، اگر ان سے کام لینے لگے تو واپس کرنے کا اختیار باقی نہیں رہتا، ہاں عیب کی وجہ سے جو اس کی قیمت میں کمی ہوئی ہے اتنے دام واپس

لے سکتا ہے۔[1]

مزید ''عیب نکلے تو بائع ذمہ دار نہیں'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۴/۴)

واپس کرنا بچا ہوا مال

''بچا ہوا مال واپس کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۷/۲)

واپس کرنا چاہے

اگر کوئی خریدار سامان خریدنے کے بعد کسی وجہ سے سامان کو واپس کرنا چاہے تو اسے خوشی سے واپس لینا چاہیے، دین اسلام نے واپس لینے کی بڑی فضیلت بتائی ہے اور ایک صحابی نے صرف اس فضیلت کو حاصل کرنے کی غرض سے دکان کھولی اور جب کسی نے سامان واپس کر دیا تو دکان بند کر دی۔[2]

واپس کرنے کا اختیار تین دن تک ہے

''تین دن تک واپس کرنے کا اختیار'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۸/۲)

---

(۱) الأصل أن المشتری متی تصرف فی المشتری بعد العلم بالعیب تصرف الملاک بطل حقه فی الرد، وإذا اشتری دابة فوجدبها جرحا فداواها أو رکبها لحاجته فلیس له أن یردها... وإن کان المشتری دارا فسکنها بعد ما علم بالعیب أو رم منها شیأ أو هدم یسقط خیاره... ولو قال البائع أنا اقبلها کذلک فله ذلک وإن خاطه ثم وجد به عیبا کان، فله أن یرجع بالعیب (الهندیة: (۳/۷۵، ۷۶)، کتاب البیوع، الباب الثامن فی خیار العیب، الفصل الثالث: فیما یمنع الرد بالعیب... ط: رشیدیه۔

فتح القدیر: (۳۵۸/۶)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: رشیدیه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۴۸، ۱۴۹)، المادة: ۳۴۴، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

(۲) "من أقال مسلماً أقاله الله عثرته یوم القیامة۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) ابواب التجارات، باب الاقالة، ط: قدیمی۔

سنن أبی داؤد: (۱۳۴/۲)، کتاب الاجارة، باب فی فضل الإقالة، ط: قدیمی۔

مشکوة المصابیح: (ص: ۲۴۹)، کتاب البیوع، باب بعد باب المنهی عنها من البیوع الفصل الأول، ط: قدیمی۔

واپس کرنے کی شرائط عیب کی وجہ سے

''عیب کی وجہ سے واپس کرنے کی شرائط'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۸۰/۴)

واپس کرنے کی شرط پر سودا کرنا

اگر سودا کرتے وقت بائع (سیلر) مشتری (خریدار) سے یوں کہے کہ اگر تم روپیہ واپس دو گے تو میں تمہاری چیزیں واپس کردوں گا، یا بائع کہے کہ میں یہ چیز تمہارے ہاتھ فروخت کردوں گا تو یہ بیع نہیں ہے بلکہ یہ رہن ہے، اور رہن میں لی ہوئی چیز سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا جائز نہیں ہے۔ [1]

---

(۱) وفی حاشیة الفصولین عن جواهر الفتاویٰ: هو أن یقول: بعت منک علی أن تبیعه منی متی جئت بالثمن، فهذا البیع باطل وهو رهن وحکمه حکم الرهن وهو الصحیح اهـ... قال السید الإمام قلت للإمام الحسن الماتریدی: قد فشا هذا البیع بین الناس وفیه مفسدة عظیمة، وفتواک أنه رهن، وأنا أیضا علی ذلک، فالصواب أن نجمع الأئمة و نتفق علی هذا، ونظهره بین الناس فقال المعتبر الیوم فتوانا وقد ظهر ذلک بین الناس فمن خالفنا فلیبرز نفسه، ولیقم دلیله اهـ... البیع الذی تعارفه اهل زماننا احتیالا للربا وسموه بیع الوفاء وهو رهن فی الحقیقة لایملکه ولاینتفع به الا باذن مالکه الخ... (شامی: (۵/ ۲۷۶) کتاب البیوع، باب الصرف، مطلب فی بیع الوفاء، ط: سعید)

وفی فتاویٰ النسفی: ان البیع الذی تعارف (علیه) اهل سمرقند و سموه بیع الوفاء تحرزا عن الربا فی الحقیقة رهن، والمبیع فی ید المشتری کالرهن فی ید المرتهن لا یملکه ولا یحل له الانتفاع به إلا بإذن الراهن وهو ضامن لما أکل من ثمرته، واستهلکه من عینه، والدین ساقط بهلاکه فی یده، إذا کان فیه وفاء بالدین، وللبائع استرداده إذا قضی الدین؛ إذ لا فرق عندنا بینه و بین الرهن فی حکم من الأحکام، وعلیه فتوی السید الإمام أبو شجاع السمرقندی و فتوی القاضی الإمام علی السغدی ببخاری، و کثیر من الأئمة علی هذا۔ (المحیط البرهانی: (۲۶۰/۸) کتاب البیع، الفصل الخامس والعشرون فی البیاعات المکروهة والارباح الفاسدة، ط: مکتبة غفاریة کوئٹه) و: (۳۶۹/۱۰)، ط: إدارة القرآن۔

أقول: وفی جواهر الفتاویٰ فی الباب الأول بیع الوفاء أن یقول: بعت منک علی أن تبیعه منی متی جئت بالثمن، قال رضی الله عنه: هذا البیع باطل، وهو رهن، وحکمه حکم الرهن، هکذا ذکر وهو الصحیح، وذکر الإمام محمد بن الفضل البخاری هکذا، وقیل: بیع فاسد... وذکره فی جواهر الفتاویٰ فی الباب الرابع وفیه انه لا فرق عندنا بین الرهن وبینه فی حکم من الاحکام۔ (اللآلی الدریة فی الفوائد الخیریة علی هامش جامع الفصولین: (۲۳۴/۱) الفصل الثامن عشر فی بیع الوفاء وأحکامه وشرائطه وأقسامه، ط: إسلامی کتب خانه کراچی)

واپس نہیں لیتا

ایک شخص نے مثلاً ایک موٹر سائیکل خریدی اور اس پر قبضہ بھی کرلیا، خریدار پھر چند دن کے بعد آیا اور موٹر سائیکل بائع (سیلر) کو واپس کرنا چاہی، بائع نے قبول نہیں کی اور کہا "مجھے واپسی قبول نہیں" یا کہا کہ "میں واپس نہیں لیتا"، خریدار موٹر سائیکل بائع کے پاس چھوڑ کر چلا گیا، بائع نے کچھ دن موٹر سائیکل خود استعمال کی پھر چاہا کہ وہ خریدار کو موٹر سائیکل واپس کردے اور پیسے واپس نہ کرے تو ایسا کرسکتا ہے، کیونکہ جب اس نے صاف اور واضح الفاظ میں کہہ دیا کہ "مجھے واپسی قبول نہیں ہے" تو خریدار کی طرف سے اقالہ کا مطالبہ باطل ہوگیا اور بائع کا موٹر سائیکل استعمال کرنا اگرچہ اجازت کے بغیر جائز نہ تھا، لیکن اس سے منعقد بیع خود بخود ختم نہیں ہوگی۔ [1]

واپس نہیں ہوگا

"خریدا ہوا مال واپس یا تبدیل نہیں ہوگا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۴۷/۴)

واپسی ثابت نہیں ہوگی

"واپسی ثابت ہوجائے گی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۵/۶)

واپسی ثابت ہوجائے گی

☆ اگر خریدار نے عیب کی وجہ سے چیز بائع (سیلر) کو واپس کی اور بائع نے زبان سے اس کو قبول کرلیا یا خریدار وہ چیز بائع کے پاس لے کر گیا اور عیب دکھایا، یا

---

(۱) للعاقدين أن يتقايلا البيع برضاهما بعد انعقاده، فالرضا شرط في الإقالة كما في سائر العقود. (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۷۳)، المادة: ۱۹۰، البيوع، الباب الأول: في بيان المسائل المتعلقة بعقد البيع، الفصل الخامس: في إقالة البيع، ط: فاروقيه كوئٹه۔

الدر مع الرد: (۱۲۱/۵)، كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد۔

الهندية: (۱۵۷/۳)، كتاب البيوع، الباب الثالث عشر: في الإقالة، ط: رشيديه۔

بائع نے کچھ کہے بغیر چیز کو اپنے پاس رکھ لیا اور خریدار کو پیسے واپس کر دیئے، تو اس طرح کرنے سے واپسی ثابت ہو جائے گی، اور وہ چیز بائع کے ضمان (RISK) میں چلی جائے گی۔

☆اور اگر بائع نے اس چیز کو زبان سے قبول نہیں کیا یا خریدار کے پیسے واپس نہیں کئے تو ان صورتوں میں بائع کے پاس چیز چھوڑنے سے واپسی ثابت نہیں ہوگی، بلکہ وہ چیز بائع کے پاس امانت کے طور پر رہے گی، اگر یہ چیز ضائع ہو جائے گی تو خریدار کی ضائع ہوگی۔ [1]

واپسی فوری طور پر کرنا ضروری نہیں خیار عیب میں

مشتری (خریدار) کو جب مبیع میں عیب کا پتہ چل جائے تو اسے مبیع واپس کر کے ثمن واپس لینے کا اختیار ہوتا ہے، اور عیب کے بارے میں علم ہونے کے بعد مبیع کو فوراً واپس کرنا ضروری نہیں بلکہ اس وقت تک تاخیر کر کے بھی واپس کر سکتا ہے جب تک واپس کرنے کے لئے کوئی مانع (رکاوٹ) موجود نہ ہو۔ اسی طرح اگر مشتری نے بائع کو بتایا کہ مبیع میں عیب ہے اور میں واپس کرنا چاہتا ہوں، پھر واپسی میں کچھ تاخیر ہوگئی تو بھی واپس کر سکتا ہے کیوں کہ یہ خیار ضرر اور نقصان کی وجہ سے دیا جاتا

---

(۱) اذا علم المشتری بالعیب قبل القبض فله أن یرد المبیع علی البائع وینفسخ العقد بقوله: رددت، ولا یحتاج إلی رضا البائع ولا إلی قضاء القاضی، أما إذا علم به بعد القبض فلا ینفسخ البیع إلا بقضاء الحاکم أو برضا البائع ولو فعلاً کتسلمه المبیع من المشتری حین طلبه الرد لأن الرضا یثبت تارة بالقول وتارة بالفعل، أما ما یقع کثیراً من أنه إذا اطلع علی عیب یرد المبیع إلی منزل البائع ویقول: دونک ودابتک لا أرضاها فلیس برد وتهلک علی المشتری ولو تعهدها البائع حیث لم یوجد بینهما فسخ قولاً أو فعلاً۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۴۴)، شرح المادة: ۳۳۷، کتاب البیوع، الباب السادس فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: سعید۔

شامی: (۵/ ۶) کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۶/ ۳۸)، کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

ہے اس میں تاخیر ہو سکتی ہے جیسے قصاص لینے کا حق ہے۔ (۱)

واپسی قبول نہیں

''واپس نہیں لیتا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۵/۶)

واپسی منع ہونے کی صورتیں

کبھی کبھار خریدار قدیم (پرانے) عیب پر مطلع ہونے سے پہلے خریدی ہوئی چیز میں ایسا کوئی کام کر لیتا ہے جس کی وجہ سے خریدی ہوئی چیز کو واپس کرنا منع ہوتا ہے، اس کے بعد قدیم عیب پر اطلاع ہوتی ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ خریدار قیمت کی اتنی رقم کی واپسی کا مطالبہ کر سکتا ہے، جو عیب کی وجہ سے کم ہوئی ہے۔

اور خریدی ہوئی چیز واپس کرنا منع ہونے کی صورتیں یہ ہیں:

① قبضہ کے بعد خود خریدار کے پاس اس چیز میں کوئی عیب پیدا ہو گیا۔

---

(۱) (خیار العیب بعد رؤیة العیب علی التراخی علی المعتمد... فلو خاصم ثم ترک ثم عاد وخاصم فله الرد) مالم یوجد مبطله کدلیل الرضا، (الدر المختار مع الرد: (۳۲/۵، ۳۳) کتاب البیوع، باب خیار العیب، مطلب فیما یحلف المشتری أنه لم یفعل مسقطا لخیار العیب، ط: سعید)

یثبت خیار العیب متی ظهر العیب ولو بعد العقد بزمن طویل۔ أما فسخ العقد بعد العلم بالعیب فورا علی التراخی ففیه رأیان للفقهاء: قال الحنیفة والشافعیة: خیار الرد بالعیب علی التراخی، ولا یشترط أن یکون رد المبیع بعد العلم بالعیب علی الفور فمتی علم العیب فأخر الرد لم یبطل خیاره حتی یوجد منه ما یدل علی الرضا؛ لأن هذا الخیار شرع لدفع الضرر، فلا یبطل بالتاخیر۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۳۱۱۸/۴) القسم الثانی: النظریات الفقهیة، الفصل الرابع: نظریة العقد، المبحث السادس: الخیارات، خیار العیب، ط: رشیدیه)

قال الحنفیة والحنابلة: خیار العیب علی التراخی، ولا یشترط أن یکون رد المبیع بعد العلم بالعیب علی الفور، فمتی علم العیب فأخر الرد، لم یبطل خیاره حتی یوجد منه ما یدل علی الرضا، وإذا أعلن المشتری البائع بالعیب وخاصمه فی رد المبیع، ثم ترک مخاصمته بعد ذلک، ورجع إلیها وطلب الرد، فإن له أن یرد مالم یمتنع الرد لمانع، لأنه خیار لدفع ضرر متحقق، فکان علی التراخی کالقصاص، (الفقه الاسلامی وادلة: (۳۵۶۷/۵) القسم الثالث: العقود أو التصرفات المدنیة المالیة، الفصل الأول: عقد البیع، المبحث الخامس: الخیارات، خیار العیب، ط: رشیدیه)

۱۴ خریدے ہوئے کپڑے کو کاٹ دیا، یا خریدے ہوئے جانور کو ذبح کر دیا پھر قدیم عیب پر اطلاع ہوئی۔

۱۵ خریدا ہوا کپڑا کاٹنے کے بعد فروخت کر دیا۔

۱۶ مثلاً ستو میں پانی یا گھی ملا دیا، یا خرید شدہ آٹا گوندھ دیا۔

۱۷ زمین خریدنے کے بعد اس میں درخت لگا دیا، یا اس پر عمارت بنا لی یا زمین پر مسجد بنا دی۔

۱۸ خام مال کو پگھلا دیا اس کے بعد معلوم ہوا کہ مطلوبہ چیز اس سے بننے کے قابل نہیں ہے۔

۱۹ کھانے کی چیز کو کھالیا، اس کے بعد عیب پر اطلاع ہوئی۔

ان تمام صورتوں میں چیز واپس نہیں کی جائے گی بلکہ اس قدیم عیب کی وجہ سے قیمت میں جو کمی آئے گی وہ واپس لینے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

واحد کا کلام

آج کل عام طور پر دکاندار کی یہ عادت بن گئی ہے، ستر اسی فیصد منافع رکھ کر بلکہ بعض دفعہ دوگنا یا اس سے زیادہ منافع لگا کر قیمت بتاتے ہیں مثلاً ایک چیز کی

---

(۱) (حدث عیب آخر عند المشتری)... (رجع بنقصانه)... (وله الرد برضا البائع) إلا لمانع عیب أو زیادة (کأن اشتری ثوباً فقطعه فاطلع علی عیب رجع به) أی بنقصانه، لتعذر الرد بالقطع... (ولو اشتری بعیراً فنحر فوجد أمعاءه فاسداً لا یرجع لإفساد مالیته، کما لا یرجع (لو باع المشتری الثوب) کله أو بعضه أو وهبه (بعد القطع) لجواز رده مقطوعاً لا مخیطاً... أو کان المبیع طعاماً فأکله أو بعضه)... فإنه یرجع بالنقصان استحساناً وعلیه الفتوی... (الدر مع الرد: (۱۶/۵، ۱۷، ۱۸، ۱۹، ۲۰، ۲۲)، کتاب البیوع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۶/۴۷، إلی، ۵۳)، کتاب البیع، باب خیار العیب، ط: سعید۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۵۰، ۱۵۱)، المادة: ۳۴۵، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: فاروقیه کوئٹه۔

لاگت اگر ایک ہزار روپیہ ہے تو دکاندار گاہک کو اس کی قیمت دو ہزار یا ڈھائی ہزار روپے بتائیں گے، پھر اس کے بعد سودے بازی اور بارگننگ کی نوبت آتی ہے تو گاہک کو دکاندار ایک ہزار آٹھ سو میں پھانس لے گا، جو جھگڑا کرنے والا ہوگا وہ ڈیڑھ ہزار میں سودا کر لے گا، اور جو اس سے زیادہ بارگننگ کرے گا تو اسے وہی چیز تیرہ سو روپے میں دے دے گا، اور جو گاہک اس کی قیمت بارہ سو روپے لگائے گا تو اس کو دکاندار دینے سے انکار کر دے گا، اور جب گاہک مایوس ہو کر چلا جائے گا تو دکاندار پیچھے سے جانور کی طرح آواز دے کر بلائے گا اور بڑے وثوق اور خیر خواہی کے ساتھ کہے گا کہ اتنے میں یہ چیز مجھے بھی نہیں پڑتی کچھ تو زیادہ کرو، اللہ کی قسم یہ میری قیمت خرید بھی نہیں کچھ تو بڑھاؤ وغیرہ، گاہک ان تمام باتوں کو سننے کے باوجود اگر قیمت میں اضافہ نہیں کرتا تو دکاندار بارہ سو روپے میں ہی وہ مال دے دے گا۔

عام طور پر اکثر دکاندار شاپنگ کرنے والی عورتوں کے ساتھ ایسا ہی رویہ اختیار کرتے ہیں، حالانکہ عورتوں کو قیمت کے بارے میں مردوں سے زیادہ علم ہوتا ہے، شریعت کی رو سے ایسا رویہ اختیار کرنا منع ہے۔

چنانچہ حضرت قیلہ ام بنی انمار رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم اس وقت عمرہ کر رہے تھے اور وہ پہاڑی کے پاس تھے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں خرید و فروخت کیا کرتی ہوں، اور یوں کرتی ہوں کہ مجھے کوئی چیز خریدنا مقصود ہوتی ہے اس سے کم دام لگاتی ہوں پھر قیمت بڑھاتے بڑھاتے اس قیمت پر آجاتی ہوں جو میرا مقصود ہوتا ہے، اسے طرح جب کوئی چیز فروخت کرتی ہوں تو جتنے میں فروخت کرنا مقصود ہوتا ہے اس سے زیادہ قیمت کہتی ہوں، پھر کم کرتے کرتے اپنے مقصود پر آجاتی ہوں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قیلہ یہ فعل اچھا نہیں ہے، جو چیز

جتنے میں فروخت کرنا چاہتی ہو اتنی ہی قیمت کہ دو، لینے والے کی خوشی ہوگی تو لے لے گا، اور اگر خوشی نہیں ہوگی تو نہیں لے گا، اور جو چیز بیچو اس کی ایک قیمت بتادو، خریدار چاہے تو لے لے ورنہ نہ لے۔ [1]

مزید ''فکس پرائز شاپ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۵/۱۰۷)

وارثوں میں سے ایک وارث ترکہ میں تصرف کردے

''ترکہ میں ایک وارث کی تجارت کا حکم'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲/۳۹۲)

وارثوں میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کردیا

''ایک وارث نے دوسرے وارث کا حصہ فروخت کردیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱/۳۸۸)

واقعہ دیانت داری کا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کی ہے کہ تم سے پہلے لوگوں میں سے ایک شخص نے کسی زمین کا ایک ٹکڑا خریدا اسے زمین کے اس ٹکڑے میں سے ایک چھوٹا گھڑا ملا جس میں سونا تھا تو اس نے زمین بیچنے والے سے کہا کہ اپنا سونا لے لو، کیوں کہ میں نے تم سے صرف زمین خریدی

---

(۱) عن قیلة أم بنی أنمار، قالت: أتیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فی بعض عمره عند المروة، فقلت: یا رسول اللہ إنی إمرأة أبیع وأشتری، فإذا أردت أن أبتاع الشئ، سمت به أقل مما أرید، ثم زدت، حتی ابلغ الذی أرید، ثم وضعت حتی أبلغ الذی ارید فقال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم: لا تفعلی یا قیلة إذا أردت أن تبتاعی شیئا، فاستامی به الذی تریدین، أعطیت أو منعت، وإذا أردت أن تبیعی شیئا فاستامی به الذی تریدین، أعطیت أو منعت۔ (سنن ابن ماجه: (ص: ۱۵۹) ابواب التجارات، باب السوم، ط: قدیمی)
مسند الجامع: (۲۰/۲۹۸) رقم الحدیث: ۱۷۱۳۱۷، حرف العین، قیلة أم انمار، ط: دار الجیل۔
المعجم الکبیر للطبرانی: (۲۵/۱۳) باب القاف، قیلة أم بنی أنمار، ط: مکتبة ابن تیمیة۔

ہے، یہ سونا نہیں خریدا، زمین بیچنے والے نے کہا میں نے تو زمین اور اس میں جو کچھ ہے سب تجھے فروخت کردیا ہے، اب وہ اپنا مقدمہ ایک اور شخص کے پاس لے گئے، ثالث نے دونوں کی باتیں سننے کے بعد پوچھا کیا تمہاری کوئی اولاد ہے، ایک نے کہا میرا ایک لڑکا ہے، دوسرے نے کہا میری ایک لڑکی ہے، ثالث نے کہا اس لڑکے اور لڑکی کی شادی کردو اور یہ سونا ان پر خرچ کرو، اور اس میں سے کچھ صدقہ بھی کردو۔ [۱]

واؤچر کی خرید وفروخت

جب تاجر لوگ کسی کمپنی کو مال فروخت کرتے ہیں تو کمپنی والے مال خریدنے کے بعد نقد ادائیگی کی بجائے اس رقم کی رسید دیتے ہیں، اس کو ''واؤچر'' بھی کہتے ہیں، بعض دفعہ تاجر لوگ رقم کی ضرورت کے وقت اس ''واؤچر'' کو فروخت کردیتے ہیں، اس کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ ''واؤچر'' اپنی ذات کے اعتبار سے ایک کاغذ ہے، مگر چونکہ اس میں رقم کی مقدار لکھی جاتی ہے اس وجہ سے وہ قیمتی بن جاتا ہے، اس لئے اس کو فروخت کرنا جائز ہے، لیکن ''واؤچر'' کو اس قیمت کے عوض خرید وفروخت کرنا ضروری ہے، جو اس ''واؤچر'' میں درج ہے اس سے کم یا

---

(۱) وعن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ: قال: قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم: اشتری رجل من رجل عقارا لہ فوجد الرجل الذی اشتری العقار فی عقارہ جرۃ فیہا ذہب: فقال لہ الذی اشتری العقار: خذ ذہبک منی إنما اشریت منک الارض ولم ابتع منک الذہب۔

وقال الذی لہ الارض: إنما بعتک الارض وما فیہا۔ فتحاکما إلی الرجل: فقال الذی تحاکما إلیہ: ألکما ولد؟ قال أحدہما: لی غلام۔ وقال الآخر: لی جاریۃ۔ قال أنکحوا الغلام والجاریۃ وأنفقوا علی أنفسہما منہ وتصدقا۔ (صحیح البخاری: (۱/ ۴۹۴) کتاب احادیث الانبیاء، باب بلا عنوان، ط: قدیمی)

صحیح المسلم: (۲/ ۷۷) کتاب الأقضیۃ، باب استحباب اصلاح الحاکم بین الخصمین، ط: قدیمی۔

شعب الایمان: (۴/ ۳۲۸) الباب الخامس والثلاثون من شعب الایمان: وہو باب فی الأمانات وما یجب من أدائہا إلی أہلہا، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

زیادہ رقم کے عوض بیچنا سود ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔[1]

(۴۲۲) وراثت کی جائیداد میں سے ایک وارث نے دوسرے کا حصہ بھی فروخت کردیا

''ایک وارث نے دوسرے کا حصہ فروخت کردیا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

وراثت کی زمین تقسیم کرنے سے پہلے فروخت کرنا

''زمین تقسیم سے پہلے فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۸۷/۴)

وزن

☆ موجودہ دور میں بینک وغیرہ مختلف شرکاء کے لئے نفع کی مختلف شرطیں طے کرتے ہیں جس کو آج کل کی اصطلاح میں ''وزن'' (WEIGHTAGE) کہتے ہیں، مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے، البتہ جس شریک نے کام نہ کرنیکی شرط لگائی ہو اس کا نفع اس کے سرمائے کے تناسب سے زائد نہیں ہوسکتا۔

☆ نفع میں تو مختلف شرکاء کو مختلف وزن دیا جاسکتا ہے، لیکن نقصان میں اس طرح کرنا جائز نہیں ہے، نقصان بہر حال سرمایہ کے بقدر ہوگا۔[2]

---

(۱) (الربا) قال فی البحر: فضل أحد المتجانسین نعم هذا یناسب تعریف الکنز بقوله فضل مال بلا عوض فی معاوضة مال بمال۔ (شامی: (۱۶۸/۵)، کتاب البیوع، باب الربوا، ط: سعید۔)

فضل مال بلا عوض فی معاوضة مال بمال أی فضل أحد المتجانسین علی الآخر بالمعیار الشرعی أی الکیل والوزن۔ (البحر الرائق: (۱۲۴/۶) کتاب البیع، باب الربوا، ط: سعید۔)

فتح القدیر: (۳/۶)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: رشیدیه۔)

(۲) ولو شرط الربح للدافع أکثر من رأس ماله لایصح الشرط، ویکون مال الدافع عند العامل بضاعة، لکل واحد منهما ربح ماله، والوضیعة بینهما علی قدر رأس مالهما أبدا... وحاصل ذلک کله أنه إذا تفاضلا فی الربح فان شرط العمل علیهما سویة جاز، ولو تبرع أحدهما بالعمل وکذا لو شرطا العمل علی أحدهما وکان الربح للعامل بقدر رأس ماله أو اکثر، ولو کان الأکثر لغیر العامل أو لأقلهما=

وزن کا خرچہ

(۴۲۳) خرید وفروخت کا معاملہ مکمل ہوجانے کے بعد مبیع (بیچی گئی چیز) تولنے کا خرچہ، اور خریدار کی گاڑی پر چڑھانے (لوڈنگ) کا خرچہ بائع کے ذمہ ہے۔[1]

وزن کرتے وقت احتیاط کرنا لازم ہے

وزن کر کے چیز فروخت کرتے وقت پورا پورا دینا چاہیے کم دینا ہرگز جائز نہیں ہے، اس لئے گندم، آٹا، چاول، چینی وغیرہ ٹنوں اور منوں کے حساب سے فروخت کرتے وقت بھی بڑی احتیاط سے مال دینا چاہیے، بے احتیاطی بالکل نہیں کرنی چاہیے، اسی طرح لوہا، سیمنٹ، سونا، چاندی وغیرہ کی خرید وفروخت میں کمی کرنا چوری اور خیانت ہے، اس سے بچنا بھی ضروری ہے۔[2]

= عملاً لایصح وله ربح ماله فقط۔ (شامی: (۴/ ۳۱۲)، کتاب الشرکة، مطلب: فی توقیت الشرکة روایتان، ط: سعید۔)

البحر الرائق: (۵/ ۱۷۴، ۱۷۵)، کتاب الشرکة، ط: سعید۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۵۷۲، ۵۷۳)، المادة: ۱۳۷۱، أنواع الشرکات، الباب السادس، فی بیان شرکة العقد، الفصل السادس فی شرکة العنان، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

(۱) (وأجرة کیل ووزن وعد وذرع علی بائع) لأنه من تمام التسلیم... وفی الرد: وکذا صب الحنطة فی وعاء المشتری علی البائع۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۵۶۰)، کتاب البیوع، فصل فیما یدخل فی البیع تبعاً ومالایدخل، ط: سعید۔)

البحر الرائق: (۵/ ۳۰۶)، کتاب البیع، ط: سعید۔)

فتح القدیر: (۶/ ۲۷۴)، کتاب البیوع، فصل: ومن باع داراً دخل بناؤها... ط: رشیدیه۔)

(۲) ویلحق بالسرقة التطفیف، قال الله تعالی: ویل للمطففین، والخیانة فبئست البطانة وهی من علامات النفاق... (التفسیر للمظهری: (۱/ ۴۳۷)، سورة النساء، الآیة: ۳۱، ط: رشیدیه۔)

تفسیر ابن کثیر: (۸/ ۳۴۶)، سورة المطففین، ط: دار طیبة۔)

الجامع لأحکام القرآن: (۱۹/ ۲۱۸)، سورة المطففین، ط: رشیدیه۔)

وزن کر کے جانور فروخت کرنا

(۴۲۴) سابقہ زمانے میں جانور عددی تھے وزنی نہیں تھے، اس لئے وزن کر کے جانور فروخت کرنے کے بارے میں ناجائز ہونے کا فتوی دیا گیا تھا، کیونکہ سانس لینے کی وجہ سے وزن میں گھٹنے اور بڑھنے کے احتمال کی وجہ سے جھگڑا ہونے کا امکان تھا، اور اس زمانے میں موجودہ دور کی طرح اتنے بڑے بڑے ترازو بھی نہیں تھے اس لئے صحیح صحیح وزن کرنا بھی بہت ہی بڑا مشکل کام تھا۔

موجودہ دور میں ڈیجیٹل ترازو اور مختلف قسم کے کانٹے بنائے گئے ہیں جو صحیح صحیح وزن بتاتے ہیں، مزید یہ کہ اب لوگوں کی عادت بدل گئی ہے، تقریبا ہر چیز وزن کر کے لینے کی عادت بن گئی ہے، اور سانس کی وجہ سے جو معمولی کمی زیادتی ہوتی ہے اس کی کوئی وقعت نہیں ہے، اس وجہ سے اب کوئی جھگڑا نہیں ہوتا بلکہ وزن کرنے کی صورت میں دھوکہ بھی کم ہوتا ہے، اس لئے زندہ جانوروں کو مرغی سے لے کر اونٹ تک وزن کر کے خرید و فروخت کرنا اور قربانی عقیقہ کرنا جائز ہے شرعا اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ (۱)

---

(۱) لأنّ الحيوان لايوزن عادة ، ولايمكن معرفة ثقله بالوزن لأنّه يخفف نفسه مرّة و يثقل أخرى۔ (الهداية: (۸۳/۳) كتاب البيوع، باب الربوا، ط: رشيديه۔)

وإنما قلنا أنّ الحيوان ليس بموزون لأنّه لايوزن عادة فليس فيه احد المقدرين الشرعيين الوزن أو الكيل۔ (فتح القدير: (۲٦/۷) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه۔)

العناية على هامش فتح القدير: (۲٦/۷) باب الربا، ط: رشيديه۔)

و كل شئ نص رسول الله ﷺ على تحريم التفاضل فيه كيلاً فهو مكيل أبداً)... (مالم ينص عليه فهو محمول على عادات الناس) في الاسواق (لأنها) أى العادة (دلالة) على الجواز فيما وقعت عليه لقوله عليه الصلاة والسلام "ماراٰه المسلمون حسناً" (فتح القدير: (۱۳/۷، ۱۵) كتاب البيوع، باب الربا، ط: رشيديه۔)

قلت: ان الناس يعاملون في أشياء، تكون جائزة فيما بينهم على طريق المروءة والاغماض، =

☆ موجودہ دور میں حیوانات بھی موزونی ہو گئے ہیں، مرغی وغیرہ کی بیع وزن سے ہوتی ہے، اور وزن کا اصل مقصد مجہول (نامعلوم) چیز کی بیع نہ ہونا ہے، تاکہ بیع کے وقت مبیع (بیچی گئی چیز) مجہول نہ ہو، اور وزن اس میں معاون ہے۔

وزن کر کے کپڑا بیچنا

وزن کر کے کپڑا بیچنا اور خریدنا اس شرط کے ساتھ جائز ہے کہ اس کی قیمت بھی وزن کے اعتبار سے طے ہو، یعنی بیچنے والا یہ کہہ کر بیچے کہ اتنے کلو کپڑا اتنی قیمت میں فروخت کر رہا ہوں، اور خریدنے والا یہ کہے کہ اتنے کلو کپڑا اتنی قیمت میں خرید رہا ہوں، لیکن اگر کلو کے حساب سے وزن کرنے کے بعد میٹر یا گز کا اندازہ لگا کر میٹر اور گزوں کے حساب سے قیمت ادا کر دی جائے تو اس صورت میں میٹر یا گز مجہول ہونے کی وجہ سے بیع درست نہیں ہوگی۔[1]

= فإذا رفعت إلى القضاء يحكم عليها بعدم الجواز، ... وذلک لأن العقود على نحوين: نحو يكون معصية في نفسه، وذا لايجوز مطلقًا، ونحو آخر لايكون معصية وإنما يحكم عليه بعدم الجواز لإفضاءه إلى المنازعة، فإذا لم تقع فيه منازعة جاز۔ (فيض الباري: (۲۸۹/۳) كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد، ط:اشرفيه كوئٹه)

(۱) (اشترى مكيلاً بشرط الكيل حرم بيعه وأكله حتى يكيله، ومثله الموزون والمعدود) بشرط الوزن والعد لاحتمال الزيادة۔ (الدر: (۱۴۹/۵)، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في تصرف البائع في المبيع قبل القبض، ط:سعيد۔)

☐ يكون الصلح عن دعوى الشفعة على ثلاثة أوجه... الوجه الثاني الصلح عن مقدار معين من المشفوع بحصته من ثمن المبيع فهذا الصلح باطل۔ ولعل سبب البطلان هو جهالة الثمن، لأنه في تلك الحال لايعلم ثمن ذلک المقدار إلا بالحرز۔ (درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۱۳/۴)، شرح المادة: ۱۵۳۴، الكتاب الثاني عشر في حق الصلح والإبراء، ط:دار الكتب العلمية۔)

☐ ويجوز بيع الطعام والحبوب كلها مكايلة ومجازفة يعني إذا باعها بخلاف جنسها، أما بجنسها مجازفة فلا تجوز لما فيه من احتمال الربا۔ (الجوهرة النيرة: (۲۲۷/۱)، كتاب البيوع، ط:حقانية كوئٹه)

☐ الدر مع الرد: (۵۳۸/۴)، كتاب البيوع، ط:سعيد۔)

☐ ومنها أن يكون المبيع معلوماً وثمنه معلوماً علماً يمنع عن المنازعة، فإن كان أحدهما مجهولاً =

وزن کی بنیاد پر نفع تقسیم کرنا

"نفع کی تقسیم میں وزن" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۴/۶)

وزن میں غلط بیانی کرنا

"اصل وزن سے کم سودا پیک کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۹۴/۱)

وصف کے مقابلے میں قیمت نہیں ہوتی

مبیع (بیچی گئی چیز) میں قیمت اصل کے مقابلے میں ہوتی ہے، وصف کے مقابلے میں نہیں ہوتی، مثلاً کسی نے بنارسی دوپٹہ یا پلنگ پوش یا چادر وغیرہ کوئی ایسا کپڑا خریدا کہ اگر اس میں سے کچھ پھاڑ لیں تو نکما اور خراب ہو جائے گا، اور خریدتے وقت یہ شرط کر لی کہ یہ دوپٹہ تین گز کا ہے، پھر جب ناپا تو کچھ کم نکلا تو ایسی صورت میں جتنا کم نکلا ہے اس کے بدلے میں دام کم نہیں ہوں گے بلکہ جتنے دام طے ہوئے تھے وہ پورے دینے پڑیں گے، ہاں کم نکلنے کی وجہ سے بس اتنی رعایت کی جائے گی کہ دونوں طرف سے پکی بیع ہو جانے پر بھی خریدار کو اختیار ہوگا چاہے لے چاہے نہ لے، اور اگر کچھ زیادہ نکلا تو وہ بھی خریدار کا ہوگا اور اس کے بدلے میں دام کچھ زیادہ دینا نہیں پڑیں گے، تو یہاں گز وصف ہے اس کے مقابلہ میں قیمت کی کمی زیادتی نہیں ہوئی البتہ کم ہونے کی صورت میں خریدار کو لینے اور نہ لینے کا اختیار ہوگا۔ (۱)

= جهالة مفضية إلى المنازعة فسد البيع، ... (بدائع الصنائع: (۱۵۶/۵)، كتاب البيوع، فصل: وأما شرائط الصحة، ط: سعيد۔)

(۱) ومن اشترى ثوبا على انه عشرة أذرع بعشرة دراهم أو أرضا على انها مائة ذراع بمائة درهم فوجدها أقل فالمشتري بالخيار إن شاء أخذها بجملة الثمن وإن شاء ترك، لأن الذراع وصف في الثوب... والوصف لايقابله شيء من الثمن كأطراف الحيوان۔ (الهداية: (۲۸/۳)، كتاب البيوع، ط: رشيديه)

الجوهرة النيرة: (۲۲۹/۱)، كتاب البيوع، ط: حقانيه۔

بدائع الصنائع: (۱۶۰/۵)، كتاب البيوع، فصل: في شرائط الصحة في البيوع، ط: سعيد۔

وصیت بھلائی کی

''بھلائی کی وصیت''عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۳۵/۲)

وضعیہ

''وضعیہ'' کا معنی ہے کسی ضرورت سے قیمت خرید سے کم پر فروخت کرنا۔(۱)

وعدۂ بیع

ایک شخص دوسرے سے اس طرح معاہدہ کرتا ہے کہ فلاں چیز، فلاں قیمت پر آپ کو دوں گا اور دوسرا اس کو قبول کر لیتا ہے، جبکہ ابھی تک چیز اس کے قبضہ میں نہیں ہے، تو یہ بیع نہیں بلکہ ''وعدۂ بیع'' ہے، اور وعدۂ بیع کے بارے میں اصل مذہب یہ ہے کہ وعدہ پورا کرنا عدالتی اعتبار سے ضروری نہیں ہے، لیکن متاخرین حنفیہ نے ضرورت کی بنا پر بعض صورتوں میں وعدہ پورا کرنا قضاء (عدالتی اعتبار سے) بھی ضروری قرار دیا ہے، اس لئے آج کل کے معاملات میں اسی کے مطابق عمل کرنا چاہیے، تاکہ بائع (سیلر) کو نقصان نہ ہو۔(۲)

---

(۱) والمبيعات أصناف مختلفة وأجناس متفاوتة... أما باعتبار الثمن، لأن الثمن الأوّل إن لم يعتبر يسمى مساومة أو اعتبر مع زيادة فهو المرابحة أو بدونها فهو التولية أو مع النقص فهو الوضعية۔ (مجمع الأنهر: (۲/۲)، کتاب البیوع، ط: دار احیاء التراث العربی۔

المحيط البرهاني: (۲۳۱/۷)، کتاب الصرف، الفصل التاسع عشر: في بيع الصرف مرابحة، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر مع الرد: (۵۰۱/۴) كتاب البيوع، ط: سعيد

(۲) عن زيد بن ارقم عن النبي ﷺ قال: إذا وعد الرجل أخاه ومن نيته أن يفي له فلم يف ولم يجيئ للميعاد فلا إثم عليه۔ (مشكوة المصابيح: (ص: ۴۱۶)، باب الوعد، الفصل الثاني، ط: قديمي۔

الخلف في الوعد حرام... وعده أن يأتيه فلم يأته لا يأثم، ولا يلزم الوعد إلا إذا كان معلقاً... (قوله: الخلف في الوعد حرام) قال السبكي: ظاهر الآيات والسنة تقتضي وجوب الوفاء... إنما يوصف بما ذكر أي بأن خلف الوعد نفاق إذا قارن الوعد العزم على الخلف... وأما من عزم على الوفاء ثم بدا له=

وعدۂ بیع اور بیع

''بیع اور وعدۂ بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۵۷/۲)

= فلم يف فلا ،فهذا لم يوجد منه صورة نفاق،... وقيل عليه : فيه بحث فإن أمر "أوفوا بالعقود" مطلق فيحمل عدم الأثم في الحديث على ما إذا منع مانع من الوفاء،... أقول : في الدرر والغرر من كتاب العارية ما يفيد أن خلف الوعد مكروه ۔(شرح الاشباه للحموى: (۲/ ۳۶۴، ۳۶۵)، الفن الثاني : الفوائد، كتاب الحظر والإباحة، ط: ادارة القران۔

أن البيع انما ينعقد بصيغة تدل على انشاء العقد في الحال، ولذلك لا ينعقد البيع بصيغة تتمحض للاستقبال مثل قولنا "سوف ابيعك كذا" أو "سوف اشترى منك كذا" وانما تنبئ هذه الصيغة عن الوعد بإنجاز البيع في المستقبل وليس بيعاً ۔فمن وعد آخر بانشاء بيع في المستقبل هل يجب عليه الوفاء بهذا الوعد؟... المشهور مما نقل عن جمهور الفقهاء أن الوفاء بالوعد مستحب مندوب وهو من مكارم الاخلاق، ولكنه ليس بواجب ديانة ولا قضاء... المذهب الثاني: أن الوفاء بالوعد واجب مطلقاً، وهو واجب في الديانة والقضاء جميعاً... فالذى يتلخص من القرآن والسنة أن الوعد إذا كان جازماً يجب الوفاء به ديانة ويأثم الإنسان بالإخلاف فيه إلا إذا كان لعذر مقبول، أما لزوم الوفاء قضاء، فالأصل فيه أن مجرد الوعد لا يحكم به في القضاء لان المواعيد متنوعة... ولكن قد تظهر هناك حالات يمكن أن تجعل المواعيد فيها لازمة في القضاء لأن الإخلاف فيها يؤدى إلى ضرر بيّن للموعود له۔ فإن أمثال هذه الحالات هى التى قال فيها الفقهاء الحنفية "وقد تجعل المواعيد لازمة لحاجة الناس" كما اسلفنا عن ردّ المحتار وغيره ۔(فقه البيوع :(۱/ ۷۷، ۷۸، ۸۹، ۹۰)، المبحث الأوّل، حكم الوعد أو المواعدة في البيع، ط: معارف القرآن۔

ومفهومه أن من وعد وليس من نيته أن يفي فعليه الإثم وفى به أو لم يف فانه من أخلاق المنافقين... (مرقاة المفاتيح: (۹/ ۱۰۳)، تحت رقم الحديث: ۴۸۸۱، كتاب الآداب باب الوعد، الفصل الثاني، ط:؟؟؟)

وأيضاً فيه: قال النووى: أجمعوا على أن من وعد انساناً شيئاً ليس بمنهى عنه فينبغى أن يفي بوعده، وهل ذلك واجب أو مستحب، فيه خلاف الشافعي وأبو حنيفة والجمهور إلى أنه مستحب، فلو تركه فاته الفضل وارتكب المكروه كراهة شديدة ولا يأثم يعني من حيث هو خلف وإن كان يأثم إن قصد به الأذى، قال: وذهب جماعة إلى أنه واجب... وبعضهم إلى التفصيل،... ثم إذا فهم مع ذلك الجزم في الوعد فلا بد من الوفاء إلا أن يتعذر ۔(مرقاة المفاتيح: (۹/ ۱۱۳) تحت رقم الحديث: ۴۸۹۲، كتاب الآداب، باب المزاح، الفصل الثاني، ط: رشيديه۔

وعدۂ بیع کرتے وقت وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا

اگر بیع (خرید وفروخت) کا وعدہ کرتے وقت دل میں وعدہ پورا کرنے کا ارادہ تھا، لیکن بعد میں کسی وجہ سے وعدہ پورا نہیں کر سکا اور وعدہ خلافی ہوگئی، ایسے وعدہ کا حکم یہ ہے کہ اس وعدہ کا پورا کرنا واجب نہیں بلکہ مستحب اور مکارم اخلاق میں سے ہے، یعنی اس صورت میں وعدہ خلافی کی وجہ سے اس کو منافق کہنا، طعنہ دینا اور ذلیل کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

وعدۂ بیع کی خلاف ورزی کی صورت میں

اگر ''امپورٹر'' اور ''ایکسپورٹر'' کے درمیان ''ایگریمنٹ ٹوسیل'' (وعدۂ بیع) ہوا ہے اور ابھی حقیقی بیع نہیں ہوئی، اس صورت میں اگر ''ایکسپورٹر'' اس وعدہ بیع کو پورا نہ کرے، اور اس وعدہ کو پورا کرنے سے انکار کردے، تو اس صورت میں ''امپورٹر'' کسی قسم کی چارہ جوئی کر سکتا ہے یا نہیں؟ یا ''ایکسپورٹر'' تو اپنا وعدہ پورا کر رہا ہے لیکن ''امپورٹر'' اس سامان کو لینے سے انکار کردے، اور اس وعدے کی خلاف ورزی کرے، تو اس صورت میں ''ایکسپورٹر'' کیا چارہ جوئی کر سکتا ہے؟

موجودہ قانون میں یہ ہے کہ ''ایگریمنٹ ٹوسیل'' (وعدۂ بیع) کی خلاف ورزی کی صورت میں کسی بھی دوسرے فریق کو پہنچنے والے حقیقی نقصان کا دعویٰ کیا جا سکتا ہے اور اگر وہ نقصان کی تلافی نہ کرے تو اس کے خلاف مقدمہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن شریعت میں اگر ''ایگریمنٹ ٹوسیل'' میں کوئی ایک فریق وعدہ پورا نہ کرے تو وہ شخص گناہ گار ہوگا لیکن دنیا کے اندر اس سے کسی قسم کے نقصان وغیرہ کا مطالبہ نہیں کیا جا سکتا، اور نہ اس پر دباؤ ڈالا جا سکتا ہے، اس کی مثال ''منگنی'' ہے کہ یہ نکاح نہیں ہے،

---

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ رقم: ۴۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

نکاح کا ایک وعدہ ہے، نکاح میں مطالبہ ہوسکتا ہے، منگنی میں مطالبہ نہیں ہوسکتا۔ (۱)

وعدۂ بیع کی مثال

''فروخت کردوں گا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۹۹/۵)

وعدۂ بیع کے بعد خریداری میں نقصان سمجھتا ہے

وعدہ پورا کرنے کی نیت سے بیع (خرید وفروخت) کا وعدہ کرنے کے بعد کسی وجہ سے اب مال کی خریداری کو نقصان سمجھتا ہے، اور وہ چیز لینا نہیں چاہتا، تو وعدہ خلافی کی وجہ سے گناہگار ہوگا البتہ دکاندار کے لئے وعدۂ بیع کی بنیاد پر گاہک کو خریدنے پر مجبور کرنا یا اس سے کسی قسم کا تاوان لینے کا مطالبہ کرنا جائز نہیں ہوگا، یہ نقصان دکاندار کا ہے۔ (۲)

وعدۂ بیع کے نقصانات کا حکم

شریعت میں وعدۂ بیع کے بعد انکار کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے، اس نقصان کا اعتبار نہیں ہے، بلکہ شریعت میں دو چیزوں کے درمیان فرق رکھا گیا ہے، ایک چیز ہے ''نفع کا نہ ہونا'' دوسری چیز ہے ''نقصان ہونا'' ان دونوں میں فرق ہے۔

(۱) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ رقم: ۴۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

(۲) امداد الفتاویٰ: (۳/ ۴۰)، کتاب البیوع، عنوان: ''بیع وشراء کا وعدہ حکم میں بیع وشراء کے نہیں''۔ ط: دار العلوم کراچی۔

والذی یظهر أن التراضی لا بدمنه لغة أیضاً، فانه لا یفهم من باعه وباع زید عبده إلاّ أنه استبدل به بالتراضی، وأن الأخذ غصباً، واعطاء شیء آخر من غیر تراض لا یقول فیه أهل اللغة باعه، (فتح القدیر: (۲۲۹/۶)، کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔

(فلو اکره بقتل أو ضرب شدید) متلف... (أو حبس)... (حتی باعه أو اشتری او أقر او آجر، فسخ) ما عقد، ولا یبطل حق الفسخ بموت أحدهما ولا بموت المشتری، (الدر مع الرد: (۱۲۹/۶، ۱۳۰)، کتاب الاکراه، ط: سعید)۔

گزشتہ حواشی ملاحظہ ہوں۔ أیضاً۔

نقصان ہونے کا مطلب یہ ہے کہ واقعۃ خریدار یا بیچنے والے کی کچھ رقم خرچ ہوگئی۔ اور ''نفع نہ ہونے'' کا مطلب یہ ہے کہ تاجر نے اپنے ذہن میں یہ تصور کرلیا تھا کہ اس معاملہ میں اتنا نفع ہوگا، لیکن اتنا نفع نہیں ہوا، آج کل کے تاجروں کی اصطلاح میں اس نفع نہ ہونے کو بھی ''نقصان'' سے تعبیر کیا جاتا ہے، جبکہ شریعت کی رو سے اس کو نقصان کہنا درست نہیں۔

مثلاً زید نے ایک چیز سو روپے کی خریدی، اور زید نے اپنے ذہن میں تصور کرلیا کہ میں اس کو ڈیڑھ سو روپے کی فروخت کر کے پچاس روپے نفع کمالوں گا اب ایک خریدار آیا، اور اس نے وہ چیز ڈیڑھ سو روپے کے بجائے ایک سو تیس روپے میں خرید لی تو زید کی نظر میں اور تاجر کی نظر میں اس کو نقصان سمجھا جائے گا کہ بیس روپے کا نقصان ہوگیا، لیکن شریعت میں اس کو نقصان نہیں کہا جائے گا بلکہ شریعت میں نقصان اس وقت کہا جائے گا جب زید اس چیز کو سو روپے سے کم مثلاً نوے روپے میں فروخت کردے۔

غرض کہ آج کل ''اپرچونیٹی کاسٹ'' (متوقع نفع) کی بنیاد پر حساب کتاب کر کے نقصان کا جو تعین کرلیا جاتا ہے، شریعت میں ایسے نقصان کا کوئی اعتبار نہیں۔ (۱)

وعدۂ بیع مجبوری کی وجہ سے پورا نہیں کرسکا

اگر وعدہ بیع کسی مجبوری کی وجہ سے پورا نہ کرسکے تو دوسرے فریق کو اطلاع کردے کہ فلاں مجبوری کی وجہ سے وعدۂ بیع کو پورا نہیں کرسکتا، لہذا یہ وعدۂ بیع ختم کر

(۱) لأن الخسران هو عبارة عن تلف مال من رأس المال... (درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳/ ۴۳۶)، تحت المادة: ۱۳۱۱، كتاب الشركة، الباب السابع في حق المضاربة، الفصل الثاني: في بيان شروط المضاربة، ط: دار عالم الكتب /سلطانيه كوئٹه۔)

الموسوعة الفقهية: (۲۶/ ۶۱)، حرف الشين، الشركة، استحقاق الربح، ط: دار الصفوة۔)

امداد الفتاوی: (۳/ ۴۰)، کتاب البیوع، ط: دار العلوم کراچی۔)

دیا جائے، اس صورت میں پہلا فریق گناہ گار نہیں ہوگا۔ (۱)

وعدہ بیع میں بدنیتی

گاہک نے دکاندار سے کہا کہ اگر فلاں قسم کا مال آپ منگوادیں، تو میں اتنی قیمت پر خریدنے کا وعدہ کرتا ہوں یا خریدوں گا، اور اس کے دل میں وعدہ کرتے وقت یہ ارادہ تھا کہ وہ اس وعدہ کو پورا نہیں کرے گا اور دکاندار سے یہ مال نہیں خریدے گا تو یہ نفاق یا نفاق کی علامت ہے، اور دھوکہ ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہے۔ (۲)

وعدہ کی شرعی حیثیت

مروجہ اسلامی بینکاری کے مجوزین اور حامیوں کے نزدیک اجارہ میں کلائنٹ سے وعدہ لینے کا مقصد صرف بینک کو یہ یقین دلانا ہے کہ وہ اس کے ساتھ ضرور اجارہ کا معاملہ کرے گا تاکہ بینک پورے اطمینان کے ساتھ مطلوبہ چیز کی خریداری کرسکے، اس سے اجارہ منعقد نہیں ہوتا بلکہ اجارہ کا باضابطہ معاہدہ مطلوبہ چیز حاصل کرنے کے بعد طے پاتا ہے۔

لیکن معمولی غور وفکر سے یہ بات واضح ہوجائے گی کہ یہ موقف درست نہیں ہے کیوں کہ باضابطہ معاہدے کی حیثیت علامتی کاروائی کے سوا کچھ نہیں، وجہ یہ ہے کہ قانونی لحاظ سے کلائنٹ اس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ بینک کی خریدی ہوئی چیز بہر حال ''ماسٹر فائنانسنگ ایگریمنٹ'' میں طے شدہ شرائط کے مطابق اجارہ پر لے، اور اگر لینا نہ چاہے تو بینک قانونی چارہ جوئی کے لئے عدالت سے بھی رجوع کرسکتا ہے، اور عدالت کلائنٹ کو مجبور کرسکتی ہے کہ وہ بینک کے ساتھ اجارہ کا معاملہ کرے۔

مزید یہ کہ اجارہ کے وعدے کے موقع پر بینک ''سیکورٹی ڈپارٹمنٹ'' کے

(۱، ۲) انظر الی الحاشیۃ السابقۃ رقم: ۲، علی الصفحۃ رقم: ۴۲۶۔ (عن زید بن ارقم)

نام پر ایک معقول رقم بھی وصول کرتا ہے، تاکہ اگر بینک کی خریداری کے بعد کلائنٹ چیز نہ لے، یا رقم کی ادائیگی نہ کرے یا دیوالیہ ہو جائے تو بینک کو پہنچنے والے نقصان کی تلافی اس رقم سے کی جا سکے، اس سے واضح ہوا کہ اجارہ کا یہ معاملہ خالص وعدہ کی حد تک نہیں رہتا بلکہ دو طرفہ معاہدے کے دائرے میں داخل ہو جاتا ہے، البتہ یہ مستقبل کی تاریخ میں نافذ ہوتا ہے جب یہ وعدہ نہیں معاہدہ ہے، تو گویا بینک نے اجارہ پر دینے والی چیز کو خرید کر ملکیت میں لانے سے پہلے ہی اجارہ پر دینے کا معاہدہ کر لیا اور ملکیت میں لانے سے پہلے ہی اجارہ پر دینے کا معاہدہ کرنا شریعت کے خلاف ہے، جیسا کہ "المصارف الاسلامیہ" میں ہے۔

جب وعدہ لازمی نہ ہو تو اس میں کوئی حرج نہیں، لیکن جب وعدہ لازمی ہو تو یہ کاروائی غیر ملکیتی چیز کی بیع یا قبضہ سے قبل بلکہ خریداری سے قبل بیع کے دائرے میں داخل ہو جاتی ہے اور یہ شرعاً ناجائز ہے۔[1]

مروجہ اسلامی بینکاری کے مجوزین اور حامی حضرات یہ کہتے ہیں کہ مذکورہ بالا خرابی تب لازم آتی ہے جب دونوں جانب سے وعدہ لازم ہو جبکہ اسلامی بینکوں میں یہ وعدہ یکطرفہ صرف کلائنٹ کی طرف سے ہوتا ہے، بینک کو اختیار ہوتا ہے کہ کلائنٹ کے ساتھ معاملہ کرے یا نہ کرے، اس کے علاوہ بینک کرایہ بھی اس تاریخ سے لینا شروع کرتا ہے جب مطلوبہ چیز کلائنٹ کے حوالے کر دی جاتی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مذکورہ وعدہ وعدہ ہے معاہدہ نہیں ہے اور اس کی دو وجوہات ہیں:

---

(۱) فاذا لم یکن الوعد ملزما فہذا لا بأس فیہ، اما اذا کان ملزما فان العملیة تدخل فی نطاق بیع ما لا یملک، أو البیع قبل القبض، بل قبل الشراء، وہذا غیر جائز شرعا۔ (المصارف الاسلامیة للدکتور رفیق یونس المصری: (ص: ۳٦)

☜ ویجب أن یقصر الوعد الملزم علی طرف واحد، أما الطرف الآخر فیکون مخیرا تجنبا للمواعدة الملزمة للطرفین الممنوعة؛ لأنہا حینئذ فی حکم العقد۔ (المعاییر الشرعیة: (ص: ۱۵۲) المعیار الشرعی رقم: ۹، ط: ہیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الاسلامیة)

❶ کہنے کی حد تک تو یہ یکطرفہ کلائنٹ کی طرف سے وعدہ ہوتا ہے لیکن حقیقت میں یہ دوطرفہ معاہدہ ہوتا ہے، کیوں کہ اجارہ کے وعدے کے بعد کلائنٹ کو سو فیصد یقین ہوتا ہے کہ بینک اسے ضرور مطلوبہ چیز مہیا کرے گا، مروجہ اسلامی بینکاری کی تاریخ میں مشکل سے اکا دکا ہی ایسے واقعات ملیں گے جن میں بینک نے اجارہ کے وعدے پر دستخط کے بعد کلائنٹ کو مطلوبہ چیز کی فراہمی سے انکار کیا ہو کیوں کہ اس سے بینک کی ساکھ خراب ہوسکتی ہے، اور لوگوں کا اعتماد ختم ہوسکتا ہے، جب بینک کی طرف سے مطلوبہ چیز کی فراہمی یقینی ہے تو "المعروف کالمشروط" (جو بات معروف ہو وہ مشروط جیسی ہے) کے تحت عملی طور پر بینک کی طرف سے بھی لازمی وعدہ ہوا اور یہ بات اسلامی بینکاری کے حامی بھی تسلیم کرتے ہیں کہ دوطرفہ لازمی وعدہ معاہدے کے حکم میں ہے۔[1]

❷ بینک کو معاملہ کرنے یا نہ کرنے کا اختیار دینا اور کلائنٹ کو ہر صورت میں اس کے ساتھ معاملہ کرنے کا پابند بنانا امتیازی سلوک ہے جو نام نہاد اسلامی بینکوں کے غیر منصفانہ مزاج کی عکاسی کرتا ہے، انصاف کا تقاضہ یہ ہے کہ فریقین کو معاملہ کرنے یا نہ کرنے کا حق مساوی اور برابر ہو، ورنہ ایک کو اختیار دینا اور دوسرے کو اختیار نہ دینا سینہ زوری ہے۔[2]

---

(۱)

(۲) یاایہا الذین آمنوا لاتأکلوا أموالکم بینکم بالباطل إلا أن تکون تجارۃ عن تراض منکم۔ (النساء: ۲۹)

والذی یظہر أن التراضی لا بد منہ لغۃ ایضا فإنہ لا یفہم من باعہ وباع زید عبدہ إلا انہ استبدل بہ بالتراضی وإن الأخذ غصبا واعطاء شیء آخر من غیر تراض لا یقول فیہ أہل اللغۃ: باعہ۔ (فتح القدیر: ۴۵۵/۵) کتاب البیوع، ط: رشیدیہ)

إعلاء السنن: (۲۱۴/۱۴) کتاب البیوع، باب النہی عن بیع المضطر، ط: ادارۃ القرآن۔

باقی رہی یہ بات کہ بینک کلائنٹ کو قبضہ دینے کی تاریخ سے کرایہ لینا شروع کرتا ہے تو یہ اس بات کا ثبوت نہیں کہ اس سے پہلے اجارہ کا معاہدہ بھی نہیں ہوا تھا بلکہ اس کی اصل وجہ یہ ہے کہ یہ معاہدہ مطلوبہ چیز پر کلائنٹ کے قبضہ کی تاریخ سے موثر ہو رہا ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مطلوبہ چیز کی خریداری سے قبل بینک کا کلائنٹ سے اجارہ کا عدالتی طور پر لازمی وعدہ لینا حقیقت میں اجارہ کا معاہدہ ہے جو شریعت کے منافی اور اجارہ کے قوانین کے مخالف ہے۔

اسی طرح اجارہ کے باضابطہ معاہدے کے موقع پر کلائنٹ سے یہ وعدہ لینا بھی شریعت کے خلاف ہے کہ وہ مختلف شقوں کی خلاف ورزی کے باعث بینک کی طرف سے اجارہ ختم کرنے کی صورت میں طے شدہ قیمت پر گاڑی خریدنے کا پابند ہوگا۔[1]

مزید یہ کہ اس معاہدہ میں اجارہ اور بیع دونوں جمع ہیں اور یہ بھی جائز نہیں ہے۔[2]

وقت پر پیسے ادا کرنے والوں کو چھوٹ دینا

اگر بائع (سیلر) وقت پر پیسے ادا کرنے والے خریداروں کو اپنی مرضی سے چھوٹ دینا چاہے تو دے سکتا ہے، شرعاً اس میں کوئی قباحت نہیں ہے مثلاً دکاندار نے

---

(۱) انظر الی الحاشیة السابقة رقم: ۲، علی الصفحة السابقة۔

(۲) عن عمرو بن شعیب عن أبیه عن جده، قال: نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیعتین فی صفقة واحدة۔ رواه فی شرح السنة۔ (مشکاة المصابیح (ص: ۲۴۸) کتاب البیوع، باب المنهی عنها من البیوع، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

وکذلک لو باع عبداً علی أن یستخدمه البائع شهراً أو داراً علی أن یسکنها... لأنه شرط لا یقتضیه العقد وفیه منفعة لأحد المتعاقدین... ولأنه لو کان الخدمة والسکنی یقابلهما شیء من الثمن یکون اجارة فی بیع ولو کان لا یقابلهما یکون اعارة فی بیع۔ وقد نهی النبی صلی الله علیه وسلم عن صفقتین فی صفقة۔ (الهدایه (۶۲/۳) کتاب البیوع، باب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رحمانیه۔

تبیین الحقائق (۱۲/۴) کتاب البیوع، فصل یدخل فی بیع الدار، ط: امدادیه ملتان۔

خریداروں سے کہا کہ اگر آپ لوگ وقت پر پیسے ادا کریں گے تو اتنی چھوٹ دونگا، مثلاً کسی نے دس ہزار کا مال لیا اور اس نے مقررہ وقت پر پیسہ ادا کر دیا تو اس کو پانچ سو روپے کا چھوٹ دیا، تو یہ صورت جائز ہے۔ (۱)

وقت پر حوالہ کرنا

آرڈر لینے والے کی ذمہ داریوں میں سے ایک ذمہ داری یہ ہے کہ اس نے پروڈکٹ کو حوالہ کرنے کا جو وقت آرڈر دینے والے کو دیا تھا، وہ اسی وقت پر مصنوع (پروڈکٹ) حوالہ کردے، اگر اس نے وہ چیز وقت پر حوالہ نہ کی اور اس کی وجہ سے آرڈر دینے والے کو کوئی نقصان پہنچا تو وہ گنہگار ہوگا۔ بلکہ بعض علماء کے نزدیک اگر چیز مقررہ وقت پر نہ دینے کی وجہ سے آرڈر دینے والے کو کوئی نقصان پہنچا تو اس کی ذمہ داری صانع (بنانے والے/ آرڈر لینے والے) پر آئے گی۔

وقت مجہول ہو

"میعاد مجہول ہو" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۲۵/۶)

وقت معین پر ثمن ادا نہ کرے تو بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا

"بیع ختم ہونے کی شرط رکھنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۸۹/۲)

وقت مقررہ پر مال نہ بھیجنے کی صورت میں منافع لینے کی شرط

مثلاً ایک شخص نے دوسرے آدمی کو پیشگی رقم ادا کر دی، اور کچھ سامان خریدا

---

(۱) ویجوز ان یحط عن الثمن۔ (الهداية (۸۰/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

صح حط البائع بعض الثمن۔ (مجمع الأنهر (۱۱۵/۳) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: دار الكتب العلمية)

الدر المختار مع الرد: (۱۵۴/۵) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، مطلب في تعريف الكر، ط: سعيد.

اور یہ معاہدہ کیا کہ اگر فلاں وقت تک یہ سامان نہ پہنچا تو وعدہ خلافی کی وجہ سے فی من یا فی کارٹن سو روپے منافع وصول کروں گا، ایسی شرط لگانا ناجائز ہے اور یہ معاملہ باطل ہے، اور مقررہ وقت پر مال نہ پہنچنے کی صورت میں فی من یا فی کارٹن کے حساب سے منافع لینا حرام ہے۔ (۱)

وقتی طور پر بیعانہ کو ضبط کرنا

"بیعانہ کو وقتی طور پر ضبط کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۶۸/۲)

وقف زمین کی خرید وفروخت

زمین کو جس مقصد کے لئے وقف کیا گیا ہے اگر وہ مقصد حاصل نہیں ہو رہا ہے اور آئندہ بھی حاصل ہونے کا امکان نہیں ہے تو اس کو تبدیل کرنا یا اس کو فروخت کر کے اس کی رقم سے ایسی جگہ پر زمین لینا جائز ہوگا جہاں واقف کا مقصد حاصل ہو۔

اور اگر وقف کی زمین سے وقف کا مقصد حاصل ہو رہا ہے تو اس کو بیچنا جائز نہیں ہوگا اور وہ بدستور وقف رہے گی۔

خلاصہ یہ ہے کہ وقف کی زمین کے فوائد جب بالکل ختم ہو جائیں تو بیچنا یا

---

(۱) وأفاد في البزازية: أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة، إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي... والحاصل أن المذهب عدم التعزير بأخذ المال. (شامي: (۴/ ۶۱، ۶۲) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد)

البحر الرائق: (۵/ ۴۱) كتاب الحدود، باب حد القذف، فصل في التعزير، ط: سعيد.

الفتاوى الهندية: (۲/ ۱۶۷) كتاب الحدود، الباب السادس في حد القذف والتعزير، فصل في التعزير، ط: رشيديه.

عن ابي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا يحل مال امرئ إلا بطيب نفس منه. (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) كتاب البيوع، باب الغصب والعارية، الفصل الثاني، ط: قديمي.

تبدیل کرنا جائز ہے تا کہ وقف سے فائدہ اٹھانا ممکن رہے، لیکن اگر اس کے فوائد ختم نہ ہوں تو پھر یہ اسی حالت پر باقی رہے گی جس پر وہ ہے۔ (۱)

وقف شدہ زمین فروخت کرنا

اپنی مملوکہ زمین مسجد یا مدرسہ یا قبرستان وغیرہ کے لئے وقف کر کے حوالہ کرنے کے بعد وہ زمین واقف کی ملکیت سے نکل جاتی ہے، اور واقف اس میں کسی قسم کے ذاتی یا مالکانہ تصرفات کا حق نہیں رکھتا، اور ایسی زمین کو کسی کے لئے بھی خریدنا، بیچنا گفٹ کرنا اور تبادلہ کرنا جائز نہیں ہے، اور اس میں وراثت بھی جاری نہیں ہوتی ہے۔ (۲)

وقف کی چیز فروخت کرنا

''اوقاف کو فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۶۰/۱)

وکالت

وکالت ایجنسی کو کہتے ہیں۔ (۳)

---

(۱) اعلم أن الاستبدال على ثلاثة وجوه: الأول: أن يشترطه الواقف... فالاستبدال فيه جائز على الصحيح... والثاني: أن لا يشترطه... لكن صار بحيث لا ينتفع به بالكلية بأن لا يحصل منه شئ أصلا، أو لا يفي بمؤنته فهو أيضا جائز على الأصح. (الشامي: ۳۸۴/۴) كتاب الوقف۔ مطلب في استبدال الوقف، ط:سعيد)

الوقف إذا صار بحيث لا ينتفع المساكين به فللقاضي أن يبيعه ويشتري بثمنه غيره۔ (البحر الرائق: (۲۰۷/۵) كتاب الوقف، ط:سعيد)

الفتاوى الهندية: (۴۰۱/۲) كتاب الوقف، الباب الرابع فيما يتعلق بالشرط، ط:رشيديه۔

(۲) فإذا تم أي الوقف فلا يملك ولا يعار ولا يرهن۔ (تنوير الابصار۔ (شامي: (۳۵۲/۴) كتاب الوقف، ط:سعيد۔)

بدائع الصنائع: (۲۲۱/۶) كتاب الوقف والصدقة، فصل وأما حكم الوقف الجائز، ط:سعيد۔)

وإذا صح الوقف لم يجز بيعه ولا تمليكه۔ (الهداية: (۶۱۶/۲) كتاب الوقف، ط:رشيديه۔)

(۳) الوكالة: بالفتح والكسر اسم من التوكيل، وهي شرعاً: تفويض أحد أمره لآخر وإقامته مقامه...
(المجموعة للقواعد الفقهية: (ص:۳۱۸)، التعريفات الفقهية، الواو، ط:بشرى)

وکالت پر اجرت

اگر وکالت پر اجرت کی شرط رکھی ہے، اور وکیل نے وکالت پوری کر دی، تو وہ اجرت کا مستحق بن جائے گا، اور اگر اجرت کی شرط نہیں تھی اور وکیل بھی اجرت کا کام کرنے والا نہیں ہے، تو وہ احسان اور ثواب کا کام کرنے والا ہوگا اور اس کو اجرت کا مطالبہ کرنے کا حق نہیں ہوگا۔ [1]

وکالت کا پیشہ

عدالت میں اپنے دعویٰ کو ثابت کرنے کے لئے یا مدعی کے غلط دعویٰ کا جواب دینے کے لئے کسی کو وکیل مقرر کرنا یا کسی کا وکیل مقرر ہونا جائز ہے، موکل مرد ہو یا عورت، نیز اس پر فریق مخالف راضی ہو یا ناراض، بہر حال جائز کام کے لئے وکالت کرنا جائز ہے۔

البتہ کسی جھوٹے مدعی کی حمایت کرنا یا کسی ظالم کی طرف سے مدافعت کرنا، اس کی خاطر، یا مقدمہ میں جتوانے کے لئے جھوٹ بولنا، الٹا سیدھا جرم ثابت کرنا، اور مدعی کو ناحق دوسروں سے عدالت کے ذریعہ مال لوٹ کر دینا بہت بڑا گناہ ہے، ایسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہیے، وکالت کا ایسا پیشہ جس میں ظالم کی حمایت ہو اور مظلوم پر مزید ظلم ڈھایا جائے، اور قاتلوں کی مدد کی جائے یہ ناجائز اور حرام ہے، اس پر اجرت لینا بھی حرام ہے، ایسے لوگوں کو سوچنا چاہیے کہ ان کی چرب زبانی، لفاظی،

---

(۱) إذا شرطت الاجرة في الوكالة وأوفاها الوكيل استحق الأجرة... وإن لم تشترط ولم يكن الوكيل ممن يخدم بالأجرة كان متبرعاً، فليس له أن يطالب بالأجرة... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۶۱۷)، المادة: ۱۴۶۷، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الأول: في بيان أحكام الوكالة العمومية، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۴/۴۳۵) المادة: ۱۴۶۷، أيضاً، ط: رشيديه۔

درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳/۵۷۳، ۵۷۴)، المادة: ۱۴۶۷، أيضاً، ط: دار عالم الكتب۔

چالاکی کب تک ان کے کام آئے گی اور جب قیامت کے دن اللہ کے سامنے پیشی ہوگی، تو ان وکیلوں کی طرف سے کون وکیل بنے گا، اور خلاصی کیسے ہوگی، اس لئے ظالم اور ظلم کی حمایت ہرگز نہ کریں ورنہ آخرت کی عدالت انتظار میں ہے۔ [1]

وکالت میں دھوکہ دینا

مثلاً زید نے بکر کو ایک فریزر خریدنے کے لئے وکیل بنایا اور نقد چالیس ہزار کی رقم دی اور بکر نے ۳۸ ہزار میں فریزر خرید کر زید کے پاس بھیج دیا اور دو ہزار اپنے پاس رکھ لئے تو یہ جائز نہیں ہے۔

وکیل کو چاہیے کہ اپنے مؤکل کا کام ایمانداری سے کرے اور جو رقم وغیرہ بچ جائے وہ اپنے مؤکل کو واپس کر دے۔

---

(۱) قوله تعالیٰ {هأنتم هؤلاء جادلتم عنهم فی الحیٰوة الدنیا فمن یجادل الله عنهم یوم القیامة امّن یکون علیهم وکیلا} (سورة النساء: ۱۰۹)

عن أم سلمة عن النبی ﷺ قال: "انما انا بشر وانكم تختصمون إلی، ولعل بعضكم أن یكون ألحن بحجته من بعض واقضی له علی نحو ما أسمع، فمن قضیت له من حق اخیه شیئاً فلا یاخذه، فإنما أقطع له قطعة من النار۔ (صحیح البخاری: (۲/۱۰۳۰)، رقم الحدیث: ۶۹۶۷، كتاب الحیل، باب إذا غصب جاریة فزعم انها ماتت... ط: قدیمی۔) و (۲/۱۰۶۵) كتاب الاحكام، باب من قضی له بحق اخیه فلا یاخذه، فان قضاء الحاكم لایحل حراماً ولایحرم حلالاً، ط: قدیمی)

باب القضاء فی قلیل المال وكثیره سواء۔ ط: قدیمی)

الصحیح المسلم (۲/۷۴) كتاب الاقضیة، باب بیان ان حكم الحاكم لایغیر الباطن، ط: قدیمی)

سنن ابن ماجة: (ص: ۱۶۷)، أبواب الأحكام، باب قضیة الحاكم لاتحل حراماً ولاتحرم حلالاً، ط: قدیمی۔

سمع رسول الله ﷺ ذات یوم، ارتفاع أصوات متخاصمین جاثا یتحاكمان عنده فی أرض وقد ارتفعت أصواتهما امام احدی حجرات بیوت أزواج النبی ﷺ، فخرج النبی علیه الصلاة والسلام، وقد اجتمع بعض الناس حولهما، فقال ﷺ: أیها الناس إنما أنا بشر، وأنكم تختصمون إلیّ أن تحاكموا عندی ولعل بعضكم أن یكون ألحن بحجته من بعض ای أقوی فی الحجة من الآخر، فاقضی له علی نحو مما اسمع، فمن قضیت له من أخیه شیئا فلا یاخذه، فإنما هی قطعة من النار اقطعها له، فمن شاء فلیأخذ ومن شاء فلیدع۔ (البخاری فی المظالم: (۲/۶۸) مسلم

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عروہ بن جعد البارقی کو ایک دینار دیا اور فرمایا "اشتو لنا به شاة" ہمارے لئے اس سے ایک بکری خرید لاؤ عروہ کہتے ہیں کہ میں منڈی آیا میں نے ایک دینار سے دو بکریاں خریدیں، جب میں واپس آ رہا تھا تو مجھے راستے میں ایک آدمی ملا، اس نے مجھ سے سودا کیا میں نے اسے ایک دینار کے عوض ایک بکری فروخت کر دی اور ایک دینار اور ایک بکری لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا میں نے کہا: اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! یہ آپکا دینار اور یہ آپ کی بکری، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا "وصنعت کیف؟" تم نے یہ کیسے کیا ہے؟

میں نے ساری بات بیان کر دی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"اللهم بارک له فی صفقة یمینة"(۱)

اے اللہ! اس کے دائیں ہاتھ کے سودے میں برکت عطا فرما۔

اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ حضرت عروہ رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے بکری خریدنے کے بعد جو رقم بچی وہ واپس کر دی اپنے پاس نہیں رکھی اگر بچی ہوئی رقم وکیل یعنی حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کا حق ہوتا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم

---

(۱) عن عروة بن أبی الجعد قال: عرض للنبی صلی الله علیه وسلم جلب، فأعطانی دینارا، فقال: "أی عروة ائت الجلب فاشتر لنا شاة" قال فأتیت الجلب، فساومت صاحبه، فاشتریت منه شاتین بدینار، فجئت أسوقهما، أو قال أقودهما، فلقینی رجل فساومنی، فأبیعه شاة بدینار، وجئت بالشاة فقلت: یا رسول الله، هذا دینارکم، وهذا شاتکم، قال: "وصنعت کیف؟" فحدثته الحدیث، فقال: اللهم بارک له فی صفقة یمینه"... الحدیث۔ (مسند أحمد: (۳۲/۱۰۷) رقم الحدیث ۱۹۳۶۷، مسند الکوفیین، حدیث عروة بن أبی الجعد البارقی، ط: مؤسسة الرسالة۔)

السنن الکبری: (۶/۱۱۲) کتاب القراض، باب المضارب یخالف بما فیه زیادة لصاحبه... الخ ط: إدارة تالیفات اشرفیه۔

صحیح بخاری: (۱/۵۱۳) کتاب المناقب، باب بعد باب سوال المشرکین أن یریهم النبی صلی الله علیه وسلم آیة، فاراهم انشقاق القمر، ط: قدیمی۔

یقیناوہ رقم حضرت عروہ رضی اللہ عنہ کو واپس کردیتے۔ کیوں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عدل وانصاف کے پیکر تھے، وہ دوسرے کا حق اپنے پاس رکھ لیں اور واپس نہ دیں، یہ ہو نہیں سکتا۔

باقی اگر موکل بچی ہوئی رقم وکیل کو خاموشی سے دے دے یا لینے کی اجازت دیدے تو وکیل کے لئے لینا جائز ہوگا ورنہ نہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مسلمان بندے کا مال اس کی رضامندی کے بغیر لینا حلال نہیں ہے۔ (۱)

مزید "وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا" عنوان کے تحت بھی دیکھیں۔

وکیل

ایک آدمی خریدار یا بائع (سیلر) کی طرف سے ایک ہی چیز کے لئے خرید یا فروخت کا وکیل بن سکتا ہے لیکن ایک ہی شخص خریدار اور بائع بیک وقت دونوں کی طرف سے ایک ہی چیز کی خرید وفروخت کا وکیل نہیں بن سکتا۔ (۲)

---

(۱) وعن ابی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم: ألا لا تظلموا ألا لا یحل مال امرئ الا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص:۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی۔

شعب الایمان: (۳۸۷/۴) رقم الحدیث: ۵۴۹۲، الباب الثامن والثلاثون من شعب الایمان: وهو باب فی قبض الید عن الأموال المحرمة الخ، ط: دار الکتب العلمیة۔

السنن الکبری: (۱۰۰/۶) کتاب الغصب، باب من غصب لوحاً فأدخله فی سفینة أو بنی علیه جداراً، ط: ادارة تالیفات اشرفیه۔

(۲) ان الواحد یتولی طرفی العقد فی العتق کالنکاح ولا یتولی الطرفین فی البیع۔ (البحر الرائق: (۷/ ۲۸۱)، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: دار الکتب العلمیة۔)

فشرائط العاقد: العقل... والعدد فی العاقد فلا ینعقد بالوکیل من الجانبین،... (البحر الرائق: (۵۳۲/۵)، کتاب البیع، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الدر مع الرد: (۵۰۴/۴)، کتاب البیوع، ط: سعید۔)

بدائع الصنائع: (۱۳۵/۵، ۱۳۶)، کتاب البیوع، اما شرائط الانعقاد، ط: سعید۔)

وکیل امین ہے

(۴۴۳) وکیل امین ہوتا ہے، اور وکیل کے پاس موکل کی رقم امانت ہوتی ہے۔ اس لئے وکیل کے لئے موکل کی رقم کو اپنے تصرف میں لانا جائز نہیں ہے اگر ایسا کیا تو وکیل ضامن ہوگا۔ (۱)

وکیل اور دلال کا فرق

وکیل اور دلال کے درمیان فرق یہ ہے کہ دلال دوسرے شخص کا سپرد کیا ہوا کام اجرت پر کرتا ہے اور وکیل اجرت اور بلا اجرت دونوں طرح کرتا ہے۔ (۲)

---

(۱) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یده فإذا تلف بلا تعد ولا تقصیر لایلزم الضمان... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۶۱۳)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۳/۵۶۱) المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتب۔)

إذا هلکت الودیعة أو نقصت قیمتها بتعدی المستودع أو بتقصیره لزمه الضمان، مثلاً إذا أنفق المستودع نقود الودیعة فی أمور نفسه أو استهلکها ضمنها، (مجلة الأحکام العدلیة: (۱۵۰)، المادة: ۷۸۷، الأمانات، الباب الثانی، فی الودیعة، الفصل الثانی: فی أحکام الودیعة وضمانها، ط: نور محمد کتب خانه کراچی)

مزید وکیل نے موکل کے پیسے سے موکل کے لئے سامان خریدا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۲) السمسار: من یعمل للغیر بالأجر بیعاً أو شراء، ویقال له فی العرف الدلال۔ (دستور العلماء: (۲/۱۳۲) حرف السین، السمسار، ط: دار الکتب العلمیة۔)

والوکالة... وفی الشرع: تفویض التصرف فی أمر شرعی إلی غیره أی إقامة الغیر مقام نفسه فی التصرف ممن یملک التصرف، والوکیل: هو الذی فوض إلیه التصرف بإقامة المفوض أی المؤکل إیاه مقام نفسه فی التصرفات۔ (دستور العلماء: (۳/۳۲۱)، حرف الواو، ط: دار الکتب العلمیة۔)

الدلال: هو السمسار أی الذی یدخل بین البائع والمشتری متوسطاً لامضاء البیع۔ (المجموعة للقواعد الفقهیة، التعریفات الفقهیة: (ص: ۱۸۱)، ط: بشریٰ)

والوکالة: وهی شرعاً تفویض أحد أمره لآخر، وإقامته مقامه، ویقال: لذلک الشخص مؤکل ولمن أقامه وکیل، والأمر موکل به۔ المجموعة للقواعد الفقهیة (ص: ۳۱۸) (التعریفات الفقهیة، ط: مکتبة البشریٰ)

وکیل بالبیع غیر مسلم کو بنانا

"غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا" عنوان کے تحت دیکھیں۔

وکیل بالبیع کمپنی کے

"کمپنی کی جانب سے سامان بیچنے کا وکیل" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵،۲۲۰)

وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا

کمپنی بعض ملازمین کو اس مقصد کے لئے رکھتی ہے کہ وہ بازار سے سامان خرید کر لایا کریں اب کبھی یہ ملازم کم قیمت میں سامان خرید کر دکاندار سے زیادہ قیمت کا بل بنواتے ہیں اور کمپنی سے زائد رقم وصول کرتے ہیں۔

اسی طرح مکان وغیرہ تعمیر کرنے کے ٹھیکیدار لوہا وغیرہ کم قیمت پر خرید کر مکان کے مالک سے حساب میں زیادہ رقم ظاہر کر کے وصول کرتے ہیں۔

اسی طرح رنگ کرنے والے رنگ کی زیادہ قیمت ظاہر کر کے مکان کے مالک سے زائد رقم وصول کرتے ہیں، شرعاً یہ ناجائز اور حرام ہے، زائد رقم مالک کو واپس کر دینا ضروری ہے، اگر دنیا میں نہیں دے گا تو آخرت میں واپس کرنا پڑے گا اور وہاں واپس کرنا سوئی کے ناکے سے ہاتھی گذارنے کی مانند ہوگا۔

واضح رہے کہ ملازم اور ٹھیکیدار ایسے وکیل ہیں جن کو اجرت اور تنخواہ ملتی ہے ان پر مالک کے ساتھ امانت داری کا معاملہ کرنا لازم ہے، صرف اصل قیمت مالک سے وصول کریں، ان کے لئے اس طرح اضافی رقم لینا جھوٹ، دھوکہ اور ناحق وصولی پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ناجائز اور حرام ہوگا۔

☆ اگر ٹھیکیدار یا ملازم مذکورہ بالا صورت میں یہ حیلہ اختیار کریں کہ یہ اشیاء پہلے اپنے لئے خریدیں پھر مہنگی کر کے کمپنی کو فروخت کریں تو بھی شریعت میں اس کی

گنجائش نہیں ہوگی کیونکہ وکیل امین ہوتا ہے، اس کا اپنے لئے خرید نا جائز نہیں۔ (۱)

وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنے کا حیلہ کرنا

"ملازم کا حیلہ کرنا عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۵/۶)

وکیل بالشراء کا ظلم

حکومت یا پرائیوٹ ادارہ کے لئے سامان خریدنے والے ملازم یا وکیل یہ ظلم بھی کرتے ہیں کہ دکاندار یا کمپنی سے کہتے ہیں مثلاً اس سامان کی قیمت سو روپے ہے تو آپ کمپنی یا حکومت پر بیشک دوسو کی فروخت کریں، مگر جب فروخت کریں تو مجھے پچاس فیصد کمیشن دینا، ایسا کمیشن حرام ہے ملازم اپنے ادارہ اور کمپنی کے ساتھ دھوکہ، خیانت اور جھوٹ بولنے کی وجہ سے سخت گناہ گار بھی ہے۔ (۲) اور اس کی تنخواہ بھی حرام

---

(۱) ليس لمن وكل باشتراء شئ معين أن يشتري ذلك الشئ لنفسه حتى لايكون له وان قال: عند اشترائه اشتريت هذا لنفسي بل يكون للموكل، لأنه يؤدي إلى تغرير الأمر من حيث إنه اعتمد عليه ولأن فيه عزل نفسه ولا يملكه الا بمحضر من الموكل (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۶۲۲)، المادة: ۱۴۸۵، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الثاني: في بيان الوكالة بالشراء، ط: فاروقيه كوئٹه)

▭ إذا قيدت الوكالة بقيد فليس للوكيل مخالفته، فإن خالف لايكون شراءه نافذا في حق الموكل ويبقى المال الذى اشتراه له، ولكن إذا خالف بصورة فائدتها أزيد في حق الموكل فلاتعد مخالفة معنى... أما اشتراها بأنقص يكون قد اشتراها للموكل، (درر الحكام إلى مجلة الأحكام: (۳/ ۵۸۵)، المادة: ۱۴۷۹، الوكالة، الباب الثالث: في بيان أحكام الوكالة، الفصل الثاني: في بيان الوكالة بالشراء، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئٹه۔)

▭ شرح المجلة للاتاسي: (۴/ ۳۵۷)، المادة: ۱۴۷۹، أيضاً، ط: رشيديه۔)

الدر مع الرد: (۵/ ۵۱۷، ۵۱۸)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد۔)

▭ أنظر الحاشية الآتية ايضا

(۲) قال الله تعالى: لعنة الله على الكاذبين (العمران: ۶۱)

▭ وعن أبي هريرة رضي الله عنه: "آية المنافق ثلاث" زاد مسلم: "وإن صام وصلى وزعم أنه مسلم" ثم اتفقا: "إذا حدث كذب، وإذا وعد اخلف، وإذا اؤتمن خان۔ متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۱۷) كتاب الايمان، باب الكبائر وعلامات النفاق، الفصل الأول، ط: قديمى)=

ہے کیوں کہ وہ حکومت یا کمپنی کے لئے کام نہیں کر رہا بلکہ وہ کمیشن حاصل کرنے کے لئے اپنا کام کر رہا ہے، اور اپنا کام کر کے حکومت سے تنخواہ لینا جائز نہیں ہے۔ (۱)

وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے

اگر کسی نے زید کو وکیل بنایا کہ میرے لئے بازار سے موبائل خرید کے لاؤ، اور اس کو دس ہزار دیئے، موبائل خریدنے کے بعد بائع (سیلر) نے وکیل کے ساتھ تعلقات کی بنا پر ثمن (طے شدہ قیمت) واپس کر دیا یا مفت میں دے دیا، تو وکیل کے لئے ہدیہ ہوگا، موبائل کو واپس کرنا لازم نہیں ہوگا، اور وکیل کے لئے اس رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز ہوگا۔ (۲)

= وعن ابن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: من غشنا فلیس منا، والمکر والخداع فی النار... ورواہ أبو داؤد فی مراسیلہ عن الحسن مرسلا مختصرا قال: المکر والخدیعۃ، والخیانۃ فی النار۔ (الترغیب الترھیب: (۲/ ۳۵۰) رقم الحدیث: ۲۷۴۳، الترھیب من الغش والترغیب فی النصیحۃ فی البیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیۃ)

کنز العمال: (۳/ ۵۴۵) رقم الحدیث: ۷۸۲۰، ۷۸۲۴، الکتاب الثالث: فی الأخلاق، الباب الثانی، الفصل الثانی فی الأخلاق والأفعال المذموۃ، ط: مؤسسۃ الرسالۃ۔

(۱) الأجیر یستحق الأجرۃ إذا کان فی مدۃ الإجارۃ حاضرا للعمل... لکن لیس لہ أن یمتنع عن العمل فإذا امتنع لا یستحق الأجرۃ۔ (شرح الجلۃ لرستم باز (۱/ ۱۹۰) رقم المادۃ: ۴۲۵، الکتاب الثانی فی الاجارۃ، الباب الأول فی الضوابط العمومیۃ، ط: مکتبہ فاروقیہ۔

درر الحکام شرح مجلۃ الأحکام: (۱/ ۴۵۸) المادۃ: ۴۲۵، ایضا، ط: دار الجیل۔

المبسوط للسرخی: (۱۵/ ۱۶۲) کتاب الإجارات، باب إجارۃ الراعی، ط: دار المعرفۃ۔

(۲) رجل أمر رجلا یشتری لہ جاریۃ بألف درھم، فاشتراھا، ثم ان البائع وھب للوکیل الفا، فللوکیل ان یرجع علی البائع بالف، لأنہ لا یمکن ان یجعل ھذا حطا عن الثمن، لأنہ یفسد العقد فجعل ھبۃ فیرجع۔ (الفتاویٰ الولوالجیۃ: (۴/ ۳۵۳) کتاب الوکالۃ، الفصل الثالث: فیما یرجع الوکیل إلی الموکل، ط: دار الکتب العلمیۃ)

وفی الواقعات الحسامیۃ: ولو أمر رجلا أن یشتری لہ جاریۃ بألف فاشتراھا، ثم ان البائع وھب الألف من الوکیل فللوکیل أن یرجع علی الآمر، ولو وھب منہ خمس مائۃ لم یکن لہ أن یرجع علی الآمر إلا بخمسمائۃ... (البحر الرائق: (۷/ ۱۵۵)، کتاب الوکالۃ، باب الوکالۃ بالبیع والشراء، ط: سعید)=

وکیل بنانا غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے

''غیر مسلم کو حرام چیز فروخت کرنے کے لئے وکیل بنانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۳/۵)

وکیل بننا

دوسرے کی طرف سے خرید یا فروخت کے لئے وکیل (Agent) بننا صحیح ہے، اگر کسی نے وکیل بنے بغیر مثلاً زید کی طرف سے کوئی معاملہ کیا تو زید کی اجازت پر موقوف ہوگا۔[1]

وکیل کو صرف موکل کا مال فروخت کرنے کا پابند بنانا

جس آدمی کو مال فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا جاتا ہے وہ اجیر مشترک کے حکم میں ہوتا ہے، ہاں اگر موکل نے وکیل کو وکیل بناتے وقت یہ شرط رکھی تھی کہ آپ صرف میرا مال فروخت کریں گے، کسی اور کا مال فروخت نہیں کریں گے، تو یہ اجیر خاص کی طرح ہوجائے گا اور اس کے لئے اجارہ کے اوقات میں موکل کے مال کے علاوہ کسی اور کا مال فروخت کرنا جائز نہیں ہوگا، اور اگر وکیل نے اس شرط کو قبول

= ولو وهبه كل الثمن رجع كله، ولو بعضه رجع بالباقي؛ لأنه حط۔ (قوله كل الثمن) أى جملة واحدة۔ قال في البحر: ولو وهبه خمس مائة ثم الخمس مائة الباقية لم يرجع الوكيل على الآمر الا بالأخرى لأن الأولى حط والثاني هبة۔ (الدر مع الرد: (٥/٥١٦) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، ط: سعيد)

(١) من باع ملك غيره فللمالك أن يفسخه ويجيزه إن بقي العاقدان والمعقود عليه وبه لو عرضاً، ... والأصل فيه أن كل تصرف صدر من الفضولي وله مجيز حال وقوعه انعقد موقوفاً على الإجازة عندنا۔ (تبيين الحقائق: (٤/٣٨٣)، كتاب البيوع، باب بيع الفضولي، ط: دار الكتب العلمية)

مجمع الأنهر: (٣/١٣٤)، كتاب البيوع، فصل في بيع الفضولي، ط: غفارية كوئٹه۔

الدر مع الرد: (٥/١٠٦، ١٠٧)، كتاب البيوع، فصل: في بيع الفضولي، ط: سعيد۔

نہیں کیا تھا، یا قبول کیا لیکن جو وقت مقرر ہے اس کے علاوہ اوقات میں دوسروں کا مال بیچتا ہے تو پھر بیچنا جائز ہوگا۔ (۱)

وکیل کا خود اپنے لئے خریدنا

اگر زید نے عمر کو اپنی چیز فروخت کرنے کا وکیل بنایا، تو عمرو وہ چیز خود اپنے لئے خرید سکتا ہے یا نہیں اس بارے میں دو قول ہیں: ایک قول یہ ہے کہ ناجائز ہے، اور دوسرا قول یہ ہے کہ موکل کی اجازت سے جائز ہے، لہذا اگر موکل نے اجازت دی ہے تو وکیل خود اپنے لئے خرید سکتا ہے ورنہ نہیں۔ (۲)

---

(۱) الأجير المشترک من يعمل لغير واحد . . . والأجير الخاص يستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وان لم يعمل . . . وسمي الأجير خاصا ووحده؛ لأنه يختص بالواحد، وليس له أن يعمل لغيره، ولأن منافعه صارت مستحقة للغير، والأجر مقابل بها فيستحقه مالم يمنع مانع من العمل كالمريض والمطر . . . وإنما يكون أجيرا خاصا إذا شرط عليه أن لا يرعى لغيره۔ (البحر الرائق: (۸/ ۲۶، ۲۹، ۳۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

الاجراء على ضربين: مشترک وخاص، فالأول من يعمل لا لواحد كالخياط ونحوه أو يعمل له عملا غير موقت . . . أو موقتا بلا تخصيص . . . والثاني: وهو الأجير الخاص ويسمى أجير وحد: وهو من يعمل لواحد عملاً موقتا بالتخصيص، ويستحق الأجر بتسليم نفسه في المدة وإن لم يعمل كمن استوجر شهرا للخدمة أو شهرا لرعي الغنم المسمى باجر بخلاف مالو آجر المدة بان استاجره للرعي شهرا حيث يكون مشتركا الا اذا شرط ان لا يخدم غيره، ولا يرعى لغيره فيكون خاصا۔ الدر المختار۔ وفي الشامية: اعلم ان الاجير للخدمة أو لرعي الغنم انما يكون أجيرا خاصا إذا اشترط عليه أن لا يخدم غيره أو لا يرعى لغيره۔ (قوله: وليس للخاص أن يعمل لغيره) بل ولا يصلي النافلة، قال في التاتارخانية: وفي فتاوى الفضلي وإذا استأجر رجلا يوما يعمل كذا فعليه أن يعمل ذلک العمل إلى تمام المدة۔ (الدر مع الرد: (۶/ ۶۳، ۶۹، ۷۰) كتاب الإجارة، باب ضمان الأجير، ط: سعيد)

فتح القدير: (۹/ ۱۲۲، ۱۳۰)، كتاب الإجارات، باب ضمان الأجير، ط: رشيديه۔)

(۲) الوكيل بالبيع لا يملک شراءه لنفسه؛ لأن الواحد لا يكون مشتريا وبائعا فيبيعه من غيره ثم يشتريه منه . . . وإن أمره الوكيل أن يبيعه من نفسه أو أولاده الصغار أو ممن لا يقبل له شهادته فباع منهم جاز۔ (الفتاوى البزازية على هامش الهندية: (۵/ ۴۷۵) كتاب الوكالة، الرابع في البيع، ط: رشيديه)

ليس لمن وكل باشتراء شئ معين أن يشتري ذلک الشئ لنفسه حتى لا يكون له وإن قال: عند اشترائه اشتريت هذا لنفسي بل يكون للموكل، . . . (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۶۲۳)، المادة: =

وکیل کا دکاندار سے کمیشن وصول کرنا

بعض دکاندار کمپنی کے ملازم سے معاہدہ کرتے ہیں اگر آپ کمپنی کا سامان ہم سے خریدیں گے تو ہم آپ کو اتنے فیصد رعایت دیں گے، تو ملازم کے لئے یہ کمیشن رکھنا جائز نہیں بلکہ کمپنی میں جمع کرنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ کمیشن کے نام سے سامان کی قیمت میں رعایت ہے، جو کمپنی کا حق ہے ملازم کا حق نہیں، کیونکہ یہ ملازم اگر کمپنی کے لئے سامان نہ خریدتا تو اتنے کی اس کو نہ ملتی تو معلوم ہوا کہ یہ اس شخص کا کمیشن نہیں بلکہ زیادہ سامان خریدنے کی وجہ سے سامان پر رعایت ہے، لہٰذا ملازم پر لازم ہے کہ اصل قیمت کمپنی سے وصول کرے اور رعایت کی رقم کمپنی کو واپس کردے، ورنہ آخرت میں واپس کرنا پڑے گی اور وہ بہت ہی زیادہ مشکل ہوگا۔ (۱)

= ۱۴۸۵، الوکالة: الباب الثالث: فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: فاروقیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۴/۳۶۳)، المادة: ۱۴۸۵، أیضاً، ط: رشیدیه۔)

آئندہ آنے والا حاشیہ نمبر ۱ تفصیل کے ساتھ ملاحظہ ہو۔

(۱) لیس لمن وکل باشتراء شئ معین أن یشتری ذلک الشئ لنفسه حتی لایکون له وان قال: عند اشترائه اشتریت هذا لنفسی بل یکون للموکل، لأنه یؤدی إلی تغریر الأمر من حیث إنه اعتمد علیه ولأن فیه عزل نفسه ولایملکه الا بمحضر من الموکل (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۲۲۴)، المادة: ۱۴۸۵، الوکالة، الباب الثالث: فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: فاروقیه کوئٹه)

إذا قیدت الوکالة بقید فلیس للوکیل مخالفته، فإن خالف لایکون شراءه نافذا فی حق الموکل ویبقی المال الذی اشتراه له، ولکن إذا خالف بصورة فائدتها أزید فی حق الموکل فلاتعد مخالفة معنی۔۔۔ أما اشتراها بأنقص یکون قد اشتراها للموکل، (درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۳/۵۸۵)، المادة: ۱۴۷۹، الوکالة، الباب الثالث: فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الثانی: فی بیان الوکالة بالشراء، ط: دار عالم الکتب/سلطانیه کوئٹه)

شرح المجلة للاتاسی: (۴/۳۵۷)، المادة: ۱۴۷۹، أیضاً، ط: رشیدیه۔

الدر مع الرد: (۵/۵۱۷، ۵۱۸)، کتاب الوکالة، باب الوکالة بالبیع والشراء، ط: سعید۔

وکیل کا دیکھ لینا

(۴۵۰) اگر چیز خریدنے کے وکیل، یا چیز قبضہ کرنے کے وکیل نے چیز کو دیکھ کر اور جانچ کرلیا ہے تو موکل کو خیار رؤیت حاصل نہیں ہوگا۔ (۱)

وکیل کا موکل سے زیادہ قیمت وصول کرنا

"وکیل بالشراء کا زیادہ قیمت وصول کرنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۶/۴۴۴)

وکیل کا موکل کی رقم اپنے خرچ میں لانا

وکیل کے لئے موکل کی رقم اس کی اجازت کے بغیر اپنی ضرورت پر خرچ کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ وکیل کے پاس موکل کی رقم امانت ہے، اور امانت میں اجازت کے بغیر تصرف کرنا جائز نہیں ہے، اگر وکیل نے ایسا تصرف کیا تو وہ رقم کا ضامن ہوگا، اسی طرح مسجد، مدرسہ اور رفاہی اداروں کی رقم کو کمیٹی یا انتظامیہ کا اپنے ذاتی تصرف میں لانا جائز نہیں ہے۔ اور اگر وکیل کو موکل کی طرف سے اپنی ضرورت پر رقم استعمال کرنے کی اجازت ہو تو پھر وکیل کے لئے اپنی ضرورت پر اس رقم کو استعمال کرنے کی اجازت ہوگی اور بعد میں اتنی رقم ادا کرنا لازم ہوگا۔ (۲)

---

(۱) الوکیل بشراء شئ والوکیل بقبضه تکون رؤیتهما لذلک الشئ کرؤیة الأصیل،... (شرح المجلة للاتاسی: (۱/ ۲۸۳)، المادة:۳۳۳، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل الخامس: فی بیان خیار الرؤیة، ط:رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۱۳۱)، المادة:۳۳۳، أیضاً، ط:فاروقیه کوئٹه۔

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۱/ ۳۳۰)، المادة:۳۳۳، أیضاً، ط:دار عالم الکتب۔

(۲) رجل جمع مالاً من الناس لینفقه فی بناء المسجد وانفق من تلک الدراهم فی حاجة نفسه، ثم رد بدلها فی نفقة المسجد لایسعه ان یفعل ذلک، واذا فعل ان کان یعرف صاحب المال رد الضمان علیه أو یسأله لیأذن له بانفاق الضمان فی المسجد، وإن لم یعرف صاحب المال یرفع الأمر إلی القاضی حتی یأمره بانفاق ذلک فی المسجد، فإن لم یقدر علی أن یرفع الأمر إلی القاضی، قالوا: نرجوا له فی الاستحسان أن ینفق مثل ذلک من ماله فی المسجد فیجوز ویخرج عن الوبال فیما بینه وبین الله تعالی،=

وکیل کا مؤکل کے مال سے کچھ لینا

(۴۵۱) ایک آدمی دوسرے آدمی کو مال دیتا ہے تاکہ وہ اپنی جان، پہچان کی وجہ سے اسے فروخت کردے اب یہ آدمی قیمت زیادہ بتا کر فروخت کر دیتا ہے اور زائد رقم خود رکھ لیتا ہے، یہ جائز نہیں ہے کیوں کہ سامان بیچنے والا سامان کے مالک کا وکیل ہے اور اس پر مال اور اس کی قیمت کے متعلق اعتماد کیا جاتا ہے اگر وہ مالک کے علم میں لائے بغیر اس کی قیمت سے کچھ لے لیتا ہے تو یہ خیانت ہے واپس کر دینا ضروری ہے۔[1]

= وفي القضاء يكون ضامنا فيكون ذلك ديناً عليه لصاحب المال، وهو نظير ما ذكر في الأصل الوكيل بقضاء الدين إذا صرف مال المؤكل في حاجة نفسه ثم قضى بمال نفسه دين الموكل يكون متبرعا في قضاء دين الموكل۔ (فتاوىٰ قاضي خان على هامش الهندية: (۲۹۹/۳)، كتاب الوقف، باب الرجل يجعل داره مسجداً، ط: رشيديه)

والوكيل به انفق الدراهم على نفسه ثم اشترى ما امر بدراهم من عنده، فالمشترى للوكيل لا للآمر في المختار۔ وفي الأصل اشترى بدنانير من عنده ثم نقد دنانير الموكل فالشراء للوكيل ويضمن مال الموكل للتعدى، ولو اشترى ما أمره وسلمه إلى الموكل ثم انفق دراهم الوكالة ونقد للبائع غيرها جاز... وفي النوازل: اعطاه دينارا لقضاء دينه أو الإنفاق على عياله فأمسكها وصرف دينار نفسه جاز استحساناً، وفي العيون امره بصدقة الف وأعطاه فانفقه وتصدق بالف من عنده لايجوز ويضمن وإن باقية عنده وتصدق بالف من عنده جاز استحساناً۔ (الفتاوىٰ البزازية على هامش الهندية: (۴۸۳/۵)، كتاب الوكالة، الفصل الخامس في الوكالة بالشراء، ط: رشيديه۔)

الهندية: (۶۳۳/۳) كتاب الوكالة، الباب العاشر: في المتفرقات، ط: رشيديه۔)

التاتارخانية: (۸۵۶/۵) كتاب الوقف، الفصل الحادى والعشرون: في المساجد، ط: إدارة القرآن۔

(۱) لو أعطى أحد ماله لدلال۔ وقال: بعه بكذا دراهم فإن باعه الدلال بأزيد من ذلك فالفضل ايضا لصاحب المال... لأن هذا الفضل بدل مال ذلك الشخص، فكما أن ذلك المبدل كان ماله فالبدل يلزم أن يكون كذلك۔ (درر الحكام شرح مجلة الاحكام: (۶۶۲/۱) المادة: ۵۷۸، الكتاب الثاني: في الاجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: في اجارة الآدمي، ط: دار الجيل۔

شرح المجلة لرستم باز: (۳۳۳/۱) ايضا، ط: فاروقيه۔

بدائع الصنائع: (۲۷/۶) كتاب الوكالة، فصل وأما بيان حكم التوكيل، ط: سعيد۔

وکیل کو ثمن کا ضامن بنانا

(۴۵۲) اگر کسی آدمی کو سامان فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا ہے، تو اس کو ثمن کا ضامن بنانا درست نہیں، مثلاً ایک شخص نے زید کو سامان فروخت کرنے کے لئے وکیل بنایا، اور اس سے یہ کہا کہ آپ سامان کو اتنی قیمت میں فروخت کریں، اور یہ بھی شرط لگائی کہ آپ مجھے اس کی قیمت ادا کریں گے چاہے آپ مشتری (خریدار) سے وصول کریں یا نہ کریں تو اس قسم کی شرط لگانا جائز نہیں ہے، اور یہ ضمانت باطل ہو جائے گی۔[1]

وکیل کو فروخت کے لئے دیا ہوا سامان چوری ہو جائے

اگر وکیل کی بے احتیاطی کی وجہ سے چوری نہیں ہوئی تو نقصان کا بار موکل پر ہوگا اور اگر وکیل کی بے احتیاطی کی وجہ سے چوری ہوئی تو وہ نقصان کا ذمہ دار ہوگا، کیونکہ وہ فروخت کرنے کا وکیل ہے، اور وکیل کا قبضہ امانت والا قبضہ ہوتا ہے، اگر

---

(۱) (قوله: ومن باع لرجل ثوبا)... أی باع ثوبا هو لرجل بطريق الوكالة عنه في بيعه (وضمن) الوكيل (له) أی للرجل المالک (الثمن أو مضارب ضمن ثمن متاع لرب المال فالضمان باطل لأن الكفالة) وهی الضمان (التزم المطالبة والمطالبة إليهما) أی إلی الوكيل والمضارب (فيصير كل منهما ضامنا لنفسه) فيصير مطالبا مطالبا وهذا لأن حقوق العقد ترجع إليه۔ (فتح القدير: (۲۱۸/۷)، كتاب الكفالة، فصل: فی الضمان، ط: دار الفكر) و: (۲۰۳/۷)، ط: رشيديه)

ولا تصح كفالة الوكيل بالثمن للموكل فيما لو وكل ببيعه؛ لأن حق القبض له بالإصالة فيصير ضامنا لنفسه۔ (قوله: ولا تصح كفالة الوكيل بالثمن) وكذا عكسه... (وقوله: فيما لو وكله ببيعه) الأولى أن يقول أی ثمن ما وكل ببيعه قيد به؛ لأن الوكيل بقبض الثمن لو كفل به يصح كما فی البحر۔ (الدر مع الرد: (۳۱۲/۵)، كتاب الكفالة، ط: سعيد۔)

يجب أن يعلم أن الحقوق نوعان: حق يكون للوكيل، وحق يكون على الوكيل فالأول كقبض المبيع ومطالبة ثمن المشتری والمخاصمة فی العيب والرجوع بثمن مستحق، ففی هذا النوع للوكيل ولاية هذه الأمور لكن لا تجب عليه، فإن امتنع لا يجبره الموكل على هذه الافعال؛ لأنه متبرع فی العمل بل يوكل الموكل بهذه الافعال۔ (فتح القدير: (۱٦/۸) كتاب الوكالة، ط: دار الفكر) و: (۱۹/۸)، ط: رشيديه)

امانت بے احتیاطی کی وجہ سے ضائع ہوجائے تو ضمان آتا ہے۔[1]

وکیل کو مبیع مفت ملے

"وکیل بالشراء کو کوئی چیز مفت ملے" عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۴۶/۶)

وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے

وکیل کے پاس موکل کا مال امانت ہوتا ہے، لہٰذا اگر موکل کا مال وکیل کے پاس کسی قسم کی تعدّی یا سستی اور غفلت کے بغیر ہلاک ہوجائے تو وکیل اس کا ضامن نہیں ہوگا اور وکیل پر اس کا تاوان ادا کرنا لازم نہیں ہوگا، البتہ اگر وکیل کی تعدی یا غفلت اور سستی کی وجہ سے ہلاک ہوجائے تو ضامن ہوگا اور تاوان ادا کرنا لازم ہوگا۔[2]

وکیل کے لئے موکل کا مال خریدنا

"دوسروں کے لئے خریدی گئی چیز پر نفع دینے کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

وکیل مقرر کیا چیز خریدنے کے لئے

ایک آدمی کسی آدمی کو کوئی چیز خریدنے کے لئے وکیل مقرر کرتا ہے کہ فلاں چیز میرے لئے بازار سے خرید کردے دیں، دونوں کے درمیان کوئی نفع لینے دینے کا طے نہیں ہوا، وکیل متعینہ چیز ایک مقررہ قیمت پر خرید کر اپنے موکل کے حوالے کرے

(۱، ۲) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یده فإذا تلف بلا تعد ولا تقصیر لا یلزم الضمان... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/۲۱۳)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹہ)

درر الحکام إلی مجلة الأحکام: (۳/۵۶۱) المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتب۔

إذا هلکت الودیعة أو نقصت قیمتها بتعدی المستودع أو بتقصیره لزمه الضمان، مثلاً إذا أنفق المستودع نقود الودیعة فی أمور نفسه أو استهلکها ضمنها، (مجلة الأحکام العدلیة: (۱۵۰)، المادة: ۷۸۷، الأمانات، الباب الثانی، فی الودیعة، الفصل الثانی: فی أحکام الودیعة وضمانها، ط: نور محمد کتب خانه کراچی)

اور اسے قیمت خرید سے زائد قیمت بتائے، مثلاً سو روپے اس چیز کی قیمت خرید تھی، لیکن وکیل نے اس کی قیمت ایک سو دس روپے بتا کر قیمت موکل سے وصول کی، تو قیمت خرید سے زائد قیمت وکیل کے لئے حلال نہیں ہوگی۔ (۱)

وکیل نے متعینہ قیمت سے زائد پر فروخت کی

اگر کسی نے اپنا سامان فروخت کرنے کے لئے کسی کو وکیل بنایا، اور فروخت کرنے کی قیمت بتادی، لیکن وکیل نے سامان متعینہ قیمت سے زائد قیمت پر فروخت کردیا تو زائد قیمت بھی موکل کی ہے، وکیل کے لئے زائد قیمت موکل کو نہ دینا اور اپنے پاس رکھنا جائز نہیں ہوگا۔ ہاں اگر وکیل وہ سامان مالک سے متعینہ قیمت پر خود خرید لے اور مالک (بائع/سیلر) کو بتادے کہ میں نے خود خریدا ہے، تو خریدنے کے بعد وکیل اس سامان کا مالک بن جائے گا، اس کے بعد اس سامان کو زائد قیمت پر کسی اور کو فروخت کردے تو پیسے وکیل (مشتری/خریدار) کے لئے حلال ہوں گے۔ (۲)

---

(۱) المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یده... (شرح المجلة لرستم باز: (۲/ ۶۱۳)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه)

درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۳/ ۵۶۱)، المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتاب/ سلطانیه کوئٹه۔

شرح المجلة للاتاسی: (۴/ ۳۳۲)، المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: رشیدیه۔

عن أبی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول الله ﷺ الا لاتظلموا الا لایحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۲) الوکیل بالبیع لایملک الشراء لنفسه؛ لأن الواحد لایکون مشتریا و بائعا فیبیعه من غیره ثم یشتریه منه... وإن أمره الموکل أن یبیعه من نفسه أو أولاده الصغار أو ممن لایقبل له شهادته فباع منهم جاز۔ (الفتاوی البزازیة علی هامش الهندیة: (۵/ ۴۷۵) کتاب البیوع، الرابع فی البیع، ط: رشیدیه۔)

لایعقد وکیل البیع والشراء... (مع من ترد شهادته له) للتهمة وجوازه بمثل القیمة (الا من عبده و مکاتبه الا إذا أطلق له الموکل) کـ "بع" ممن شئت (فیجوز بیعه لهم بمثل القیمة) اتفاقاً...=

وکیل نے موکل کے پیسے سے موکل کے لئے سامان خریدا

☆ اگر کسی نے ایک آدمی کو کوئی چیز خریدنے کو کہا اور پیسے بھی اپنے پاس سے دیئے تو یہ شخص وکیل بن گیا، اور پیسے اس کے پاس امانت ہیں، ان پیسوں سے موکل کے لئے وہ چیز خریدنا ضروری ہے، وہ چیز خریدنے کے بعد موکل کو ہی دے دینا ضروری ہے، موکل کی اجازت کے بغیر اس چیز میں تصرف کرنا، یا وہ چیز کسی اور آدمی کو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔ (۱)

=وفی السراج: لو صرح بهم جاز إجماعا الا من نفسه وطفله وعبده غير المديون.

(قوله: الا من نفسه)، وفی السراج: لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه يجوز إجماعا الا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلايجوز قطعا وإن صرح به الموكل... الوكيل بالبيع لايملك شراءه لنفسه... بزازية كذا فی البحر، ولايخفى مابينهما من المخالفة وذكر مثل ما فی السراج فی النهاية عن المبسوط، ومثل ما فی البزازية فی الذخيرة عن الطحاوی، وكأن فی المسئلة قولين، خلافا لمن يدعی أنه لامخالفة بينهما. (الدر مع الرد: (۵/ ۵۲۱، ۵۲۲) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: لايعقد وكيل البيع والشراء... ط: سعيد)

البحر الرائق: (۷/ ۱۶۶، ۱۶۷)، كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل ط: سعيد.)

قوله: الا من نفسه أی وقد أمره بالبيع ممن لاتقبل شهادته له قال فی السراج: لو أمره بالبيع من هؤلاء فإنه لايجوز اجماعا الا أن يبيعه من نفسه أو ولده الصغير أو عبده ولا دين عليه فلايجوز قطعا وإن صرح به الموكل، وهذا لاينافی ما فی البزازية أنه يجوز لنفسه فإن محله إذا صرح له بالعقد من نفسه. (حاشية الطحطاوی على الدر المختار: (۳/ ۲۷۶) كتاب الوكالة، باب الوكالة بالبيع والشراء، فصل: لايعقد وكيل البيع والشراء، ط: رشيديه.)

لايجوز للوكيل أن يبيع سلعة الموكل لنفسه... أما إذا أذنه الموكل بأن يبيع لنفسه أو لابنه الصغير، ففيه رأيان: أحدهما: أنه لايجوز؛ لأن العاقد فی هذه الحالة يكون واحدا، ثانيهما: أنه يجوز ويظهر أن الذی يقول بعدم الجواز لعلة كون العاقد واحدا لايمنع أن يبيع الوكيل السلعة لاجنبی ثم يشتريها منه ثانيا لأنه فی هذه الحالة يكون البائع غير المشتری. (كتاب الفقه على المذاهب الأربعة: (۳/ ۱۴۵) مباحث الوكالة، مبحث الوكالة بالبيع والشراء، ط: دار الفكر)

(۱) (من باع ملك غيره، فللمالك أن يفسخه، ويجيزه ان بقی العاقدان والمعقود عليه وله، وبه لو عرضا)... والأصل فيه ان كل تصرف صدر من الفضولی، وله مجيز حال وقوعه انعقد موقوفا على الإجازة عندنا. (تبيين الحقائق: (۴/ ۳۸۳) كتاب البيوع، باب بيع الفضولی، ط: دار الكتب العلمية بيروت)=

☆اور وکیل کے لئے سامان خریدنے سے پہلے موکل کی رقم کو اپنے استعمال میں لانا جائز نہیں ہے۔ (۱)

وِگ

سر کے بال جھڑنے یا کم ہونے کی وجہ سے خوبصورتی کے لئے اصلی بالوں کے ساتھ انسانی بالوں کو جوڑنا جائز نہیں ہے اس سے بچنا ضروری ہے۔ (۲)

= مجمع الانہر: (۱۳۴/۳)، کتاب البیوع، فصل فی بیع الفضولی، ط: غفاریة کوئٹه۔

الدر مع الرد: (۱۰۶/۵، ۱۰۷) کتاب البیوع، فصل فی بیع الفضولی، ط: سعید۔

المال الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء... فی حکم الودیعة فی یده... (شرح المجلة لرستم باز: (۶۱۳/۲)، المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۳/ ۵۶۱)، المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: دار عالم الکتاب/ سلطانیه کوئٹه۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۴۳۲/۴)، المادة: ۱۴۶۳، أیضاً، ط: رشیدیه۔)

عن أبی حرة الرقاشی عن عمه قال: قال رسول اللہ ﷺ الا لاتظلموا الا لایحل مال امرئ إلا بطیب نفس منه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۲۵۵) کتاب البیوع، باب الغصب والعاریة، الفصل الثانی، ط: قدیمی)

(۱) اما الذی قبضه الوکیل بالبیع والشراء وإیفاء الدین واستیفائه والمال الذی قبضه الوکیل بقبض العین بحسب وکالته، هو فی حکم الودیعة بید الوکیل۔ (شرح المجلة لسلیم رستم باز: (ص: ۷۸۴) رقم المادة: ۱۴۶۳، الوکالة، الباب الثالث فی بیان أحکام الوکالة، الفصل الأول، ط: فاروقیه کوئٹه) و: (۶۱۳/۲)، ط: مکتبه حنفیة کوئٹه)/مکتبة فاروقیه کوئٹه۔)

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۵۶۱/۳)، ط: دار عالم الکتب۔)

شرح المجلة للاتاسی: (۴۳۲/۴)، ط: رشیدیه۔)

(۲) عن ابن عمر رضی اللہ عنه أن رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قال: لعن اللہ الواصلة والواشمة والمستوشمة۔ متفق علیه۔ (مشکاة المصابیح: (ص: ۳۸۱) کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الأول، ط: قدیمی)

قوله: لعن اللہ الواصلة أی التی توصل شعرها بشعر آخر زورا... قال النووی: الأحادیث صریح فی تحریم الوصول مطلقا وهو الظاهر المختار وقد فصله أصحابنا فقالوا: ان وصلت بشعر آدمی فهو حرام=

انسانی بالوں کی وگ کی خرید وفروخت بھی جائز نہیں ہے اور پیسے بھی حرام ہیں۔[1]

ووٹ بیچنا

''ووٹ کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۴۵۸/۶)

ووٹ خریدنا

کسی بھی امیدوار کے لئے پیسے دے کر ووٹ خریدنا جائز نہیں کیوں کہ یہ رشوت ہے اور رشوت دینا اور لینا حرام ہے۔[2]

مزید ''ووٹ کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= بلا خلاف لأنه يحرم الانتفاع بشعره وسائر أجزائه لكرامته۔ (مرقاة المفاتيح: (۲۸۰/۸) كتاب اللباس، باب الترجل، ط: رشيديه)

وروصل الشعر بشعر الآدمي حرام سواء كان شعرها أو شعر غيرها۔ (الدر المختار مع الرد: (۳۷۲/۶، ۳۷۳) كتاب الخطر والاباحة، فصل في النظر والمس، ط: سعيد)

(۱) بطل بيع صبي لا يعقل ومجنون... وشعر الانسان لكرامة الآدمي ولو كافرا۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸/۵) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الآدمي مكرم شرعا ولو كافرا، ط: سعيد)

(ولا يجوز بيع شعور الانسان ولا الانتفاع به) لأن الآدمي مكرم لا مبتذل، فلا يجوز أن يكون شئ من اجزائه مهانا مبتذلا۔ (الهداية: (۵۷/۳) كتاب البيوع، باب بيع الفاسد، ط: رحمانيه)

عن ابن عباس قال: إن النبي صلى الله عليه وسلم قال: إن الله إذا حرم شيئا حرم ثمنه۔ (إعلاء السنن: (۱۱۳/۱۴) كتاب البيوع، باب حرمة بيع الخمر والميتة والخنزير والاصنام، ط: إدارة القرآن۔

سنن الدار قطني: (۷/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة۔

(۲) وعن عبدالله بن عمرو قال: لعن رسول الله صلى الله عليه وسلم الراشي والمرتشي رواه ابو داود وابن ماجة (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الامارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثاني، ط: قديمي)

عن أبي أمامة أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: من شفع لأحد شفاعة فأهدى له هدية عليها فقبلها فقد أتى بابا عظيما من ابواب الربا رواه أبو داود۔ مشكاة المصابيح: (ص: ۳۲۶) كتاب الامارة والقضاء، باب رزق الولاة وهداياهم، الفصل الثالث، ط: قديمي)=

ووٹر خریدنا

کسی بھی امیدوار کا ووٹر کو اپنے حق میں ووٹ دینے کے لئے مال دینا رشوت کی ایک قسم ہے اور یہ حرام ہے۔ (۱)

ووٹ کی خرید وفروخت

''ووٹ'' جس کے حق میں استعمال کیا جاتا ہے وہ اس کے حق میں ملک و ملت کی خیر خواہی کی شہادت ہے یا پھر ''ووٹ'' ایک قسم کی سفارش ہے کہ امیدوار کے لئے متعلقہ عہدے کی سفارش کر رہا ہے یا ''ووٹ'' ایک قسم کا مشورہ ہے کہ یہی امیدوار اس عہدے کا مستحق ہے۔

بہر صورت ان تین حیثیتوں میں سے کوئی بھی حیثیت ہو اس سے یہ بات ظاہر ہے کہ ووٹ مال متقوم نہیں (یعنی مادی قیمتی چیز نہیں ہے) بلکہ ایک غیر مادی حق ہے، ایسی چیز کی خرید وفروخت کرنا اور اس کے عوض میں رقم لینا جائز نہیں ہے لہذا بعض علاقے میں انتخابات کے وقت عام ووٹر امیدواروں سے بھاری رقم لے کر اپنا ووٹ اس کے حق میں جو استعمال کرتے ہیں یہ ناجائز ہے اور یہ رقم حلال نہیں ہے۔ (۲)

= وفی الفتح: ثم الرشوة أربعة اقسام منها ما هو حرام على الآخذ والمعطي وهو الرشوة على تقليد القضاء والإمارة۔ (شامی: (۵/۳۶۲) كتاب القضاء، مطلب فی الكلام على الرشوة والهدية، ط: سعید۔

(۱) انظر الى الحاشية السابقة رقم: ۲، على الصفحة السابقة۔

(۲) اتفق الفقهاء على صحة البيع إذا كان المعقود عليه مالا متقوما محرزا موجودا مقدورا على تسليمه معلوما للعاقدين لم يتعلق به حق الغير۔ (الفقه الاسلامی وادلته: (۵/۳۴۹۶) كتاب البيوع، المطلب الثانی أنواع البيع الفاسد، الثالث البيوع الممنوعة بسبب المعقود عليه، ط: رشیدیه۔)

ومنها أن يكون المبيع مملوكا للبائع حال البيع ... وأن يكون مقدورا على تسليمه فلا ينعقد بيع المغصوب ... ومنها أن يكون المبيع معلوما والثمن معلوما علما يمنع من المنازعة فبيع المجهول جهالة تفضي إلى المنازعة غير صحيح۔ (كتاب الفقه على مذاهب الأربعة: (۲/۱۶۳) كتاب البيع، الركن الثالث، المعقود عليه، ط: دار الفكر)

البحر الرائق: (۵/۲۵۹)، كتاب البيوع، ط: سعید۔

ویب سائٹ پر اشتہارات دیکھ کر پیسے کمانا

آج کل تو لوگوں میں اس بات کا رجحان روز بروز بڑھتا جارہا ہے کہ محنت کے بغیر گھر بیٹھ کر کمائی کا طریقہ آجائے، اس کے لئے مختلف طریقے لوگوں میں رائج ہیں، ان میں سے ایک طریقہ یہ ہے کہ ویب سائٹ میں لوگوں کے مختلف اشتہارات دیئے جاتے ہیں جنہیں کلک کر کے دیکھا جا سکتا ہے دیکھنے والوں کو ہر اشتہار دیکھنے پر رقم دی جاتی ہے اس کام کے لئے ویب سائٹس بن چکی ہیں، ان میں سے ایک ویب سائٹ "PAYWAO" کے نام سے ہے۔ اس سائٹ کے صفحہ پر

www.paywao.com/u.php?workhttps://

تمام ہدایات درج ہیں، اس پر کام کر کے پیسہ کمانے کا جو طریقہ لکھا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

نیا آدمی اس میں دو ڈالر جمع کر کے اپنا اکاونٹ بنائے گا، پھر سائٹ کی جانب سے اس کو مختلف ایڈز اور ویڈیو دیکھنے کے لئے بتائی جائیں گی، پھر سائٹ کی جانب سے اس کو ہر ایڈ دیکھنے کا کچھ معاوضہ دیا جائے گا (ان ایڈز کو دیکھنے کا فائدہ یہ ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے یہ ایڈ لگائے ہوئے ہوتے ہیں ان کو یہ بتایا جاتا ہے کہ آپ کی ایڈ کو اتنے ہزار افراد دیکھ چکے ہیں اور یہ ویب سائٹ والے ایڈ دینے والوں سے پیسے لیتے ہیں پھر ان میں سے کچھ رقم ایڈ دیکھنے والوں کو بھی دیتے ہیں) یہ ایڈ مختلف چیزوں کے ہوتے ہیں جن میں خواتین کی تصاویر کو بھی دیکھنا پڑتا ہے، اس کمائی کے دائرہ کو آگے بڑھانے کے لئے یہ شخص اس سائٹ کی "ملٹی لیول مارکیٹنگ" کے ذریعے پبلسٹی کرتا ہے اور نئے نئے لوگوں کا اکاونٹ بنواتا ہے، پھر نئے آدمی کے اکاونٹ بنانے پر اس کو اس میں کمیشن دیا جاتا ہے، اور یہ نئے لوگ جن نئے لوگوں کو اس کا تعارف کرا کر اکاونٹ بنوائیں گے، اس میں پہلے اکاونٹ والے آدمی کو کمیشن

کی صورت میں حصہ دیا جائے گا، اب یہ آدمی اپنا کمایا ہوا یہ پیسہ نکلوائے گا تو اس میں دس فیصد ''سائٹ'' والوں کو دینی ہوگی۔

اس بارے میں شرعی حکم یہ ہے کہ پیسے کمانے کا یہ طریقہ جائز نہیں ہے کیوں کہ اس میں مختلف مفاسد ہیں، ان میں سے چند یہ ہیں:

❶ اس میں ایسے لوگ بھی اشتہارات کو دیکھتے ہیں جن کا یہ چیزیں لینے کا کوئی ارادہ ہی نہیں ہوتا، ویب سائٹ والوں کی جانب سے بائع کو ایسے دیکھنے والوں کی تعداد میں اضافہ دکھانا جو کہ کسی طرح بھی خریدار نہیں، یہ بیچنے والے کے ساتھ ایک قسم کا دھوکہ ہے۔ (۱)

❷ جاندار کی تصویر کسی بھی طرح کی ہو اُس کا دیکھنا جائز نہیں، لہذا اس پر جو اجرت لی جائے گی وہ جائز نہیں ہے۔ (۲)

(۱) عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: مر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بطعام، وقد حسنہ صاحبہ، فادخل یدہ فیہ، فاذا طعام ردئ: فقال: بع ہذا علی حدۃ، وہذا علی حدۃ۔ فمن غشنا فلیس منا۔ (الترغیب والترھیب: (۳۵۰/۲) کتاب البیوع، الترھیب من الغش، ط: دار الکتب العلمیۃ)

مسند أحمد بن حنبل: (۵۰/۲) رقم الحدیث: ۵۱۱۳، مسند المکثرین من الصحابۃ، مسند عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ط: مؤسسۃ قرطبۃ.

مجمع الزوائد: (۷۸/۴) رقم الحدیث: ۶۳۸۰، کتاب البیوع، باب الغش، ط: مکتبۃ القدس۔

(۲) وفی التوضیح: قال أصحابنا وغیرھم: تصویر صورۃ الحیوان حرام أشد التحریم وھو الکبائر وسواء صنعہ لما یمتھن أو لغیرہ فحرام لکل حال، لأن فیہ مضاھاۃ لخلق اللہ، وسواء کان فی ثوب أو بساط أو دینار أو درھم أو فلس أو اناء أو حائط وأما لیس فیہ صورۃ حیوان کشجرۃ ونحوہ فلیس بحرام وسواء فی ھذا کلہ مالہ ظل ومالا ظل لہ وبمعناہ قال جماعۃ من العلماء مالک والثوری وأبو حنیفۃ وغیرھم۔ (عمدۃ القاری: (۱۱۰/۲۲) کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامۃ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

شرح النووی علی الصحیح لمسلم: (۱۹۹/۲) کتاب اللباس والزینۃ، باب تحریم صورۃ الحیوان، ط: قدیمی۔

شامی: (۶۴۷/۱) کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ط: سعید۔

ولو استأجر مصورا فلا أجر لہ، لان عملہ معصیۃ کذا عن محمد۔ (الدر المختار مع الرد: (۶۵۰/۱) کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ ومایکرہ فیھا، ط: سعید)

③ ان اشتہارات میں [illegible]تین وغیرہ کی تصاویر بھی ہوتی ہیں جن کا دیکھنا بد نظری کی وجہ سے بھی مستقل گناہ ہے۔ (۱)

④ اس میں جس طریقہ سے سائٹ کی پبلسٹی کی [illegible] وہ بھی درست نہیں یعنی پہلے اکاونٹ بنانے والے کو ہر نئے اکاونٹ بنانے پر کمیشن ملتا رہتا ہے جب کہ اس نے اس نئے آدمی کے اکاونٹ بنوانے میں کوئی محنت اور کام نہیں کیا، محنت اور کام کے بغیر کمیشن لینے کا معاہدہ کرنا اور اس پر مفت اجرت لینا جائز نہیں ہے۔ (۲)

⑤ شریعت نے محنت کر کے کمائی حاصل کرنے کی ترغیب دی ہے اور اپنے ہاتھ کی کمائی کو افضل کمائی قرار دیا ہے، محنت کے بغیر کمائی کی حوصلہ شکنی کی گئی ہے۔ (۳)

لہذا حلال کمائی کے طریقے کو اختیار کرنا چاہیے حرام کمائی سے بچنا چاہیے۔

= ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجر... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا يحل له۔ (تبيين الحقائق: (۱۲۵/۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

(۱) وعن الحسن مرسلا قال: بلغني أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لعن الله الناظر والمنظور إليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۷۰) كتاب النكاح، باب النظر إلى المخطوبة وبيان العورات، الفصل الثالث، ط: قديمي)

شعب الايمان: (۱۶۲/۶) رقم الحديث: ۷۷۸۸، الرابع والخمسون من شعب الايمان: وهو باب الحياء، فصل في الحمام، ط: دار الكتب العلمية)۔

والحاصل أنه يحرم تصوير حيوان عاقل اذا كان كامل الاعضاء اذا كان يدوم اجماعا وكذا ان لم يدم على الراجح كتصويره من نحو قشر بطيخ ويحرم النظر اليه اذا النظر الى المحرم حرام۔ (الشرح الكبير مع حاشية الدسوقي: (۳۸۸/۲) باب في النكاح، فصل: الوليمة، ط: دار الفكر۔

(۲) وفي القدوري: الأجير المشترك من لا يستحق الأجر حتى يعمل۔ (مجمع الأنهر: (۵۳۳/۳) كتاب الإجارة، فصل ط: دار الكتب العلمية)

لا يجوز لأحد أن يأخذ مال أحد بلا سبب شرعي۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۵۱/۱) المادة: ۹۷، المقالة الثانية في بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: فاروقيه)

شامي: ((۲۱/۴) كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأكل المال، ط: سعيد۔

(۳) عن جميع بن عمير عن خاله قال: سئل النبي صلى الله عليه وسلم عن أفضل الكسب؟ فقال: =

ویب سائٹس کی تیاری

موسیقی، جاندار کی تصاویر، گانے غیر شرعی اور فحش مواد پر مشتمل ویب سائٹ بنا کر دینا جائز نہیں ہے، اور آمدنی بھی حرام ہے کیوں کہ یہ گناہ اور معصیت کے کام میں تعاون ہے اور اللہ تعالی نے گناہ معصیت اور ظلم و زیادتی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرنے سے منع فرمایا ہے۔[1]

اور اگر موسیقی، جاندار کی تصاویر، گانے اور فحش مواد کے علاوہ جائز چیزوں پر مشتمل ویب سائٹس ہوں تو وہ بنا کر دینا جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔[2]

= بیع مبرور وعمل الرجل بیده (مسند أحمد: (۳/۴۶۶) رقم الحدیث: ۱۵۸۷۴، مسند المکیین، حدیث أبی بردة بن دینار، ط: مؤسسة قرطبی)

مجمع الزوائد: (۴/۶۰) رقم الحدیث: ۶۲۱۱، کتاب البیوع، باب أی الکسب أطیب، ط: مکتبة القدس۔

الترغیب والترهیب: (۲/۳۳۴) کتاب البیوع، الترغیب فی الاکتساب بالبیع، ط: دار الکتب العلمیة۔

(۱) قال الله تعالی: ولا تعاونوا علی الإثم والعدوان۔ (المائدة: ۲)

أی ولا تعاونوا علی ارتکاب المنهیات ولا علی الظلم۔ (احکام القرآن للقرطبی: (۶/۳۰) ط: دار الفکر)

(ولا یجوز علی الغناء والنوح والملاهي) لأن المعصیة لا یتصور استحقاقها بالعقد فلا یجب علیه الأجر ... وإن أعطاه الأجر وقبضه لا یحل له۔ (تبین الحقائق: (۵/۱۲۵) کتاب الاجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امدادیه)

(۲) تجوز إجارة الآدمی للخدمة أو لاجراء صنعة ما کالخیاطة والنجارة أو تعلیم القرآن أو علم الصرف والنحو والفقه وما أشبه ذلک۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۱/۵۵۲) المادة: ۵۶۲، الکتاب الثانی: فی الإجارة، الباب السادس، الفصل الرابع: فی اجارة الآدمی، ط: دار الکتب العلمیة۔)

شرح مجلة لرستم باز: (۱/۳۳۹) المادة: ۵۶۲، ایضا ط: فاروقیه۔

إن الأجیر یستحق الأجرة بقیامه بالعمل، (درر الحکام شرح مجلة الاحکام: (۱/۵۵۲) شرح المادة: ۵۶۲، ایضا ط: دار الکتب العلمیة)

ویب سائٹ کے ذریعے بیع صرف کرنا

''برقی تجارت کے ذریعہ بیع صرف کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۱۰۵/۲)

ویب سائٹوں کے ذریعہ ایجاب وقبول کرنا

ویب سائٹوں کے ذریعہ معاملہ کرنے میں مجلس عقد کا حکم ویب سائٹ پر درج شدہ فروخت ہونے والے سامان کی قیمت درج کرنا اسی طرح دیگر پیش کشوں کو ایجاب تصور کیا جائے، پھر عقد کرنے والا خریدار ان تفصیلات پر مطلع ہونے کے بعد انہیں قبول کر لے تو عقد ہو جائے گا، تو یہاں ایجاب پہنچنے کے محل کو ہی مجلس عقد شمار کیا جائے گا۔[۱]

وی پی (V.P) کے ذیعہ مال منگوانا

وی پی (V.P)(Value Payable) یعنی وہ مال جو قیمت دے کر ڈاک خانہ سے منگوایا جاتا ہے شریعت میں جائز ہے۔ ہاں اگر مال میں کوئی عیب ہو، یا بتائے گئے معیار کے مطابق نہ ہو تو اسے واپس کرنے کا اختیار ہوگا۔[۲]

---

(۱) كما يكون الأيجاب والقبول بالمشافهة يكون بالمكاتبة أيضاً... وكما أنه يجوز الايجاب والقبول مكاتبة من الطرفين كذلك يجوز بكتاب من طرف واحد، ثالثا: برسالة من الطرفين... كما أنه يجب أن يقبل الإيجاب من المخاطب في المجلس الذي يصل فيه إليه الكتاب يعني يعتبر المجلس في هذه المسألة بلوغ الكتاب واداء الرسالة۔ (درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۱/۱۴۱)، المادة: ۱۷۳، البيوع، الباب الأول، الفصل الأول: فيما يتعلق بركن البيع، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئٹه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۶۴)، المادة: ۱۷۳، أيضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

شرح المجلة للاتاسي: (۲/۳۴) المادة: ۱۷۳، أيضاً، ط: رشيديه۔)

(۲) ما بيع مطلقا إذا بيع وفيه عيب قديم يكون المشتري مخيرا إن شاء رده وإن شاء قبله بثمنه المسمى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱/۱۴۳) المادة: ۳۳۷، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل السادس: في بيان خيار العيب، ط: فاروقيه)=

ویڈیو بنانا

ویڈیو بنانا بنوانے والے پر منحصر ہے کہ وہ کس چیز کی ویڈیو بنوانا چاہتا ہے، اگر جاندار کی ویڈیو بنواتا ہے تو یہ ناجائز اور حرام اور اگر غیر جاندار کی ویڈیو بناتا ہے تو یہ جائز ہے۔

آج کل جو لوگ شادی کے دنوں میں نکاح کی محفل وغیرہ میں مردوں اور عورتوں کی مووی بنواتے ہیں یہ ناجائز اور حرام ہے، یہ بہت بڑی غلطی اور عظیم جرم ہوگا، شیطان کا مکر، اور کافروں کا دھوکہ ہے ایسے لوگوں کو قیامت کے دن دردناک عذاب ہوگا، نیز بعد میں اس فلم کو محرم نامحرم سب لوگ دیکھیں گے اس میں بے پردہ بے حجاب، میک اپ سے آراستہ خواتین بھی ہوں گی، اور خواتین ایک دوسرے کے ساتھ بے محابا گفتگو اور ہنسی مذاق بھی کرتی ہوں گی تو یہ مردوں کے لئے گناہ اور فتنے کا سبب بنے گا اس لئے یہ ناجائز اور حرام ہے، کسی بھی جاندار کی ویڈیو بنانے سے پرہیز کیا جائے۔[1]

جاندار کی ویڈیو بنا کر جو اجرت لی جاتی ہے وہ ناجائز اور حرام ہے۔ اس کو

= إذا باع مالا بوصف مرغوب فظهر المبيع خاليا عن ذلك الوصف كان المشتري مخيرا إن شاء فسخ البيع وإن شاء أخذه بجميع الثمن المسمى۔ (شرح المجلة لرستم باز: (۱۳۲/۱) المادة: ۳۱۰، الكتاب الأول: في البيوع، الباب السادس: في بيان الخيارات، الفصل الثاني: في بيان خيار الوصف، ط: فاروقيه)

درر الحكام شرح مجلة الأحكام: (۳۰۵/۱) المادة: ۳۱۰، ايضا، ط: دار الجيل۔

(۱) عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول: أشد الناس عذابا عند الله المصورون، متفق عليه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۳۸۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، الفصل الأول، ط: قديمی)

صحيح مسلم: (۲۰۱/۲) كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان، ط: قديمی)

وبالجملة أن هذه التصاوير الملعونة جماع الاثم والفواحش، لو لم يكن فيها نص من الشارع عليه الصلاة والسلام لكانت المفاسدة التي تتشأمنها كافية بلا ريب ونكران (التعليق الصبيح: (۶/۵) كتاب اللباس، باب التصاوير، ط: رشيديه)

فقراء میں صدقہ کر دینا لازم ہے۔ (۱)

ویڈیو کیسٹ

☆ اگر ویڈیو کیسٹ میں جائز چیز بھری ہوئی ہے، مثلاً بے جان اشیاء، قدرت کے بے جان مناظر کی تصویر، یا تعلیمی پروگرام جس میں جاندار کی تصاویر نہ ہوں، تو اس ویڈیو کیسٹ اور اس میں بھری ہوئی چیز دونوں کی خرید وفروخت جائز ہے، اور آمدنی بھی حلال ہے۔

☆ اور اگر ویڈیو کیسٹ میں کوئی غیر شرعی، منکر اور فحش پروگرام محفوظ کیا گیا ہے مثلاً گانے، فلم، جاندار کی تصاویر وغیرہ، تو ان کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے اور آمدنی بھی حرام ہے۔

☆ اگر ویڈیو کیسٹ خالی ہے تو اس کی تجارت جائز ہے اور آمدنی بھی حلال ہے۔ (۲)

---

(۱) ولو استأجر مصورا فلا أجر له، لأن عمله معصية كذا عن محمد۔ (الدر المختار مع الرد: (۱/ ۶۵۰) كتاب الصلاة، باب مايفسد الصلاة مايكره فيها ط: سعيد)

حاشية الطحطاوي على المراقي: (ص: ۳۶۳) كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة فصل في المكروهات، ط: قديمي۔

ولا يجوز على الغناء والنوح والملاهي، لأن المعصية لا يتصور استحقاقها بالعقد فلا يجب عليه الأجرة... وإن أعطاه الأجر و قبضه لا يحل له ويجب عليه رده على صاحبه۔ (تبيين الحقائق: (۵/ ۱۲۵) كتاب الإجارة، باب الإجارة الفاسدة، ط: امداديه ملتان)

لو مات الرجل و كسبه من بيع الباذق أو الظلم أو أخذ الرشوة يتورع الورثة ولا يأخذون منه شيئا... ويردونها على أربابها إن عرفوهم وإلا تصدقوا بها، لأن سبيل الكسب الخبيث التصدق إذا تعذر الرد على صاحبه (شامي: (۶/ ۳۸۵) كتاب الحظر والاباحة، فصل في البيع، ط: سعيد)

(۲) قال الله تعالى: ومن الناس من يشتري لهو الحديث ليضل عن سبيل الله: (سورة لقمان: ۶)

ودلت المسألة أن الملاهي كلها حرام، ويدخل عليهم بلا إذنهم، لإنكار المنكر۔ قال ابن مسعود ﷺ: صوت اللهو والغناء ينبت النفاق في القلب كما ينبت الماء النبات۔ قلت: وفي البزازية: استماع صوت الملاهي كضرب قصب ونحوه حرام... قالوا جب كل الواجب أن يجتنب كي=

ویڈیو گیم کے کاروبار

(۴۶۶) ویڈیو گیم کے کاروبار درست نہیں اور آمدنی بھی حلال نہیں، اس سے بچنا ضروری ہے، یا تو اس میں جوا ہے جو نا جائز اور حرام ہے اور اگر جوا نہیں تو اس میں اس قدر انہماک ہوتا ہے کہ فرائض اور دوسرے واجب حقوق کی ادائیگی میں سستی ہونے لگتی ہے جیسا کہ آج کل مشاہدہ ہے، اور اپنی اولاد کے مستقبل کو تباہ اور برباد کرنا ہے اور یہ تمام چیزیں نا جائز ہیں۔ (۱)

= لا يسمع. وفي الرد: ذكر شيخ الإسلام أن كل ذلك مكروه عند علمائنا، واحتج بقوله تعالى: "ومن الناس من يشترى لهو الحديث" الآية. جاء في التفسير: أن المراد الغناء... سماع غناء، فهو حرام بإجماع العلماء. (الدر المختار مع الرد: (۳۴۹/۶)، كتاب الحظر والإباحة، ط: سعيد)

عن سعيد بن الحسن قال كنت عند ابن عباس رضي الله عنهما إذ جاءه رجل فقال يا ابن عباس رضي الله عنهما إني رجل معيشتي من صنعة يدي وإني أصنع هذه التصاوير فقال ابن عباس رضي الله عنهما لا أحدثك إلا ما سمعت من رسول الله صلى الله عليه وسلم سمعته يقول: من صوّر صورة فإن الله معذبه حتى ينفخ فيه الروح وليس بنافخ فيها أبداً، فربا الرجل ربوة شديدة واصفر وجهه، فقال ويحك إن ابيت إلا أن تصنع فعليك بهذا الشجر وكل شيء ليس فيه روح، رواه البخاري: (مشكوة المصابيح: (ص: ۳۸۶) باب التصاوير، الفصل الثالث، ط: قديمي)

قال اصحابنا وغيرهم من العلماء: تصوير صورة الحيوان حرام شديد التحريم وهو من الكبائر لأنه متوعد عليه بهذا الوعيد الشديد المذكور في الأحاديث... وأما تصوير صورة الشجر ورحال الإبل وغير ذلك مما ليس فيه صورة حيوان فليس بحرام، هذا حكم نفس التصوير،... (شرح النووي على الصحيح لمسلم: (۱۹۹/۲)، كتاب اللباس والزينة، باب تحريم تصوير صورة الحيوان،... ط: قديمي.

الدر مع الرد: (۶۴۷/۱)، كتاب الصلوة، باب مايفسد الصلاة ومايكره فيها، ط: سعيد.

(۱) وكره كل لهو، لقوله عليه السلام "كل لهو المسلم حرام" إلا ثلاثة... (شامي: (۳۹۵/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل: في البيع، ط: سعيد.

وكره تحريماً اللعب بالنرد وكذا الشطرنج... وإنما كره لأن من اشتغل به ذهب عناءه الدنيوي وجاءه العناء الأخروي فهو حرام وكبيرة عندنا... (شامي: (۳۹۴/۶)، كتاب الحظر والإباحة، فصل في البيع، ط: سعيد.)

فالضابط في هذا الباب... ان اللهو المجرد الذي لا طائل تحته، وليس له غرض صحيح مفيد في المعاش ولا المعاد، حرام أو مكروه تحريماً... وأما مالم يرد فيه النهي عن الشارع وفيه فائدة =

ویزا کی خرید وفروخت

موجودہ دور میں بیشتر ملک والے دوسرے ملک والوں کو ویزے کے بغیر داخل ہونے کی اجازت نہیں دیتے، بلکہ اس کو قانونی جرم قرار دیتے ہیں، حالانکہ ویزا خود کوئی مادی چیز نہیں ہے بلکہ کسی دوسرے ملک میں داخل ہونے اور وہاں ایک متعین وقت تک رہنے کا تحریری اجازت نامہ ہے، جس کی رو سے حامل ویزا کو مناسب سہولیات بھی حاصل ہوتی ہیں اور ویزے کے بغیر داخل ہونا منع ہوتا ہے، چونکہ کسی ملک کا ویزا حاصل کرنے کے لئے کافی وقت اور پیسا خرچ کرنا پڑتا ہے اور حامل ویزا کو وہاں داخل ہونے اور رہنے کا حق حاصل ہوتا ہے۔

لہٰذا اگر یہ ویزا قانونی طور پر فروخت کرنے کی اجازت ہے تو اپنے حق اور وظیفہ سے دستبردار ہو کر ویزا کسی دوسرے کے نام فروخت کرنا جائز ہوگا اور حاصل ہونے والی رقم حلال ہوگی۔ (۱)

= ومصلحة للناس فهو... على نوعين: الأول: ما شهدت التجربة بأن ضرره أعظم من نفعه ومفاسده أغلب على منافعه وأنه من اشتغل به ألهاه عن ذكر الله وحده وعن الصلاة والمساجد التحق ذلك بالمنهي عنه لاشتراك العلة، فكان حراماً أو مكروهاً والثاني ماليس لذلك فهو أيضاً إن اشتغل به بنية التلهي والتلاعب فهو مكروه... (تكملة فتح الملهم: (۴/۳۳۵)، كتاب الشعر، باب تحريم اللعب بالنردشير، حكم الألعاب في الشريعة، ط: دار العلوم كراچی و: (۵/۲۵۷، ۲۵۸)، ط: دار القلم۔)

کفایت المفتی: (۹/۲۶۹)، کتاب الحظر والإباحة، اکیسواں باب، متفرقات، عنوان "فٹ بال اور کرکٹ وغیرہ کھیلنے کا حکم، ط: دار الاشاعت۔

(۱) لايجوز الاعتياض عن الحقوق المجردة كحق الشفعة، وعلى هذا لايجوز الاعتياض عن الوظائف بالاوقاف، وفيها في آخر بحث تعارض العرف مع اللغة المذهب عدم اعتبار العرف الخاص لكن افتى كثير باعتباره، وعليه فيفتى بجواز النزول عن الوظائف بمال۔ (الدر مع الرد: (۴/۵۱۹) كتاب البيوع، مطلب: في الاعتياض عن الوظائف والنزول عنها، ط: سعيد۔)

اقول: وعلى ماذكروه من جواز الاعتياض عن الحقوق المجردة بمال ينبغي ان يجوز الاعتياض عن التعلى وعن حق الشرب وعن حق المسيل بمال... كما جاز النزول عن الوظائف ونحوها لا سيما=

وی سی آر

''ٹی وی'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۷۵/۳)

=إذا كان صاحب حق العلو فقيرا قد عجز عن إعادة علوه، فلو لم يجز ذلك له على الوجه الذي ذكرناه يتضرر فليتأمل وليحرر۔ (شرح المجلة: (۱۲۱/۲) تحت المادة: ۲۱٦، البيوع، الباب السابع، في بيان البيع وأحكامه، الفصل الثاني في بيع مايجوز ومالايجوز، ط: رشيديه۔

ہاتھ سے بنائے ہوئے کپڑے میں خیار تعیین

''کپڑا ہاتھ کا بنایا ہوا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۷/۵)

ہاتھ کی کمائی

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کسی نے کبھی بھی اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر اور اچھا کھانا نہیں کھایا اور اللہ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔[1]

ہاتھ لگا کر سودا کرنا

''ملامسہ'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۸۵/۶)

ہارمونیم کی تجارت

ہارمونیم گانے بجانے کا آلہ ہے، اس کی تجارت مکروہ ہے۔[2]

---

(۱) عن مقدام رضی اللہ عنہ: عن رسول اللہ صلی علیہ وسلم قال: ما اکل احد طعاما قط، خیرا من ان یاکل من عمل یدہ، وان نبی اللہ داود علیہ السلام کان یاکل من عمل یدہ۔ (صحیح البخاری: (۲۷۸/۱) کتاب البیوع، باب کسب الرجل وعملہ بیدہ، ط: قدیمی)

الترغیب والترہیب: (۳۳۳/۲) رقم الحدیث: ۲۶۱۴، کتاب البیوع وغیرھا الترغیب فی الاکتساب بالبیع وغیرہ، ط: دار الکتب العلمیۃ۔

المسند الجامع: (۳۴۷/۱۵) رقم الحدیث: ۱۱۸۰۶، حرف المیم، المقدام بن معدیکرب، ط: دار الجیل۔

(۲) ویکرہ بیع السلاح من أھل الفتنۃ وفی عساکرھم؛ لأنہ إعانۃ علی المعصیۃ... وإنما یکرہ بیع نفس السلاح لا بیع مالا یقاتل بہ الا بصنعۃ، الا تری أنہ یکرہ بیع المعازف ولا یکرہ بیع الخشب۔ (الھدایۃ: (۲/۲۱۱) کتاب السیر، باب البغاۃ، ط: امدادیۃ ملتان)=

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن سے جائیداد خریدنا

ہاؤس بلڈنگ فنانس کارپوریشن (H.B.F.C) سے جائیداد خریدنا جائز نہیں ہے، کیونکہ ان کے کام کا طریقہ شریعت کے مطابق نہیں ہے۔ (۱)

ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کا قرضہ لیکر مکان خریدنا

''بیع پر بیع کرنا'' عنوان کے تحت نمبر ۴ دیکھیں۔ (۱۸۳/۲)

ہاوسنگ اسکیموں کی فائلیں

آج کل ''ہاوسنگ اسکیمون کی فائلیں فروخت کرنے کا رواج ہے اس بارے میں حکم یہ ہے کہ اگر زمین موجود ہے، اور نقشہ میں اس کی پلاٹنگ ہوگئی، بلاک اور پلاٹ کا نمبر لگ گیا اور ہر خریدار کو بلاک اور پلاٹ کا نمبر الاٹ کیا جارہا ہے تو ایسی فائلوں کو آگے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز ہے، (۲) اور اگر نقشہ میں پلاٹنگ نہیں تو اس کی فائلوں کو آگے زیادہ قیمت پر بیچنا جائز نہیں ہے البتہ جتنی رقم ادا کر کے فائل حاصل کی،

= فتح القدير: (۶/ ۱۰۸) كتاب السير، باب البغاة، ط: المصطفى البابي الحلبي مصر۔ و: (۶/ ۱۰۱)، ط: رشيديه۔)

مزید تخریج ''آلات لہو کی بیع'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

(۱) فتاویٰ عثمانی: (۳/ ۲۶۳) کتاب البیوع و (۳/ ۳۱۱) کتاب الربا والقمار والتأمین، ط: دار العلوم کراچی۔

(۲) ويجوز بيع العقار قبل القبض عند أبي حنيفة وأبي يوسف وقال محمد: لا يجوز رجوعا إلى اطلاق الحديث واعتبارا بالمنقول... ولهما أن ركن البيع صدر من أهله في محله ولا غرر فيه لأن الهلاك في العقار نادر بخلاف المنقول۔ (الهدايه: (۳/ ۷۹) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، ط: رحمانيه)

مجمع الأنهر: (۳/ ۱۱۳) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط: دار الكتب العلمية۔

الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۴۷) كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية، فصل في التصرف في المبيع والثمن، ط: سعيد۔

اتنی رقم کسی سے لے کر فائل حوالہ کر سکتا ہے۔(۱)

ہاوسنگ اسکیمیں

بعض ہاوسنگ اسکیمیں اپنی ملکیتی زمین سے زیادہ تعداد میں پلاٹس کی فائلیں فروخت کر دیتی ہیں، مثلاً ابھی تک اسکیم کے پاس صرف ایک ہزار پلاٹس کی زمین موجود ہے لیکن فائلیں دو ہزار پلاٹس کی بیچ دی جاتی ہیں اور ان کا خیال یہ ہوتا ہے کہ بقیہ زمین بعد میں خرید لی جائے گی، اس طرح اسکیم مالکان کو کچھ دن کے لئے لوگوں کے پیسے سے فائدہ اٹھانے کا موقع مل جاتا ہے، اور یہی ان کا اصل مقصد ہوتا ہے، اور یہ طریقہ شریعت میں ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ اسکیم نے ایک ہزار پلاٹس کی جو زائد فائلیں فروخت کی ہیں ان کی زمین ابھی ان کی ملکیت میں نہیں آئی، لہذا اسکیم مالکان کو ان کی فروخت کا حق نہیں پہنچتا، باقی جو ایک ہزار پلاٹس اسکیم والوں کی

---

(۱) یجوز تداول الصکوک واستردادها اذا کانت تمثل حصة شائعة فی ملکیة موجودات من أعیان أو منافع أو خدمات، بعد قفل باب الاکتتاب وتخصیص الصکوک وبدء النشاط، أما قبل بدء النشاط فتراعی الضوابط الشرعیة لعقد الصرف۔ (المعاییر الشرعیة: (ص: ۲۴۳) المعیار الشرعی، رقم: ۱۷، صکوک الاستثمار، ط: هیئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالیة الاسلامیة)

ولکن المشکلة انما تحدث من جهة أن الکمبیالة قد أصبحت الیوم آلة قابلة للتداول وان حامل الکمبیالة، وهو الدائن الأصیل، ربما یبیعها الی طرف ثالث بأقل من المبلغ المکتوب علیها طمعاً فی استعمال الحصول علی المبلغ قبل حلول الأجل، وان هذا البیع یسمی خصم الکمبیالة، فکلما أراد حامل الکمبیالة أن یتعجل فی قبض مبلغها، ذهب الی شخص ثالث وهو البنک فی عموم الأحوال، وعرض علیها الکمبیالة، والبنک یقبلها بعد التظهیر من الحامل، ویعطی مبلغ الکمبیالة نقداً بخصم نسبة مئویة منها، وان خصم الکمبیالة بهذا المشکل غیر جائز شرعاً، اما لکونه بیع الدین من غیر من علیه الدین أو لأنه من قبیل بیع النقود بالنقود متفاضلة ومؤجلة، وحرمته منصوصة فی أحادیث ربا الفضل۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (ص: ۲۰) أحکام البیع بالتقسیط، ط: مکتبه دار العلوم کراچی)

(فان وجدا) أی القدر والجنس (حرم الفضل والنساء۔ (درر الحکام شرح مجلة الأحکام: (۲/ ۱۸۶) کتاب البیوع، باب الربا، ط: دار احیاء التراث العربی۔

الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۷۲) کتاب البیوع، باب الربا، مطلب فی الابراء عن الربا، ط: سعید۔

ملکیت ہیں ان کو بیچنا درست ہے۔[1]

ہبہ میں ملی ہوئی زمین فروخت کرنا

''موہوبہ زمین کی خرید وفروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۱۸/۶)

ہدایات برائے تاجر

''تاجر کے لئے ہدایات'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۳۷/۲)

ہدیہ دینا خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے

''خریداروں کو متوجہ کرنے کے لئے ہدیہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہدیہ دینے کا مروجہ طریقہ

☆ خریدار کو سامان خریدنے سے پہلے ہدیہ دینے کا عام طور پر دو شکلوں میں وعدہ کیا جاتا ہے

(۱) تاجر اور دوکاندار یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً یہ چیز خریدے گا اس کو ہدیہ میں فلاں چیز دی جائے گی۔

(۲) تاجر اور دکاندار یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو شخص مثلاً معین سامان کی ایک خاص مقدار خریدے گا اس کو فلاں چیز ہدیہ میں دی جائے گی۔

یہ دونوں صورتیں جائز ہیں۔

---

(۱) وبیع مالیس فی ملکه) لبطلان بیع المعدوم۔

قوله: لبطلان بیع المعدوم) اذ من شرط المعقود علیه أن یکون موجوداً مالاً متقوماً فی نفسه وأن یکون ملک البائع فیما یبیعه لنفسه۔ (الدر المختار مع الرد: (۵۸/۵، ۵۹) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، مطلب: الآدمی مکرم شرعاً ولو کافراً، ط: سعید۔

البحر الرائق: (۲۵۹/۵) کتاب البیع، ط: سعید۔

شامی: (۵۰۵/۴) کتاب البیوع، مطلب: شرائط البیع أنواع أربعة، ط: سعید۔

☆ خریدار کو خریدی ہوئی چیز کے ساتھ ہدیہ دیا جا سکتا ہے، اور ہدیہ دینے کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ لوگوں کا تعلق تاجر اور دوکاندار سے مضبوط ہو، اور خریدار، ان کے گرویدہ ہو کر انہیں تجارت سے خدمت کرنے کا موقع دیں، یہ صورت بھی جائز ہے، کیونکہ اگر ہدیہ مبیع کی جنس سے ہو تو مبیع میں اضافہ ہے جو جائز ہے، اور اگر کوئی دوسری چیز ہو تو ہبہ ہے اور یہ جائز ہے۔ (۱)

ہدیہ کا حصول متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط ہو

بعض دفعہ تاجر یا دکاندار ہدیہ کا حقدار ہونے کے لئے بعض ایسی خاص متفرق چیزوں کو جمع کرنے کے ساتھ مشروط کر دیتے ہیں جو مخصوص سامان میں رکھی جاتی ہیں جیسے بعض ادارے کسی چیز مثلاً کار، فریج، وغیرہ کے اجزاء کو اپنی مصنوعات اور سامان میں چھپا دیتے ہیں، اور یہ اعلان کرتے ہیں کہ جو اس چیز کی تصویر کو مکمل کرے گا، اس کو وہ چیز مفت دی جائے گی چنانچہ بعض لوگ اس چیز کی لالچ میں اس ادارے کی مصنوعات کو زیادہ سے زیادہ خریدتے ہیں، یہ طریقہ درست نہیں، کیونکہ اس میں خریداروں کو حاجت سے زیادہ خریداری کرنے پر ابھارا جاتا ہے اور اسراف کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے اور یہ دونوں باتیں درست نہیں۔

بعض گھروں میں مشروبات کی بوتلیں صرف اس لئے خرید کرائی جاتی ہیں کہ ان کے ڈھکن کو جمع کرتے ہیں تاکہ ان کو شاید موٹر سائیکل انعام میں مل جائے

---

(۱) الزيادة فى الثمن والمثمن جائزة حال قيامهما سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه۔ (الفتاوى الهندية: (۳/ ۱۷۱)، كتاب البيوع، الباب السادس عشر فى الزيادة فى الثمن والمثمن والحط... الخ، ط: رشيديه۔)

□ أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس به۔ (الفتاوى الهنديه: (۵/ ۳۴۲)، كتاب الكراهية، الباب الثانى عشر فى الهدايا والضيافات، ط: رشيديه۔)

□ اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل كبيع وهبة وخلافة۔ (الدر المختار مع الرد: (۶/ ۴۶۲)، كتاب الصيد، ط: سعيد)

وغیرہ، اور اکثر اوقات انعام میں رکھی گئی وہ چیز نہیں ملتی تو اس صورت میں مال ضائع ہو جاتا ہے، نیز یہ کہ اس میں مال کو ایسی چیز حاصل کرنے کے لئے لگانا ہے جس کا ملنا اور نہ ملنا یقینی نہیں، اس میں جوے کا بھی شبہ ہے۔

خلاصہ یہ ہے کہ اس طرح ہدیوں کی پیش کش درست نہیں اور خریدار کے لئے اس قسم کا ہدیہ حاصل کرنے کے لئے ضرورت سے زیادہ خریداری کرنا بھی درست نہیں۔ (۱)

---

(۱) وإن مثل هذه الجوائز التي تمنح على أساس عمل عمله أحد لا تخرج عن كونها تبرعاً وهبة، لأنها ليس لها مقابل، وأن العمل الذي عمله الموهوب له، لم يكن على أساس الجائزة أو الجعالة، حتى يقال: إن الجائزة أجرة لعمله وانما كان على أساس الهبة للتشجيع، وجاء في الموسوعة الفقهية الكويتية: "الأصل إباحة الجائزة على عمل مشروع، سواء كان دينياً أو دنيوياً، لأنه من باب الحث على فعل الخير والاعانة عليه بالمال، وهو من قبيل الهبة" وبما أن حقيقة الجائزة انها هبة بدون مقابل، فانها ليست من عقود معاوضة وانما هي من قبيل التبرعات، فمن شروط جوازها أن تكون تبرعاً من المجيز بدون ان يلتزم المجاز بدفع عوض مالي مقابل الجائزة، وعلى هذا الجائزة على قسمين:

١ ... الجائزة التي تمنح بدون التزام أو وعد سابق... وهذا تبرع وهبة بدون أي شك ولا شبهة في حلتها، ٢ ... الجائزة التي تمنح على اساس التزام أو وعد سابق فيلتزم المجيز بأنه سيمنح المجاز جائزة عند وقوع واقع معين لا يدري أحد هل يقع أو لا؟ ومن شروط جوازه أن يكون تبرعاً محضاً من قبل المجيز وان لا يشترط على المجاز أن يدفع عوضاً عن الدخول في المخاطرة... فتبين بهذا أن الجوائز المشروعة يشترط فيها أن تكون تبرعاً بدون مقابل مالي، وإلا فإنها تدخل في القمار أو في عقود الغرر الأخرى، وكذلك يجب أن تكون هذه الجوائز موعودة على القروض وأنها تدخل في الربا،... وإن النوع الأول من هذه الجوائز ماتمنح على أساس القرعة ونحوها لمشتري بضاعة مخصوصة أو منتج مخصوص فإن كثيراً من التجار يعلنون جوائز ويوزعونها على جملة منتخبة من المشترين يشترون بضاعتهم... وإن حكم مثل هذه الجوائز أنها تجوز بشروط، الشرط الأول: أن يقع شراء البضاعة بثمن مثله ولا يزاد في ثمن البضاعة من أجل احتمال الحصول على الجوائز... الشرط الثاني: أن لا تتخذ هذه الجوائز ذريعة لترويج البضاعات المغشوشة... والشرط الثالث: أن يكون المشتري يقصد شراء المنتج للانتفاع به ولا يشتريه لمجرد مايتوقع من الحصول على الجائزة، لأنه ان لم يكف يقصد شراء المنتج فإن مايبذله من الثمن إنما يبذله من أجل الجائزة فكان فيه شبهة المخاطرة، فلايخلو من شبهة القمار... (بحوث في قضايا فقهيه معاصرة: (۲/ ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۳۷، ۲۳۸) أحكام الجوائز،... الجوائز على شراء المنتجات، ط: دار العلوم كراچی)=

ہدیہ کوئی خدمت ہو

☆ بعض دفعہ تاجر لوگ خریداروں کے ساتھ خاص خدمت کا وعدہ کرتے ہیں۔ جیسے بعض گاڑیاں فروخت کرنے والے ادارے یہ اعلان کرتے ہیں کہ جوان سے گاڑی خریدے گا اس کے لئے ایک سال تک گاڑی کا موبل آئل مفت تبدیل کیا جائے گا اس طرح کی خدمت لینا اور دینا جائز ہے کیونکہ یہ خدمت کا ایک طرفہ وعدہ ہے۔

☆ بعض دفعہ خریدار کو سابقہ کسی وعدہ کے بغیر خدمت مہیا کی جاتی ہے، جیسے پٹرول پمپ والے پٹرول ڈلوانے والی گاڑی کے شیشے صاف کر دیتے ہیں، یہ صورت بھی جائز ہے۔ (١)

ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کر کے پھر اقالہ کرنا

ہدیہ میں ملی ہوئی چیز فروخت کی، پھر اقالہ کیا، تو اب ہدیہ کرنے والا یہ واپس نہیں لے سکتا کیونکہ اب یہ چیز ہدیہ ملنے والے کے حق میں ایسی ہے کہ گویا اس نے اپنے خریدار سے اس کو خریدا ہے۔ (٢)

= فقه البيوع على المذاهب الأربعة: (٢/ ٨١٠، ٨١١)، المبحث الثامن، الباب الأول في أحكام البيع الصحيح بدون خيار، التطوعات من البائع، ط: معارف القرآن۔

(١) الزيادة في الثمن والمثمن جائزة حال قيامهما سواء كانت الزيادة من جنس الثمن أو غير جنسه۔ (الفتاوى الهندية: (٣/ ١٧١)، كتاب البيوع، الباب السادس عشر في الزيادة في الثمن والمثمن والحط... الخ، ط: رشيديه۔)

أهدى إلى رجل شيئاً أو أضافه إن كان غالب ماله من الحلال فلا بأس به۔ (الفتاوى الهنديه: (٥/ ٣٤٢)، كتاب الكراهية، الباب الثاني عشر في الهدايا والضيافات، ط: رشيديه۔)

اعلم أن أسباب الملك ثلاثة: ناقل كبيع وهبة وخلافة۔ (الدر المختار مع الرد: (٦/ ٢٦٢)، كتاب الصيد، ط: سعيد۔)

الدر مع الرد: (٥/ ١٢٣)، كتاب البيوع، باب الاقالة، ط: سعيد۔)

(٢) (وليس للواهب الرجوع إذا باع الموهوب له الموهوب من آخر فتقايلا) يعني إذا كان المبيع موهوباً فباعه الموهوب له ثم تقايلا ليس للواهب أن يرجع في هبته؛ لأن الموهوب له في حق الواهب =

ہدیہ یاددہانی کے لئے

''یاددہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔(۲۹۵/۶)

ہڈی کی تجارت

انسان اور خنزیر کے سوا باقی تمام حیوانات کی ہڈی کی تجارت درست ہے خواہ مردار جانور کی ہڈی ہو یا ذبح شدہ جانور کی ہڈی دونوں کا ایک حکم ہے۔[۱]

= کالمشتری من المشتری منه۔ (درر الحکام شرح غرر الأحکام: (۱۸۰/۲) کتاب البیوع، باب الإقالة، ط: دار احیاء الکتب العربی)

شامی: (۱۲۸/۵) کتاب البیوع، باب الإقالة، مطلب تحریر مهم فی إقالة الوکیل بالبیع، ط: سعید۔

شرح المجلة لرستم باز: (۳۸۱/۱) المادة: ۸۷۱، الکتاب السابع فی الهبة، الفصل الأول فی حق الرجوع عن الهبة، ط: مکتبه فاروقیه

(۱) وشعر المیتة وعظمها وصوفها وقرنها لابأس بالانتفاع بها، وبیع ذلک کله جائز؛ لأنّه لاحیاة فی هذه الاشیاء، فلایحلها الموت فلایتنجس۔ (المحیط البرهانی: (۳۳۴/۹) کتاب البیع، الفصل السادس: فیمایجوز بیعه ومالایجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

ویباع عظمها، وینتفع به، وکذاعصبها وقرنها وصوفها وشعرها ووبرها وکذاعظم الفیل۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانهر: (۸۲/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه)

تبیین الحقائق: (۳۷۷/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

(وشعر المیتة وعظمها۔)

... قوله علیه السلام فی شاة میمونة: إنّما حرم أکلها، وفی روایة: لحمها، فدل علی ان ماعدا اللحم لایحرم، فدخلت الاجزاء المذکورة۔ (شامی: (۲۰۶/۱) کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب فی أحکام الدباغة، ط: سعید

لابأس ببیع عظام الفیل وغیره من المیتات، الاعظم الآدمی والخنزیر۔ (الهندیة: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه ومالایجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

تبیین الحقائق: (۳۷۸/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

شامی: (۷۱/۵) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: سعید۔

ہڈی کی خرید وفروخت

ہڈی گیلی ہو یا سوکھی اس کی خرید وفروخت جائز ہے۔[۱] اس کی آمدنی حلال ہے، البتہ خنزیر کی ہڈی کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے۔[۲]

ہڈیوں کی تجارت

انسان اور خنزیر کی ہڈی کی تجارت جائز نہیں ہے انسان کی عزت اور احترام کی وجہ سے تجارت جائز نہیں ہے اور خنزیر کی ہڈی کی ناپاک اور حرام ہونے کی وجہ سے تجارت کرنا جائز نہیں، ان دونوں کے علاوہ ہر قسم کے جانور کی ہڈی کی خرید وفروخت کرنا جائز ہے۔ کیوں کہ ہڈی اور بال جانور کی موت سے ناپاک نہیں ہوتے البتہ مردار کی ایسی ہڈی جس پر چکناہٹ اور تری ہو اس کی خرید وفروخت کرنا جائز نہیں

---

(۱) وشعر المیتة وعظمها وصوفها وقرنها لا بأس بالانتفاع بها، وبیع ذلک کله جائز؛ لأنه لا حیاة فی هذه الاشیاء، فلا یحلها الموت فلا یتنجس۔ (المحیط البرهانی: (۹/ ۳۳۴) کتاب البیع، الفصل السادس: فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

ویباع عظمها، وینتفع به، وکذا عصبها وقرنها وصوفها وشعرها ووبرها وکذا عظم الفیل۔ (ملتقی الابحر مع مجمع الانهر: (۸۶/۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: غفاریة کوئٹه)

تبیین الحقائق: (۳۷۷/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

(وشعر المیتة وعظمها)

... قوله علیه السلام فی شاة میمونة: إنما حرم أکلها، وفی روایة: لحمها، فدل علی ان ما عدا اللحم لا یحرم، فدخلت الاجزاء المذکورة۔ (شامی: (۲۰۶/۱) کتاب الطهارة، باب المیاه، مطلب فی أحکام الدباغة، ط: سعید۔

(۲) لابأس ببیع عظام الفیل وغیره من المیتات، الا عظم الآدمی والخنزیر۔ (الهندیة: (۱۱۵/۳) کتاب البیوع، الباب التاسع فیما یجوز بیعه وما لا یجوز، الفصل الخامس فی بیع المحرمات، ط: رشیدیه)

تبیین الحقائق: (۳۷۸/۴) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: دار الکتب العلمیة بیروت۔

شامی: (۵/ [illegible]

ہراج

''نیلام کے ذریعہ خرید و فروخت'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۰۸/۶)

ہرجانہ لینا آرڈر کینسل کرنے پر

''آرڈر کینسل کرنے پر تاوان وصول کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۵۸/۱)

ہر ہر دانہ الگ ہوتا ہے

اگر خریدار نے ایسی چیزیں خریدیں جن کا ہر ہر دانہ الگ الگ ہوتا ہے، جیسے اخروٹ، انڈے یا پھل وغیرہ، اور ان میں سے اتنے فیصد دانے خراب نکلے جو عام عرف میں زیادہ نہیں سمجھے جاتے مثلا پانچ چھ فیصد، تو یہ معاف ہے اور اگر اس سے زائد دانے خراب نکلے، اور ایسے خراب نکلے کہ وہ کسی بھی کام میں نہیں آسکتے تو یہ سودا فاسد ہو جائے گا اور خریدار مال واپس کر کے اپنی رقم واپس لے سکے گا۔ (۲)

---

(۱) و فی العیون: لا بأس ببیع عظام الفیل وغیره من المیتة؛ لأن الموت لا یحل العظام، ولا دم فیه، فلا ینجس، فیجوز بیعه إلا عظم الآدمی والخنزیر، فان بیعها لا یجوز۔ وهذا إذا لم یکن علی عظم الفیل، واشباهه دسومة، فأما إذا کان، فهو نجس، ولا یجوز بیعه۔ (المحیط البرهانی: (۳۳۳/۹) کتاب البیوع، الفصل السادس: فیمایجوز بیعه ومالا یجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: إدارة القرآن)

الفتاوی التاتر خانیه: (۳۴۰/۸) کتاب البیوع، الفصل السابع: فیمایجوز بیعه ومالا یجوز، نوع آخر فی بیع المحرمات، ط: فاروقیه۔

العنایه مع فتح القدیر: (۳۹۲/۶، ۳۹۳) کتاب البیوع، باب البیع الفاسد، ط: رشیدیه جدید۔

(۲) البیض والجوز وماشا کلهما إذا ظهر بعضها فاسداً فمالا یستکثر فی العادة والعرف کالاثنین والثلاثة فی المائة یکون معفواً وإن کان الفاسد کثیراً کالعشرة فی المائة کان للمشتری رد جمیعه للبائع واسترداد ثمنه منه کاملاً۔ (شرح المجلة للاتاسی: (۳۳۱/۲)، المادة: ۳۵۴، البیوع، الباب السادس: فی بیان الخیارات، الفصل السادس: فی بیان خیار العیب، ط: رشیدیه۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۷/۱)، المادة: ۳۵۴، أیضاً، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

درر الحکام إلی مجلة الاحکام: (۳۶۵/۱)، المادة: ۳۵۴، ط: دار عالم الکتب/سلطانیه کوئٹه۔

اور اگر وہ بالکل خراب نہیں ہے بلکہ جانوروں کے یا جلانے کے یا کسی اور کام آسکتا ہے، ایسی صورت میں اگر مال اپنی اصلی حالت میں موجود ہے، اور خریدار کو اس کے عیب دار ہونے کا علم ہو گیا تو خریدار کو مال واپس کرنے کا اختیار ہے، لیکن اگر وہ مال اپنی حالت میں موجود نہیں ہے اور کاٹنے یا چھیلنے کے بعد اس کے عیب دار ہونے کا علم ہوا تو اب خریدار صرف عیب کی وجہ سے قیمت میں کمی کا مطالبہ کر سکتا ہے، مال واپس نہیں کر سکتا۔ [۱]

ہڑتال

موجودہ دور میں اپنے مطالبات تسلیم کرانے کے لئے احتجاج کیا جاتا ہے جلوس نکالے جاتے ہیں، پتلے اور ٹائر جلائے جاتے ہیں، اور ہڑتال کی جاتی ہے، اگر عوام یا ملازمین کے پاس جائز مطالبات تسلیم کرانے کے لئے ہڑتال، احتجاج اور جلوس نکالنے کے علاوہ کوئی اور راستہ نہ ہو تو توڑ پھوڑ، جلاؤ گھیراؤ اور لوگوں کی املاک اور حکومت کی اشیاء کو نقصان پہنچائے بغیر ہڑتال، احتجاج اور جلوس نکالنے کی گنجائش ہوگی۔ [۲] اور اگر اس سے حکومت کی املاک، لوگوں کی اشیاء کو نقصان پہنچایا جاتا ہو،

---

(۱) واحترز بقوله: "غير منتفع به أصلاً" عما إذا كان ينتفع به ولو علفاً للدواب أو لاستخراج دهنه أو كان يأكله بعض الناس، فإن بيعه يكون صحيحاً وللمشترى رده بخيار العيب، مالم يكسره عالماً بالعيب لأن كسره بعد العلم به دليل الرضى، أما إذ كسره ثم علم بالعيب، فلا يرده لأن الكسر عيب حادث بل يرجع بالنقصان۔ (شرح المجلة للاتاسى: (۳۳۵/۲)، تحت المادة: ۳۵۵، البيوع، الباب السادس: فى بيان الخيارات، الفصل السادس: فى بيان خيار العيب، ط: رشيديه)

درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۳۶۶/۱)، ايضاً، ط: دار عالم الكتب/سلطانيه كوئٹه۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱۵۷/۱)، ايضاً، ط: فاروقيه كوئٹه۔

(۲) قال الله تعالى: لا يحب الله الجهر بالسوء من القول إلا من ظلم۔ (النساء: ۱۴۸)

المظلوم ماذا يفعل؟ فيه وجوه، الأول: قال قتادة وابن عباس: لا يحب الله رفع الصوت بما يسوء غيره إلا المظلوم، فإن له أن يرفع صوته بالدعاء على من ظلمه۔ الثاني: قال مجاهد: إلا أن يخبر بظلم ظالمه له۔ الثالث: لا يجوز إظهار الأحوال المستورة المكتومة... لكن من ظلم فيجوز إظهار ظلمه بأن يذكر=

جلاؤ گھیراؤ اور توڑ پھوڑ کیا جاتا ہو اور عوام کا راستہ بند کیا جاتا ہو، آنے جانے سے روکا جاتا ہو تو پھر یہ جائز نہیں ہوگا۔ (۱)

ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا

اگر حکومت کے ملازمین نے حکومت کے سامنے کچھ جائز مطالبات پیش کئے لیکن حکومت نے ان کے مطالبات ماننے سے انکار کر دیا یا بار بار یاد دہانی کے باوجود حکومت نہیں مانی، تو ملازمین نے مجبور ہو کر ہڑتال کر دی اور کام کرنا چھوڑ دیا، لیکن پابندی سے حاضری دیتے رہے تو ہڑتال کے دنوں کی تنخواہ لینا جائز ہوگا کیونکہ جمہوری حکومت میں ملازمین کو ہڑتال کرنے کا قانونی حق حاصل ہوتا ہے۔ (۲)

=أنه سرق أو غضب، وهذا قول الأصم. الرابع: قال الحسن: إلا أن ينتصر من ظالمه. (التفسير الكبير: (۲۹/۱۱) سورة النساء: ۱۴۸، ط: دار الفكر)

وعن ابى جحيفة قال: جاء رجل إلى رسول الله صلى الله عليه وسلم يشكو جاره، قال "اطرح متاعك على الطريق" فطرحه، فجعل الناس يمرون عليه ويلعنونه، فجاء إلى النبى صلى الله عليه وسلم فقال: يا رسول الله: ما لقيت من الناس؟ قال: "وما لقيت منهم؟" قال: يلعنوني. قال "لعنك الله قبل الناس" فقال إني لا أعود. فجاء الذى شكاه الى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال: ارفع متاعك فقد كفيت" رواه الطبراني والبراز بنحوه إلا أنه قال: "ضع متاعك على الطريق أى على ظهر الطريق". فوضعه، فكان كل من مر قال: ما شأنك؟ قال: جارى يؤذيني، فيدعو عليه، فجاء جاره فقال: رد متاعك فلا أوذيك أبدا. (مجمع الزوائد: (۱۷۰/۸) رقم الحديث: ۱۳۵۶۸، كتاب البر والصلة، باب ما جاء فى أذى الجار، ط: مكتبة القدس)

(۱) مالك عن عمر بن يحيى المازني عن أبيه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم قال: لا ضرر ولا ضرار. (موطا الامام مالك: (ص: ۲۴۳) كتاب الأقضية، القضاء فى المرافق، ط: قديمى.

السنن الكبرىٰ: (۱۵۷/۶) كتاب احياء الموات، باب من قضى بين الناس بما فيه صلاحهم، ط: ادارہ تالیفات اشرفیہ۔

كنز العمال: (۵۹/۴) رقم الحديث: ۹۴۹۸، كتاب البيوع من قسم الأقوال، الباب الثانى فى البيع، الفصل الثانى، الفرع الثالث، فى الخداع والغش، ط: مؤسسة الرسالة.

(۲) العادة محكمة يعنى أن العادة عامة أو خاصة تجعل حكماً لإثبات حكم شرعى. (شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱)، المادة: ۳۶، المقالة الثانية فى بيان القواعد الكلية الفقهية، ط: مكتبة فاروقية)=

ہلدی زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا

''آلو زمین کے اندر ہونے کی حالت میں بیچنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا

ہلکی روشنی میں گاہک کے سامنے مال پیش کرنا یا مال کی دو تہیں ہوں تو صرف عمدہ تہہ دکھانا اور مال کی بے جا تعریف کرنا سب دھوکہ دہی میں داخل ہیں اور دھوکہ دینا ناجائز اور حرام ہے اور اس پر سخت وعید آئی ہے۔ (۱)

= لو استؤجر استاد لتعليم علم أو صنعة وسميت الأجرة فإن ذكرت مدة انعقدت الإجارة صحيحة على المدة حتى أن الاستاذ يستحق الأجرة بكونه حاضراً ومهيئاً للتعليم تعلم التلميذ أو لم يتعلم... (شرح المجلة للاتاسي: (۲/ ۲۶۸)، المادة: ۵۶۸، كتاب الاجارة، الباب السادس: في بيان أنواع الماجور وأحكامه، الفصل الرابع: في إجارة الآدمي، ط: رشيديه۔)

درر الحكام إلى مجلة الاحكام: (۱/ ۲۵۳، ۲۵۴)، المادة: ۵۶۸، ط: دار عالم الكتب۔

شرح المجلة لرستم باز: (۱/ ۳۴۱)، المادة: ۵۶۸، ط: فاروقيه كوئٹه۔)

(۱) وعن أبي هريرة رضي الله عنه أن رسول الله صلى الله عليه وسلم مر على صبرة من طعام۔ فأدخل يده فيها۔ فنالت أصابعه بللا فقال: ''يا صاحب الطعام! ما هذا؟ قال: أصابته السماء يا رسول الله! قال: أفلا جعلته فوق الطعام حتى يراه الناس، ثم قال: من غش فليس منا... قال أبو عيسى: حديث أبي هريرة حديث حسن صحيح والعمل على هذا عند أهل العلم كرهوا الغش، وقالوا: الغش حرام (جامع ترمذي: (۱/ ۲۴۵) أبواب البيوع، باب ما جاء في كراهية الغش في البيوع، ط: سعيد)

عن عبد الله بن مسعود رضي الله عنه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: من غشنا فليس منا والمكر والخداع في النار۔ (مجمع الزوائد: ۴/ ۱۳۹) رقم الحديث: ۶۳۴۱، كتاب البيوع، باب الغش، ط: دار الفكر، بيروت)

فيض القدير للمناوي: (۱۱/ ۵۹۲۶) رقم الحديث: ۸۸۸۱، ط: مكتبة نزار مصطفى الباز رياض۔

من غشنا أي خاننا وترك النصيحة لنا كأن ستر العيب في السلعة فليس منا (مرقاة المفاتيح: (۷/ ۷۵) كتاب الديات، باب ما لا يضمن من الجنايات، الفصل الأول، ط: رشيديه)

لا يحل كتمان العيب في مبيع أو ثمن؛ لأن الغش حرام۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۴۷) كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، مطلب في الصلح عن العيب، ط: سعيد)

ہم جنس موزونی اشیاء کو بلا وزن فروخت کرنا

موزونی اشیاء کو تولے بغیر اپنی جنس کے عوض فروخت کرنا جائز نہیں ہے مثلاً پیاز کو پیاز کے عوض اور لہسن کو لہسن کے عوض، دال کو دال کے عوض تولے بغیر اندازہ سے فروخت کرنا جائز نہیں ہے کیونکہ اس میں سود کا شبہ ہے، اور سود کا شبہ ہونا حقیقی سود کے قائم مقام ہونے کی وجہ سے ناجائز ہے۔

اور اگر جنس مختلف ہو تو پھر اندازہ سے فروخت کرنا جائز ہے۔ (۱)

ہمدردی تاجروں کے ساتھ

''ترقی کا راز'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۹۲/۲)

ہندوؤں کا تیار کردہ کھانا

''کافروں کا تیار کردہ کھانا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۷۷/۵)

ہُنڈی

ہُنڈی یہ ہے کہ ایک شخص کسی کو قرض دے، اور کسی شہر میں جہاں جانا ہے، یا رقم کی ضرورت ہے وہاں قرض وصول کرلے تاکہ راستہ کے خطرات سے محفوظ رہ سکے اور پرامن طور پر اس کو یہ رقم مل جائے، اس کے لئے کبھی یہ صورت بھی اختیار کی

---

(۱) (ویباع الطعام کیلا وجزافا) لحدیث البخاری فإذا اختلف هذه الاصناف فبیعوا کیف شئتم ولا یرد علیه بیع الجنس بالجنس من الربا مجازفة لما سیأتی فی الربوا من أنه غیر جائز الا إذا کان قلیلاً۔ (البحر الرائق: (۲۸۲/۵) کتاب البیوع، ط: سعید۔)

فتح القدیر: (۲۴۴/۶، ۲۴۵)، کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔)

(ویجوز بیع الطعام والحبوب مکایلة ومجازفة)، وهذا إذا باعه بخلاف جنسه لقوله علیه السلام إذا اختلف النوعان فبیعوا کیف شئتم بعد ان یکون یدا بید بخلاف ما إذا باعه بجنسه مجازفة لما فیه من احتمال الربوا... (الهدایة: (۲۷/۳)، کتاب البیوع، ط: رشیدیه۔)

جاتی ہے کہ ایک آدمی ایک شہر میں کسی سے ایسی رقم لے لیتا ہے اور دوسرے شہر میں جہاں اس کا کاروباری دوست موجود ہوتا ہے وہاں وہ یہ رقم ادا کر دیتا ہے، بعض فقہاء کرام اس کو ناجائز اور بعض نے مکروہ قرار دیا ہے، (۱) البتہ حضرت عبداللہ بن عباس

(۱) (وكره السفاتج) وهو قرض استفاد به المقرض أمن خطر الطريق وصورته أن يقرض ماله إذا خاف عليه الفوات ليرد عليه في موضع الأمن... وإنما كره لما روى أنه عليه الصلاة والسلام نهى عن قرض جر نفعاً وقيل إذا لم تكن المنفعة مشروطة فلا باس به۔ (تبيين الحقائق: (۴/ ۱۷۵)، كتاب الحوالہ، ط: مطبعة كبرىٰ اميريه، مصر۔)

الدر مع الرد: (۵/ ۳۵۰)، كتاب الحوالہ، ط: سعيد۔)

الفقه الاسلامي وادلته: (۵/ ۱۷۸)، الفصل الحادى عشر: الحوالة، المبحث الخامس،... السفاتج، ط: دار الفكر۔

قوله: "ويكره السفتجة" لأنه قرض وفيه نفع للمقرض لسقوط خطر الطريق وروى أنه عليه السلام قال كل قرض جر نفعاً فهو ربا، ذكر سنده العينى فيكون على هذا الكراهة تحريمية، وقال العينى، هذا إذا كان النفع مشروطاً في القرض۔ وكذلک إذا كان متعارفاً فيحرم والا فلا، ويجب أن يعلم أن التى فى زماننا المسماة فى لساننا (بهندى: منی آرڈر) ليس من هذا، ولا له حكم السفاتج لان السفاتج كانت لسقوط خطر الطريق وذا للوصول، فإن قلت علة الكراهة هى النفع سواء كان لسقوط الخطر أو للوصول، قلت بلى، ولكن الخطر مما لا يجوز الكفالة به ولا الأجر عليه، لأنه ليس فى وسع الانسان،... وأما الايصال تحل الأجرة عليه... لا سيما في هذا الزمان ان نجزم بمنعه تعطلت الأمور وكسدت التجارات وانقلبت الأحوال من اليسر إلى العسر فلا يضاق على الناس... وبعد هذا فاعلم ان الهندى الذى حصل لنا علمها إلى الآن على خمسة اقسام، الأولى منى آرڈر... والثانية هو ما يعاملون به الصيارفة... والخامسة: أن يكتب رجل حوالة على الآخر ويدفعه إلى رجل فيطلب هو من المكتوب إليه وإذا قبض منه يعطيه وأخذ أجرته فلا بأس بكلها إلا ما صرحنا بكراهته لكن الاحتياط فى مثل ذلک المعاملات من الربا واجب... (تكمله عمدة الرعاية على هامش شرح الوقاية: (۴/ ۱۱۹)، كتاب الحواله، ط: مير محمد كتب خانه۔)

وقال الموفق في المغنى: وكل قرض شرط فيه الزيادة فهو حرام بلا خلاف، قال ابن المنذر: أجمعوا على أن المسلف إذا شرط على المستسلف زيادة أو هدية، فأسلف على ذلک، أن أخذ الزيادة على ذلک ربا۔ (إعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۳)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن)

وقد أجمع المسلمون نقلاً عن النبى ﷺ: أن اشتراط الزيادة فى السلف ربا۔ (عمدة القارى: (۱۲/ ۱۹۰)، كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد والغائب جائزة، ط: دار الكتب العلمية)

اور حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کے بارے میں ثابت ہے کہ وہ مکہ میں تاجروں سے نقد قرض لے لیا کرتے تھے، اور کوفہ اور بصرہ میں ادائیگی کا تحریری وثیقہ لکھ دیتے تھے، اس سے گنجائش معلوم ہوتی ہے۔ (۱)

ہنڈی رسید کی خرید وفروخت

ہنڈی رسید کی خرید وفروخت جائز نہیں ہے، البتہ اس رسید میں لکھی ہوئی رقم کی مساوی رقم کے ساتھ اس کا تبادلہ کرنا جائز ہے، کمی بیشی کے ساتھ جائز نہیں ہے کیوں کہ یہ حقیقت میں بیع نہیں بلکہ قرض ہے۔ یعنی ہنڈی رسید والا دوسرے آدمی سے قرض لے کر اسے قرض کی وصولی کی دستاویز دیتا ہے۔ (۲)

---

(۱) عن عطاء بن أبی رباح: أن عبداللہ بن الزبیر کان یأخذ من قوم بمکۃ دراھم ثم یکتب بھا إلی مصعب بن الزبیر بالعراق فیأخذونھا منہ، فسئل ابن عباس رضی اللہ عنہما ذلک؟ فلم یر بہ بأساً، فقیل لہ: إن أخذوا أفضل من دراھمھم؟ قال: لا بأس إذا أخذوا بوزن دراھمھم۔ (السنن الکبری: (۵/ ۳۵۲)، کتاب البیوع، جماع أبواب الخراج بالضمان والرد بالعیوب، باب ماجاء فی السفتج، ط: إدارۃ تالیفات اشرفیہ)

اعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۲)، کتاب الحوالۃ، باب کراھۃ السفاتج بشرط وجوازھا بلا شرط، ط: إدارۃ القرآن۔

عن عطاء قال: أن ابن الزبیر یستسلف من التجار أموالا، ثم یکتب لھم إلی العمال، فذکرت ذلک لابن عباس رضی اللہ عنہما فقال: لا بأس بہ۔ (المحلی لابن حزم: (۸/ ۷۸)، کتاب القرض وھو الدین، ط: إدارۃ الطباعۃ المنیریۃ)

مصنف عبدالرزاق: (۸/ ۱۴۰)، رقم الحدیث: ۱۴۶۳۲، کتاب البیوع، باب السفتجۃ، ط: المکتب الإسلامی۔

(۲) الدیون تقضی بأمثالھا۔ (شامی: (۳/ ۸۳۸) کتاب الإیمان، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک، مطلب: الدیون تقضی بأمثالھا، ط: سعید)

الاشباہ والنظائر: (ص: ۳۵۶) الفن الثانی، کتاب المداینات، ط: قدیمی۔

ھو عقد مخصوص یرد علی دفع مثلی لیرد مثلہ۔ (الدر المختار مع الرد: (۵/ ۱۶۱) کتاب البیوع، باب المرابحۃ والتولیۃ، فصل فی القرض، ط: سعید۔

لا یجوز أن یرد المقترض إلی المقرض إلا ما اقترضہ منہ أو مثلہ، تبعا للقاعدۃ الفقھیۃ القائلۃ: کل قرض جر نفعا فھو ربا۔ (فقہ السنۃ: (۳/ ۱۴۸) القرض، ط: دار الکتاب العربی)

ہنڈی کا معاملہ اندرون ملک میں

☆ ہنڈی کا معاملہ اگر اندرون ملک میں ہے تو ہنڈی کی رقم ایک شہر میں وصول کر کے ہنڈی کا کاروبار کرنے والا دوسرے شہر میں ہنڈی کے عوض اس کی مساوی رقم ہی وصول کرسکتا ہے، اداشدہ رقم سے کم یا زائد رقم وصول کرنے کی شرط کے ساتھ یہ جائز نہیں ہوگا۔

مثلاً ایک شخص کراچی سے ہنڈی کے ذریعے پنجاب پیسے بھیجنا چاہتا ہے، تو وہ اگر ہنڈی کے ایک ہزار روپے کراچی میں ادا کر رہا ہے، تو اس کو پنجاب میں ایک ہزار روپے ہی ملیں گے، اس سے کمی یا زیادتی کے ساتھ ہنڈی کرنا ایک ہی ملک میں جائز نہیں کیونکہ ہنڈی میں وصول شدہ رقم ایک طرح کا قرض ہے، اور قرض کی رقم میں کمی زیادتی کی شرط ناجائز اور حرام ہے۔[1]

ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے

☆ اگر ہنڈی کا معاملہ بیرون ملک سے ہے، تو اس میں اہم اور ضروری بات جس کا خیال کرنا ضروری ہے وہ یہ ہے کہ ہنڈی کے طور پر رقم دینے والا رقم لینے والے سے بیرون ملک کے اتنے سکے وصول کرے جتنی مارکیٹ میں ان کی قیمت ہے، مثلاً

---

(۱) القروض یجب فی الشریعة الاسلامیة أن تقضی بأمثالها۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (۱/ ۱۷۴)، مسئلة تغیر قیمة العملة... ط: دار العلوم کراچی۔)

الدر مع الرد: (۳/ ۸۴۸)، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک، مطلب: الدیون تقضی بأمثالها، ط: سعید۔)

الاشباہ والنظائر: (ص: ۲۵۶)، الفن الثانی، کتاب المداینات، ط: قدیمی۔)

کل قرض جر نفعاً حرام۔ (الدر مع الرد: (۵/ ۱۶۶)، کتاب البیوع، فصل: فی القرض، ط: سعید۔)

شرح الحموی علی الأشباہ: (۲/ ۳۳۹)، الفن الثانی، فی الفوائد، کتاب المداینات، ط: علمیة کوئٹه۔

ایک شخص سعودی عرب میں ریال لینے کے واسطے پاکستانی روپے ہنڈی کرتا ہے اور پاکستانی دس ہزار روپے ہنڈی کے واسطے پاکستان میں موجود ایسے شخص کو ادا کرتا ہے جس کا آدمی یا کاروبار سعودی عرب میں ہے، تو اس شخص کو دس ہزار پاکستانی روپے ہنڈی کے بدلے میں اس کے مساوی سعودی ریال سعودیہ عربیہ میں ملیں گے، پاکستانی روپیوں کی جو قیمت صرافہ بازار میں سعودی ریالوں سے بنے گی وہی قیمت ریالوں کی شکل میں ملے گی، اور سعودی صرافہ بازار کی قیمت کے اعتبار سے ریال ملیں گے اس سے زیادتی یا کمی کی شرط کے ساتھ ہنڈی کرنا جائز نہیں ہوگا سود ہوگا۔ (۱)

☆ اور اگر سعودی صرافہ بازار میں پاکستانی روپیوں کے مختلف دام اور مختلف قیمتیں ہیں تو اس مارکیٹ میں چالو قیمتوں میں سے کسی ایک قیمت پر اتفاق کر لینا فریقین کے لئے جائز ہے، البتہ تنازع کی صورت میں کسی درمیانی قیمت کا ادا کرنا ضروری اور لازم ہوگا۔

---

(۱) ولو استقرض الفلوس أو العدالی فکسدت قال ابو حنیفة رحمه الله مثلها کاسدة ولا یغرم قیمتها وقال ابو یوسف رحمه الله قیمتها یوم القبض وقال محمد رحمه الله قیمتها فی آخر یوم کانت رائجة وعلیه الفتوی: (الهندیة: (۲۰۳/۳)، کتاب البیوع، الباب التاسع عشر: فی القرض والاستقراض والاستصناع، ط: رشیدیه)

هو فی الشرع عبارة عن فضل مالایقابله عوض فی معاوضة مال بمال۔ (الهندیة: (۱۱۷/۳)، کتاب البیوع، الباب التاسع، الفصل السادس فی تفسیر الربا... ط: رشیدیه۔)

الدر مع الرد: (۱۶۸/۵)، کتاب البیوع، باب الربا، ط: سعید۔)

القروض یجب فی الشریعة الاسلامیة أن تقضی بأمثالها۔ (بحوث فی قضایا فقهیة معاصرة: (۱/ ۱۷۳)، مسئلة تغیر قیمة العملة... ط: دار العلوم کراچی۔)

الدر مع الرد: (۸۳۸/۳)، کتاب الأیمان، باب الیمین فی الضرب والقتل وغیر ذلک، مطلب: الدیون تقضی بأمثالها، ط: سعید۔)

الاشباه والنظائر: (ص: ۲۵۶)، الفن الثانی، کتاب المداینات، ط: قدیمی۔)

کل قرض جر نفعاً حرام۔ (الدر مع الرد: (۱۶۶/۵)، کتاب البیوع، فصل: فی القرض، ط: سعید۔)

شرح الحموی علی الأشباه: (۳۳۹/۲)، الفن الثانی، فی الفوائد، کتاب المداینات، ط: علمیة کوئٹه۔

☆ مذکورہ اصول کے مطابق فریقین کا پاکستانی روپے کی ایسی قیمت کا تعین کر لینا جس کا رواج سعودی صرافہ بازار میں نہیں ہے، درست نہیں ہے، کیونکہ ہنڈی کا معاملہ واضح طور پر ہاتھ در ہاتھ خرید و فروخت میں نہیں آتا بلکہ قرض میں آتا ہے، اور یہ قرض کا معاملہ ہے اور قرض کا حکم یہ ہے کہ عین چیز کے بدلے میں مثل چیز یا قیمت مثل ادا کی جاتی ہے، اس واسطے قرض میں کسی زیادتی یا کمی کی شرط ناجائز ہے۔

☆ مثلاً سعودی عرب میں پاکستانی روپیوں کا بھاؤ سو روپے کے پانچ ریال ہیں تو اس قیمت پر ہنڈی کرنا جائز ہے۔

☆ لیکن فریقین کا اس طرح طے کر لینا کہ پاکستانی سو روپے کے بدلے میں سعودی پانچ ریال سے کم یعنی تین یا دو ریال ادا کرے گا، یا پانچ ریال سے زیادہ چھ ریال یا سات ریال وصول کرے گا جس کا رواج سعودی صرافہ مارکیٹ میں نہیں ہے، جائز نہیں ہے۔ سود اور حرام ہے، کیونکہ ہنڈی کا معاملہ حقیقت میں قرض کا معاملہ ہے، اور قرض میں ادا کردہ رقم کی مثل یا اس کی مساوی قیمت ملتی ہے، کم یا زیادہ نہیں ملتا، لہٰذا زیادہ لینے یا دینے کی شرط ناجائز اور سود ہے۔[1]

ہاں اگر ہاتھ در ہاتھ سعودی ریال اور پاکستانی روپیوں کی خرید و فروخت ہو تو

---

(۱) وقال الموفق في المغني: وكل قرض شرط فيه الزيادة، فهو حرام بلاخلاف، قال ابن المنذر: اجمعوا على أن المسلف إذا شرط على المستسلف زيادة أو هدية، فأسلف على ذلك، أن أخذ الزيادة ربا۔ (اعلاء السنن: (۱۴/ ۵۱۳)، كتاب الحوالة، باب كل قرض جر منفعة فهو ربا، ط: إدارة القرآن۔)

وقد أجمع المسلمون نقلاً عن النبي ﷺ: أن اشتراط الزيادة في السلف ربا۔ (عمدة القارى: (۱۲/ ۱۹۰)، كتاب الوكالة، باب وكالة الشاهد والغائب جائزة، ط: دار الكتب العلمية۔)

وفي نتيجة الفتاوى مانصه: والمقبوض على وجه القرض مضمون بمثله۔ وفيها نقلاً عن جامع الفصولين: واجب في القرض رد المثل۔ (الفتاوى الكاملية: (ص: ۹۲)، باب القرض، مطلب: الواجب في القرض رد المثل، ط: مكتبة حقانيه۔)

لأن الديون تقضى بأمثالها۔ (الدر المختار مع الرد: (۳/ ۸۴۰)، كتاب الأيمان، باب اليمين في الضرب والقتل، ط: سعيد۔)

پھر ان کے مختلف جنس اور مختلف سکّے ہونے کے اعتبار سے کمی وزیادتی کے ساتھ خرید و فروخت جائز ہوگی، پھر یہ معاملہ بیع میں شمار ہوگا قرض کا معاملہ نہیں رہے گا جبکہ ہنڈی کا معاملہ قرض اور ادھار کا معاملہ ہوتا ہے، جس میں کمی زیادتی جائز نہیں ہے، نہ ہی ایسی شرط کے ساتھ ہنڈی درست ہے، خواہ نقود اور اس کی جنس مختلف ہی کیوں نہ ہو۔

☆ بعض پاکستانی لوگ سعودی عرب میں بعض احباب سے سعودی ریال قرض لیتے ہیں ایسے لوگوں کے ذمہ میں سعودی ریال کے بدلے میں پاکستانی روپیوں سے اسی قیمت کا ادا کرنا فرض ہے جو سعودی عرب میں یا پاکستان میں سعودی ریال کا دام ہے، اس سے کمی وزیادتی کی شرط کے ساتھ ہنڈی کرنا جائز نہیں۔

☆ ہنڈی کا معاملہ اگر ایسے دو ممالک کے درمیان ہو جن میں سے کسی ایک کا سکّہ دوسرے ملک میں عام طور پر نہ چلتا ہو تو اس کے لئے دونوں ملکوں میں زیادہ استعمال ہونے والے کسی تیسرے ملک کے سکّہ کو معیار بنایا جا سکتا ہے، مثلاً ہندوستان میں اگر کوئی ہندوستانی شخص اپنے ملک کے سکّہ کو پاکستانی روپیوں کے بدلے میں ہُنڈی کرنا چاہتا ہے تو ڈالر یا پاؤنڈ کو معیار مقرر کر کے ہنڈی کر سکتے ہیں، لہٰذا ہنڈی کرنے والا جتنے ڈالروں کے ہندستانی سکّے ادا کرے گا پاکستان میں اتنے ڈالروں کے پاکستانی روپے ملیں گے۔ اس سے کم اور زیادہ کی شرط ناجائز ہوگی، مثلاً ہندوستان سے اگر سو ڈالر کے ہندوستانی سکّے کسی نے ہنڈی کئے تو پاکستان میں اسے سو ڈالر کے پاکستانی سکّے ملیں گے اس سے زیادہ یا کم مثلاً سو ڈالر کے بدلے میں پاکستانی سکّے جتنے بنیں گے اس سے پچاس یا سو روپے زائد یا کم کی شرط پر ہندوستانی روپیوں کا ہنڈی کرنا درست نہیں ہوگا۔ نیز ہنڈی کے واسطے کسی تیسرے ملک کے سکّے کو معیار بنانے کی جگہ یہ بھی جائز ہے کہ سونے یا چاندی کو ہنڈی کا معیار بنایا جائے، مثلاً ہندوستان سے سو تولہ چاندی کے عوض ہندوستانی سکّے کے بدلے میں پاکستان میں سو تولہ چاندی کے برابر پاکستانی سکّے حاصل

کئے جائیں اسی طرح سونے کو بھی معیار بنا کر ہنڈی کرنا جائز ہے۔ (۱)
واضح رہے کہ ''حوالہ'' کا بھی یہی حکم ہے۔

(۱)... وأما العملة الأجنبية من الأوراق فهي جنس آخر، فيجوز مبادلتها بالتفاضل، فيجوز بيع ثلاث ربيات باكستانية بريال واحد سعودي۔ (تكملة فتح الملهم: (۱/ ۵۹۰)، كتاب المساقات والمزارعة، باب الربا، حكم الأوراق النقدية، ط: مكتبة دار العلوم كراچی۔)

بحوث في قضايا فقهية معاصره: (ص: ۱۶۵، ۱۶۶)، ط: دار العلوم كراچی۔)

وإذا عدم الوصفان: الجنس والمعنى المفهوم إليه، حل التفاضل والنسأ لعدم العلة المحرمة، والأصل فيه الإباحة، وإذا وجدا، حرم التفاضل والنسأ لوجود العلة، وإذا وجد أحدهما وعدم الآخر، حل التفاضل وحرم النسأ۔ (الهداية: (۳/ ۸۳)، كتاب البيوع، باب الربا، ط: رحمانيه۔)

عن ابن عمر رضي الله عنهما قال: كنت أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير، آخذ هذه من هذه، وأعطي هذه من هذه، فأتيت رسول الله صلى الله عليه وسلم وهو في بيت حفصة، فقلت: يارسول الله! رويدك، إني أبيع الإبل بالبقيع، فأبيع بالدنانير وآخذ الدراهم، وأبيع بالدراهم وآخذ الدنانير، آخذ هذه من هذه، واعطي هذه من هذه، فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم: "لا باس أن تأخذها بسعر يومها مالم تفترقا، وبينكما شئ۔ (سنن أبي داؤد: (۲/ ۱۲۱)، كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: رحمانيه)

سنن نسائي: (۲/ ۲۲۳) كتاب البيوع، أخذ الورق من الذهب والذهب من الورق، ط: قديمی۔)

بسعر يومها مالم يفترقا وبينكما شيء) غير مقبوض أي بشرط التقابض في المجلس۔ قال الخطابي: واشترط أن لا يفترقا وبينهما صرف لأن اقتضاء الدراهم من الدنانير صرف وعقد الصرف لا يصح إلا بالتقابض۔ (بذل المجهود: (۱۵/ ۱۲)، كتاب البيوع، باب في اقتضاء الذهب من الورق، ط: دار الكتب العلمية۔)

وافتى المصنف ببطلان بيع الجامكية لما في الاشباه (بيع الدين إنما يجوز من المديون) الدر المختار۔

سئل عن بيع الجامكية، وهو ان يكون لرجل جامكية في بيت المال ويحتاج إلى دراهم معجلة قبل أن تخرج الجامكية، فيقول له رجل: بعني جامكيتك التي قدرها كذا بكذا انقص من حقه في الجامكية، فيقول له: بعتك، فهل البيع المذكور صحيح أم لا؟ لكونه بيع الدين بالنقد۔ أجاب إذا باع الدين من غير من هو عليه كما ذكر لا يصح۔ (شامي: (۴/ ۵۱۷) مطلب في بيع الجامكية، ط: سعيد)

(قوله: ببطلان الجامكية بأنواعها) إذا بيعت بقدرها من نحو المباشرين لدفعها، وإذا بيعت بأنقص من قدرها دخلها الربا أيضا۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۳/ ۹) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة، بيروت)

ہنڈی کا معنی

(۴۹۰) ایک جگہ سے دوسری جگہ اور ایک ملک سے دوسرے ملک رقم بھیجنے کو عرف عام میں ''ہنڈی'' کہتے ہیں۔[1]

ہنڈی کو بٹا لگانا

ہنڈی (بل آف ایکسچینج) زر اعتباری کی ایک قسم ہے، اس کی صورت یہ ہے کہ کوئی آدمی کسی تاجر سے سامان ادھار خریدتا ہے۔ وہ تاجر اس کو بل بنا کر دیتا ہے جس میں رقم کی تفصیل اور ادا کرنے کا وقت درج ہوتا ہے۔ خریدار اس پر اپنے دستخط کر دیتا ہے، اور اس پر ٹکٹ لگائی جاتی ہے۔ اس کی حیثیت قانونی ہو جاتی ہے، یہ بیچنے والا تاجر اس بل کو کرنسی کے طور پر استعمال کر سکتا ہے، اگر اس کو پیسوں کی فوراً ضرورت پیش آجائے تو وہ یہ بل بینک میں پیش کر کے رقم حاصل کر سکتا ہے، بینک اس میں سے کچھ کٹوتی کر لیتا ہے، اس عمل کو ''ہنڈی کو بٹا لگانا'' کہا جاتا ہے اور یہ ناجائز اور حرام ہے کیوں کہ یہ واضح سود ہے اور سود لینا دینا ناجائز اور حرام ہے۔[2]

مزید ''بل آف ایکسچینج'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۱۱۶/۲)

ہنڈی کی بیع

پچاس ہزار روپے کی ایک ہنڈی (کھاتہ) ہے، اور اس کی میعاد تین ماہ ہے

---

(۱) فیروز اللغات جدید: (ص: ۷۷۰)، حرف ''ہ''، ن، ط: فیروز سنز۔

(۲) عن جابر رضی اللہ عنہ قال: لعن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آکل الربا و موکلہ و کاتبہ و شاہدیہ، وقال: ہم سواء۔ (صحیح مسلم: (۲۷/۲) کتاب البیوع، باب الربا، ط: قدیمی۔)

مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۴) کتاب البیوع، باب الربا، الفصل الأول، ط: قدیمی۔

وعن عبد اللہ بن حنظلۃ غسیل الملائکۃ قال: قال: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: درہم ربا یاکلہ الرجل وہو یعلم أشد من ستۃ وثلاثین زنیۃ، رواہ أحمد والدار قطنی۔ (مشکاۃ المصابیح: (ص: ۲۴۵،

اس ہنڈی (کھاتہ) لینے والے کو میعاد سے پہلے پیسے کی ضرورت پڑے تو وہ پچاس ہزار کے عوض تبادلہ تو کرسکتا ہے لیکن پچاس ہزار سے کم میں اس ہنڈی کو فروخت نہیں کرسکتا، کیونکہ مبیع وہ ہنڈی کا کاغذ نہیں بلکہ وہ رقم ہے جو ہنڈی کے کاغذ میں لکھی ہوئی ہے، اس لئے کمی زیادتی کی صورت میں سود ہوگا۔ (۱)

ہوا بند کرنے کے عوض پڑوسی سے معاوضہ لینا

"کھڑکیاں بند ہونے کی وجہ سے پڑوسی سے معاوضہ لینا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۳۷۴/۵)

---

(۱) فقد ذكر الفقهاء المتأخرون نوعاً منها تسمى الجامكية، وهي عبارة عن ورقة كانت تصدر من بيت المال أو من ناظر الوقف لصالح رجل له حق مالي على بيت المال أو الوقف... وقد افتى الفقهاء من الحنفية والحنابلة بأن بيع الجامكية لايجوز، لكونه بيع الدين من غير من عليه... (فقه البيوع، (ص: ۱/ ۳۵۲)، الجامكية، ط: معارف القرآن)

☐ الدر مع الرد: (۵۱۷/۴)، كتاب البيوع، مطلب في بيع الجامكية، ط: سعيد۔

☐ ثم إن الذين منعوا بيع الدين من غير المدين إنما منعوه عن طريق البيع أما إذا وقع نقل الدين بطريق الحوالة فإنه جائز عند الجميع... (بحوث قضايا فقهية معاصرة: (۱۰۵/۲)، بيع الدين والأوراق المالية... ط: دار العلوم كراچي۔)

☐ وافتى المصنف ببطلان بيع الجامكية لما في الاشباه (بيع الدين إنما يجوز من المديون) الدر المختار۔

سئل عن بيع الجامكية، وهو ان يكون لرجل جامكية في بيت المال ويحتاج إلى دراهم معجلة قبل أن تخرج الجامكية، فيقول له رجل: بعني جامكيتك التي قدرها كذا بكذا انقص من حقه في الجامكية، فيقول له: بعتك، فهل البيع المذكور صحيح أم لا؟ لكونه بيع الدين بالنقد. أجاب إذا باع الدين من غير من هو عليه كما ذكر لايصح۔ (شامي: (۵۱۷/۴) مطلب في بيع الجامكية، ط: سعيد)

☐ (قوله: بطلان الجامكية بأنواعها) إذا بيعت بقدرها من نحو المباشرين لدفعها، وإذا بيعت بأنقص من قدرها دخلها الربا أيضا۔ (حاشية الطحطاوي على الدر المختار: (۹/۳) كتاب البيوع، ط: دار المعرفة، بيروت)

ہوا گوشت میں بھر کے بیچنا

"گوشت میں ہوا بھر کے بیچنا" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۱۹/۵)

ہوٹلوں میں ملازمت کرنا

☆ عام ہوٹل جس میں جائز کام ہوتا ہے ملازمت کرنا جائز ہے۔

بعض مسلمان طلبہ جو تعلیم حاصل کرنے کے لئے غیر مسلم ممالک کا سفر کرتے ہیں اور وہاں تعلیم حاصل کرتے ہیں تو کبھی ان کے معاشی اخراجات کے لئے وہ رقوم ناکافی ہوتی ہیں جو ان کے والدین وغیرہ کی طرف سے ان کو بھیجی جاتی ہیں، چنانچہ وہ طلبہ معاشی اور تعلیمی اخراجات پورے کرنے کے لئے تعلیم حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ وہاں ملازمت بھی اختیار کر لیتے ہیں اور بعض اوقات ان طلبہ کو وہاں ایسے ہوٹلوں میں ملازمت ملتی ہے جن میں شراب اور خنزیر کی خرید و فروخت ہوتی ہے تو ان طلبہ کے لئے ایسے غیر مسلم ہوٹلوں میں ملازمت اختیار کرنا جائز ہے البتہ شراب پلانے یا خنزیر یا دوسری حرام چیزوں کو لوگوں کے سامنے پیش کرنا جائز نہیں، اس لئے ایسے ہوٹلوں میں ملازمت ملنے کی صورت میں یہ ناجائز کام نہ کریں بلکہ جائز کام کرنے پر اکتفا کریں کیونکہ شراب پینا، پلانا یا خنزیر یا دوسری حرام چیزوں کو دوسروں کے سامنے بھی پیش کرنا حرام ہے اور ایسے لوگوں پر لعنت ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ جل شانہ نے شراب پر، اس کے پینے والے، اس کے پلانے والے، اس کے بیچنے والے، اس کے خریدنے والے، اس کو نچوڑنے والے، اور جس کے لئے وہ نچوڑی جائے، اور اس کو اٹھانے والے، اور جس کے لئے اٹھا کر لے جائی جائے، ان سب پر لعنت فرمائی ہے۔[1]

---

(۱) لعن اللہ الخمر، وشاربها، وساقيها، وبائعها ومبتاعها وعاصرها ومعتصرها وحاملها والمحمولة إليه۔ (ابو داود: (۱۶۲/۲) كتاب الأشربة، باب العنب يعصر للخمر، ط: رحمانيه)=

ہول سیلر

''تھوک فروش'' عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۴۲۶/۲)

ہیئر کلر

آج کل ''ہیئر کلر'' کے نام سے جو مہندی وغیرہ کا رنگ آرہا ہے، اگر وہ بالوں کو خالص سیاہ کردے تو اس کا استعمال مکروہ تحریمی ہے۔ اور یہ لعنت کا باعث اور جنت سے محرومی کا سبب بھی ہے، البتہ جو ہیئر کلر بالوں کو سیاہ نہیں کرتے بلکہ سیاہی مائل سرخ یا بھورا کردیتے ہیں ان کا استعمال اور خرید وفروخت کرنا بھی جائز ہے۔[1]

مزید ''سیاہ خضاب فروخت کرنا'' عنوان کے تحت دیکھیں۔

= لعن رسول اللہ ﷺ فی الخمر عشرة عاصرها و معتصرها و شاربها و حاملها والمحمولة إليه وساقيها وبايعها وآكل ثمنها والمشتری لها والمشتراة له۔ (ترمذی: (۳۷۴/۱)، کتاب البیوع، باب ماجاء فی بیع الخمر عاصرها و معتصرها والمعصورة له وحاملها والمحمولة له و بايعها والمبیوع له وساقيها والمستقاة له، ط: رحمانیہ۔)

ابن ماجة: (۲۴۲) کتاب الأشربة، باب لعنة الخمر علی عشرة أوجه، ط: میزان

ماحرم أخذه حرم اعطاءه، و کما حرم الأخذ والاعطاء فعلاً حرم الأمر بالأخذ إذ الحرام لایجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسی: (۷۸،۷۷/۱)، المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشیدیه۔)

شرح المجلة لرستم باز: (۲۷/۱)، المادة: ۳۵، ۳۴، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

مجموعه قواعد الفقه الحنفية: (ص ۱۱۵)، قاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهیه، ط: میر محمد کتب خانه۔)

(۱) فقال رسول اللہ ﷺ: غیروا هذا الشئ واجتنبوا السواد: (الصحیح لمسلم: (۱۹۹/۲)، کتاب اللباس والزینة، باب استحباب خضاب الشیب بصفرة و حمرة وتحریمه بالسواد، ط: قدیمی)

قال النووی رحمه الله: ومذهبنا استحباب خضاب الشیب للرجل والمرأة بصفرة أو حمرة وتحریم خضابه بالسواد علی الأصح... (حاشیة الطحطاوی علی الدر: (۳۶۳/۴)، کتاب الخنثی، مسائل شتی، ط: رشیدیه)

مرقاة المفاتيح: (۲۱۴،۲۱۳/۸)، تحت رقم الحدیث: ۴۴۲۴، کتاب اللباس، باب الترجل، الفصل الاول، ط: رشیدیه۔) =

....

= ما حرم أخذه حرم إعطاءه، وكما حرم الأخذ والإعطاء فعلا حرم الأمر بالأخذ إذ الحرام لا يجوز فعله ولا الأمر بفعله... (شرح المجلة للاتاسی: (۱/ ۷۷، ۷۸)، المادة: ۳۵، ۳۴، القواعد، ط: رشیدیه)

شرح المجلة لرستم باز: (۱/۲۷)، المادة: ۳۵، ۳۴، ط: فاروقیه کوئٹه۔)

مجموعه قواعد الفقه الحنفية: (ص ۱۱۵)، قاعدة رقم: ۲۹۱، ۲۹۲، القواعد الفقهيه، ط: میر محمد کتب خانه۔)

یاددہانی کرنے کی غرض سے ہدیہ دینا

تاجروں کے لئے خریداروں کو یاددہانی اور ذہن نشین کرانے کی غرض سے ہدیہ دینا جائز ہے، اس قسم کے ہدیوں میں عام طور پر کیلنڈر، چابی کے چھلے، مخصوص قسم کی کاپیاں، قلم وغیرہ دئیے جاتے ہیں۔(۱)

یتیم نابالغوں کی جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم

"نابالغ یتیموں کی جائیداد کی خرید وفروخت کا حکم" عنوان کے تحت دیکھیں۔

یک طرفہ بیع

یک طرفہ بیع مالک کی رضامندی پر موقوف ہے، اگر مالک رضامندی کا اظہار کرے تو بیع صحیح ہوگی ، ورنہ صحیح نہیں ہوگی، بلکہ مالک کو اپنی چیز واپس لینے کا حق ہے۔(۲)

---

(۱) عن عائشة رضي الله عنها عن النبي صلى الله عليه وسلم قال: تهادوا فإن الهدية تذهب الضغائن۔ رواه الترمذي: (مشكوة المصابيح: (ص: ۲۶۱)، كتاب البيوع، باب الرجوع في الهبة، الفصل الثاني، ط: قديمي۔)

إعلاء السنن: (۱۶/ ۱۶۷)، كتاب الهبة، ط: إدارة القرآن۔)

لاباس بقبول هدية المستقرض لانها غير مشروطة في القرض فمن جرت عادته بالمهاداة قبل القرض فالأفضل القبول، لأن قبولها من حقوق المسلم على المسلم، وكذا إذا كان المهدي معروفا بالجودة والسخاوة أو كان بينهما موّدة۔ (البزازية على الهندية: (۶/ ۳۲۶)، الفصل الرابع في الهدية والميراث، ط: رشيديه۔)

(۲) عن أبي حرة الرقاشي عن عمه قال: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم الا لاتظلموا، الا لايحل مال امرئ الا بطيب نفس منه۔ (مشكاة المصابيح: (ص: ۲۵۵) باب الغصب والعارية، ط: قديمي۔)

شرح المجلة للاتاسي: (۱/ ۲۶۲)، المادة: ۹۶، ط: رشيديه۔)

إذ لايجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي۔ (شامي: (۴/ ۶۱)، كتاب الحدود، باب التعزير، مطلب في التعزير بأخذ المال، ط: سعيد) =

یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم

۴۹۶ یومیہ پیداوار کی بنیاد پر منافع کی تقسیم کا نظام درست نہیں ہے، البتہ مال، عمل اور ضمان کی بنیاد پر منافع کی تقسیم کا طریقہ درست ہے۔ (۱)

یونس بن عبیلہ کا واقعہ

"قیمت زیادہ لے لی" عنوان کے تحت دیکھیں۔ (۲۲۹/۵)

= من يتصرف في حق غيره بغير إذن شرعي، كل تصرف صدر منه تمليكا كان كبيع وتزويج أو إسقاطا كطلاق وإعتاق، وله مجيز ... انعقد موقوفا۔ (الدر مع الرد: (۱۰۶/۵)، كتاب البيوع، باب البيع الفاسد، ط:سعيد۔)

البيع الذي يتعلق به حق آخر كبيع الفضولي وبيع المرهون ينعقد موقوفا على إجازة ذلك الآخر۔ (درر الحكام مجلة الاحكام: (۳۹۱/۱)، المادة:۳۶۸، البيوع، الباب السابع في بيان انواع البيع، واحكامه، الفصل الاول: في بيان انواع البيع، ط:دار عالم الكتب۔)

إذا باع الرجل مال الغير عندنا يتوقف البيع على إجازة المالك۔ (الهندية: (۱۵۲/۳)، كتاب البيوع، الباب الثاني عشر: في أحكام البيع الموقوف، وبيع أحد الشريكين، ط:رشيديه)

(۱) وهذا لأن الربح لايستحق إلا بالمال أو العمل أو بالضمان، فرب المال يستحقه بالمال، والمضارب يستحقه بالعمل، والأستاذ الذي يلقي العمل على التلميذ بالنصف بالضمان، ولا يستحق بما سواها۔ (الهداية: (۶۱۳/۲)، كتاب الشركة، ط:رحمانيه۔)

بدائع الصنائع: (۶۲/۶)، كتاب الشركة، فصل وأما بيان شرائط جواز هذه الانواع، ط:سعيد۔

البحر الرائق: (۳۰۶/۵)، كتاب الشركة، قبيل فصل في الشركة الفاسدة، ط:رشيديه۔
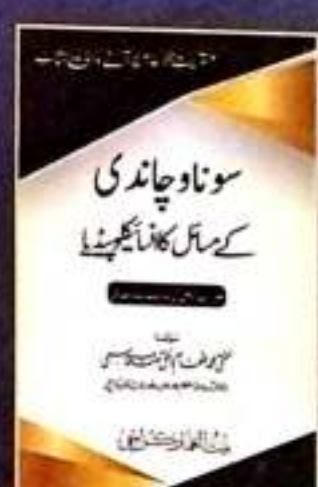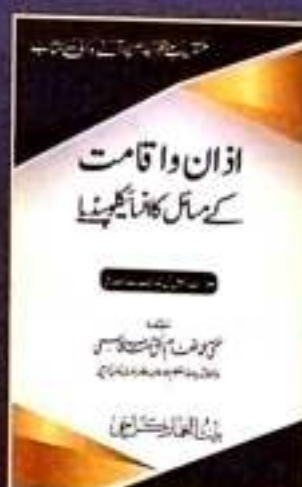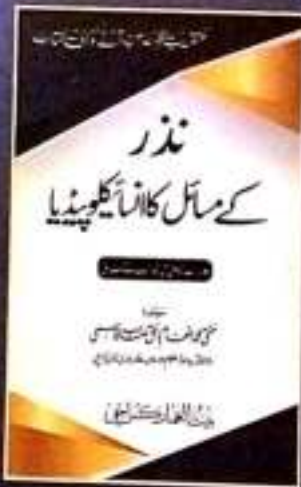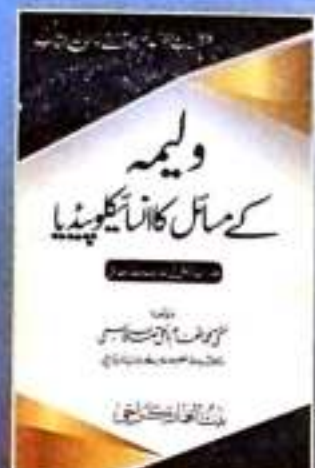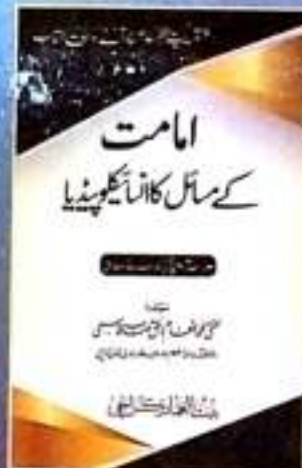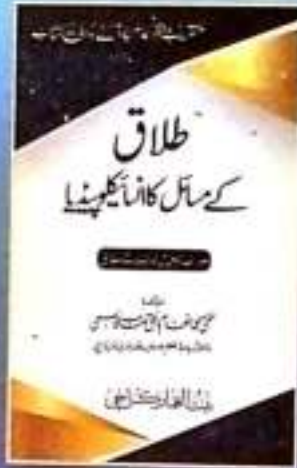
بیت العمار کراچی
+92 333 3136872 +92 302 3305466
+92 333 3845224